شوق گر ہو کہ تم بنو گیانی　　پڑھو با ذوق و شوق وگیانی

یوگ واسشٹ

801

شبد

(۱) شبد رتنا من بھیا۔ شبد میں جائے سمانا
نرکھا شبد سروپ۔ نرکھ سے اتی ہرکھانا
(۲) شبد جیو۔ ست شبد۔ شبد برہمانڈ رچانا
پرنو، اوم، سب شبد ہیں۔ یہ سنت بکھانا
(۳) شبد بھید نہیں ملا۔ جگت میں رہے اجانا
کرم دھرم نج پچ مرے چوراسی کھانا
(۴) شبد بھید لے گورو سے تب لگے ٹھکانا
بن گورو شبد نہ پاوئی۔ نر بھرم بھلانا
(۵) شبد ہی سرت بھنڈار ہے سرت شبد کمانا
رادھا سوامی چرن میں نج شبد رچانا

دُنیا کی ناپائداری

کبھی شام ہے کبھی صبح ہے نہیں شکل کوئی قرار کی　　یہ صدا سُناتی ہے ہر گھڑی جو زباں ہی لیل و نہار کی
یہ خوشی ہے موقعہ درد و غم جسے ہستی سمجھے وہ ہے عام　　جو حیات موت کے ساتھ ہے تو مکاں ہے وضع [illegible]
کوئی طفل ہے کوئی پیر ہے کوئی خوش کوئی دلگیر ہے　　وہ کبھی ہے دشمن جانستاں جسے خوشی چاہ کی پیا[illegible]
جو بنا کبھی وہ خراب ہے جو تو اب تھا وہ عذاب ہے　　سُنو سُننے والے یہ کہتے ہیں [illegible]

جو اٹھا گرا ہے وہ منہ کے بل، جو گرا وہ پھر نہ سکا سنبھل ہوا خوار اور ذلیل وہ جسے سوجھی عزت و وقار کی

تصوّف کے نکتے

جو آگ کے سامنے آتا ہے وہی جلنے لگتا ہے۔ جو پانی سے میل کریگا اُسی کو ٹھنڈک ملے گی۔ سنسار کا تعلق تین تاپ کا پیدا کرنے والا ہے اور سنتوں کا سنگم شانتی کا دینے والا ہے۔

دُکھ سُکھ۔ ہرش شوک، موکش اور بندھن سب من کے خیال ہیں۔ مگر اس کی کسی کو بھی خبر نہیں ہے۔ خوش مزاج کے ساتھ رہنے سے خوشی، دُکھی کے سنگت دُکھ، بدھ کی صحبت سے بندھن اور مکت پُرش کے تعلق سے مکتی ملے گی۔ اس قدر سمجھ لو۔ یہ بات تو معمولی آدمیوں کی سمجھ میں بھی آسکتی ہے۔

ست سنگ کر لو۔ آگ کے حوض میں غوطہ لگاتے ہوئے بھی تم کو امرت ملے گا۔ اور سر کے کٹتے ہوئے دائمی زندگی کی خوشیاں نصیب ہونے لگیں گی۔ مگر اس کا سمجھنا اور سمجھانا کٹھن ہے۔ جب گورو پراپت ہوں۔ تب اس بھید کا پتہ لگے۔

سُرت شبد یوگ کا ابھیاس جیتے جی مرنے کا راستہ ہے۔ مگر جینے کی سب کو خواہش ہے۔ مرنا کوئی بھی نہیں چاہتا۔ بغیر مرے ہوئے اصلی زندگی کا علم کسی کو کیسے ملے گا!

جا مرنے سے جگ ڈرے مو ہے بڑا آنند
کب مرہوں کب پاہوں پورن پرمانند

نہ کہیں موت ہے نہ زندگی ہے۔ ایک گیان کا سمندر ہے جو ہر وقت لہراتا رہتا ہے۔ لہروں کی گرہوں میں اٹکنے سے اُس کے چڑھاؤ اُتار کو بھرے ہوئے جیو موت اور زندگی سمجھ رہے ہیں۔ اسی سمجھ کی وجہ سے اُن کو دُکھ ہے۔ وہ ذرا ست سنگ کریں اور سُرت شبد یوگ کے سہل ابھیاس میں تو لگیں۔ پھر دیکھیں کہ یہ سنسار نرک ہے یا ویکنٹھ ہے۔ بغیر ویراگ، ابھیاس اور ست سنگ کے اس کی سمجھ نہیں آتی۔

چڑھا منصور سُولی پر۔ پکارا عشق بازوں کو
یہ اس کے بام کا زینہ ہے آئے جس کا جی چاہے (ظفر مرحوم)

خیالات

نہیں اندھیرے کا مجھ کو خطرہ کہ نُور پر اب مری نظر ہے
اگر ہے خورشید دن میں روشن تو شب کو جلوہ فگن قمر ہے
بدل بدل کر ادا دکھاتا ہے رات دن اپنی وہ ستمگر
اگر سحر میں ہے شمس تاباں تو شام کو صورتِ قمر ہے
جو بُت بنا بتکدہ کا کعبہ میں سنگِ اسود وہی ہُوا ہے
یہاں وہی ہے وہاں وہی ہے اِدھر وہی ہے وہی اُدھر ہے
کہا درختوں کی جڑ نے مجھ سے عبث ہیں وہم و گمان باطل
جو جڑ کے اندر چھُپا ہے رشتہ وہ نخل میں شاخ بار ور ہے
فلک پہ روشن جو چاند دیکھا تو چاندنی فرش ہے زمیں کی
جسے سمجھتے ہو عرش و کُرسی وہ منعکس فرش پر اِدھر ہے
خیال میں حُورِ خُلد کے جھُک کے کرتا ہے سجدہ ہر روز زاہد

یہ مسخرہ ہے خدا کی اس کو کوئی بتا دے کہاں خبر ہے!

ہمارے نالوں میں یہ اثر ہے کہ تم کو پاس اپنے کھینچ لائیں

تصورِ دل سے کون بہتر کوئی زمانہ میں نامہ بر ہے

۶- ایک روایت

ریداس جی بھگت اور کبیر صاحب کی ملاقات ہوئی۔ کبیر صاحب سنت تھے۔ ریداس جی بھگت تھے۔ ان دونوں بزرگوں کے خیالات میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ بھگت جی جب شاستر ارتھ کر کے ہار گئے تو اہنکار میں آ کر کرشن بھگوان کو یاد کیا۔ خیال کرنے کی دیر تھی وہ آ موجود ہوئے۔ کبیر صاحب صرف مسکرائے اور کرشن جی اسی وقت انتردھیان ہو گئے اور ریداس جی کی مدد نہ ہو سکی۔ تب یہ سخت محجوب ہوئے۔ کبیر صاحب بولے "بھگت جی جس کو تم نے مدد کیلئے بلایا تھا وہ بھی تمہارے من کی بھگتی کا لطیف اہنکار تھا میں اہنکار سے آزاد ہوں۔ اہنکاری کو اہنکار کیسے مغلوب کر سکتا ہے۔" یہ شرمندہ ہو کر بولے "اب میں کیا کروں" جواب دیا گیا "بھگتی کر لی۔ بہت اچھا کیا۔ اب گیان سے تعلق کرو۔ اسی بھگتی کی لطیف طاقت لیکر اپنے سروپ کو سمجھو اور تمہارا کلیان ہوگا" ریداس جی کبیر صاحب کے معتقد ہو گئے اور شاگردی اختیار کر لی۔ سچ کہا گیا ہے:-

آپ آپ کو آپ پچھانو   کہا اور کا نیک نہ مانو

(راوپرن دھنی)
رادھاسوامی جی؟

کلام وجہن صاحب

وجہن صاحب ایک مسلمان فقیر تھے۔ دوہا

جب لگ تن ناہیں جرت، من ناہیں مرجات

تب لگ صورت شیام کی، وجہن کہاں دکھات

رادھا سوامی دیال دیا رادھا سوامی سہائے

منگلاچرن

سوامی - پریتم - داتا - دانی - گورو! تم بھوپ ہو میرے

۱- تن من دھن سب تم پرواروں، روپ سروپ ہو میرے

مکتی دھام، دھرلوک نواسی انتر گھٹ کے باسی

۲- ست پد چیتن گھن - نروانی - سکھ آنند کے راسی

کرونا ساگر سب بدھی آگر - ناگر - سوبھا دھاری

۳- نرادھار جگ کے آدھارا - جیون کے ہتکاری

آپ آپ میں آپ سمانے - آپ میں آپا درسا

۴- گیان دھیان انھوگتی جانی - چرن کمل جب پرسا

سندھ گنبھیر دھیر جل بھریا - لہر اُٹھے اتی بھاری

۵- رادھا سوامی چرن شرن بلہاری سب کے رہے نیاری

دوھا

نراکار ساکار تم - اگن سگن کے ماںہہ

گھٹ میں گھٹ - گھٹ روپ ہو گھٹ گھٹ پھرنا نہہ

چوپائی

گورو جگ میں کلیان سروپ اگم - اگوچر - اَمل - اروپ

برہما - وشنو - شکتی - مہی - دیوا سُر - نر - مُنی - کرتے رل سیوا

بھانو سمان پرکاس پرکاسا پران پران گت سوانس میں آسا

ویاپک - اِک رس - سہج - اُداسی سم درشٹی ! انتر اُر باسی

کوئی نہ جانے گورو کا بھید — تھک رہے گیانی دھیانی وید
آپ چتاوے آپ لکھاوے — آپ ئین دے مرم بتاوے
رکیٹ بھرنگی گتی گورو اُپدیس — رنیر رین سم گورو سندیس
(پانی) (مچھلی)

دوہے

پارس سے لوہا ملے - کنچن چھن میں ہوے
ستگورو سے سیوک ملے - سنت رُوپ کہو سوے
چرن کمل کی بند نا - نس دن آٹھوں جام
گورو کے پد میں سب بسیں - ستّ نام ستّ دھام

کبت

(۱) وہ دویت بھی ہے ادیت بھی ہے — ادویت کے دویت کے پار گورو
سنسار کا سار اسار نہیں — دواو سار۔ اسار کے وار گورو
(۲) متی جیہی نہ لکھے جو متی میں رہے — متی۔ کومتی۔ سومتی کو راہ نہیں
یہ سندھ وہا، گنبھیر کہا — مُرجیو(غوطہ لگانے والا) کی وا میں تھاہ نہیں
(۳) جب آپ کہے سب کوئی لئے — بن بانی کتھے ست بھید سبھی
نہیں دیس بدیس آدیس کبھی — سندیس بتائے سنائے کبھی
(۴) نہیں کرم۔ نہ دھرم نہ مرم بھیا — رنہہ مرم کا مرم کہے کوئی کیا
نہہ اکشر اکشر۔ دھرم جہ نہیں — بج بدھی سے تا کو لکھے کوئی کیا
(۵) رادھا سوامی نے سوپ دھرا گورو کا — تب بھیدی کو بھید دیا اپنا
پد ٹریا نہیں۔ ترُیا ہے وُہی — سُکھ نیند(موت بیتی) نہ جاگرت نہیں سپنا

دوہا

کھید مٹا بھو بجھے گیا۔ من پایا بسرام
رادھاسوامی چرن ہیں۔ کوٹ کوٹ پرنام

چھند

چرن شرن گورو دیجئے۔ شرناگت آیا
سیوک سب بدھی جان کر۔ گورو کیجئے دایا

اپرادھی۔ کامی۔ کوٹل۔ دمبھی اور مانی
کھوٹ بھرا چھل کپٹ کا۔ کرودھی اگیانی

تارن ہار اتار لے۔ تو تارن آیا
مجھ سم پاپی کون ہے۔ دے چرن کی چھایا

ہار ہار کر ہار کر۔ ہارا من اپنے
اور کہیں نہیں آسرا۔ کوئی سوجھے نہ سپنے

تیرا ہوں تجھے چھوڑ کر کہاں۔ کیہی بدھی جاؤں
رادھاسوامی۔ مہر کر۔ تیرا گن گاؤں

دوہا

نج بالک پربھو جان کر۔ لیجے چرن لگائے
چرن کمل من چھوڑ کر۔ اور کہوں نہیں جائے

دیباچہ

ویدانت کی کتابوں میں یوگ وسشٹ کی خاص حیثیت ہے۔ برخلاف اور کتابوں کے اس میں علمی اصطلاحات بہت کم آئے ہیں اور اصلی مطلب کو بلا کسی کی سند اور رائے کے ماتحت قائم کئے ہوئے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کا مصنف حد درجہ کا باخبر اور واقف کار معلوم ہوتا ہے۔ کہنے کیلئے تو یہ مہرشی والمیکی کی تصنیف مشہور ہے اور عوام میں یہ مہا راماین کے نام سے موسوم ہے مگر سنسکرت کی قدیم کتابوں میں اس کا ذکر نہیں آیا۔ اس لئے اکثر محققین کا خیال ہے کہ یہ مابعد زمانہ کی لکھی ہوئی ہے اور سوامی شنکر اچاریہ کے بعد اس کی تصنیف کا اہتمام ہوا ہے۔ ممکن ہے یہ صحیح ہو مگر قدیم نہ ہونے سے اس کی عظمت میں کیا فرق آتا ہے؟ ہر شئے کو اسی کی حیثیت اور اہمیت کی نظر سے دیکھنا چاہئے اور جب ہم اس نقطۂ نگاہ سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ بہت ہی قابل قدر معلوم ہوتی ہے؛۔

یوگ وسشٹ۔ دنیا کی ضخیم کتابوں میں سے ہے اور ویدانت کے مضمون میں بالخصوص اتنی بڑی اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ اس کی ہر دلعزیزی کا درجہ بھی اس ایک بات سے ظاہر ہے کہ علاوہ سنسکرت میں بار بار چھپنے کے ہندی اور اردو میں اس کے ترجمے کئے گئے۔ انگریزی میں بھی کسی صاحب نے اس کو مغربی زبان کا جامہ پہنایا۔ مسلمان بادشاہوں کے عہد میں کسی کسی نے فارسی میں بھی ترجمے کئے جن میں سے بعض تو کتب خانوں میں ملتے ہیں۔ اور بعضوں کا پتہ نہیں ہے۔ کتاب بہت بڑی ہے۔ مجموعی طور پر اس میں ایک لاکھ شلوک ہیں مگر چونکہ عمداً انہیں بار بار ایک ہی خیال کا اعادہ کیا ہوا ہے اور اکثر طبیعتیں طوالت کو پسند نہیں کرتیں کشمیر کے نامی پنڈت ابھی نندن جی نے اسکو مختصر کیا اور اس کا نام لگھو وسشٹ رکھا۔ اس میں تمام کتاب کے

مضامین معہ قصّوں کہانیوں کے آگئے ہیں اور کوئی ضروری بات نظر انداز نہیں کیگئی ہے
سنسکرت زبان کی یہ خوبی ہے کہ لوگ اُس کی طوالت ورنہ تکرار بیان کو دلچسپی کی نظر سے
دیکھتے ہیں۔ ترجموں میں یہ خوبی نہیں آسکتی۔ اصل اصل ہے اور نقل نقل ہے۔ نقل میں
اصل کا مزہ نہیں آسکتا۔ مگر پھر بھی ہمارے ملک میں کتنے آدمی ایسے ہیں جو سنسکرت
کا علم رکھتے ہیں؛ اُن کو فیض پہنچانے کیلئے جنہوں نے اس کے مروجہ زبانوں میں
ترجمے کیئے۔ اُن کی محنت اور مشقت ہماری تعظیم کی مستحق ہے اور سب سے زیادہ اُپکار
ابھی نرنجن جی کا ہے۔ جنہوں نے اس کو مختصر کر کے اصل کتاب کے جوہر کو عوام الناس تک
پہنچایا۔ پنجاب میں بدقسمتی سے جہاں سنسکرت کی اشاعت کم ہے عام طور پر ہندی پڑھنے
کا بھی اس قدر شوق نہیں ہے جتنا کہ ہونا چاہئے تھا یہی سبب ہے کہ [illegible] میں کئی اصحاب
نے لگھو یوگ وسشٹ کا ترجمہ کیا۔ کسی شخص نے ہمت سے کام لے کر گورمکھی حرفوں
میں بھی اس کو بدل دیا ہے مگر عام طور پر ان تمام تالیفات میں مکھی پر مکھی مارنے کا اہتمام
مدِ نظر رکھا ہے۔ اِن کی وجہ سے یوگ وسشٹ کی تعلیم کو رواج تو ہوا۔ مگر اس قدر
ضرورت باقی رہ گئی تھی کہ کوئی شخص اُس کو اچھی طرح سمجھ کر ایسی شکل میں اُس کو بیان کرتا
کہ وہ نقل نہ معلوم ہوتا اور اُس میں اصل کا مزہ آجاتا۔

مدت ہوئی اکثر احباب نے ہم سے درخواست کی کہ ہم اپنے طور پر اس کام کو
ہاتھ میں لیں۔ مگر فرصت نہیں تھی۔ آخر اصرار بڑھتا ہی گیا اس لئے ہم مجبور ہو کر گیانی
کے سلسلہ میں اس کے لُب لباب اور جوہر کو اپنی نہایت سیدھی سادھی عام فہم بچوں
کی زبان میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تو ہم نہیں کہتے کہ یہ اصل کتاب
کی طرح مفید اور دلچسپ ثابت ہوگی۔ مگر ہاں نہ چونکہ ہم تجربہ کرتے ہیں اور نہ ترجمہ کرنے
کا شوق ہے۔ اس کو اپنی بنا کر پیش کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ بمقابلہ ترجموں کے زیادہ کارآمد
معلوم ہو انگریزی میں ایک مثل ہے "پرانی شراب کو نئی بوتل میں بھر دینے سے وہ زیادہ اچھی

معلوم ہوتی ہے۔ شے تو جو ہے وہی ہے اُس کا اثر اور مزہ بھی قدرتی طور پر وہی ہوگا جو اُس سے مخصوص اور منسوب ہے۔ اُس کے ظرف کے بدل دینے سے تازگی پسند اور نئی چیزوں کے شائقین کی آنکھوں کو ایک قسم کا تازہ لطف ملتا ہے اور انسان کی طبیعت بھی کچھ اسی طرح کی واقع ہوئی ہے۔ وہ ہمیشہ نئی نئی چیزوں کے مزہ لینے، نئے نئے نظارے دیکھنے اور نئی نئی باتوں کے سُننے کا شیدائی رہتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اُس کے اس جذبہ کا لحاظ نہ کیا جائے۔ جب قدرت میں خود فطرتاً یہ خاصہ موجود ہے کہ وہ ہر شے کا رنگ رُوپ بدل بدل کر دکھاتی رہتی ہے تو انسان کو بھی اس طرزِ عمل کی پیروی کرنی مناسب ہے۔ یہاں نہ تو کوئی شے قدیم ہے نہ نئی ہے۔ قدیم اور حادث دونوں نسبتی الفاظ ہیں جو کچھ، مچھ، وراہ تھے وہی رام، کرشن اور بُدھ ہیں۔ سب ہی وشنو کے اوتار ہیں۔ مگر وقت وقت پر وشنو کو خود نئی صورتوں میں ظاہر ہونے کا خیال رہتا ہے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ پُرانا اوتار ہے۔ ہر وقت کے خیالات اور واقعات بھی مختلف ہوا کرتے ہیں اور ہم بھی مجبور ہیں کہ اُن کے موافق اپنے رنگ ڈھنگ کو بدلتے رہیں۔ ایسا نہ کرنے سے ہم کو وہ بات حاصل نہیں ہوتی جس کی ہم کو خواہش رہتی ہے "زمانہ باتو نہ سازد تو بازمانہ بساز"، "جیسی بہے بیار پیٹھ تب تیسی دیجے"۔ "چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی"۔ زمانہ شناس آدمی کو زمانہ کے رُخ کو پہچان کر کام کرنا پڑتا ہے۔ ہندوؤں میں ہمیشہ سے اِس اصُول کی پابندی ہوتی آئی ہے جیسا کہ ابھی ہم نے اوتاروں کی مثال دے کر ظاہر کیا ہے۔ مذہب بدلتا ہے، خیال بدلتا ہے، رسم و رواج بدلتے رہتے ہیں۔ خود زبان میں پچاس برس کے اندر ایسی تبدیلیاں آ جایا کرتی ہیں کہ اس وقت کے آدمی اُس وقت کے محاورات اور اصطلاحات کو نہیں سمجھتے۔ بہت سے الفاظ متروک ہو جاتے ہیں۔ کان اُن سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے کتراتے ہیں۔ اِس اُصول کو سمجھ کر ہم لکھو یوگ وسشٹ کو صرف اپنے طور پر لکھنا چاہتے ہیں۔ ہم قدامت کے مخالف نہیں ہیں، نہ

اُس کی شکل وصورت کو بگاڑنا چاہتے ہیں۔ ہماری کوشش صرف یہ رہتی ہے کہ اُس کو موجودہ وقت کا لباس پہنا کر دکھایا جائے۔ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو پھر اس کے لکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی؛ کیا اور ترجمے کتب فروشوں کی دوکانوں پر نہیں ملتے؛ سب کچھ وہاں ہے مگر ہمارے پڑھنے والے اصرار کر رہے ہیں کہ ہم اپنے طور پر اُس کو بیان کریں۔

یوگ وسشٹ کی ترکیب نہایت عاقلانہ اصول کے مطابق رکھی گئی ہے۔ سب سے پہلے وہ ویراگ کا بیان کرتا ہے۔ دُوسرے میں مُکتی کا ذکر ہے۔ یہ اُس کے خاص پرکرن ہیں جب سنسار کی طرف سے انسانی طبیعت کو ویراگ ہوتا ہے۔ تب وہ اُس سے بے تعلق ہونے کی خواہش کرتا ہے اور پھر اسی سلسلہ میں اُس کو گیان دھیان کی سوجھتی ہے اسی نظر سے ان دونوں کی وضاحت کرتا ہُوا وہ باقاعدہ اُتپتی، ستتھی، اُپ شانتی اور نِروان کی صراحت کر دیتا ہے۔

رام کو دُنیاوی تعلقات سے نفرت اور اُن سے نجات پانے کی خواہش ہوئی۔ وسوامتر نے شک دیو کا قصہ سُنایا۔ وسشٹ نے پھر گفتگو کے سلسلہ کو شروع کر کے باقی تمام مرحلوں کی وضاحت کر دی اور رام کے شکوک اور شبہات دُور ہو گئے۔ اس تقریر کے سلسلہ میں جو قصے آئے ہیں۔ وہ صرف پرمارتھی اور گیان کی درشٹی سے سُنے جانے اور پڑھے جانے کے مستحق ہیں۔ مطالعہ کرنے والوں کو اس طرح خیال کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا وہ اصلی ہیں یا فرضی ہیں۔ اصلی اور فرضی صرف نقطہ نگاہ کے ماتحت رہتے ہیں۔ نظر اگر حقیقت بین اور اصلیت پسند ہے۔ تو جو کچھ اس میں کہا گیا ہے وہ خیالی ہوتے ہوئے بھی سچا ہے۔ اور اگر اس کے برعکس حال ہے۔ تو پھر سچی بات بھی وہمی۔ فرضی اور خیالی ہی ہے۔ آدمی کو یہ سب سے پہلے سوچ لینا چاہئے۔ کہ کہنے والے کا مقصد کیا ہے اور کس غرض سے وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اگر اُس کی غرض اور مقصد سے ہمدردی نہیں ہے تو بھول کر بھی اُس کی بات نہ سُننا چاہئے۔ اس سے

فائدہ ہی کیا ہوگا۔ اور اگر ہمدردی ہے تو طبیعت کو خود بخود سچے شوق کے ساتھ سچا تعلق ہوگا۔ اور وہ تعلق مقصد اور غرض کی تکمیل میں مددگار ہوگا۔ یہاں یہ خیال نہیں ہے۔ کہ تواریخی واقعات سنائے جائیں۔ خیال تو صرف یہ ہے کہ انسان کو بلند نظر، بلند خیال اور بلند دماغ بنا کر پرمارتھ کی تعلیم دیجائے۔ پرمارتھ گیان ہے اس سے بہتر اور بڑھکر کوئی دولت ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ عمل و شغل، ابھیو بھجن، صرف اُس کے مددگار محض ہیں جس طرح ان کے سلسلہ میں دلی تجربات کی وسعت ہوتی ہے۔ اور آخر کار آدمی اپنے رُوپ کو پہچان لیتا ہے۔ اُسی طرح یوگ وسشٹ کے شرون۔ منن اور ندھیاسن سے اُسی مراد کی توضیح اور تکمیل ہو جاتی ہے۔

جی تو یہ چاہتا ہے کہ ہم اس موقعہ پر یوگ وسشٹ کی تمام کتھاؤں کی وگیانی کی نظر سے ابھی تشریح کردیں۔ مگر خوف یہ ہے کہ ایسا کرنے سے اُس کی دلچسپی کو نقصان پہنچانا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ پڑھنے والے قصّوں کو پڑھتے جائیں۔ اور ساتھ ساتھ خود لفظوں، ناموں اور طرز بیان پر وچار کرتے جائیں تاکہ مطلب خوب ذہن نشین ہوتا جائے۔

ہم نے جان بوجھکر اپنے ان وگیان کے سلسلہ کی کتابوں کی ابتدا وگیان رامائن سے شروع کی۔ اس میں من کے تمام انگ اور برتیاں قصّہ کی صورت میں اس خوبصورتی کے ساتھ آگئی ہیں کہ باید و شاید۔ اب ہم یوگ وسشٹ کو بیان کرتے ہیں سن اور بدھی کی صراحت ہو چکی اب گیان اور گیان کی سات بھومکاؤں کے سلسلہ میں چھ پرکرنوں کی شکل میں ویدانت کے اصل الاصول اور جوہر دکھانے کی کوشش کیجا رہی ہے جو لوگ بغور اُس کو پڑھ لینگے۔ وہ کبھی ویدانت پر اپنی ان سمجھی سے لعن طعن کی صدا بلند نہ کریں گے۔ ہم یہ بار بار کہتے آرہے ہیں کہ ادویت، دویتادیت، ہشار دویت وغیرہ ویدانت کی شاخیں ہوتی ہوئی ویدانت کی ظاہری ویدانتیوں کو صرف ودیا بلاس اور عقلی پہلوانی کے داؤپیچ سکھانے کے سوا اور کچھ نہیں کر رہے ہیں آدمی ان کے جال میں پھنسکر واچک گیانی ہو جاتا ہے اور سار وستو سے محروم رہ جاتا ہے لوگ

وسشٹ کی یہ تعریف ہے کہ وہ ویدانت کے کسی شق سے تعلق نہ رکھتا ہُوا اور واچک گیان سے بچاتا ہُوا اصلیت کا سبق سکھاتا ہے۔ بات وہی ہے جو اور لوگ کہتے ہیں مگر کہنے کے ڈھنگ جُدا جُدا ہوتے ہیں۔ آدمی کپڑے پہننے سے خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ مگر درخت کے سُوکھے ٹھونٹھ کو اسی قسم کے کپڑے پہنانے سے وہ بات نہیں حاصل ہوتی جو گیان اپنے انبھو سے مِلا ہے وہ کوڑی کا بھی نہیں ہے اور نہ اس کی قیمت ہے۔ اپنی چیز اپنی ہی ہوتی ہے۔ عاریت لئے ہوئے خیالات منگنی کی چیزیں ہیں۔ مانگ تانگ سے بنتا کیا ہے! کانوں سے سُنا، زبان سے نکال دیا۔ گیند پر گولی ماری اور وہ نیچے آرہی۔ گیان اگر کچھ ہے تو اس کا اظہار ہمارے قول فعل اور ذاتی مثال سے ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس کو اپنا بنا کر پڑھنے والوں کی تفریح اور ضیافت طبع کا اہتمام کر رہے ہیں۔

اس کے بعد ہم وگیان لودھاین اور وگیان سنتاین کو بیان کرینگے اور اس سلسلہ میں ناظرین کو گیان بھگتی کی جھلکتی ہوئی تصویر نظر آجائے گی۔ اور کیا عجب وہ اُن کی زندگیوں میں اثر انداز ہو کر دلپسند تبدیلی کا باعث ثابت ہو۔ ہمارا ارادہ وگیان مہاپوران لکھنے کا بھی ہے۔ لیکن چونکہ یہ اٹھارہ پورانوں کا مضمون ہے۔ لامحالہ نہایت ہی ضخیم کتاب بن جائے گا۔ وقت نازک ہے۔ سینکڑوں قسم کی دقتیں سدّ راہ ہیں۔ کاغذ تک بازار میں نہیں ملتا۔ قیمتیں پانچ چھ گُنی بڑھ گئیں۔ اور بڑھتی جا رہی ہیں۔ ہم خود خاص قسم کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اسلیئے وعدہ کرنے سے جی ڈرتا ہے۔ اگر گورو کی دیا شامل حال رہی اور موج نے اُس کام کو ضروری سمجھا تو وہ ہو جائیگا۔ ورنہ راضی برضا ہیں۔ راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہے۔ اُمید ہے جو لوگ اِس یوگ وسشٹ کو پڑھیں گے، وہ اس سے مفید سبق حاصل کریں گے۔ یہی ہمارے لکھنے اور اس قدر محنت کرنے کا مقصد ہے۔ اس کے سوا اور کوئی غرض نہیں ہے۔ گورو سب کا کلیان کریں۔

شیوبرت لال۔ دفتر وگیانی۔ لاہور۔

یوگ وسشٹ

۱- ویراگ پرکرن

منگلاچرن

جو ادویت - پرکاش - وبھو - سگن - اگن - آدھار
ست چیت - آنند روپ وہ من بانی کے پار
تاکو نس دن بندنا - کوٹ کوٹ پر نام
الکھ اگم گتی - آل اتی - موکش مکتی کا دھام
بندھ - گنبھیر - اتھاہ بہو - پار نہ پاوے کوئے
لکھی آدے جب سادھ سنگ گورو کی کرپا ہوئے
روپ سروپ اروپ رت - گم پاوے کوئی سنت
اگیانی جانے نہیں - اتی اُتنت گورو پنت
بھیتر باہر ایک رس - سب بدھی رہا سمائے
کُھلی درشٹی سے دیکھیئے - جب گورو ہوئیں سہائے
دشرتھ - رام - وسشٹ - اُرد - وسومتر - تن دھار
گورو چیلا سُت تین پد - چوتھے مانہہ وچار
ایک - انیک - انادی - اج - الکھ - اگادھ - ابھید
گورو مکھ سے کچھو پایئے - تھاکے رشی منی - بید

سبب تالیف کتاب

مہرشی والمیکی بھردواج رشی کے گورو تھے۔ ایک مرتبہ وہ گورو کے ست سنگ میں آئے اور ساشٹانگ ڈنڈوت کرنے کے بعد سوال کیا۔ "پربھو! شری رام چندر آنند کند کو جس طرح اس اسار سنسار سے اُپرام ہوا تھا اور پھر جس طرح اُن کو شانتی پراپت ہوئی تھی۔ میں وہ سب پرسنگ آپ کی زبان سے سُننا چاہتا ہوں۔"

والمیکی جی نے جواب دیا۔ "بیٹے! تُم ادھکاری ہو۔ تم نے چتوشٹے[1] سادھن کر لئے ہیں۔ اس لئے تم کو ایسے سوال کرنے کا استحقاق حاصل ہے۔ تم اس کی مدد سے گیان کو پراپت کر کے اگیان کو دُور کر سکو گے۔ اور نروان پد کا ساکشاتکار کر لو گے۔ یہ سنسار مِتھیا اور اسَت ہے۔ ہے نہیں مگر بھاستا ہے۔ یہ اکاش کے نیلے رنگ سے مشابہ ہے۔ آکاش نیلا نہیں ہے مگر ایسا نظر آتا ہے۔ اسی طرح برہم میں اس سنسار کا بھرم ہوتا ہے۔ جب یہ بھرم مٹ جاتا ہے۔ تب سنسار نام مات کے لئے بھی نہیں رہتا اور تب نروان کا آنند ملتا ہے۔ یہ بھرم اُس وقت تک نہیں جاتا۔ جب تک اپنا انبھو نہیں ہوتا۔ جو اگیانی پُرش کہ شاستروں کے گڑھے میں پڑے ہوئے دلیل اور حجت بازی سے کام لیتے رہتے ہیں۔ اُنکو اس کی خبر نہیں ہے۔ یہ پراودیا ہے۔ یہ بِدیا کچھ اور ہے۔ جب تک باسناؤں سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ من ڈانواں ڈول رہتا ہے۔ من کے ڈانواں ڈول رہنے سے انبھو نہیں ہوتا اور بغیر انبھو کے موکش کی راہ نظر نہیں آتی۔

ان باسناؤں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اشُدھ باسنا اور دوسری شُدھ باسنا۔ اشُدھ باسناؤں سے جنم مرن کا چکر پیدا ہوتا ہے۔ اور آدمی "میرا تیرا اپنا" کرتے ہوئے اہنکار

[1] چار سادھن یہ ہیں (۱) بویک (۲) بیراگ (۳) کھٹ سمپتی اور (۴) موکشتا ✦ کھٹ سمپتی میں چھ سادھن ہیں۔ (۱) شم (۲) دم (۳) اپرتی (۴) تتکشا (۵) سمادھان اور (۶) شردھا ✦

کو درڑھ کرتا ہے۔ اہنکار کا درڑھ ہونا ہی اگیان ہے۔ برخلاف اس کے شُدھ باسنا سے آواگون مٹ جاتا ہے۔ یہ شُدھ باسنا پکائے ہوئے یا بھُونے ہوئے بیج کی طرح ہے۔ جب بیج دگدھ ہو جاتا ہے۔ تب اُس میں انکھوا نہیں آتا اور نہ پھل پھُول پیدا ہوتے ہیں۔ شُدھ باسنا رکھتے ہوئے پُرش گو شریر دھاری ہوں مگر اُن کا یہ شریر صرف پراربدھ کرم کے بھوگنے اور میٹنے کے لئے ہے۔ وہ جیون مکت ہیں اوروں کے کرموں کے سنسکار جیوں جیوں دگدھ ہوتے جاتے ہیں۔ ہیوں تیوں وہ گیان کو پا کر اسی شریر میں چدانند یا پرمانند کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ تمہارا سوال ظاہر کرتا ہے۔ کہ تم میں اب شُبھ باسنا کا پرکاش ہؤا ہے اور اشُبھ باسنائیں دبنے پر آگئی ہیں۔ یہ اچھی علامت ہے۔ اور مبارک ہیں وہ لوگ جن کی زندگی میں ایسا وقت آجاتا ہے۔

رام کو جس وقت ویراگ ہؤا۔ وسشٹ نے اُن کو سکشا دی۔ اور اُس سکشا کو پا کر وہ نروان دھام کے ادھکاری ہوگئے۔ رہیں وہی مُبارک ورپوتر کتھا تم کو سُناتا ہوں۔ تم اُس کو بغور سُنو۔ یہ اُپدیش نہ اُونچے درجہ کے گیانیوں کے لئے ہے کیونکہ اُن کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اس سے کہیں اُونچے چڑھ گئے ہیں اور نہ ادنےٰ درجے کے سنساری منشیوں کے لئے ہے کیونکہ وہ سمجھ بُوجھ سے عاری ہیں۔ یہ صرف اُن اوسط درجہ کے معمولی اَشکل والے ادھکاریوں کے لئے ہے جو سنسار کے دُکھوں سے پریشان ہو رہے ہیں۔ اور اُن سے چھُوٹنا چاہتے ہیں۔

آغازِ داستان

وسوامتر کا آگمن رام چندر مہاراجہ دشرتھ کے بیٹے تھے حُسن صورت اور حُسن سیرت میں اُن کو کمال حاصل تھا۔ ایک طرف اگر اُنکی ظاہری خوبصورتی دیکھنے والوں کے دِل کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی تو دوسری طرف اُنکا اخلاق ہر خاص و

عام کو گرویدہ بنا لیتا تھا۔ بچپن میں وسشٹ نے اُن کو مختلف قسم کے علوم و فنون سکھائے۔ وہ جہاں وید شاستروں کے جاننے والے تھے۔ ساتھ ہی علم سپہ گری میں لاثانی خیال کئے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ اُن کو تیرتھ یاترا کا شوق ہُوا۔ باپ سے اجازت پا کر وہ بہت سے مقدس مقامات کی سیر کرنے کے لئے گھر سے باہر نکلے۔ بہت سے آشرموں کا طواف کیا۔ بہت سے مقدس دریاؤں میں جا کر سنان کئے۔ رشیوں سے ملے۔ منیوں کے درشن کئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ جب وہ سفر سے واپس آئے۔ اُن کا دِل اُداس رہنے لگا۔ سیر و سفر سے انسان کی طبیعت خوش ہوتی ہے۔ اور وہ نئے نئے تجربات حاصل کر کے اپنی زندگی کو دُنیا کے کاروبار کے قابل بناتا ہے۔ مگر ان کا حال کچھ اور ہی ہو گیا۔ فقیروں اور سادھوؤں کی صحبت کا یہ پھل ہُوا کہ دُنیا کی طرف سے اُن کا جی پھر گیا اور وہ کسی اَور ہی خیال میں محو رہنے لگے۔ راجہ کے حکم سے وہ سلطنت کے ضروری فرائض کو انجام تو دیتے تھے مگر دِل کسی اور ہی اُدھیڑ بُن میں لگا رہتا تھا۔ وہ نتیجہ کرم بھی کرتے تھے مگر اُن سے بھی آرام اور سکھ نہیں ملتا تھا۔ یہ حالت کچھ دنوں تک رہی مگر جب اُن کی عمر پندرہ برس کی ہو گئی۔ جسم دُبلا پتلا ہو گیا۔ اور وہ سُوکھ کر کانٹے کی طرح ہو گئے۔ درباریوں اور اہلکاروں نے یہ حالت دیکھی دشرتھ کو خبر دی۔ وہ سُن کر حیران رہ گیا۔ بیٹے کو اپنے پاس بُلایا۔ حال پُوچھا۔ مگر رام کہتے بھی تو کیا کہتے! باپ کے چرنوں میں سر جھکا کر وہ بولے "بس آپ کی مہربانی سے مجھ کو کسی قسم کی شکایت نہیں ہے"۔ اور یہ جواب دے کر وہ چلے گئے۔

اسی عرصہ میں وشوامتر منی راجہ سے ملنے کے لئے آئے۔ راجہ نے اُن کا استقبال کیا اور ظاہری تعظیم اور آداب بجا لانے کے بعد اُن کو اس طرح خطاب کیا۔ "آپ کا آنا میرے لئے مبارک ہو۔ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ اپنے قدموں سے اس شہر اجودھیا کو پوتر کر دیا۔ سادھو اور مہاتما کا درشن بڑے بھاگ سے ملتا ہے۔ جب شُبھ کرم اُدے

ہوتے ہیں۔ تب ہی یہ دولت نصیب ہوتی ہے۔ اب آپ فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کروں۔ جس کے بدلے آپ کی دُعا اور آپ کی مہربانی کا مجھ کو حق حاصل ہو؟"

وِسوامتر نے خوش ہو کر جواب دیا "تم راجوں کے راجہ اور آدمیوں میں بزرگ ہو تمہارا اخلاق قابلِ تعریف ہے۔ جس راجہ کو اس طرح سادھو اور رشی مُنیوں کی خدمت کا خیال رہتا ہے۔ وہ دین اور دُنیا میں نیک نام سمجھا جاتا ہے۔ اور اُس کو لوک پر لوک دونوں کا جش ملتا ہے۔ تمہارے دربار میں میرا آنا غرض سے خالی نہیں ہے۔ مَیں جنگل میں رہ کر یگیہ اور ہَوَن کرتا ہوں مگر راکشس آ کر وگھن ڈالتے ہیں۔ اور اُن کے سامنے میری کچھ پیش نہیں جاتی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ دنوں کے لئے رام کو میرے حوالہ کر دو۔ وہ راکشسوں کے حملوں سے میرے یگیہ کی حفاظت کر سکینگے کیونکہ وہ بڑے شہزور اور طاقتور ہیں۔ رام کے مقابلہ میں ان راکشسوں کے پاؤں اُکھڑ جائیں گے اور میرا کام آسانی سے ہو جائے گا۔

دشرتھ نے یہ باتیں سُن کر تھوڑی دیر کیلئے سر جھکالیا۔ دِل میں تامل کرنے کے بعد کہا "رشی تم نے سوچ سمجھ کر درخواست نہیں کی۔ رام ابھی کمسن ہیں۔ پُورے سولہ برس کے بھی نہیں ہوئے ہیں۔ نہ کبھی لڑائی دیکھی نہ کسی سے جنگ کی۔ راکشسوں کے زور کے سامنے ان کی کیا حقیقت ہے۔ کمسنی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے وہ کسی طرح اِس کام کے قابل نہیں ہیں۔ ان کے عوض میں تمہارے ساتھ البتہ چلنے کو تیار ہوں۔ گو میں بوڑھا ہو گیا ہوں مگر پھر بھی ابھی تک مجھ میں کچھ طاقت اور ہمت باقی ہے۔ رام کو مجھ سے جُدا نہ کرو۔ اُن کی جُدائی سے میرا حال ابتر ہو جائے گا۔ یہ میری آنکھوں کے تارے اور سب لڑکوں سے مجھ کو زیادہ پیارے ہیں۔ مَیں بغیر رام کے زندہ بھی نہ رہ سکوں گا۔"

وِسوامتر کا دِل اس جواب سے اُداس ہو گیا اور انکو غصہ بھی آ گیا۔ بولے "سنو راجہ!

تم نے ابھی میری خدمت کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب تم انکار کر رہے ہو۔ سورج بنش میں پیدا ہو کر اس قسم کا سلوک کرنا تمہارے لئے مناسب نہیں تھا۔ خیر! میرا کیا اختیار ہے۔ تم راج کرو۔ بیوی اور بچوں کا سکھ بھوگو۔ میں جہاں سے آیا ہوں وہاں جا رہا ہوں"۔

وسشٹ رشی دشرتھ کے منتری اور پروہت تھے۔ راجہ کی بد عہدی اور وسوامتر کی دل شکنی اُن کو منظور نہیں تھی۔ موقع اور محل کو دیکھ کر وہ دشرتھ سے بولے "راجن! قول پر قائم رہنا سورج بنسیوں کی خصوصیت کی شان ہے۔ پس تم کو بھی اپنے قول کا پاس ہونا چاہئے۔ ورنہ یہ راج کیسے رہ سکیگا؟ راجاؤں کا سلوک اُن کی رعیت کے لئے نمونہ بنتا ہے۔ جیسا راجہ کرتا ہے۔ اُسی طرح کا کام اُس کی پرجا بھی کرنے لگتی ہے۔ اس کے سوا وسوامتر بہت دانشمند اور تجربہ کار رشی ہیں۔ اُنہوں نے یہ سوال بغیر سمجھے بوجھے نہیں کیا ہے۔ تیسرے جن رام جی کو تم کمسن اور نا تجربہ کار بتاتے ہو۔ وہ دیرینہ سال بوڑھوں سے زیادہ واقفکار اور آج کل کے تمام نوجوانوں سے زیادہ طاقتور ہیں۔ چوتھے وسوامتر کی صحبت میں رہ کر وہ تمام وِدیائیں سیکھ لینگے۔ جو اب تک رشیوں کے کل میں سینہ بسینہ چلی آتی ہیں۔ رشی کی خدمت کرنے سے اُن کو اور تم کو ایسی نیک نامی ملیگی۔ جو سورج کی طرح ہمیشہ چمکتی رہے گی"۔

دشرتھ وسشٹ کے معتقد تھے۔ گورو کا حکم ماننا سعادت سمجھتے تھے۔ اہلکاروں سے پوچھا۔ "رام کا کیا حال ہے"؟ ایک شخص نے کہا۔ "اُن کا حال کچھ نہ پوچھئے۔ گھر میں رہتے ہوئے بھی تپسیوں کے طریق کی پیروی کرتے ہیں۔ نہ اُن کو مان اپمان کا خیال ہے نہ بھوگ ولاس کی خواہش ہے۔ جب دیکھو۔ چہرہ پر اُداسی چھائی رہتی ہے۔ آنکھوں سے بے پروائی کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔ دل کہیں ہے اور خیال کہیں ہے کسی کو اس حالت کی خبر نہیں ہے۔ اگر رام کچھ دنوں اسی طرح رہے۔ تو وہ راج

کاج کی ذمہ داری کے قابل نہ رہیں گے"۔

وسشٹ نے اُس آدمی سے کہا۔ "تم جاؤ۔ رام کو بُلا لاؤ"۔

گورُو کا حکم سُن کر رام اسی وقت دربار میں آئے اور وسشٹ اور دشرتھ کے قدموں میں سر جُھکا کر وسوامتر اور دوسرے برہمنوں کو نمسکار کیا اور جب باپ کا حُکم پا کر وہ بیٹھ گئے۔ دشرتھ نے اُن سے سوال کیا۔ "بیٹے! تجھ کو کس بات کی فکر ہے۔ تو کیوں اُداس رہتا ہے۔ تیری پھُول جیسی صُورت کُملا گئی ہے اور وہ تیزی اور چُستی جو نوجوانوں سے مخصوص ہے۔ تجھ میں نام کو بھی باقی نہیں رہی ہے"۔

وسشٹ بھی کچھ اسی قسم کا سوال کرنے کو تھے۔ کہ وسوامتر نے اُنکو روک دیا۔ اور آپ خود رام سے مخاطب ہوئے۔ "رام! تمہاری صُورت شکل سے ظاہر ہے۔ کہ تم نے اِندریوں کو بس میں رکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور اُسی خیال میں محو رہتے ہو مگر یہ حالت بھرم اور اگیان سے خالی نہیں ہے۔ بہتر ہے تم اس مجمع میں اپنے دل کا حال سُناؤ تاکہ جو شک اور شُبہات تم کو پریشان کر رہے ہیں وہ دُور کر دیئے جائیں"۔

رام نے جواب دیا "آپ کا حُکم سر آنکھوں پر۔ اگر میں ایسے گیانیوں کے سامنے اپنی حالت کا بیان نہ کروں گا۔ تو پھر اس سے بہتر اور کون سا موقع ہاتھ آئے گا۔ آپ میرے مرض کو سُنئے۔ اور جو علاج آپ کے سمجھ میں آئے۔ وہ بتایئے۔ کیا عجب میرا درد دُکھ دُور ہو جائے۔

رام کا ویراگ رام چندر بولے۔ "میں نے دشرتھ کے اُونچے کُل میں جنم لیا۔ وید اور شاستر پڑھے۔ اور راجاؤں کے لڑکوں کو جن جن چیزوں کا سیکھنا ضروری تھا سیکھ لیا۔ میں دیس دیسانتروں کے دیکھنے اور تیرتھ یاترا کرنے کے لئے گھر سے باہر نکلا۔ پہلے میری حالت کچھ اور تھی۔ مگر جب سے میں سفر سے واپس آیا ہوں۔ اب میرا حال کچھ اور ہو گیا ہے۔ پہلے غفلت کا پردہ آنکھوں کے سامنے پڑا ہُوا تھا۔ اب وہ

اُٹھ گیا۔ اور یہ سنسار مجھ کو دھوکا اور فریب معلوم ہونے لگا۔ اس میں سُکھ اور شانتی نام کو بھی نہیں ہے۔ پیدائش موت کی دوسری شکل ہے۔ موت صرف پیدائش ہی کے لئے ہے۔ جو پیدا ہوتا ہے۔ وہی مرتا ہے۔ جو سُکھ کی خواہش میں رہتا ہے اُسی کو دُکھ ہوتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ خطرات اور مصیبتوں کا نشانہ بنا رہتا ہے۔ خواہش دِل کے سنکلپ میں رہتی ہے۔ دِل ایک سمندر سے مشابہ ہے جس میں سنکلپ کی لہریں رات دِن اُٹھا کرتی ہیں۔ اور یہی سنکلپ مضبوط ہو کر اُس کے اِرد گرد پھنسانے کی زنجیر بناتے رہتے ہیں۔ اور آدمی کو ایک خواہش کے سلسلہ میں بے شمار خواہشوں سے تعلّق ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے سنکلپ کی لہروں کے بھنور میں غوطہ کھاتا ہُوا کبھی نیچے جاتا ہے کبھی اوپر آتا ہے۔ اور اس طرح دُکھ بھوگتا ہُوا اپنے جنم کو خراب کرتا ہے۔ وہ سوچتا ہے۔ مجھ کو دھن سے سُکھ ملیگا۔ جب تجربہ بتا دیتا ہے۔ کہ دھن میں سُکھ نہیں ہے۔ تب اور طرف رجوع ہوتا ہے۔ وہاں بھی مایُوسی ہوتی ہے۔ اور اس طرح ایک ایک حالت سے سُکھ کی اُمید میں تعلّق پیدا کرتا ہُوا وہ دُوسری حالتوں کے حاصل کرنے کی طرف دوڑتا ہے۔ آخر اُس کو جب ہر جگہ سے نااُمیدی ہو جاتی ہے۔ تب سوچنے لگتا ہے کہ میں کون ہوں۔ کیوں یہاں آیا ہوں۔ اور اس سے غرض کیا ہے۔ یہ سب مرگ ترشنا کی طرح ہیں۔ پیاسے ہرن کو پانی نہیں ملتا۔ وہ مارواڑ کی ریت کو پانی سمجھ کر کوسوں دَوڑتا ہے۔ اور دوڑ دوڑ کر اپنی جان دیتا ہے یہ سب بھرم ہی بھرم ہے۔ بھرم کے سوا یہ اور کیا ہو سکتا ہے۔"

"دُنیا کی جس چیز کو میں دیکھتا ہوں۔ وُہی دُکھدائی معلوم ہوتی ہے۔ دولت عزّت، زندگی، پیار، اہنکار، من، کام، خواہش، جسم، اور جسم کی نشوونما کے تمام مدارج، بچگی، جوانی وغیرہ میں سے کوئی بھی ایسی حالت نہیں ہے۔ جو دُکھ اور مصیبت سے خالی ہو۔"

دھن دولت سے خرابی

"سب سے پہلے دولت ہی کو لیجیئے۔ یہ ایک ایسی بھرمانیوالی اور بہکانے والی چیز ہے جو انسان کے دل اور دماغ کو نسیان کر دیتی ہے۔ اور اُس کو کسی مصرف کا نہیں رکھتی۔ دولت کی ہوس کی جڑ میں بلائیں ہیں۔ آدمی اپنی غلطی سے سمجھ لیتا ہے کہ دولت پاکر میں خوش ہونگا۔ وہ کوشش کرتا ہے اور اپنے بال بچوں اور متعلقین کے ساتھ رہتا ہوا صرف اُسی قسم کے کاروبار کو مدد دیتا ہے جس سے دھن ہاتھ آئے۔ اوّل تو یہ دھن بغیر محنت کے ملتا ہی نہیں دوسرے اگر کچھ مل بھی گیا تو اور ہوس بڑھتی ہے۔ سو کے بعد ہزار اور ہزار کے بعد لاکھ کی خواہش ہوتی ہے اور بالعوض اس کے کہ یہ خواہش دھن کو پاکر کم ہوتی۔ وہ اور بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ گھٹنے میں نہیں آتی۔ آدمی کی نظر اپنے سے چھوٹوں پر نہیں رہتی۔ وہ اپنے سے زیادہ دولتمندوں کو دیکھ کر چاہتا ہے کہ میں اس جیسا بن جاؤں اور وہ اُس کی حسد، رقابت اور ریس کرنے لگتا ہے۔ ان عادتوں سے اُس کا دل ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے لئے اور دوسروں کیلئے غصہ، پریشانی اور طرح طرح کے عذاب کا باعث ہو جاتا ہے۔ جائز اور ناجائز کارروائیوں سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ اگر یہاں تک ہی اُس کی حد ہوتی تب بھی کہنے کی بات تھی مگر اُس کو دیکھئے کچھ دولت، تو اُس نے محنت سے پیدا کر لی۔ مگر اب اُس کو بھوگ نہیں سکتا۔ مزدور اور قلیوں کی طرح محنت کرتا ہوا اُس محنت کے پھل کا بھی مزہ نہیں پاتا۔ پہلے اُس کو اپنے سے بہتر دولتمندوں کی ریس تھی۔ اب اپنے ہی بال بچوں، عزیز و اقارب اور ہمسایوں کا خوف لگا رہتا ہے کہ کہیں وہ اس دولت سے اُس کو محروم نہ کر دیں چور اُچکوں کا ڈر الگ ہوتا ہے اور اس خیال سے اب اُس کو اس دولت کی حفاظت کے لئے مضبوط مکان، مضبوط صندوق اور مضبوط تہہ خانے بنوانے پڑتے ہیں۔ اس کی نگہبانی کیلئے چوکیدار مقرر کرنے پڑتے ہیں اور یہ فکر رہتی ہے کہ کوئی

اُس کے دھن کو ہاتھ نہ لگانے پائے۔ نہ اُس کو اپنی عورت کا اعتبار ہے نہ بچوں اور عزیزوں کا۔ تمام دُنیا اُس کی نگاہ میں بے ایمان اور چور ہو جاتی ہے۔ ہر شخص کا اُس کو کھٹکا رہتا ہے۔ اور اُس کا دل اس طرح گندہ، ناپاک اور ذلیل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی ہی نظروں سے آپ گر جاتا ہے۔ جس کی اور لوگ ذلت کرتے ہیں۔ وہ تو ممکن ہے کہ سنبھل کر پھر کسی کام کا ہو جائے۔ مگر جو شخص خود اپنے آپ کو ذلیل اور بے آبرو مان لیتا ہے۔ اُس کا سنبھلنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ دھن جیتے جی تو اس طرح مصیبت کا باعث بنا ہی رہتا ہے۔ مرتے وقت اور بھی زیادہ پریشان کر دیتا ہے۔ "ہائے جس دھن کے واسطے اس قدر جتن اور سادھن کئے گئے۔ اُس کو نہ بھوگ سکے اور نہ اُس سے کام لے سکے۔ یہ اب ہمارا نہیں رہا۔ دوسرے اُس پر قابض ہونگے اور یہ اُن کا ہو جائے گا۔" اِس طرح کے خیالات مرتے وقت اُسکو ستاتے ہیں۔ اُس شخص میں اپنے بال بچوں تک کا پریم نہیں ہوتا۔ اور وہ اس عبرتناک طریقہ میں جان دیتا ہے۔ اب سوچئے۔ یہ دھن انسان کے سکھ کا باعث ہے یا دُکھ کا؟ میں نے اِس پر خوب غور کیا۔ اور دھن کی طرف سے اپنی خواہش کی ورتی کو پھیر لیا۔

مان کا انگ "آدمی کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ میں عزت والا ہوں۔ کچھ عزت حاصل ہو گئی۔ اور اُس کو نمود اور شہرت بھی مل گئی۔ اب اسکا کیا حال ہے۔ یہ سوچنے اور بچارنے کا مضمون ہے۔ دولت کی طرح اس کا حال بھی یہاں دکھلائی ہے اسکا دل اپنے اختیار میں نہیں۔ اُس کے کام اپنے کام نہیں۔ قدم قدم پر اُس کو یہ خیال رہتا ہے کہ میں ایسے کام کروں جس سے میری بے عزتی نہ ہو۔ اور کوئی بدنام نہ کرے۔ اور اُس کو نہ جائز کام کا خیال رہتا ہے نہ ناجائز کام کا۔ صرف ایک خواہش دل میں رہتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لوگ اُس کو بُرا نہ کہیں۔ یہ خواہش

اُس کو حد درجہ کا نکما اور بزدل اور ڈرنے والا بنا دیتی ہے۔ لوک لاج اور عام آدمیوں کی رائے کا جو شخص غلام ہو گیا۔ اُس کو نہ دن چین ہے نہ رات کو آرام ہے۔ وہ نہ اپنے آپ کو قابو میں پاتا ہے۔ نہ دل کے جذبات اور ضمیر کی آواز کی طرف دھیان دیتا ہے اگر اُس کا خاندان بڑا ہے تو اور بھی اُس کی حالت بدتر ہو جاتی ہے۔ وہ اس بات کا خواہشمند رہتا ہے کہ بیوی، بچے، عزیز و اقارب کی ذات سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہونے پاوے کہ اس کی آبرو میں فرق آ جائے۔ جیسے کسی آدمی کے تمام جسم میں پھوڑا پھنسی ہو جائیں اور وہ بیچارا دُکھی ہو کر کہاں کہاں مرہم کے پھائے لگاتا رہے۔ ویسے ہی عزت پسند، شہرت پسند اور ناموری پسند آدمی کا حال ہوتا ہے۔ وہ کتنے لوگوں کا غلام ہو جاتا ہے۔ سنبھالے بھی تو کس کس کو سنبھالے اور قاعدہ میں رکھے۔ تو کس کس کو رکھے۔ یہ سنسار اِس قسم کی جگہ ہے کہ جہاں کسی بات کا ٹھکانا نہیں ہے۔ آدمی ہزار کوشش کرے کہ اُس کی حالت مکمل ہو جائے۔ مگر وہ مکمل نہیں ہوتی۔ کسی نہ کسی پہلو میں خرابی اور کمی ضرور ہی رہے گی۔ اور نیک نامی کا خواہشمند رات دن عذاب میں پڑا رہتا ہے۔ بُرائی کرے کوئی اور اپنے آپ کو بے عزت سمجھے کوئی۔ یہ حالت خوشگوار کب ہے؟ شہرت پسند اپنی آبرو قائم رکھنے کیلئے نہ صرف رشوت دے گا بلکہ جھوٹی سچی باتیں بنائے گا۔ وہ کیا کرے۔ مجبور ہے۔ عزت کیلئے وہ مال اسباب تک قربان کرنے کو تیار رہتا ہے مگر افسوس! اُس کو کبھی شانتی نصیب نہیں ہوتی اور نہ اُس کی زندگی خوشگوار بنتی ہے۔ قوم کی بے عزتی، ملک کی بے عزتی، گاؤں اور قصبہ کی بے عزتی، برادری کی بے عزتی۔ اِن سب کا خیال اُس کو دُکھی کرتا رہتا ہے۔ ربسا اوقات اس لوک لاج کے لئے آدمی نہ صرف اپنے مال اور دولت تک کو برباد کر دیتا ہے بلکہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اور پچھتاتا ہُوا سنسار سے کوچ کر جاتا ہے اسلئے مجھ کو اس نیکنامی اور عزت تک کی خواہش نہیں ہے۔ اس ایک کے تعلق سے ہزاروں بلائیں اور ہزار دل

آفتیں مول لینی پڑتی ہیں۔

زندگی کے پیار کا دُکھ

خود یہ زندگی جس کے لئے آدمی مان ایمان سب کچھ برداشت کرتا ہے۔ بالکل ناپائدار اور بے اعتبار ہے۔ جس طرح گلاب کی ٹہنیوں میں ہر جگہ کانٹے لگے رہتے ہیں۔ اسی طرح اس پرانے کے ہزاروں ہی گاہک اور ہزاروں ہی دشمن ہیں۔ اس کے پیار میں نہ گیان ہے نہ لوبھ ہے۔ یہ ایک سمندر کی کمزور کشتی ہے جس کو خواہشوں کی لہریں اِدھر اُدھر حرکت دیتی رہتی ہیں۔ اور وہ جھکولے کھاتی ہوئی کبھی ادھر جھکتی ہے کبھی اُدھر۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کب اور کس طرح اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اندھیری رات میں رم جھم برستے ہوئے مینہ کے وقت بھنور میں جہاز پڑا ہوا ہے۔ گھٹا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا۔ کنارہ دُور ہے۔ وہ نظر بھی نہیں آتا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ بیڑا پار ہو جائے گا۔ یہ ہماری زندگی ہے چراغ میں تیل بتی سب کچھ موجود ہے۔ ان کے جل جانے پر اس کے بجھنے کا اندیشہ تو رہتا ہی ہے مگر واقعات اور حادثات کی ہوا کے جھکولے جو بہا کرتے ہیں وہ ہر وقت بری طرح ڈراتے رہتے ہیں۔ اور کوئی بھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ٹمٹماتا ہوا چراغ کس وقت گل ہو جائے گا۔ ایک خطرہ ہو تو کوئی کہے بھی۔ اس کے دشمن ایک دو نہیں لاکھوں ہی ہیں۔ درندوں کا خوف الگ بیماریوں کا ڈر جدا۔ دشمنوں کا خوف مزید برآں۔ ابھی مکان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی وجہ سے چھت سر پر گر پڑی۔ اور پران نکل گئے۔ راہ میں چلے جا رہے ہیں۔ پاؤں ڈگمگایا، ناہموار زمین پر گر پڑے۔ موچ آگئی اور اسی کی وجہ سے دیکھتے دیکھتے مر مٹے۔ دوست آشناؤں کے ساتھ بیٹھے ہوئے بات چیت کر رہے ہیں۔ لڑائی جھگڑا ہو گیا۔ مار دھاڑ کی نوبت آگئی اور جان نکل گئی۔ اس وقت اچھے خاصے تندرست ہیں۔ کسی چھوت والے مریض پر نگاہ گئی۔ اس کی بیماری کی چھوت لگ گئی اور وہی موت

کا پیغام ثابت ہوئی۔ لمحہ لمحہ اُس کے جانے کا ڈر لگا رہتا ہے۔ اور اُس ڈر کی وجہ سے کبھی کبھی یہ جسم تک بارِ گردن معلوم ہونے لگتا ہے۔ سنسار کے بھوگ بلاس سے خود یہ زندگی سخت خطرہ میں رہتی ہے۔ جو لوگ افراط اور تفریط کے ساتھ سنسار کو بھوگتے ہیں۔ وہ کبھی نہ کبھی امراض، پریشانی اور ضُعف وغیرہ کے دُکھوں میں پھنس جاتے ہیں۔ آدمی کہاں تک مصیبت سے بچنے کی فکر کرے۔ بُروں کی صُحبت دُکھدائی ہوتی ہے۔ بیگانوں کے تعلّقات مصیبت پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اور اُن کا سلسلہ ہر وقت بڑھتا ہی رہتا ہے۔ پھر بھی میں دیکھتا ہوں کہ آدمیوں میں کیڑے مکوڑوں کی طرح اِس ناقابلِ اعتبار زندگی کا پیار رہتا ہے۔ میں اُس کو پیار نہیں کرتا۔ میں نے اس کے روپ کو سمجھ لیا۔ یہ بھرم اور اگیان پیدا کرنے والی چیز ہے۔ میں اس سے دُور رہنا چاہتا ہوں۔ اور اُس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

اہنکار کا رُوپ اِس زندگی کا اصلی دُشمن اہنکار ہے۔ یہی بھرم اور اگیان پیدا کرتا ہے۔ یہ سوکشم اور ستھول دونوں رُوپ سے اِنسان کو دُکھی رکھتا ہے اور جسم میں ایڑی سے لیکر چوٹی تک محیط اور سرود یاپک بنا رہتا ہے۔ اسی سے ہر قسم کے خیالات پیدا ہوگئے ہیں اور جہاں کسی خوف و خطرے کا امکان بھی نہیں ہوا۔ وہاں یہ اپنی ٹیڑھی چال چلتا ہُوا ان کو پیدا کرتا رہتا ہے۔ ذرا اس کے رُوپ کو تو دیکھئے۔ یہی ہے جو ہر وقت میرا تیرا کیا کرتا رہتا ہے۔ یہی سنسار میں پھنسانے کا مکھیہ کارن ہے۔ کون میرا ہے اور کون تیرا ہے! یہاں کوئی بھی کسی کا نہیں ہے۔ نہ استری اپنی ہے نہ پُتر اپنے ہیں۔ نہ گھر اپنا ہے نہ دِتّار اپنا ہے۔ مگر جس کو دیکھئے۔ وہی ناحق میرا تیرا اپنا کرتا ہُوا اِس سنسار میں لپٹا پڑا ہُوا ہے جس طرح ریشم کا کیڑا اپنے اندر سے تاگے اور دھاگے نِکال کر تھیلی بنا کر قید ہو جاتا ہے۔ اور پھر نکلنے کی راہ نہیں پاتا۔ اسی طرح اہنکار خیالوں کے تار پود پیدا کرتے ہوئے جیوؤں کو سنسار کے دراجال میں پھنسا دیتا

ہے۔ اور پھر اُس سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ ہم جانتے ہیں کہ دُنیا کو ایک دن چھوڑ جانا ہے
ہم روز روز دیکھتے ہیں کہ آدمی مر کر سب کچھ اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ خالی ہاتھ
آئے اور خالی ہاتھ چلے جاتے ہیں مگر پھر بھی یہ اہنکار نہیں مانتا۔ اُلٹی سیدھی باتیں
سمجھاتا رہتا ہے۔ دُنیا میں بڑے بڑے جودھا آئے اور گئے۔ وہ اپنے ساتھ کچھ بھی
نہیں لے گئے۔ دھن دولت والے بھی اکیلے جاتے ہیں۔ استری پُرش کس کس کا ساتھ دیتے
ہیں! یہ روز روز کا تجربہ ہے۔ مگر کون شخص اس تجربہ سے فائدہ اُٹھاتا ہے جس
کو دیکھئے میرا میرا کرتے ہوئے جان دے رہا ہے اور آخر وقت تک اسی اُلجھن میں
پڑا رہتا ہے اور کس کو کہیں۔ یہ شریر بھی تو اپنا نہیں ہوتا۔ جب پران اس کو چھوڑ
جاتا ہے۔ یہ دھڑ کا دھڑ یہاں ہی رہ جاتا ہے۔ یا تو یہ اگنی میں جلایا جاتا ہے
یا مٹی کے کیڑے اس کو کھا جاتے ہیں۔ خواہ ہوا، پانی، آکاش اس کے اجزا کو
اپنے اپنے بھنڈار میں ملا لیتے ہیں۔ کسی کے شریر نے کبھی پران کا ساتھ نہیں
دیا۔ رشی، منی، دیوتا سب اس کو چھوڑ گئے مگر انسان ہے جو اس کو نادانی سے
اپنا سمجھ کر اہنکار کی وجہ سے اُسی کے بندھن میں پھنسا رہتا ہے۔ یہ اہنکار ہی
خواہشوں کی جڑ ہے۔ اسی کے سبب سے کرم کرنے اور کرموں کے پھل بھوگنے
پڑتے ہیں۔ میں نے کرموں کا تیاگ کر دیا۔ نتیہ نیم اور نتیہ کرم کا بھی شائق نہیں
رہا۔ مگر یہ اہنکار اب تک میرے دل سے نہیں گیا۔ اے رشی! کوئی ایسی تدبیر بتاؤ
جس سے یہ اہنکار نشٹ ہو جائے۔ اس کے ہاتھوں میں بہت دکھی ہوں۔ یہ اہنکار
جڑھ ہے۔ متھیا ہے اور بھرم اور اگیان ہے۔ یہ میں نے خوب سمجھ لیا مگر پھر بھی میں اس
سے مکت نہیں ہوا اور نہ اب تک ایسا یوگ ہوا ہے جو مجھے اس کے پنجہ سے رہائی دیتا۔

من کی ترنگیں میرا من ایک سمندر ہے جس میں سنکلپ وکلپ کی لہریں اُٹھتی
رہتی ہیں۔ خواہ ہلکے قسم کا پر ہے جو بھنور میں پڑا ہوا کبھی ادھر

جاتا ہے۔ کبھی اُدھر۔ اس سمندر میں ہر قسم رنگ اور دویش کی ترنگیں اُٹھا کرتی ہیں۔
کبھی وہ آسمان کے چھونے کی شائق ہوتی ہیں۔ اور کبھی نیچے پانی کی تہ میں غوطہ مار
جاتی ہیں۔ یہ اُس کُتّے کی طرح ہے جو اندریوں کے سُکھ کی خشک ہڈیوں پر رات دن
مرتا رہتا ہے۔ اور اگر اُس کو اُس وقت کوئی چھیڑ دے تو بُری طرح بھونکنے لگتا ہے
بانس کے سُوپ (چھاج) کی طرح اس میں پانی نہیں ٹھہرتا۔ مگر یہ پانی لینے کا ہر وقت
سودائی بنا رہتا ہے۔ کسی استری کو دیکھا۔ اُسی کے رُوپ کا موہت ہو گیا۔ یہ جانتا
بھی ہے کہ اندریوں کا سُکھ دُکھ سے خالی نہیں ہے۔ جو شخص اندریوں کے دام
میں آیا۔ اُس کو طرح طرح کی تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ مگر یہ نہیں مانتا۔ ہر وقت
لالچ دیتا رہتا ہے اور بھرم میں ڈالتا رہتا ہے۔ یہ مایا کا دُوت ہے۔ جو بُری
طرح پیچھے پڑا ہوا ہے۔ آسمان اور زمین کے قلابے ملاتے رہنا اور لحظہ لحظہ سورگ
اور پتال کی فضول ماپ کرتے رہنا اس من کا کام ہو گیا ہے۔ ابھی یہ خوش ہے
اور ابھی دم کے دم میں اُداس ہے۔ یہ پانی سے زیادہ سرد، آگ سے زیادہ گرم،
بجلی اور ہوا سے زیادہ تیز۔ اور ملکا اور پرتھوی اور پہاڑ سے زیادہ وزنی اور سُست
ہے۔ ہیرے کا بیدھنا سہل ہے مگر یہ من نہیں بیدھا جاتا۔ یہ زہریلا سانپ ہے
جو اس شریر کے رگ رگ کو اپنے پھن سے کاٹتا رہتا ہے۔ سمندر کو سُوکھ لینا۔ سومیرو
پربت کی جڑ ہلا دینا اور جلتی ہوئی آگ کو پی کر نگل جانا آسان ہے مگر اس من پر
قابو پانا سخت مشکل کام ہے۔ ابھی نظر آتا ہے اور ابھی دم کے دم میں غائب ہے۔
کہیں بھی پتہ نہیں اور کوئی نہیں بتا سکتا کہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں چلا جاتا۔
میں چاہتا ہوں کہ اس کو نشٹ کر دوں۔ مگر یہ نشٹ ہوتے دکھائی نہیں دیتا
یہ دُکھ اور سُکھ کا لشکر اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور دونوں کی مدد سے مارتا ہے۔ یہ
دو دھاری چھُری ہے۔ جو دونوں طرف کے پہلوؤں کو زخمی کرتی رہتی ہے۔ اگر ایک

طرف یہ من سُکھ کا لالچ دیتا ہے۔ تو دوسری طرف دُکھ کا خوف بھی دلاتا ہے اور سُکھ میں پھنسا کر دُکھوں کا پہاڑ سر پر گرا دیتا ہے۔ اور دُکھی کر کے پھر سُکھوں کی اُمید دے دلا کر پھر مارتا ہے۔ کیا کہوں۔ اس کا بیان کرنا اور اس کے روپ کا نقشہ دکھانا بھی تو آسان نہیں ہے۔ کاش مجھ کو ایسا ابویک اور گیان ہو جاتا۔ کہ میں اس کے پھندے سے ہمیشہ کے لئے نکل جاتا۔"

خواہشوں کا ہجوم

اندھیری رات میں جس طرح اُلّو پر پھڑپھڑاتے ہوئے اُڑتے ہوئے چوہوں کو پکڑ پکڑ کر کھاتے رہتے ہیں۔ اُسی طرح ہم آکاش میں بھرم کے اندھیرے میں خواہشوں کا ہجوم منڈلاتا ہوا انسان کے دل و دماغ کو چرتا رہتا ہے۔ دھرم اور کرم کے گیان کی ان کے سامنے کوئی ہستی نہیں رہتی۔ یہ سب کو کھا جاتی ہیں۔ بین اور ستار کے تار چوہوں کے دانت لگنے سے جس طرح کھٹ کھٹ اُکھڑ جاتے ہیں۔ ویسے ہی جہاں دل میں خواہش آئی۔ دھرم کے پاؤں اُکھڑنے شروع ہوئے۔ ان خواہشوں نے بُری طرح مجھ پر حملے کر رکھے ہیں۔ میں ان کی گرمی سے جل رہا ہوں اور وہ ایسی سخت تپش ہے کہ امرت کے کُنڈ میں سنان کرنے سے بھی نہ جائے گی۔ بڑے بڑے سُورما اس کے نام سے کانپ اُٹھتے ہیں۔ اور گیانیوں کا کلیجہ دہل جاتا ہے یہ وہ بیسوا ہے جو اپنے ناز و ادا سے آدمیوں کو فریفتہ کرتی ہوئی اُنکے دل کو دولت و حُرمت اور حکومت حاصل کرنے کیلئے اُکساتی رہتی ہے۔ یہ جو ناچ چاہتی ہے نچاتی ہے۔ جوان اور بوڑھے اِس کے زیر اثر آئے ہوئے ناچنے کے لئے مجبور ہیں۔ اس کے ناچ کے ڈھنگ میں جادو ہے۔ ایک چیز ہاتھ آگئی اُس سے قناعت نہیں ہوئی دوسری کی ہوس ہو گئی جس طرح شہد کی مکھیاں ہزاروں پھولوں پر بھنبھناتی ہوئی اُن کا رس چوستی رہتی ہیں ویسے ہی یہ خواہش کی بھوتنی ایک جگہ نہیں ٹھہرتی۔ کبھی اس کو پریشان کیا کبھی اُسکو جا کر دبا لیا۔ آکاش پاتال میں سب جگہ اُسکی رسائی ہے۔ یہی آواگون کا مول کارن

ہے۔ اور اسی سے مختلف قسم کے دُکھ پیدا ہوتے ہیں۔ دیوتاؤں کا کلام ہے۔ کہ "جو اِس راکشسی کے فریب سے بچ گیا۔ اُس کو پھر کسی اور دھوکا دینے والی طاقت کا خوف نہیں رہتا"۔ مگر مجھ کو تو ایک بھی ایسا آدمی نہیں نظر آتا۔ جس کے دِل میں یہ نہ بستی ہو۔ یہ تیز دھار والی زہر کی تلوار ہے۔ جو زخمی کر کے زخموں پر آگ اور زہر چھڑک دیتی ہے۔ شاید اس طرح کے آدمی اُس کے داؤں پیچ سے بچتے ہونگے۔ جو ہمالیہ پربت کی طرح مستقل مزاج سُورما ہیں۔ باقی اور سب کو تو اُس نے اچھی طرح دبوچ رکھا ہے"۔

شریر کے دُکھ "یہ شریر دُکھوں کا پاتر ہے۔ جیسے برتن میں جل رہتا ہے ویسے ہی اس میں ہزاروں طرح کے دُکھ بستے ہیں۔ یہ چھن چھن بدلتا رہتا ہے۔ کبھی دُبلا پتلا ہے کبھی موٹا۔ کبھی روگی ہے کبھی اچھا اور جب اسکو صحّت ہوتی ہے، تو وہ صحت اور بیماریوں کے پیدا کرنے ہی کے لئے آتی ہے۔ جب اس کو حسبِ خواہش چیز مل جاتی ہے۔ یہ خوشی سے پھُول کی طرح کھل جاتا ہے اور جب اسکی مُراد نہیں بر آتی۔ یہ مُرجھا جاتا ہے۔ یہ بندھن کا کارن ہے۔ اور آپ بندھن بن کر اور بھی کتنے بندھن بناتا رہتا ہے۔ استری، پُتر، کُل مریادا، لوک لاج، دھرم ادھرم سب اسی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ یہ مہا اپوِتر اور ناپاک ہے۔ اس کو روز مَل مَل کر دھوئیے مگر میلے کا میلا بنا رہتا ہے۔ ہزار نہائیے، ہزار اس کو صاف کیجئے مگر یہ دھوئے ہوئے گدھے کی طرح پھر خاک میں لوٹ جاتا ہے اور جُوں کا تُوں بن جاتا ہے۔ سر سے لیکر پاؤں تک اور ایڑی سے لے کر چوٹی تک اس میں وِکار ہی وکار بھرا ہے۔ اسکی تمام اندریوں میں کثافت رہتی ہے۔ آنکھ، ناک، کان، زبان، ہاتھ پاؤں سب ہی سے مَیل نکلا کرتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مَل مُوتر کا بھاجن میلے کی کھانی ہے۔ یہ برابر بڑھتا گھٹتا ہے اور اس کے بڑھاؤ گھٹاؤ میں اندھکار رہتا ہے جس اندھکار کے ہوتے ہوئے کچھ بھی سُوجھ نہیں پڑتا۔ جس قدر اس کو کھلائیے پلائیے۔ اس کی خدمت کیجئے۔ اُسی قدر

یہ اور سر پر چڑھا جاتا ہے۔ اور بیباک جانور کی طرح پھاڑ کھانے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اس کی مار بُری ہوتی ہے۔ یہ انیک مار سے مارا کرتا ہے۔ اور ایک ایک اندریوں سے گیان اور وچار کو دُھندلا کرتے ہوئے آتم گیان یا سار وستو کی طرف رُخ نہیں کرنے دیتا۔ اور پھر اتنی خدمت لیکر بھی آخر میں یہ اپنا نہیں ہوتا۔ موت کے وقت ساتھ چھوڑ دیتا ہے اس کے خون، متجا۔ لس، ناڑی اور ہڈی میں کیڑے باس کرتے ہیں۔ جو سب کو اندر ہی اندر کھاتے اور کثیف بناتے رہتے ہیں۔ اور ایسی سڑاندھ اُتپن کرتے ہیں کہ ناک دیتے بھی نہیں بن پڑتی۔ امیر، غریب، راجا اور پرجا سب کی دشا ایک سی ہے کسی کو اس کے جال سے چھٹکارا نہیں ہے۔ ایک آدمی کو کسی ایک بُری چیز کا چسکا پڑ جاتا ہے تو وہ تخراب اور پریشان حال ہو جاتا ہے۔ یہاں کتنی چسکائیں ہیں۔ آنکھ کو چیزوں کے دیکھنے، کانوں کو شبد کے سُننے، ناک کو سُونگھنے، ہاتھ کو چھُونے اور اندری کو سُکھ بھوگنے کی لت پڑی ہوئی ہے۔ یہ بار بار اسی قسم کے بھوگ کی طرف جھکی رہتی ہیں۔ ان کو کبھی آسودگی نہیں ہوتی۔ ہزار کوشش کیجیئے مگر ہمیشہ کیلئے کبھی ترپت نہ ہونگے۔ روزانہ اچھے سے اچھے کھانے کھائیے۔ پیٹ پھر خالی کا خالی ہے۔ اچھے سے اچھے پدارتھ اس کو لا لا کر دیجیئے مگر اس کی ہوس نہیں جاتی۔ اے رشی! اسنتوش کا کارن یہ شریر ہی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کس کو سنتوش ہو سکتا ہے۔ یہ نہ ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔ نہ رہتا بانس، نہ بجتی بانسری یہ من، باسنا، اہنکار وغیرہ سب کا سادھن ہے۔ اس کے بھرم میں پڑے ہوئے آدمی کو سُکھ چین اگر ملے بھی تو کیسے ملے! روشنی کا شایق پروانہ جلتے ہوئے چراغ پر گر کر جان دیتا ہے۔ چارہ کی لالچی مچھلی اپنی گردن کنڈے میں پھنسا دیتی ہے۔ خوشبو کا دیوانہ بھونرا کمل کی پنکھڑیوں میں شام کے وقت پھنس کر قید ہو جاتا ہے۔ راگ کا شیدائی ہرن بہلئے کے ہاتھ سے بُری طرح مارا جاتا ہے۔ مست ہاتھی ہتھنی کے بھرم میں پڑ کر گڑھے میں گرتے اور پابزنجیر ہوتے ہیں۔ یہ روز ان آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ یہ سب آلائشات

اِسی شریر میں ہیں۔ اِس وجہ سے مجھ میں اِس کا پریم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ پریم اور پیار کا پاتر نہیں معلوم ہوتا۔"

بچپن کی حالت

"آدمی بچہ کی شکل میں اس سنسار میں آتا ہے۔ وہ آتے ہی رونے لگتا ہے۔ اُس کا یہ رونا حکمت سے خالی نہیں ہے زندگی کا تجربہ روز روز ثابت کر دکھاتا ہے۔ کہ سنسار رونے ہی کی جگہ ہے۔ اور آگے جو جو مصیبتیں پیش آنے والی ہیں اُن کا پیش خیمہ یہ بچپن ہی ہے۔ کون جانے پیدا ہوتے وقت اس سنسار سے الگ ہونے کی خواہش ہی سے یہ بچہ رویا کرتا ہو کیونکہ اس میں سُکھ نام کو نہیں ہے۔ بچہ میں نہ خطروں سے بچنے کی طاقت ہے نہ خوف کے سامان سے پرہیز کرنیکی لیاقت ہے۔ نہ وہ کسی کو اپنے دِل کا حال بتا سکتا ہے نہ خود ہی دُکھ سے چھُوٹنے کی تدبیر سوچ سکتا ہے۔ وہ اگیانی اور مُوڑھ ہے۔ مچھلی کی طرح کھاٹ پر پڑا ہُوا ہاتھ پاؤں مارتا ہے کچھوے کی طرح اِدھر اُدھر حرکت کرتا ہے۔ سُور کی طرح کبھی کبھی مَل مُوتر تک کھا جاتا ہے اور پھر چوپایوں کی مثال چاروں پاؤں سے چلتا ہے۔ کبھی ہنستا ہے۔ کبھی یُوں ہی رو دیتا ہے۔ اگر یہ دیوانہ نہیں تو اور کیا ہے! جلتی ہوئی شمع کی بتّی پکڑ لیتا ہے۔ اور پھر جب ہاتھ جلنے لگتا ہے۔ تو اس طرح زور سے مار مار کر رو اُٹھتا ہے۔ کہ یہ آسمان اور زمین اُس کی آواز کی بازگشت کی صدا سے گونج اُٹھتے ہیں۔ ذرا سی بات میں خوش اور ذرا سی بات میں ناخوش! اُسکے دِل کی حالت کا کسی کو کیا پتہ ہے! وہ چاہتا ہے کچھ اور ماں باپ دیتے ہیں کچھ۔ اُس کو بیماری ہے اور اور ماں باپ کسی اور ہی طرح کا علاج کرتے کراتے ہیں۔ اب سوچو۔ یہ دشا دُکھدائی ہے یا نہیں۔ کبھی گود میں مچلتا ہے کبھی نیچے گر پڑتا ہے۔ ہاتھ پاؤں کانپتے ہیں۔ گرتے گرتے اُس کو چوٹ آتی رہتی ہے۔ کیا کوئی اِس کو خوشی اور آرام کا زمانہ کہیگا! نادان ہیں وہ جو بچپن کے زمانہ کو خوشی اور بے پروائی کے ساتھ منسوب کرتے ہیں۔ مَیں بھی بچہ تھا۔ مَیں جانتا ہوں

کہ بچپن میں کس قسم کے عذاب ہوا کرتے ہیں۔ بے بس بچہ سب کی سہتا اور سنتا ہے اور اُس سے کچھ کرتے دھرتے نہیں بن پڑتی۔"

کشور اوستھا

بچپن گیا، کشور اوستھا آئی۔ مایا نے اور طرح کا جال اس کے پھنسانے کیلئے تن دیا۔ جس طرح مست ہاتھی کو آنکس مار مار کر سکھایا جاتا ہے۔ اُسی طرح کھیل کے پسند کرنیوالے لڑکوں کو اُنکی خلافِ طبیعت تادیب اور تربیت کے مرحلوں کے طے کرنے کی مجبوری ہوتی ہے۔ اُن کا مزاج اور طرح کا ہے اور تعلیم کچھ دی جاتی ہے۔ اور وہ بچارے کیا کریں۔ اُن کو اپنا دلی جذبہ روک روک کر اوروں کی خواہشوں کے موافق کام کرنا پڑتا ہے۔ وہ اردگرد کے اثرات اور اپنے زمانہ کے اتفاقات کے شکار ہوتے ہیں۔ گورو کے پاس گئے۔ وِدّیا سیکھی، پڑھا لکھا، کچھ عقل و تمیز بھی آئی۔ مگر اب کیا حال ہے! خواہشوں کی لہریں من کے سمندر میں لہرانے لگیں۔ جس طرح بھنور میں پڑی ہوئی کشتی ہلتی ڈولتی رہتی ہے۔ اور قدم قدم پر ڈوبنے کا خوف کرتی رہتی ہے۔ اُسی طرح اِن نوجوانوں کا حال ہوتا ہے۔ صحبت کے مُضر اثرات ایک طرف گورو کا ڈر دوسری طرف۔ اِن میں خواہ مخواہ چھل کپٹ اور دھوکا فریب کا نقص آجاتا ہے۔ سچائی جاتی رہتی ہے۔ دِل کو روک کر وہ کام کرتے ہیں۔ جو کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ بہت کم نوجوان ایسے ملیں گے جو اِن بلیّات سے محفوظ رہتے ہونگے۔ اِن کے لئے قدم قدم پر گرنے کے بے حد وحساب گڑھے ہیں۔ نقل اور تقلید کرنے میں یہ بندروں سے کم نہیں ہوتے۔ بھوگ ولاس کی چاہ اُسی وقت سے پیدا ہونے لگتی ہے اور وہ اپنے ساتھ مختلف قسم کی پریشانیاں لاتی ہے۔ کاش ان کو اگر اچھی صحبت ملتی تو یہ اُسی وقت سے سنبھل کر گیان کے ادھکاری ہوتے اور اپنی مُکتی کا اُپائے سوچتے مگر ایسا شاذ ہوتا ہے۔ جس نوجوان میں ابھی سے بھگتی بھاؤ اور پریم کا جذبہ نہیں پیدا ہوا تو وہ آگے چل کر کیا کرے گا۔ جس مکان کی بنیاد ہی مضبوط نہیں بنائی

گئی۔ اُس کی کمزوری خطرہ سے خالی کب رہے گی! جو لوگ یہ سوچتے ہیں کہ گیان کی راہ بھی آگے چل کر کی جائے گی۔ وہ سخت نادان ہیں۔ ہر کام کے کرنے خواہ اُس کی ابتدا کی بُنیاد ڈالنے کا یہی وقت ہے۔ ہزاروں ہی پڑھتے لکھتے ہیں۔ مگر سمجھ والے اُن میں شاذ نکلتے ہیں۔ میں اُن نوجوانوں کو قابلِ تعظیم اور پرستش سمجھتا ہوں۔ جو جوانی ہی میں اچھی راہ پر چلنے کا سادھن کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف اپنی ہی نجات کے ذریعے بنیں گے بلکہ اوروں کو بھی تار دیں گے۔ مگر سنسار کے کاروبار میں ایسا دکھائی نہیں دیتا۔ سب بھُول اور بھرم میں پڑے ہیں۔ اور بھُول بھرم کا دُکھ اُنکے گلے کا ہار ہو جاتا ہے"۔

جوانی اور جوانی کی نفس پرستی

"کشوراوستھا کے جاتے ہی جوانی آجاتی ہے۔ جوانی دیوانی ہوتی ہے اور دیوانہ کے لئے سنبھلنا آسان کام نہیں ہوتا۔ اِس عمر میں آدمی بُری طرح کام انگ کے پیچھے پڑجاتا ہے اور رات دِن عورت کا خواب دیکھنے لگتا ہے۔ نہ اُس کا دِل اپنا رہتا ہے اور نہ اُس کے دماغ میں ضبط کرنے کی طاقت رہتی ہے۔ وہ اپنے اندر خوشی تلاش نہ کریگا بلکہ اُس کی خوشی کا مرکز استری ہوگی۔ وہ بالکل باہرمکھی بن جاتا ہے۔ نظر کی ترچھی کٹاری کے مارے ہوئے کا زخم کب اچھا ہُوا ہے۔ ظاہری شکل وصورت پر جس کو فریب ہو جاتا ہے۔ وہ عقل کی راہ میں کب آنے لگا! کشوراوستھا میں اُس کا دِل ایسے سمندر سے مشابہ تھا جس میں خواہشوں کی لہریں اُٹھا کرتی تھیں۔ اب وہ پانی کا سمندر جلتی اور بھبکتی ہوئی آگ کا آتشکدہ بن جاتا ہے۔ جس کے شعلے اوپر نیچے اور چاروں طرف پھیل کر بربادی مچا دیتے ہیں۔ وہ آپ اپنے ہی اندر اندر جلتا بھُنتا ہے۔ اور دوسروں کے لئے بھی مصیبت کا سبب ہوتا ہے۔ عورت کا حُسن کیا ہے؟ وہ نہ خود پائدار ہے نہ ٹھہرنے والا ہے۔ اُسکے چہرہ کی آب وتاب پانی سے عاریت لی

گئی ہے۔ اُس کی آنکھوں کا نُور آگ سے آیا ہے۔ اُس کے سڈول گوشت پوست مٹی سے بنے ہوئے ہیں۔ ذرا کسی کو بیمار ہونے دو۔ اور پھر اُس کی حالت کو دیکھو آنکھیں پتھرائی ہوئیں، رُخسارے مُرجھائے ہوئے، ہاتھوں میں رعشہ، پاؤں میں لغزش اب وہ خوبصُورتی کدھر گئی۔ مگر ایسا وچار کسی کو نہیں ہوتا۔ سب دھوکے میں پڑے بیاکل ہو رہے ہیں۔ کام انگ کبھی کسی کو شانت نہیں ہونے دیتا۔ اس سے خود غرضی، غُصّہ، نفرت اور بے شمار قسم کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور آزاد دِل بُری طرح قید و بند میں آ کر غلام ہو جاتا ہے۔ اگر یہ نہ رہے تو شاید حقیقت کی کچھ خبر ملے۔ مگر یہ نہ کیسے رہے: عورت کی موجودگی اس کو پیدا کر دیتی ہے۔ اور جس طرح آگ میں گھی ڈالنے سے وُہ مُشتعل ہو جاتی ہے۔ ویسے ہی عورت کی آنکھیں اور اُس کی ناز و ادائیں اس کے متحرّک کرنے میں مصروف رہتی ہیں۔ یہ مہا دُکھدائی بھرم ہے۔ بغیر اس کے تیاگ کے کبھی آدمی پرم پد کا ادھکاری نہیں ہوتا۔ یُوں تو یہ کسی سے چھُوٹتا نہیں۔ صرف سادھو سنگ اور گورو کے ست سنگ سے چھُوٹ جائے تو تعجّب نہیں۔ میں اس کام سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور اس سے بچکر آتم گیان کے سادھن میں لگنا چاہتا ہوں"۔

بُوڑھاپا "بچپن۔ کشور اوستھا اور جوانی کے بعد بوڑھاپا آتا ہے۔ تبدیلی کے ان تمام مرحلوں میں مہا دُکھ ہوتا ہے۔ مگر بُڑھاپے کا دُکھ سب سے کٹھن ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ آدمی سنسار کا تجربہ کر کے اُس کے بھرم کو میٹتا اور دھوکے سے چھُوٹ جاتا۔ مگر وہ سنبھلنے پر نہیں آتا۔ بوڑھا ہو کر طرح طرح کے درد اور رنج اُٹھاتا ہے۔ دِلی پریشانیاں ایک طرف، جسمانی امراض اور تن کی کمزوری دوسری طرف، اولاد اور نوکروں چاکروں کی بدسلوکی تیسری طرف، اپنے تن کی ستری کی بے پروائی چوتھی طرف۔ جیسے برسات کے آنے سے مکان

کی کھڑکیاں اور اُس کے درودیوار کمزور ہو کر گرنے لگتے ہیں۔ ویسے ہی اس شریر کے
تو دروازے بگڑ جاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں قابو میں نہیں۔ دل و حواس ٹھکانے نہیں
ہر شخص کو اس کی صحبت سے گریز اور پرہیز ہو جاتا ہے۔ سب اس کی بُری اور بگڑی ہوئی
صُورت دیکھکر ہنستے ہیں۔ یار آشنا کوئی نہیں۔ غم غلط کرنے کا سامان غائب۔ وہ دل
بھی لگائے تو کس سے لگائے! دُنیا اندھیری معلوم ہوتی ہے۔ نہ پیٹ میں آنت نہ
مُنہ میں دانت۔ نہ کھانا ہضم ہوتا ہے نہ پانی اچھا لگتا ہے۔ آنکھ اور ناک کے گندے
پرنالے الگ جاری ہو ہو کر بہتے رہتے ہیں جس کو دیکھکر ہر شخص کو نفرت ہوتی ہے۔
اِس قابل رحم آدمی پر کسی کو رحم نہیں آتا۔ اور وہ سب سے ڈرتا رہتا ہے نہیں
چاہتا کہ کوئی اُس سے ناراض ہو مگر اولاد ہے کہ اُس سے دُور رہنا چاہتی ہے
اور اُس سے مُنہ دیکھنے تک کا کوئی روادار نہیں ہوتا۔ وہ کسی سے کام کرنے
کو کہتا ہے۔ اور یہ ٹال مٹول کر جاتے ہیں۔ اور اس کے مزاج میں چڑچڑاپن آجاتا
ہے جسم میں جھرّیاں پڑ جاتی ہیں۔ یہ وہی شخص تھا۔ جو بیل اور گدھے کی طرح اپنے
لڑکے بالوں کے لئے محنت کرتا رہتا تھا۔ اور سب کچھ اُن کی خاطر سہتا رہتا تھا۔
اب وہ کُتّے کی طرح دروازے پر پڑا ہے اور لوگوں کو ایک ٹکڑا روٹی دینے سے
بھی عذر ہے۔ وہ بندر کی طرح ان کو دیکھکر صُورت کے بگڑ جانے سے مُنہ بناتا ہے
اور یہ اُس کی ہلتی ہوئی ٹھُڈی کی حرکت کو دیکھکر ہنس دیتے ہیں اور بوڑھے بندر کے
نام سے پُکارتے ہیں۔ اس کے اندرونی جذبات کی کس کو خبر ہے۔ گو وہ بُڈھا ہو گیا
اور سنسار کے بھوگ بلاس کے ناقابل ہے۔ مگر دل سے ہوس دُور نہیں ہوئی۔ من
میں طرح طرح کی خواہشوں کا سیلاب آتا رہتا ہے۔ سر کے بال تو سفید ہو گئے۔ مگر
بوڑھے بابا کا دل سیاہ کا سیاہ بنا ہوا ہے۔ یہ اولاد، بیوی اور دولت کی غلامی
کا ابتک دم بھرتا ہے مگر یہ سب اُس سے دُور ہٹتے ہیں۔ انکو کون کہے۔ ایک ایک کر کے

اُس کی اندریاں خود جواب دینے لگتی ہیں۔ مگر اس کو ہوش نہیں آتا۔ اور اگیانیوں کی حالت میں پڑا رہتا ہے۔ بیماریاں روزانہ اپنی تمام فوج کے ساتھ اس پر حملہ آور ہو کر جسمانی قلعہ کو ڈھاتی رہتی ہیں۔ بلغم۔ سودا۔ صفرا۔ سنپات سب ٹوٹ پڑتے ہیں۔ مگر اب بھی وہ اچیت بنا رہتا ہے۔ آہ یہ بڑھاپا کیسی بُری حالت ہے۔ دشمن کو بھی یہ نصیب نہ ہو۔ بیچارہ نہ کسی پر اپنے دردِ دل کو ظاہر کر سکتا ہے اور نہ کسی کی ہمدردی کی اُمید رکھتا ہے۔ یہ بُری طرح کی بےبسی ہے۔ اے رشی! اس حالت کو سوائے مُورکھ اور اگیانی کے کون پسند کرے گا۔"

کال (موت)

"بُڑھاپے کے بعد موت آتی ہے۔ اسکا آنا لازمی ہے۔ موت یا کال ایک ہے مگر اسکے رُوپ انیک ہیں اور یہ تمام جگت آخر ہے کیا؟ کال ہی کا رُوپ ہے۔ کال سرودیاپک ہے۔ آدمی سب کا مقابلہ کر سکتا ہے مگر اس کا مقابلہ آج تک کسی سے بھی نہ ہو سکا۔ انسان سب سے بچ سکتا ہے۔ مگر اس سے آج تک کوئی بھی نہیں بچا۔ یہ سمندر کو خشک کر کے جلاتا۔ پہاڑوں کو بیکر گراتا اور شہر اور بستیوں کو اُجاڑ کر جنگل بناتا رہتا ہے۔ رشی مُنی۔ اندر، دیوتا۔ برہما، اسُر سب کو اس کا لوہا ماننا پڑتا ہے۔ مہامیرو کی اونچی چوٹی اس کے پاؤں کی ٹھوکر سے نیچے گر جاتی ہے اور یہ مہامیندر پربت کی جڑ کو اُکھیڑ کر پھینک دیتا ہے۔ وہ صبح کے وقت اپنی رچنا کرتا ہے۔ اور شام کو سمیٹ لیتا ہے۔ ابھی چاند، سورج اور ستارے برہمانڈ میں روشن ہیں۔ اور ابھی کال اُنکے جلتے ہوئے چراغوں کو بجھا کر اپنے مُنہ میں رکھ لیتا ہے۔ اور چاروں طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔ نہ پانچ تتو اس سے بچتے ہیں۔ نہ دیوتا دیوی کو پناہ ملتی ہے۔ سب اس کے شکار ہوتے ہیں۔ یہ جیو جنتو کو اس طرح چبا چبا کر کھا جاتا ہے جیسے بھوکا آدمی بُھنے ہوئے دانوں کو مُنہ کے اندر رکھ لیتا ہے۔ جب یہ چراچر جگت کو پورے طور پر کھا لیتا ہے۔ تب خراٹے کی نیند

میں سو جاتا ہے۔ اور پھر پیدا ہو کر رچنا کرتا اور اُس کو کھاتا رہتا ہے۔ کون ایسا شخص ہے جو اس کی غذا نہیں ہوتا۔ اُس کا یہ کام ہمیشہ ہی ہوا کرتا ہے۔ میں اس کال سے بچنا چاہتا ہوں۔"

برہما کی ناش کرنیوالی شکتی } "یہ کال خود کیا ہے؟ برہمہ کی غارت کرنیوالی شکتی کے ماتحت ہے جو سب کا ملیا میٹ کر دیتی ہے۔ یہ بھرم کے بن کی شیرنی اور اگیان کے مندر کی دیوی ہے۔ تمام چر اچر متحرک جگت کو مار کر یہ اس پرتھوی کو ہاتھ میں اٹھا لیتی ہے۔ اور تینوں لوکوں کی ترگنا تمک مالا بنا کر اپنے گلے میں ڈال لیتی ہے۔ یہ شکتی مہا بلوان ہے۔ بادلوں کی طرح گرجنے والی اور بجلی کی طرح کڑکنے والی ہاتھ میں تیر و کمان لئے ہوئے اور گود میں طوطے کی طرح شیر کو دبائے ہوئے یہ ہر جگہ ناچتی رہتی ہے۔ سورگ اس کے سر کے بالوں کا زیور، پاتال اُس کے پاؤں کے گھونگھرو اور چاند سورج اُس کے کانوں کے کنڈل ہیں۔ ہمالیہ اُس کی ہڈیاں مہا میرو اُس کے جسم کا زیور اور چکروال پربت اُس کا کمر بند ہے۔ کبھی یہ مور پر چڑھ کر ناچتی ہے۔ کبھی تین آنکھوں والے رُدر کی صورت میں پرگٹ ہوتی ہے۔ دم میں وہ لکشمی بن جاتی ہے اور دم میں خوفناک بھیروی ہو جاتی ہے۔ گلے میں منڈمال ڈالے ہوئے یہ آکاش میں چمکتی ہوئی پھرتی رہتی ہے۔ یہ پرلے میں بھی ناچتی رہتی ہے۔ اور اس کا ناچ کبھی ختم ہونے پر نہیں آتا۔ اے رشی! یہ مایا۔ یہ برہما شکتی مہا بھیانک ہے۔ اس سنسار میں اس کے تماشے رات دن ہوتے رہتے ہیں۔ میں ان سب سے نجات چاہتا ہوں۔"

گیانیوں کا ست سنگ } "جن کو گیانیوں کا ست سنگ پراپت نہیں ہوتا وہ مکتی کے مارگ سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ آتم تتو کی کسی کو خبر نہیں رہتی۔ انسان کا قاعدہ ہے کسی نہ کسی سے یہ تعلق پیدا

کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اس لئے اگر اس کو اچھی صحبت نہیں ملتی۔ تو یہ بُری صحبت میں جا کر اُٹھنے بیٹھنے لگ جاتا ہے اور بُری صحبت سے اس میں بُری باسنائیں پیدا ہو ہو کر اُس کو بُرا بناتیں اور سنسار میں پھنساتی جاتی ہیں۔ گیانیوں کی صحبت کے بغیر من خود غرضی اور اہنکار کی عادتوں سے روز بروز سخت ہوتا جاتا ہے۔ نہ اس میں دیا آتی ہے۔ اور نہ چھما۔ نہ دھرم کا بھاؤ ہوتا ہے نہ ست کا۔ اور یہ بھرم میں پڑ کر دُکھ بھوگنے لگتا ہے۔ اگر کسی میں شُبھ باسنا پیدا بھی ہوئی۔ اور ست سنگ پراپت نہ ہوا تو وہ بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ اور شُبھ اشُبھ دونوں باسنائیں بندھن کے کارن ہیں ایک اشُبھ کرم کراتی ہوئی نرک میں دھکیل دیتی ہے۔ دوسری شُبھ کرموں کے سلسلہ میں سورگ کو لے جاتی ہے اور جیو سورگ میں شُبھ کرموں کا سُکھ بھوگ کر پھر اسی جگت کے گورکھ دھندوں میں لوٹ آتے ہیں۔ وہ کبھی نیک بنتے ہیں اور کبھی بد۔ اور اُنکے آواگون کا چکر ختم ہونے میں نہیں آتا۔ اگر شُبھ باسنا کے پھُرنے پر خوش قسمتی سے کسی کو گیانیوں کا سنگ مل جائے تو وہ سونے پر سہاگہ کا کام دے گا۔ اور روز روز کے بچن سننے سے جب وہ آتم تتّو کو سمجھ لیگا۔ تب شُبھ اور اشُبھ دونو طرح کی باسناؤں کے تیاگ کرنے کا جتن کرے گا اور اسنگ ہو جائے گا۔ یہی مُکتی ہے۔ اِس لئے میں سادھو سنگ کو سب سے اُتم سمجھتا ہوں۔ اِس کا ملنا سہل بھی نہیں ہے۔ جب پرمیشور کی بڑی دیا ہوتی ہے۔ تب سادھوؤں کا سماگم ہوتا ہے۔ عام سنساری کو تو اُس کی کچھ قدر بھی نہیں ہوتی۔ وہ اِسی ناشمان جگت کے جھگڑوں کو سب کچھ سمجھتے رہتے ہیں اور کنچن چھوڑ کر کوڑی اور کانچ اکٹھا کرتے ہیں۔ اور جم کے دُوت موقع پاکر آجاتے ہیں اور اُن کا گلا دبا کر مار ڈالتے ہیں اور اُن کو نرک میں دے دیتے ہیں۔ میں ست سنگ کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ نہ مجھ کو تاج و تخت کی خواہش ہے نہ میں سنسار کا سُکھ بھوگنا چاہتا ہوں۔ میں اس سنسار اور اُسکے بھوگ و لاس ہی کو

مہلک زہر سمجھ چکا ہوں۔ کاش! مجھ کو آپ جیسے مہاتماؤں کا ست سنگ مل جائے اور میں کو ٹستھ برہمہ کا رُوپ سمجھ کر اُسی کا ہو رہوں۔ اور یہ میرے من کی چنچلتا اور اشانتی ہمیشہ کے لئے دُور ہو جائے۔ جب تک یہ حالت نہیں آتی۔ پتھر کی مورتی کی طرح چپ چاپ رہنا پسند کرتا ہوں۔ یہ میرا حال ہے"۔

شکدیوجی کی کہانی

خلاصہ:۔" آتما کی طرف دل کی توجہ کا متحد ہونا ہی اصلیت کا راز سمجھنا اور اُس سے مل کر ایک ہو رہنا ہے"۔

تمہید{ رام اس قدر تقریر کر کے خاموش ہو گئے۔ دربار میں جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ بعد کی باتوں کو سُن کر دنگ رہ گئے۔ اس عمر میں ایسی سمجھ سب کیلئے تعجب اور حیرت کی بات تھی۔ دیوتاؤں نے شہزادہ پر پھول برسائے۔ سِدھوں نے شاباشی کا نعرہ بلند کیا۔ سب تحسین اور آفرین کرنے لگے۔ دیورشی، راج رشی اور برہمہ رشی سب نے متفق ہو کر رام کے بویک کی تعریفیں کیں اور انتظار کرنے لگے کہ دیکھئے وسوامتر ان کو کیا جواب دیتے ہیں۔

وسوامتر نے جواب دیا۔" رام! تم دھنیہ ہو۔ تم میں گیان اور بویک موجود ہے اور تم تتو بھید کے جاننے کے ادھکاری ہو۔ آتم گیان، شانتی اور مُکتی۔ یہی رشیوں کا بھی آدرش ہے۔ اور اُن کو بھی اسی کی تلاش رہتی ہے۔ تم شکدیو مُنی کی طرح ہو۔"

رام بولے۔" اگر آپ مجھ کو ایسے سمجھتے ہیں تو شکدیوجی کی کتھا[1] سنائیے تاکہ میرا اہنکار اور سنسار کے میرے تیرے پنے کا بھاؤ دُور ہو جائے"۔

وسوامتر نے کہا:" سنو! شکدیوجی ویاس رشی کے پُتر تھے۔ جب وہ وید اور شاستر

[1] کوئی یہ بھرم نہ کرے کہ رام دواپر میں اور شکدیوجی تریتا میں اُنکے بعد پیدا ہوئے یہ کلپوں کی کتھائیں ہیں۔

سب کچھ اپنے باپ سے پڑھ چکے۔ اُن کو سچی شانتی نہیں ملی۔ تب اُنہوں نے اپنے باپ سے مہا میرو پربت کے آشرم میں سوال کیا " مہاراج ! یہ دُکھدائی مایا کیسی ہوتی ہے ؛ اس کا خاتمہ کیسے ہوتا ہے ؛ اس کا پیدا کرنے والا کون ہے ؛ اس کا کونسا حصہ ست ہے ؛ اور یہ جگت کیوں اور کیسے پیدا ہوا ؟ "[1]

ویاس نے اپنی لیاقت کے موافق جواب دیا۔ مگر پھر بھی شکدیوجی کی تسلی نہیں ہوئی اور نہ اُن کے شک اور شبہات رفع ہوئے۔ تب ویاس نے کہا " بیٹے تم راجہ جنک کے پاس جاؤ۔ اور وہ اُپدیش دے کر تم کو شانت کرینگے "۔ باپ کا حکم پاکر شکدیوجی پربت سے نیچے اُترے۔ اور متھلا دیس کا راستہ لیا۔ جنک کا شاندار طلائی محل دُور سے نظر آیا۔ اُس کے اُونچے مینار آسمان سے باتیں کرتے تھے۔ شکدیوجی پھاٹک پر پہنچے۔ جنک کو اُن کے آنے کی خبر تھی۔ مگر وہ ادھکاری شِشیہ کے ادھکار کا امتحان لینا چاہتے تھے۔ اس لئے نہ اُن کے استقبال کا اہتمام کیا اور نہ عزت اور تعظیم سے ساتھ پیش آئے۔ شکدیوجی سات دِن تک پھاٹک پر پڑے رہے۔ مگر اُنکے دِل میں استقلال تھا۔ جو سچے شاگرد کی خصوصیت ہے۔ جب ایک ہفتہ کامل گزر گیا پھر راجہ کے حکم سے اُن کے اہلکار رشی پُتر کو محل میں لائے۔ ہر طرح کے عیش و عشرت کے سامان مہیا کیے۔ اور اُن کی دعوت اور ضیافت میں سرگرم ہوئے مگر اُس حالت نے بھی شکدیوجی کے دِل پر کوئی اثر پیدا نہیں کیا۔ تب جنک نے اُن کو بُلا بھیجا " برہم رشی ! کہو۔ تم کس غرض سے میرے پاس آئے ہو ؛ "

شکدیو نے جواب دیا " پربھو ! یہ بتایئے۔ یہ مایا کیسے پیدا ہوتی ؛ کیسے بڑھتی ؛ اور کس طرح اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ میں آپ سے ان سوالوں کا جواب سننے کیلئے

[1] یوگ وسشٹ میں صرف اُنہیں سوالوں کا مفصل جواب بتدریج آیا ہے اور اسلیئے پڑھنے والوں کو شروع سے آخر تک غور سے پڑھنی چاہئیں ۔

آیا ہوں۔ یہی میرے آنے کی غرض ہے"۔

جنک جی نے شکدیوجی سے وُہی باتیں کہیں۔ جو ویاس جی اُن کو پہلے سنا چکے تھے۔ شکدیوجی نے کہا۔ "میرے باپ نے یہ سب کچھ مجھ کو بتا دیا تھا۔ شاستر کہتے ہیں کہ آتما ادویت اور ادوتیہ ہے۔ اگر مایا آتما ہی سے سانس کی صورت میں نکل کر پھر اُسی میں جا کر اُس سے ایک ہو رہتی ہے۔ تو اس ناشوان مایا کے جان لینے کا فائدہ ہی کیا ہوا۔ آپ گورو ہیں۔ دیا کر کے میرے من کے بھرم کو دُور کر دیجئے۔ تا کہ یہ آتما میری سمجھ میں آ جائے"۔

راجہ نے جواب دیا۔ "گو تم سب کچھ جانتے ہو اور تمہارے باپ نے تم کو سب کچھ بتا دیا ہے مگر تم پھر بھی سوال کرتے ہو۔ سنو! جو چداکاس ہیں سب جگہ ویاپک ہو رہا ہے۔ وہ آتما تم ہی ہو۔ آتما کے سوا اور کوئی دوسری چیز ہو کیا سکتی ہے۔ ہر شخص اپنے خاص سنکلپ سے بندھا ہوا ہے۔ اس سنکلپ سے چھُوٹنا ہی بندھن کا ٹوٹنا ہے۔ پانی ہر جگہ کھیت میں، کیاری میں اور درخت کے تھاولوں میں ہے۔ پانی کی یکسانیت اور بھیدی میں کوئی بھی فرق نہیں ہے اور نہ آتا ہے مگر اُپادھی نے مختلف صُورتیں بنا دی ہیں اور اگیانی اپنے سنکلپ اور سنکلپ کی اُپادھی کے بھرم میں پڑ کر کہتا ہے کہ یہ کیاری کا پانی ہے۔ یہ کھیت کا پانی ہے۔ یہ تھاولے کا پانی ہے۔ اسی طرح برہمہ ہے۔ وہ نہ کبھی دو ہُوا نہ ہوتا ہے۔ سنکلپ کی اُپادھی اُس کو مختلف رُوپ میں دکھاتی ہے۔ اب تم کو اپروکش (ظاہری) گیان ہو گیا۔ تم نے باسناؤں کو چھوڑ دیا۔ سنکلپ کا جال کٹ گیا۔ اور تم بغیر اُپادھی والے برہمہ کا ساکشاتکار کر رہے ہو۔ اُسی برہمہ کا بھاؤ من میں رکھنے سے تم نے جیون مکتی کی حالت حاصل کر لی۔ تم میں صرف تھوڑی سی کسر رہ گئی ہے۔ ابھی تک مایا کا بھرم دِل سے دُور نہیں ہُوا ہے۔ یہ اور بچار کرنے سے خود بخود جاتا رہے گا اور تم سوا برہمہ

کے اور کچھ نہ دیکھ سکو گے"۔

"باتیں معمولی تھیں۔ معمولی طور پر کہی گئی تھیں۔ سمجھانے کی زبان بھی معمولی تھی شُنکد یوجی کی اتنے ہی سے تسلی ہو گئی۔ اُن کا بھرم جاتا رہا۔ اور گورو سے رخصت ہو کر وہ پھر مہامیرو کی چوٹی پر پہنچے۔ اور نروکلپ سمادھی ایکاگر من کے گیان آکاش میں سالہا سال تک محو اور مگن رہے۔ جس طرح تپائے جانے سے سونا کُندن ہو جاتا ہے۔ اُسی طرح اس ابھیاس سے جب من پاک صاف ہو گیا مایا کا بھرم ہمیشہ کے لئے آپ ہی آپ جاتا رہا۔ اور اُن کو شانتی مل گئی سنکلپ کی اُپادھی ہی بھرم کا باعث تھی۔ جب قید و بند کی حالت جاتی رہی۔ پھر مکتی اور آزادی ہو گئی۔ اور اب سوا آتما کے کیا بچا ہے! مایا کی اصلیت بھی سمجھ میں آ گئی۔ مایا کا رُوپ اور کچھ نہیں ہے۔ صرف واسنا ماتر ہے۔ واسنا کے تیاگ کرنے سے مایا کا پھر کہیں پتہ تک نہیں رہتا۔ اور اسی کے تیاگ کے لئے جتن اور سادھن کئے جاتے ہیں۔ شنکد یوجی کو باپ کی باتوں پر وشواش نہیں آیا۔ کیونکہ وہاں باپ بیٹے کے میرے تیرے پنے کی اُپادھی لگ رہی تھی۔ وہ خود قید کی حالت تھی۔ گورو کے پاس جانے سے یہ بھی جاتی رہی۔ اور اُن کے بچن کے سُن لینے سے موہ مایا کا بھرم آپ ہی آپ مٹ گیا۔"

"اے رام! تمہارے من کا بھی یہی حال ہے۔ تمہاری نظر جزویات کی طرف ہے جز میں بھرم ہوتا ہے۔ بھرم اگر کہیں نہیں ہے تو کُل میں نہیں ہے۔ جز سے نظر کو ہٹا کر کُل کی طرف لگاؤ۔ اور اسی کا نام واسنا کا سچا تیاگ کہلاتا ہے۔ ہم نے تم کو سار وستو بتا دی۔ وسشٹ جو تمہارے گورو ہیں۔ اس کی مزید صراحت کر دیں گے۔ اور تم باخبر ہو کر گرہن تیاگ کے دھوکے سے اوپر ہو جاؤ گے۔ اور گورو کی کرپا سے اس وقت جو سنسار کا دُکھ تم کو کو ستا رہا ہے وہ چٹکی بجاتے ہی بھر کے دم

میں غائب ہو جائے گا۔ اب تم کو جو کچھ وسشٹ جی کہیں۔ اُس کو شوق سے سُنو۔"

وسشٹ جی وسوامتر کے اشارے کو سمجھ گئے۔ اور اُسی وقت رام کے اُپدیش دینے کی غرض سے اپنی کہانیوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔

۲۔ مموکش پرکرن

خلاصہ:۔ "سادھن چتشٹے بالعموم اور مموکشتا بالخصوص سچے ادھکاری کے لکشن ہیں۔"

شُبھ اور اشُبھ باسنائیں وسوامتر کا اشارہ پاکر وسشٹ جی بولے "سُنو رام جو شاستروں کے نورتی مارگ پر چلتا ہے۔ اس کو آتم گیان پراپت ہوتا ہے۔ نورتی مارگ موکش کا سادھن ہے۔ دُوسرا مارگ پرورتی اس سنسار کے بیوہار کا سادھن ہے۔ ایک سے مُکتی ملتی ہے اور دُوسرا بندھن میں پھنساتا ہے۔ موکش صرف دھرماتماؤں کے لئے ہے۔"

سوال۔ رام بولے "پہلے جنموں کی باسناؤں کی وجہ سے میں نے دھرم کا مارگ اختیار نہیں کیا۔ آپ بتائیے اب میں کیا کروں۔"

جواب۔ وسشٹ نے جواب دیا "جب تم کو برہمہ کے ساکشاتکار کرنے کا خیال ہے تو یہ ثبوت ہے کہ تم میں شُدھ باسنا ہے۔ اگر اشُدھ باسنا ہوتی تو تم سنسار میں اور بھی پھنسے رہتے۔ اب تم کو صرف اتنا کرنا ہے کہ اشُبھ باسناؤں سے بچکر صرف شُبھ باسنا کو درِڑھ کرتے رہو۔ اس کا نتیجہ ہوگا کہ تُم کو دُکھ نہ ہوگا۔ اور سُکھی رہو گے۔ من کی ایسی عادت پڑی ہوئی ہے۔ وہ ہمیشہ باسناؤں کی طرف رجوع رہتا ہے۔ اسکو روکو۔ تاکہ اُدھر نہ جائے اور شُبھ واسناؤں ہی سے تعلق رکھے۔ جس وقت من

اُس سے آزاد ہو کر اس سے تعلق رکھیگا۔ اُس وقت گورو کی دکھشا پانے اور مہاواک کے سننے کا ادھکار ہوگا۔ سہل تدبیر یہ ہے کہ چت کو شانت رکھو۔ اور لوبیک درشٹی سے سنسار کے پدارتھوں کی چاہ کو ہٹاتے ہوئے "تتوم اسی" مہاواک کا چنتن کرو۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے "جو وہ ہے وہی تُو ہے"۔ یہ مہا منتر کنول آسن پر بیٹھے ہوئے برہما ہی نے ہم کو بتایا تھا۔ اور یہ غور کرنے کی چیز ہے۔"

وسشٹ کی اپنی کہانی

رام نے کہا "یہ کتھا مجھ کو سُنائیے"۔ وسشٹ نے جواب دیا "ریدا آکاش جسکو گیان آکاش بھی کہتے ہیں محیطِ کُل، لاانتہا اور لامحدود ہے۔ نہ اُس کا وار ہے نہ پار ہے۔ اسی میں وشنو پرگٹ ہوئے اور وشنو کے ہردے کمل سے برہما معہ اپنے تمام جگت کے پیدا ہوئے۔ یہ جگت اس وجہ سے مانسک خیالی اور من کے خیالوں کے دھارہی سے نکلا ہے۔ من میں جیسی پھرنا ہوتی گئی ویسے ہی من کا سنکلپ وکلپ صورتیں بناتا گیا۔ اس رچنا کے سلسلہ میں برہما کے کئی پُتر جو بھارت ورش میں بستے تھے۔ دکھی ہوئے۔ ان کے دُکھ کو دیکھکر برہما کو رحم آیا اور اُنہوں نے سوچا کہ یہ دُکھ نہ تو جپ سے جائیگا نہ تپ سے دُور ہوگا۔ گنگا کا سنان، کرم۔ پُوجا بھی اس مرض کے علاج نہیں ہیں۔ اس لئے اُنہوں نے ہم کو اپنی طرح پیدا کیا۔ ہم ہاتھ میں کُنڈل اور مالا لئے ہوئے اُتپن ہوئے۔ برہما نے جان بوجھ کر تھوڑی دیر کے لئے اپنی مانسک مایا سے ہم کو گھیر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمارا گیان غائب ہو گیا۔ اور ہم اگیانی جیسے بن گئے اور ہماری رُوحانیت جاتی رہی۔ اور ہم دُکھی ہوئے۔ برہما نے ہمارے دُکھ کا سبب دریافت کیا۔ ہم نے کہا "پربھو یہ سنسار جو دُکھ کی جڑ ہے کیسے پیدا ہوا۔ اور اس سے مُکتی کس طرح مل سکتی ہے"۔ برہما نے یہ سوال سُن کر ہم کو آشیرباد دیا۔ اور اُن کی آشیرباد سے ہمارا اگیان مٹ گیا۔ اور گیان پراپت ہو گیا۔ اس پر برہما بولے۔ "ہم ہی نے جان بوجھ کر تمہارے من کو اندھکار

رُوپی مایا سے گھیر دیا تھا۔ اور پھر تم کو گیان دیا۔ تم پہلے بھی گیان سروپ تھے۔ لیکن گیان کی سمجھ نہیں تھی۔ کیونکہ جب تک اندھیرا نہ ہو تب تک کوئی پرکاش کو نہیں سمجھ سکتا۔ ایک میں سمجھ بُوجھ کیسی! سمجھ بُوجھ اور تمیز تو اُسی وقت آئے گی۔ جب دو حالتیں ہونگی۔ اور ان کے ساتھ ساتھ قائم ہونے سے آدمی تمیز کر سکتا ہے کہ یہ اچھی ہے یہ بُری ہے۔۔ اے پُتر! گیان تو اپنا رُوپ ہے۔ اپنی ذات ہے۔ مایا صرف خیالی اور مانسک دھارا ہے۔ جو صرف من کی کلپنا سے اس رُوپ کے سمجھانے اور تیری ذات قائم کرنے کے لئے پرگٹ کی گئی ہے۔ میں نے تم کو دیکھشا دی۔ نجات اور مُکتی کا طریقہ بتا دیا۔ اب تم بھارت ورش کے جمبو دیپ میں جا کر آدمیوں کو دیکھشا دو۔ جو اُس مُکتی کے ادھیکاری ہوں۔ اُن کو تو بتاؤ اور جن کو ابھی تک دھرم اور کرم کا پیار ہو اُن کو نہ چھیڑو۔ اپنی راہ پر چلنے دو۔ یہ گورو اور شِشیہ کی پرنالی اسی طرح چلے گی"۔

"اے رام! برہما کا حکم پا کر ہم یہاں بھارت ورش میں پیدا ہوئے۔ اور جب تک یہ خیالی جگت ہے تب تک یہاں ہی رہیں گے۔ ہم میں نہ سنسار کی چاہ ہے۔ نہ سنسار کے پدارتھوں کا پیار ہے۔ ہم سوشپتی یعنی روحانی محویت میں رہتے ہیں اور مَن کے دُکھ کی اوستھا پر غالب آ گئے ہیں۔ گو ہم لوگوں کے دیکھنے میں بیوہار کا کام کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا من آتما سے ایک دم کے لئے بھی علیحدہ نہیں ہے۔ اس آتما کو صرف وہ سمجھ سکتے ہیں۔ جو گورو میں شردّھا بھاو رکھتے ہیں۔ وہ آئینہ ہیں جن کے اندر گورو کی تعلیم کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ یہ شردھا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ صرف ہم آہنگی اور ہمدردی اور دُو بدُو ساتھ دینے کی حالت ہے۔ جب آئینہ صُورت کے مدِمقابل ہوتا ہے اور صُورت اور آئینہ ایک جیسی مساوی حالت پر قائم ہوتے ہیں۔ تب دونوں ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں۔ جو وہ ہے وہی یہ ہے صورت اور آئینہ

کے عکس میں صرف کہنے کا فرق ہوتا ہے۔ ببب اور برقی ببب میں کوئی بھید نہیں ہے موافقت اور ہم آہنگی کا آنا یہی ہے۔ کہ جس طرح صورت پاک صاف ہو۔ اُسی طرح من کا آئینہ بھی اُجلا اور روشن رہے۔ تب اُس میں اس کا عکس پڑے گا اور آتما کی جھلک نمودار ہوگی۔ اور اُس کے نمودار ہونے سے تتّو کی سمجھ آنے گی۔ یہی "تت توم اسی" کا ارتھ ہے۔"

موکش کے چار قسم کے سادھن

موکش کے دروازہ کے چار دوار پال اور دربان ہیں۔ (۱) شانتی (۲) وچار (۳) سنتوش اور (۴) سادھو سنگ کہتے ہیں۔ ان چاروں کے سنگ کرنے سے پھر مکتی کے حاصل کرنے میں کوئی وگھن نہیں پڑتا جس طرح کسی شاہی محل کے اندر دربانوں کی مدد کے بغیر داخلہ کا موقع نہیں ملتا۔ اُسی طرح جب تک اِن چار سادھنوں سے تعلق نہیں پیدا کیا جاتا۔ تب تک موکش کی پراپتی دُرلبھ ہو جاتی ہے۔ ان میں سے اگر ایک کو بھی اپنا رفیق اور ہمدرد بنا لیا جائے۔ تو باقی تین خود بخود دوست ہو جایا کرتے ہیں۔ اسلئے تم بھی کم از کم کسی ایک کو اپنا دوست بنالو۔ اور مضبوطی کے ساتھ اُس کا ساتھ دو۔ اُس کی صحبت، اُس کی شانتی۔ اور اُس کے روزانہ ہم آہنگی سے جنم دن کا خیالی جھگڑا دور ہو جائے گا۔ تم اور کچھ نہ کرو۔ صرف سادھوؤں کے ست سنگ میں اُٹھنا بیٹھنا اختیار کرو۔ اور روحانی عقل کو مکمل بناتے اور وچار انگ کو درڑھ کرتے چلو۔ تم میں سمادھی آجائے گی۔ اور آتم گیان کی کُنکوں کا سار مل جائے گا۔ یہ سنسار سانپ ہے۔ اس کے مارنے کا گرڑ منتر سادھو سنگ ہی ہے جس میں گیان آجائے گا۔ اُس کے جسم پر تیروں کی بارش، پھولوں کی بوچھاڑ کا مزہ دے گی اور جلتی ہوئی آگ کا بستر سُکھ دینے والا مخملی توشک بن جائے گا۔ جس پر خوشبودار گلاب کا جل چھڑکا گیا ہے۔ اگر کوئی اُس کے سر کو بھی کاٹ دے تو اُسے سُوشُپتی کا آنند ملے گا۔

اگر کوئی اُس کے پیٹ کو چاک کرے تو یہ معلوم ہوگا ۔ گویا چندن کا لیپ لگایا جا رہا ہے
اور اگر کوئی اُس کے دل اور کلیجے کو پارہ پارہ کرے تو وہ سمجھے گا کہ شدت کی گرمی
میں وہ ٹھنڈے جل میں سنان کر رہا ہے ۔ جن سادھوؤں نے آتم اوستھا پراپت
کر لی ہے ۔ اُن کی صحبت کرنے سے سنسار کے بھوگ کے مرض کا پھر کوئی
بھی خوف نہ رہے گا۔"

تینوں کا میل "تم اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ صرف آتم گیان کی جگیاسا (تحقیقات) سے نروان اور مکتی کی دشا نہیں ملتی ۔ یہاں تین باتیں
ہیں جن کا ہر وقت خیال رکھنا ضروری ہے ۔ اول اپنا ذاتی تجربہ اور سمجھ بوجھ ۔ دوسرے
شاستروں کی تعلیم ۔ تیسرے گورو کا اپدیش ۔ جب ان تینوں باتوں کا میل ہوگا تب ہی سچا
گیان پراپت ہوگا ۔ محض گیان کی کتابوں کے پڑھنے سے اگیان ہی پھیلتا رہیگا ۔ سبھی
جپ تپ اور بھگتی کرنے سے یہ اگیان کم تو ہوگا ۔ مگر اس کی جڑ نہ کٹے گی ۔ بھیکھ مانگنا ۔
اور چنڈال کا ان کھانا ۔ اگیان کی دشا میں رہنے سے بدرجہا بہتر ہے ۔ دولت
اولاد ، تیرتھ ، ورت ، جپ ، تپ وغیرہ میں سے کوئی بھی اس آتم پدوی پانے کا
اُپائے نہیں ہے ۔ صرف من کے درڑھ کرنے اور اُس کے ایکاگر ہونے سے گیان
کا ادھکار ملتا ہے ۔"

شانتی "من میں شانتی اور قرار کے آنے سے سنسار کی باسنائیں خود بخود چلی جاتی
ہیں ۔ دکھ دور ہو جاتے ہیں اور موکش کا پھاٹک خود بخود کھل جاتا ہے
بدکاروں کی دشمنی شانت چت والوں کے لئے امرت کا خواص رکھتی ہے ۔ اور دکھ
کی اوستھا لکشمی ماتا کی گود کا آنند دیتی ہے ۔ کانٹوں کا بستر پھول کی سیج بن جاتا
ہے ۔ دکھ ہو یا سکھ ۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی اس کو بندھن نہیں بنتا ۔
گیانی اپنے گیان کے پرکاش میں اس طرح جلال کیساتھ چمکتے رہتے ہیں ۔

جس طرح سومیرو پربت کی چوٹی پر صبح کا سورج آب و تاب کے ساتھ اپنے قدرتی نور کا نظارہ دکھاتا ہے۔ یہ شانتی نہایت ہی قیمتی بلکہ انمول رتن ہے۔ جس کو یہ مل گیا پھر اور کیا چاہیئے "

آتم وچار "آتم وچار ہی ایک چیز ہے۔ جو پرم پد تک پہنچ جاتی ہے۔ آدمی بچا گر چت سے سد شاستروں کی صرف اُن باتوں پر غور کرے۔ جو آتما سے سمبندھ رکھتی ہیں۔ جب تمام شک اور شبہے دور ہو جائیں گے اور ویک دمتیز آ جائے گا۔ دل کی دُبدھا کا اندھیرا آپ چلا جائے گا اور گیان اپنا درشن دیگا۔ چاہے خطرہ ہو یا فکر اور رنج۔ آدمی کبھی وچار کو ترک نہ کرے اور ہمیشہ سوچتا رہے۔ کہ میں کون ہوں؛ کہاں سے آیا ہوں؛ یہ سنسار کیسے پیدا ہوا؛ ان خیالات اور ان سوالات پر غور کرنے کی عادت ڈال لینے سے انسان ہر وقت اپنے مقصد کی تکمیل میں سرگرم اور مصروف رہیگا۔ اور اگیان کی جڑ کو کُریدتا ہوا اُس کے رُوپ کو دیکھ لیگا۔ اور جہاں وہ نظر آیا۔ پھر اپنے رُوپ کا آپ ہی بھان ہوگا "

سنتوش "سُکھ اور دُکھ، کمی اور بیشی، فکر اور بیفکری میں سب کا مزہ لیتے ہوئے اُداسین رہنا سنتوش کہلاتا ہے۔ جو ہاتھ آ گیا اُس کی خوشی نہیں، جو نہیں ملا اُس کی پرواہ نہیں۔ یہ حالت نہایت ہی خوشگوار اور آنند وایک ہے۔ اور من کو چنچل ہونے سے روک رکھتی ہے۔ یہ امرت ہے جو سنسار کے زہر کو اپنے اوپر غالب نہیں ہونے دیتا۔ دُنیا میں جس کو سنتوش مل گیا ہے۔ وہ راجاؤں کا راجا اور بڑوں سے بڑا ہے۔ اور جو اِس سے محروم ہیں وہ غریبوں سے بھی غریب اور دھن دولت پاکر بھی مہا کنگال بنے رہتے ہیں "

سادھو سنگ "سنسار ساگر سے پار ہونے کا یقینی بیڑا سادھوؤں کی سنگت ہے۔ گرمی سے ستایا ہوا آدمی جس طرح گنگا کے جل میں غوطہ

لگنے سے ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔ اُسی طرح سنسار کے تین تاپوں سے جھلسے ہوئے لوگ
سادھو سنگ میں آکر اپنا دُکھ بھول جاتے ہیں۔ آدمی کی بُدھی دھن دولت کے بیوہار
میں پڑ کر سکڑتی جاتی ہے۔ اور دل و دماغ کو بُری طرح تنگ اور تاریک بنا دیتی ہے
یہی بُدھی سادھوؤں کے سنگ سے پھیل کر وسیع ہوجاتی ہے۔ اُس میں پرکاش
آجاتا ہے۔ جن کو یہ میسّر ہے۔ اُن کو نہ جپ تپ کرنے کی ضرورت ہے نہ تیرتھ ورت
کے جھمیلوں میں پھنسنے کی احتیاج ہے۔ آدمی کچھ بھی نہ کرے۔ صرف ست سنگ میں
اپنا نقصان کر کے بھی پڑا رہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں اُسکو اس کے نفع کا گیان ہونے
لگے گا اور جگت کے بندھن ڈھیلے پڑنے لگیں گے۔ یہ چاروں سادھنوں میں مکھیہ ہے۔
رام! تم اس کی مہما کو سمجھتے ہوئے اور بھی سمجھنے کی کوشش کرو۔ سادھو کی صحبت
میں جا کر سادھوپنا آجاتی ہے۔ اور اپنے ہی کلیان کو کون کہے۔ ست سنگ کرنیوالا
سینکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں کو تار دیتا ہے۔ ویدانت جو ویدوں کا انت ہے۔
کچھ یہاں ہی سمجھ میں آتا ہے۔ جو ست سنگ میں آئے ہوئے بغیر لوئیں ہی ویدانت
اور رام گیان کی پوتھیاں پڑھتے ہیں۔ وہ لفظوں اور جملوں کے دلدل میں پھنسے رہتے
ہیں۔ سار کو نہ تو گرہن کر سکتے ہیں اور نہ اُس کی مُراد کو جذب کرتے ہیں۔ یہاں رغبت
نفرت اور راگ دویش کا بھرم مِٹ جاتا ہے۔ اور دل نرمل جل کی طرح شُدھ
ہوجاتا ہے۔ ست سنگ کرنے والے پرانی ایک قسم کا زِرہ بکتر پہن لیتے ہیں۔ جس
میں دُکھ مُفلسی وغیرہ کے تیر اثر نہیں کر سکتے۔ اب ہم تم کو نتیجہ خیز قصّے سنائیں گے
تم اُن پر توجہ کے ساتھ غور کرتے چلو۔"

آتم جگیاسا کا پھل

"آتم گیان کی تحقیقات کرنے والوں پر مایا کا حملہ نہیں ہوتا۔
اور نہ سنسار کا دُکھ اُن کو چنچل اور اشانت کرتا ہے۔
اسی گیان کی سمادھی کو سہج سمادھی کہتے ہیں اور کرم تو انیک طرح کے دُکھ سُکھ کے پھل پیدا

کرتے ہیں۔ آتم جگیاسو پتی ورنا ستری کی طرح ہیں۔ جو من کے پردہ میں رہ کر شانتی اور آنند کا سکھ بھوگتے ہیں"۔

جیون مُکت کے لکھشن

"جُوں جُوں من نشکام، بے غرض اور اچھیا رہت ہوتا جاتا ہے۔ تُوں تُوں شریر دھاری اسی دیہہ میں رہ کر اسی جنم میں مُکت ہونے لگتا ہے۔ وہ کنول کی طرح سنسار کے تالاب میں رہتا ہے مگر سنسار کا پانی اور کیچڑ اُس کو نہیں گندہ کرتا۔ وہ کرم کرتا ہؤا اکرمک بن جاتا ہے۔ نیکی اور بدی کوئی بھی اُس پر اثر نہیں کرتی۔ گیانیوں کے پنتھ میں داخل ہو کر پھر وہ گمراہ نہیں ہوتا۔ اور اپنے شریر تک سے بے تعلق اور اسنگ ہو کر وہ مُکتی کا آنند بھوگنے لگتا ہے۔ اور پھر جنم مرن کا چکر اس کو نہیں ستاتا۔ پاپی آدمی کیڑے مکوڑوں کیطرح جیون مرن کے جال میں پھنسے رہتے ہیں۔ قرار کی حالت اُن کو میسر نہیں ہوتی۔ اور سنسار کے اثرات کے جھکولے جدھر چاہتے ہیں۔ اُسی طرف اُن کو بہالے جاتے ہیں اور وہ بے بس اور اسمرتھ ہو جاتے ہیں۔ جب سادھو سنگ کرنے سے آتم جگیاسو میں ترُیا کا چوتھا پد پھُرنے لگے۔ پھر اُس کو نہ کتابوں کے مطالعہ کا خیال ہونا چاہیئے اور نہ اِدھر اُدھر بھٹکنا چاہیئے۔ بلکہ اسی ترُیا کے سادھن میں اور ساکشاتکار میں لگا رہنا چاہیئے یہی جیون مُکت کے لکھشن ہیں"۔

ترُیا اوستھا

"ترُیا پد کی پراپتی ہی مُکتی ہے۔ جب کسی میں بھاونا اور باسنا ہی نہیں ہیں تو پھر اُس کو کیا کرنا ہے؟ کرم تو جب ہوگا۔ اچھیا اور باسنا ہی سے ہوگا۔ اب اُنکی جڑ خود بخود کٹ گئی۔ وہ پرکاش وان ہو گئے اور شرُتی سمرتی کے بھرم کے بندھن ٹوٹ گئے وہ اِن سب پر اُونچا آگیا اور ہمالیہ پربت کی طرح اٹل اور اچل ہو گیا"۔

آتم جگیاسا کا ڈھنگ

"اگر کوئی لڑکا بھی یُکتی کی باتیں کہے تو اُسکو سننا اور سمجھنا چاہیئے اور بغیر یُکتی کی بات اگر کوئی پڑھا لکھا آدمی بھی

سُنائے تو اُس کی طرف دھیان دینا غلطی میں داخل ہے۔ برہمانک کی بات اگر یکتی سے
خالی ہے تو اُس کا سُننا اور ماننا نادانی ہے۔ اے رام! ہم نے تم سے پہلے ہی کہدیا
ہے کہ اپنے نج انبھو۔ شاستروں کے اُپدیش اور گورو کی سکھشا ان تینوں کا میل جب
کبھی ہو گا۔ تب ہی سار وستو سمجھ میں آئے گی۔ گورو سکھشا دیتا ہے اور شاستر اُپدیش
سُناتے ہیں لیکن جب اپنا انبھو شامل نہیں ہے تو وہ کیا فائدہ دیتا ہے! اسی
طرح اگر اپنا انبھو تو ہے۔ لیکن شاستر اور گورو کے بچن کا اُس کے ساتھ میل
نہیں ملتا۔ تو وہ بھی بے سُود اور فضول ہی ہیں۔ اگیانی شاستر یا گورو کے بچن کو
پرمان مان لیتے ہیں مگر اپنے انبھو سے کام نہیں لیتے۔ وہ آتم جگیاسا کے مقصد
سے دُور جا پڑتے ہیں۔ ساری بات ہم آہنگی اور میل کی ہے۔ میل کے نہ ملنے
سے کوئی لابھ نہیں ہوتا۔ تم بھی اس اُصول کی ہمیشہ پیروی کرو۔[۱]

گیان اوستھا کی پختگی

"گیان کے شبد[۲] کی جھنکار صرف شانتی کے بین کے تار سے نکلتی اور نکل سکتی ہے۔ یہ لازم ملزوم ہیں۔
جس طرح تالاب میں کنول کھِلتا ہے، اُسی طرح شانتی کی اوستھا میں گیان کا پرکاش ہوتا
ہے۔ ان دونوں باتوں کا دھیان رکھنا چاہیئے۔ ان کا ساتھ ساتھ ہونا ضروری ہے اگر
شانتی ہے اور گیان نہیں ہے تو پھر برہم کا ساکشاتکار کبھی نہ ہو گا۔ اور اگر کتابوں کا گیان
ہو گیا ہے مگر شانتی نہیں ہے تو یہاں بھی وہی حالت ہو گی۔ جو قصے تم کو میں سُناتا ہوں
وہ استعارہ (النکار) کی زبان میں سچائی کے سادھن ہیں۔ تم شانت ہو کر اُن کو سُنو
تاکہ اصلیت سمجھ میں آوے اور وہ اصلیت تمہاری زندگی کا جُز بنتی جائے"۔

---

۱ معنی و مقدس حضور مہاراج اکثر فرمایا کرتے تھے: "جب تک دیکھو نہ اپنے نیناں۔ تب تک مانو نہ گورو کے بیناں"۔ ۲ سُرت شبد یوگ کے ابھیاس میں بھی یہ دونوں لازمی شرطیں ہیں۔ مگر نادان ابھیاسی اس کو نہیں سمجھتے۔

۳۔ اُتپتی پرکرن

۱-۱ آکاش بیج کی کہانی

خلاصہ:۔ "گورو وشیشا دینے کے بعد وسشٹ رام کو بتاتے ہیں کہ یہ سنسار چیتن ہی کی چیتن شکتی کا وستار ہے۔"

تمہید "رام! سنو۔ ہمارا جیو گیان سے مختلف نہیں ہے اور ایشور کو تتھ، برہمہ، یا چدابھاس سب کچھ یہی ہے۔ یہی آکاس کی طرح ویاپک اور پرکاش والا ہے۔ جس طرح پانی۔ لہر۔ جھاگ اور بلبلوں کی صورت میں ہزاروں روپ دکھاتا رہتا ہے۔ اسی طرح یہ ہمارا جیو بھی پرتھوی۔ پانی۔ ہوا وغیرہ کو اوکاش دیتے ہوئے پرکاشتا رہتا ہے۔ یہ پرکاش اس کے سنکلپ اور وکلپ کی خیالی لہروں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ سمندر میں جس طرح لہریں اٹھ اٹھ کر اسی میں سماتی رہتی ہیں۔ ویسے ہی آتم ستا میں یہ جگت پھرتا ہے۔ دیش، کال اور وستو یہ سب آتم ستا سے خالی نہیں ہیں۔ یہ آتم ستا انادی ہے اور لیلا کرتا رہتا ہے۔ یہ آتم گیان ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ پیدا ہونا بھی صرف سمجھانے بجھانے کے لئے کہا گیا۔ جو وہ ہے۔ وہی یہ ہے۔ برہمہ اپنی رچنا کی شکتی سے مختلف اور متہ ہو سکتا ہے؛"

گیان سے جگت کا ناس "آتم چیتن ہی سے سنسار ایک لمحہ میں پرگٹ ہوتا ہے۔ اس کا گیان۔ پرمان۔ انومان اور شبد سے ہوتا ہے۔ اندریوں کا گیان پرمان ہے۔ قیاس کا اندازہ لگانا انومان ہے۔ اور گورو کی شہادت

شبد ہے۔ ان تینوں کی مدد سے اُس کا رُوپ سمجھ میں آتا ہے۔ سنسار کے نظر آنے والے پرمارتھ اور بیوہار کی طرف نظر رکھنا بندھن اور اُن کی طرف سے درشٹی کو ہٹا لینا موکش ہے۔ ہم تم کو اس طرح سمجھانے کی کوشش کریں گے کہ سہل طور پر وہ سب ذہن نشین ہو جائے۔ اور تم کو اپنا رُوپ سمجھ میں آنے لگے۔ تم غور سے ہماری باتوں کو سنتے جاؤ۔"

لے اور رچنا "جس وقت کلپ کے ختم ہونے پر یہ جگت سوشپتی میں سپنے کی طرح ناش ہو جاتا ہے۔ اور تتّو میں لے ہو کر اُس سے مل جاتا ہے اُس وقت اُس میں نہ نام ہوتا ہے۔ نہ رُوپ ہوتا ہے۔ یہ اوستھا اگیان کا اندھکار بھی نہیں ہے۔ اُس میں نہ من ہے نہ من کی ورتیاں ہوتی ہیں۔ گیانی اس کو ستیہ برہم، آتما، پرماتما وغیرہ ناموں سے نامزد کرتے ہیں۔ اور وہ ایک رس ہوتا ہے۔ اسی گیان سرُوپ میں سوکشم ریتی سے دوپنے کا بھاؤ آ جاتا ہے۔ کیونکہ گیان میں اس کا امکان رہتا ہے۔ اور اسی دوپنے کی بُدھی بھاؤ سے وہی گیان جیو بنا ہوا آکاس وغیرہ کے رُوپ میں پرگٹ ہوتا ہے۔ سمندر کا پانی جیسے لہر جھاگ ہوتا ہے اور پھر یہ لہر اور یہ جھاگ اُس کی سطح پر نظر آنے لگتے ہیں۔ ویسے ہی گیان کے سمندر میں یہ جیو جنتو، بھوت وغیرہ انیک رُوپ میں محض سنکلپ کی پھُرنا سے بھاسنے لگتے ہیں۔ اور جیسے لہریں اُٹھ اُٹھ کر سمندر ہی میں گرتی پڑتی ہوئی لے ہوتی رہتی ہیں۔ ویسے ہی یہ جیو اور جیو پنے کی تمام کلپت اور بنی ہوئی چیزیں اُس گیان میں لے ہوا کرتی ہیں۔ یہ رچنا لیلا ماتر ہے اور سنکلپ وکلپ خیالی دھاروں کی صُورت میں ہزاروں رُوپ بھرا کرتی ہیں۔ یُوں سمجھو کہ تم ایک ہو اور ایک ہوتے ہوئے محض اپنے بھاؤ کی وجہ سے کسی کے بھائی، کسی کے دوست، کسی کے دُشمن اور کسی کے رشتہ دار بنتے ہو اور انیک پنے کا تماشہ دکھاتے

ہو۔ ویسے ہی اس گیان کے سمندر کا حال ہے۔ صرف اُس میں ایک بھاؤ آیا نہیں کہ
وہ انیک رُوپ میں پرگٹ ہو کر سنسار کو بنا لیتا ہے۔ اور ہر جگہ وہی نظر آنے لگتا
ہے جو بیوہار میں ہے وُہی پرمارتھ میں ہے۔ صرف استھان، دیش، کال، وستو
کا بھید ہے اور یہ بھید بھی سمجھنے بُوجھنے ہی کے لئے ہے۔ آخر میں وہ ایک کا ایک
ہی رہتا ہے۔ دو کبھی نہیں ہوتا۔ سمندر میں لاکھ موتی ہوں گے۔ شنکھ، گھڑیال، لہر
بُوند اور جھاگ وغیرہ ہُوا کریں۔ مگر وہ سمندر پنے اور سمندر کے ایک پنے کو کبھی نہیں
چھینتے ہیں۔ سمندر ایکتّو درشٹی سے سمندر ہی ہے اور ان سب کی مجموعی حیثیت بھی
سمندر ہی ہے۔ یہ سب پسارا اُسی ایک سے سنکلپ کی کلپنا سے نکلا ہے اور ایک
دم کے لئے بھی اُس سے جُدا نہیں ہوتا۔ اور گیان ہی جو اصل میں سب کچھ تھا وہی
اس لیلا کے تماشوں میں بھی رہتا ہے۔ یہ اُس سے کبھی جُدا نہیں ہو سکتا۔ جو سنسار
کو گیان سُروپ سے مختلف سمجھتے ہیں۔ وہ بھرم میں پڑے ہوئے ہیں۔ سنسار دو شبد
سُم (ملا ہُوا) اور سار (جوہر) سے نکلا ہے۔ جو سار سے ملا ہُوا ہو وہی سنسار ہے
یہ سار گیان ہی ہے۔ اور جیسے لہر، پانی، جھاگ، سمندر سے ملے ہوتے ہیں ویسے
ہی یہ جگت بھی گیان سے ملا ہُوا اُسی کے آدھار پر اپنا کھیل کرتا ہے اور اُس
سے مختلف نہیں ہے۔"

وحدت اور کثرت

"وحدت اور کثرت کا مضمون تم نے سمجھ لیا۔ جو وحدت ہے۔ وہی کثرت ہے۔ کثرت اور وحدت دو چیزیں
نہیں ہیں۔ جب تک نظر سنسار کے ایک ایک پدارتھ پر رہتی ہے تب تک انیک پنے
کا بھاو بھاستا ہے۔ اور وہ جُز رس۔ جُز بین اور جُز پسند بنا رہتا ہے۔ لیکن جُوں
ہی یہ بھاو ایک پنے کے بھاؤ میں آ گیا۔ پھر انیک کی جگہ ایک ہی بھاسنے لگتا ہے
اور وہ گیان پنے کی حالت کہلاتا ہے۔ نظر کو کثرت پسند بنا دو۔ تم کو سمندر میں موتی

مو نگے سب ہی دکھائی دینگے۔ لیکن جہاں تم وحدت پسند ہو گئے۔ پھر صرف ایک سمندر کا ہی بھاو رہ جاتا ہے۔ اسی طرح جب گیان درشٹی آجاتی ہے تو پھر یہ سنسار نہیں رہتا۔ گیان ہی گیان بھاستا ہے اور جگت کا ناس ہو جاتا ہے۔ کثرت اور کثرت پسندی ہی کا نام۔ بندھن ہے اور وحدت بینی اور وحدت پسندی کو مکتی کہتے ہیں۔"

من کی اُتپتی

"یہی سنکلپ کی لہریں گیان ساگر میں اُٹھ اُٹھ کر ایک قسم کی لطیف حالت میں اظہار کرتی ہیں۔ اور اُسی حالت کا نام من ہے برہم کے سنکلپ سے یہ برہمانڈی جگت پیدا ہوتا ہے۔ اور من کے جگت سے پنڈی جگت بنتا ہے۔ یہاں بھی وہی بات ہے۔ جو وہ ہے وُہی یہ ہے۔ صرف نام اور اوستھا کا بھید ہے۔ وہ بڑا ہے۔ سروگیہ ہے۔ یہ چھوٹا ہے اور الپگیہ ہے یہ برہمانڈ اور یہ جگت اصل میں برہم ہی ہے۔ سونے سے ہزاروں برتن زیور بنتے ہیں۔ سب کے نام رُوپ مختلف ہیں۔ مگر ہیں تو سب سونا ہی! سونے پن میں کیا فرق آتا ہے؟ اسی طرح جگت میں بے شمار نام اور رُوپ ہُوا کریں۔ اُن سے برہم پنے کو کیا خطرہ پہنچتا ہے! برہم ست ہے اور جگت مِتھیا ہے۔ اصلیت اور ذات کی ہستی تو جُوں کی تُوں ہے۔ ہاں بھید اگر کچھ ہے تو وہ صرف نام اور رُوپ میں ہے۔ یہ نام اور رُوپ صرف من کے سنکلپ کی کھپُر ناؤں کی وجہ سے ہیں اسی وجہ سے گیانی اس کو کلپت کہتے ہیں۔ کلپت نام ہے خیالی۔ فرضی اور مانی ہوئی شئے کا۔ سمندر میں لہریں اُٹھتی ہیں۔ جب تک تم ایک ایک لہروں کو نہ گنو تب تک وہ سمندر ہی ہے۔ اور جہاں لہروں کی کثرت کی طرف خیال گیا۔ وحدت کا نوُر ہوجاتی ہے اور کُل کی طرف سے دھیان ہٹ کر جزو میں پھنس جاتا ہے۔ یہ جزویات ہی کی دُنیا سنسار ہے۔ اور یہ اَست ہے۔ اسی طرح برہم ساگر کے سنکلپ کی دھاروں میں من کی ترنگیں اُٹھتی رہتی ہیں۔ اگر کوئی

اُن کی طرف راغب اور مخاطب ہوگیا۔ تو اپنی اور دوسرے کی شخصیت کا خواہ مخواہ خیال پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اسی خیال کے سلسلہ میں میرے تیرے پنے کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ اور یہ سنسار بن جاتا ہے۔ اور بندھن کے جال کی گرہیں سنساریوں کے گلے کو پھانس لیتی ہیں۔ اسی ایک بات کے سمجھ لینے سے بندھن اور مکتی کی اصلیت سمجھ میں آجائے گی۔ جب تک نگاہ میں جُز پسندی ہے۔ اور کُل پسندی نہیں ہے۔ تب تک کوئی ہزار کوشش کرے مُکتی کبھی نہ ہوگی کیونکہ جُز میں بھرم۔ اگیان۔ اوڈیا اور ناپاکی ہے۔ یہ بھرم اگیان اوڈیا۔ اور ناپاکی صرف نقص اور کمی ہے۔ اس کے سواوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اور نقص کہتے ہیں کمال اور مکمل پنے کے نہ ہونے کو۔ مکمل پنے اور کمال میں کوئی بھی نقص یا کمی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اس میں نقص یا کمی ہوتی۔ تو پھر وہ مکمل کیسے کہلاتا یا نقص جب ہوگا۔ ہمیشہ جُز ہی میں ہوگا۔ کُل میں کبھی نہ ہوگا۔ بوند سمندر میں ہیں۔ اس سے انکار نہیں ہے۔ مگر بوندوں کے مجموعہ سمندر میں وہ نقص جو بوندوں میں ہے کہاں آیا اور کیسے آسکتا ہے؟ بیج میں درخت کے شاخ، پھل، پھول، [illegible]ل اتنے سب ہی ہیں۔ لیکن جب یہ سنکلپ کے پانی کی دھار کو پاکر انکھوا لیا اور پھر درخت بنا۔ تو سب اس میں الگ الگ نظر آنے لگے اور جہاں جہاں جس جس چیز کی طرف خیال کا پھنساؤ ہوگا۔ وہاں وہاں اور اُس اُس چیز میں بندھن ہوگا۔ اور اُس میں ہر جگہ ہر وقت اور ہر طرح سے نقص نظر آئے گا۔ یہی نقص کا نظر آنا سنسار اور سنسار کا بندھن ہے اور یہ سوا میرے تیرے پنے کے بھاؤ کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اس بھاؤ کا کُلیتہً دُور ہوجانا مُکتی ہے۔"

اکاہج کا قصہ "سُنو۔ کسی وقت میں کسی براہمن کے یہاں گیان اکاس سے ایک پُتر پیدا ہوا۔ جس کا نام اکاہج تھا۔ اکاہج دو لفظ

اکاس (جوہر محیط) اور رج (پیدا ہوا) سے بنا ہے۔ اس برہمن پتر میں سچا اور پورا گیان تھا۔ اُس کا چت سماہت (سمادھی والا تھا) اور سمادھی میں رہنے اور گیان میں محو ہونے کی وجہ سے وہ سنسار کے بندھن سے ہمیشہ آزاد رہتا تھا۔ اور میرے تیرے پنے کی اُپادھی نے کبھی اُس کے دل کو منتشر نہیں کیا۔ کال نے سوچا۔ "کیا وجہ ہے کہ میں جیو جنتوؤں کو ہڑپ کر جاتا ہوں۔ مگر اس اکاسج پر میرا داؤں نہیں چلتا۔ میں ہزار کوشش کرتا ہوں۔ مگر اس کو نہیں مار سکتا۔ کیا میری طاقت کی چھُری کُند ہو گئی۔ یا میں کمزور ہو گیا؟" یہ سوچ کر کال اکاسج پر سینکڑوں اور ہزاروں طریقوں سے حملہ آور ہوا۔ مگر اُس کی کچھ بھی پیش نہیں گئی۔ اکاسج اپنے سنکلپ میں دِرڑھ ہو کر بیٹھا تھا۔ کال اُس کو ہلا نہ سکا۔ تب کال ناچار اور مجبور ہو کر یم کے پاس گیا۔ اور اپنی پریشانی اور حیرانی کا واقعہ سُنایا۔"

یم کی صلاح } یم نے کال سے کہا "اِس جگت کی اُتپتی کرموں ہی سے ہوئی ہے اور کرموں کے برباد ہونے ہی سے یہ برباد ہو گا۔ جس تدبیر سے جگت برباد کیا جا سکتا ہے۔ وہ صرف جیوں کے کرموں ہی کی مدد سے ممکن ہے۔ تو اس براہمن کے کرموں پر قابو کر لے۔ اور اُن ہی کی مدد سے اس کو برباد کر۔"

یہ سُن کر کال اس کے پہلے کرموں کے سنسکاروں کو تلاش کرنے لگا کہ اسکو پہلے کس سے تعلّق تھا۔ تاکہ اُسی کی مدد سے اُس کو ہلاک کرے۔ مگر اکاسج میں نہ کسی قسم کی خواہش تھی۔ اور نہ کسی سے میرے تیرے پنے کا بھاؤ تھا۔ اُس کے کرم نہیں تھے۔ اور نہ اُس کے سنسکار ہی تھے۔ وہ پھر سخت عاجز ہُوا۔ اصل میں وہی آدمی مارا جاتا ہے۔ جس میں مان۔ ایمان۔ بھوگ ولاس کی باسنا رہتی ہے جیسیں

کوئی خواہش ہی نہیں رہتی۔ اُس کو دُکھ کس بات سے ہوگا! اُس کے لئے تو موت اور زندگی دونوں ہی بے معنی ہو جاتے ہیں۔ اُس نے واپس آ کر تم سے پھر اپنی معذوری ظاہر کی۔ یَم نے دیر تک غور کرنے کے بعد اُس سے کہا۔ "اس برہمن کی پیدائش گیان آکاس سے ہوئی ہے۔ اِس لئے یہ گیان آکاس ہی ہے اِس کا کوئی نمت یا اُپادان کارن نہیں ہے۔ اور وہ کرم بھی نہیں کرتا اور جب اُس کے کرم سنچت (جمع) نہیں ہیں۔ تو تم کس طرح اُس کو مار سکو گے۔ ایسے شخص کے لئے کال اور یَم کی بھی کوئی ہستی نہیں ہے"۔

رام کا سوال اِس قدر قصّہ سُن کر رام بولے۔ "آپ کی باتوں سے میں نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ یہ آکاسج برہمہ ہی تھا۔ اور وہ سویم پرکاش وان اور سویم ست تھا۔ اور وہ وگیان رُوپ تھا۔ ادّویت اجنما اور امر اُسی کو کہتے ہیں"۔

وسشٹ بولے "تمہارا خیال صحیح ہے۔ لیکن ابھی یہ قصّہ ختم نہیں ہُوا کچھ اور بھی سُنو"۔

قصّہ کا باقی حصّہ وسشٹ جی بولے "منونتر کے گذرنے پر کال نے تمام برہمانڈ کا ناش کر دیا اور تب وہ اِس فکر میں ہُوا۔ کہ اِس برہمن کو اپنے مُنہ کا نوالہ بنائے۔ مگر یَم نے اُس کو سمجھایا۔ "یہ کیسے ممکن ہے کہ تم گیان آکاس اور چداکاس کا ناس کر سکو۔ یہ خود برہمہ اور پر برہمہ ہے یہ اپنے پرکاش میں چمک رہا ہے۔ یہ تمہارے مارنے سے ہلاک نہ ہوگا کیونکہ یہ وہ ہستی ہے جس کے سہارے سب کچھ رہتا ہے۔ یہ سُن کر کال (موت) پھر خاموش رہ گیا"۔

دو قِسم کے شریر رام گورو کی اِس تقریر سے خوش ہو گئے اور پھر سوال

کیا۔" بھگون! تمام جیوں کے دو شریر ہوتے ہیں۔ ایک ادھی واہک (لطیف) اور دوسرے ادھی بھوتک (کثیف) اگر کیا سبب کہ برہما کا شریر صرف ادھی واہک ہے"؟ وسشٹ نے جواب دیا" سنو رام! برہمہ پیدا نہیں ہوئے۔ وہ جو ہیں وہ ہیں۔ وہ سب کے کارن کہے جا سکتے ہیں۔ اور جیو پیدا ہوئے ہیں۔ جیوں کی پیدائش کے دو سبب ہیں۔ ایک برہما اور دوسرے برہما کا سنکلپ۔ اس وجہ سے جیوں کے دو شریروں کا ہونا لازمی ہے۔ یہ برہما نہ برہمہ سے جُدا ہیں۔ اور نہ اپنی پیدائش کا دوسرا کوئی سبب رکھتے ہیں۔ ہاں یہ جگت اور برہمانڈ بے شک برہما کے سنکلپ ماتر سے پیدا ہؤا ہے۔ اس وجہ سے دو سبب پرتیت ہوتے ہیں۔ برہمہ اور برہمہ کا سنکلپ۔ اور گو وہ دونوں بھی ایک ہی ہیں۔ جیسے سمندر اور سمندر کی لہریں۔ مگر کہنے سُننے کے لئے دو لفظ ہو گئے ہیں۔ یہ جگت بھی برہمہ سے مختلف نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے۔ مگر درشٹی چونکہ پیدائش پر جمائی گئی ہے۔ اس لئے دو نظر آتے ہیں۔ اُن کو تم برہمہ اور برہمہ پتا کہہ لو۔ مگر اصل میں وہ ابھید ہی ہیں"۔

من سے جگت کی اُتپتی { پنڈی من (یعنی جسمانی دل) میں اودیا ہے۔ یہ اودیا اور کوئی چیز نہیں ہے جیسے من جب کسی خاص خیال یا شے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ تب اُس میں ہر شے اور ہر پہلو کے دیکھنے کی طاقت اور تمیز نہیں رہتی۔ صرف ایک انگ اُس کی نظر کے سامنے رہتا ہے۔ اور انگوں کی طرف سے اُس کو بے خبری رہتی ہے۔ اس بے خبری کو اودیا کہتے ہیں۔ آنکھ صرف سامنے کی ظاہری چیز کو دیکھ سکتی ہے۔ پیچھے کی طرف نظر نہیں جاتی۔ اور من صرف سامنے ہی کے سامان کو دیکھتا ہے۔ اسی طرح جب گیان سمندر میں سنکلپ کی لہریں اُٹھتی ہیں تو اُس میں من پیدا ہو جاتے

ہیں۔ ان منوں کو تم چھوٹے چھوٹے بھنور سمجھو۔ اصل میں یہ اُس سمندر سے مختلف کب ہیں! اگر شخصی اور فردی حیثیت کے مان لینے سے وہ اپنے آپ کو محدود مان لیتے ہیں۔ اور اسی مان لینے سے وہ خیالی محدودیت کی زنجیر میں مقیّد ہو جاتے ہیں۔ اور کرم کے سلسلہ میں اپنی الگ الگ رچنا کرنے لگتے ہیں۔ اور یہ سنسار بن جاتا ہے۔ اگر یہ من ایک مرتبہ اس کی خبر پا جائے کہ بھنور، لہر اور سمندر اصل ونسل میں ایک ہیں۔ تو پھر اُس کو ایک اور انیک کا بھرم نہ ہو اور درشٹی درشٹا اور درشیہ (ناظر، نظر اور نظارہ) غائب ہو جائیں۔ اور گیان ہی گیان بھاسنے لگے۔ مگر چونکہ پنڈی من میں "میرے تیرے پنا" کا بھاؤ درڑھ ہو جاتا ہے۔ وہ اُسی کے بھرم میں غلطاں اور پیچاں ہو کر اپنے کو بدھ اور بندھا ہُوا سمجھ لیتا ہے۔ اور خیالی بندھن کا دُکھ اُٹھانے لگتا ہے۔ یہ پنڈی من کی جگت کی رچنا کا کارن ہے"۔

من کے ناش ہونے کا وقت "مگر یہ حالت ہمیشہ نہیں رہتی۔ کیونکہ من کی یہ علیحدگی فرضی، خیالی اور وہمی ہے۔ اصل میں یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ چونکہ اپنے لہرانے والے سنکلپوں سے گھرا ہے۔ اور کسی ایک پر جم کر نہیں ٹھیرتا۔ اس لئے جنم مرن یعنی حالتوں کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے اور وہ اِدھر کا مارا اُدھر اور اُدھر کا مارا اِدھر جاتا آتا ہے۔ اس میں شک کرنے کی کونسی جگہ ہے۔ بھرم میں تو ایسا ہونا ہی چاہئے۔ نیند کے وقت آدمی سُپنا دیکھتا ہے۔ سُپنے میں کبھی کچھ دکھائی دیتا ہے اور کبھی کچھ، اسی کچھ کا تبدیلی کے ساتھ نظر آتے رہنا ہی آواگون ہے۔ مگر جس طرح نیند کے دُور ہونے پر پھر سپنے کی ہستی نہیں رہتی۔ اُسی طرح جب مہاپرلے میں من کے بھنور کی گرہ کھل جاتی ہے۔ تب وہ اپنے آپ کو الگ تھلگ اور اصلی گیان کے سمندر سے جُدا نہیں پاتا

اور اہنکار کے دُور ہو جانے سے وہ اِس فرضی بندھن سے چھُوٹ جاتا ہے۔ اُس وقت نہ اُس کی فردیت اور شخصیت رہتی ہے اور نہ وہ فرضی کلپنائیں ہوتی ہیں۔ ایک رس حالت نصیب ہو جاتی ہے اور برہمہ ہی برہمہ اپنے ست کے پرکاش میں چمکنے لگتا ہے اور وہی محیطِ کُل ہو کر دیش۔ کال اور وستو از مان، مکان اور سامان کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ یہ حالت کہنے سُننے کی نہیں ہے۔ مگر گیانیوں نے اس کے اظہار کے لئے مختلف الفاظ اور اصطلاحات گھڑ لئے ہیں۔ سانکھیہ وادی اسی کو آتما، ویدانتی اسی کو برہمہ، گیانی، اسی کو گیان اور وگیانی اسی کو وگیان کہتے ہیں۔ یہ خود ہی اپنی ذاتی حیثیت سے منور اور پرکاشوان ہے۔ یہ کسی کے سہارے نہیں ہے۔ بلکہ سب اسی کے سہارے رہتے ہیں۔ اور جیوں کا دیکھنا سُننا، جاننا، کھانا، پینا وغیرہ تمام جزوی گیان کے فعل اسی کے آسرے ہوتے ہیں۔ جیوں کے من کی واسنائیں اس گیان آکاس میں جڑ ہلکر کرما یا رُوپی پرتھوی پر قائم ہو کر اندری رُوپ پھُول اور پنڈ برہمانڈ وغیرہ روپ پھلوں کی شکل میں پھلا پھُولا کرتی ہیں اور یہی اشٹنک شریر کے بیوہار ہُوا کرتے ہیں۔"

آتما کا رُوپ "آتما گیان سُروپ ہے اور گیان کا مہا ساگر ہے جس میں سنکلپ کی لہریں اُٹھ اُٹھ کر کلپنا کی ہوئی چیزوں کے رُوپ میں پرگٹ ہوتی اور اسی میں سماتی رہتی ہیں۔ اُس کو ان سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ بلکہ جس طرح مرگ ترشنا کے جل سے کپڑا تر نہیں ہوتا۔ ویسے ہی یہ آتما ان سے اسنگ رہتا ہے۔ یہ سنسار نروکلپ آتما میں نہیں پھُرتا۔ یہ صرف سوکلپ کی حالت ہے۔ وہ تو جیسا ہے ویسا ہی رہتا ہے۔ اِن کے پھُرتے رہنے سے اُس میں کوئی بھی نقص نہیں آتا۔ اور نہ آسکتا ہے۔ اگر کوئی جیو اُس کرم تتو سے تعلق لگانا چاہے تو اپنے سنکلپ وِکلپ اور سنشے کو میٹ کر اُس میں دھیان لگائے۔ تو یہ من کے

کلپت بندھن ٹوٹ جائیں گے اور پھر سنسار نہ رہے گا۔"

سب برہمہ میں کیسے لین ہو سکتے ہیں رام نے سوال کیا "پربھو! بھاری میرو پربت تو چاہے رائی کے دانہ میں سما جائے مگر یہ وسیع اور پھیلا ہُوا برہمانڈ برہمہ میں جو تتّوں کا تتّو اور بیجوں کا بیج ہے کیسے سما سکتا ہے"؟ وسشٹ نے جواب دیا "تمہارا یہ شُبہ صرف اُتم گیان شاستروں کے بغور مطالعہ اور سادھوؤں کے سنگ سے دُور ہوگا۔ تُم اِن دونوں سے صرف دو نول ہی کے لئے نہیں بلکہ مہینوں تعلّق رکھو۔ جو ہم نے تم کو بتایا ہے۔ وہی تمام شاستروں کا مقصد اور جوہر ہے۔ جن کو یہ بھید مل جاتا ہے۔ وہ سمادھی میں جا کر پُورن گیان کا ساکشاتکار کر لیتے ہیں اور جیون مُکت ہو جاتے ہیں۔ جیون مُکت اور ودیہہ مُکت ایک ہی بات ہے۔ اِن میں فرق نہیں ہے۔ صرف بات کا بھید ہے۔ ایک وچار کے سلسلہ میں ابتدا ہے اور دُوسری اُس کی انتہا ہے۔"

مُکتی کی تدبیر رام نے پُوچھا "بھگون! وہ کونسا طریقہ ہے جس سے جیون مُکتی اور ودیہہ مُکتی ملتی ہے"؟ وسشٹ نے جواب دیا "راگ اور دویش۔ نفرت اور رغبت سُکھ اور دُکھ کو یکساں سمجھنے اور اسی ایک خیال کے مضبوط کر لینے سے یہ درجہ ملتا ہے۔ یہ جیون اور ودیہہ مُکت پُرش سب کے ساتھ رہتے ہوئے بھی سب سے اسنگ اور نیارے رہتے ہیں۔ کنول جس طرح پانی میں رہتا ہُوا اُس سے تر نہیں ہوتا اور مُرغابی حوض میں غوطہ لگاتی ہوئی نمی کے نقص سے اپنے پروں کو بچا رکھتی ہے۔ ویسے ہی یہ پُرش بھی سنسار میں رہتے ہُوئے اُس کے بندھن میں نہیں آتے۔ اُن میں نہ کسی طرح کی خواہش ہوتی ہے نہ اہنکار ہوتا ہے وہ کرم کرتے ہوئے اکرمک رہتے ہیں۔ کیونکہ اُن میں کرموں کے پھل کی اِچھیا نہیں ہوتی۔ وہ اپنے رُوپ میں اس قدر محو ہوتے ہیں کہ سنسار ساگر کے جھکولے

اُن کو پریشان نہیں کر سکتے۔ اُن کو جاگرت میں سوپن اور سوشپتی میں سوپن اور سوشپتی میں جاگرت کا آنند رہتا ہے۔ وہ سوئے ہوئے جاگتے اور جاگتے ہوئے سوئے رہتے ہیں۔ نہ اُنکو کسی کا ڈر ہے نہ کسی کی اُمید ہے۔ جن کی یہ حالت ہو وہی جیون مکت ہیں۔ اور جیون مُکتی کے پراپت کرنے کا یہی سادھن ہے"۔

ودیہہ مکت "اس طرح کا بیوہار کرتے ہوئے آدمی جیون مکت کہلاتا ہے۔ اور جب اس حالت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور شریر نہیں رہتا تب اشریر دشا کا نام ودیہہ مکت ہوتا ہے۔ یہ دشا اپار ہے۔ اننت ہے، نِروان ہے کیولیہ ہے اور پرم پد ہے۔ اس میں نہ اہنکار ہوتا ہے۔ نہ میرے تیرے پنے کا ذرا بھی بھاؤ رہتا ہے۔ نہ اس میں پرکاش ہے نہ اندھیرا ہے۔ نہ حرکت ہے، نہ بے حرکتی ہے۔ یہ نہ اگُن ہے نہ سگُن ہے۔ نہ ساکار ہے نہ نِراکار ہے۔ اے رام! تم ادویت پد کو اپنے ہوبک سے سمجھو۔ اور ست۔ اسُت دونوں سے الگ ہو کر نام رُوپ کے جھگڑوں سے نجات پا جاؤ"۔

چدانند کا گیان "رام بولے"۔ یہ مضمون کسی قدر اور وضاحت طلب ہے اس آنند دینے والی دشا کا کچھ اور ورنن کیجئے"۔ وسشٹ نے جواب دیا۔ "جب مہا کلپ آجاتا ہے۔ تب نہ یہ برہمانڈ رہتا ہے۔ نہ برہمانڈ کے کاروبار ہوتے ہیں۔ صرف برہمہ ہی برہمہ رہتا ہے۔ جیو پنے کا گیان دُور ہو جاتا ہے اور جب یہ دوپنا نہ رہے گا۔ تب تم خود ہی سمجھ سکتے ہو کہ نہ سُکھ کی اُپادھی ہو گی اور نہ دُکھ کی۔ جو کچھ خرابی پرتیت ہو رہی ہے۔ وہ صرف دوپنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جب دو ہوتے ہیں۔ تب ہی ایک دوسرے کی کہتا، سُنتا، جانتا، بُوجھتا ہے۔ دو برتن ٹکرا کر شور کرتے ہیں۔ اکیلے سے اس کا امکان کب ہو سکتا ہے تم یوں سمجھو۔ جاگرت اور سوپن میں جب دوپنے کا بھاؤ پھُرتا ہے۔ تب ہی

انسان دُکھی سُکھی ہوتا ہے۔ جب وہ گہری نیند میں چلا جاتا ہے۔ تب پھر ان دونوں حالتوں
میں کوئی حالت بھی نہیں رہتی۔ اور گیے۔ گیاتا۔ گیان (علم۔ عالم۔ معلوم) کی تِرپٹی
خود بخود دُور جاتی ہے۔ من۔ بُدھی۔ اہنکار میں سے کوئی بھی تو نہیں رہتا۔
یہ تم جان سکتے ہو۔ مگر وہ حالت فنا۔ معدومیت یا ابھاؤ کی نہیں ہے۔ سُوشپتی
میں تم رہتے ہو۔ غائب تو نہیں ہو جاتے۔ یہی اور اسی طرح کی سُوشپتی کے گھنے پن
کی سمجھ کچھ سمادھی میں آتی ہے۔ اور یہی سمادھی مہا کلپ میں اور بھی گھنی ہو جاتی
ہے۔ صرف ادّویت برہمہ ہی برہمہ رہتا ہے۔ اور رُدّر۔ وِشنو۔ اِندر۔ چاند۔
سُورج اسی میں لے ہو جاتے ہیں۔ اور یہ مکمل پُورن پرکاش تب اپنے ادّوتیہ
پرکاش میں پرکاشوان رہتا ہے۔ وہاں اُسمیں دوند (جوڑے) کی اُپادھی نہیں ہے۔

دوسرا ادھیائے

لیلا کی کہانی

خُلاصہ:۔ پہلے قصہ میں یہ بتا دیا گیا کہ کس طرح پرماتما۔ ایشور۔ جیو وغیرہ کا بھاؤ
ایک ہی گیان تتّو سے پیدا ہوتا ہے۔ جو کسی طرح اُس سے مختلف نہیں ہیں۔ اب اس
قصہ میں دکھائیں گے کہ من اور مایا بھی اِس گیان سے جُدا نہیں ہیں۔ اور اُن سے
بچنے کا سادھن بتایا گیا ہے۔

تمہید وسشٹ جی بولے "سُنو رام! پرتھوی پر پدم نام راجہ راج کرتا تھا۔
اُس میں ستوگُن پردھان تھا۔ اور لوبیک شکتی بڑھی ہوئی تھی۔ وِجے
لکشمی اُس کے دائیں بائیں براجمان رہتی تھی۔ اور وہ بہت خوش تھا۔ اُسکی رانی
کا نام لیلا تھا۔ اور وہ اپنے شوہر کے انگ سنگ رہ کر اُسی کے من کے موافق

کام کرتی تھی"۔

لیلا کے کاروبار

ایک دن لیلا کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی طرح اُسکے شوہر کو ضعیفی، بوڑھاپا اور موت سے نجات مل جائے اور وہ ہمیشہ اُس کے ساتھ بھوگ ولاس کرتا رہے۔ اُس نے ویدوں کے جاننے والے برہمنوں سے مشورہ کیا۔ مگر کسی نے بھی موت کے پنجوں سے بچنے کی تدبیر نہیں بتائی۔ کیونکہ جپ تپ سے صرف سِدّھی شکتی ملتی ہے۔ کوئی اُن کی مدد سے امر تو نہیں ہو جاتا! تب مایا نے اپنے دل میں خود ہی سوچا۔ کہ اگر میں شوہر سے پہلے مرگئی تو مجھے نِروان کا سُکھ ملے گا۔ لیکن اگر میرے مرنے سے پہلے شاید میرے شوہر ہی کی موت ہو جائے تو ایسی تدبیر کرنی چاہیئے۔ کہ اُس کا جیو اِسی گھر میں رہے۔ اور اُس کے نظارہ سے مجھ کو خوشی ملتی رہے۔ میں اب اس بر کے لئے سرسوتی کی پوجا اور ارادھنا کروں گی"۔

سرسوتی کا پرگٹ ہونا

"اُس نے اپنے شوہر کو اس ارادہ کی خبر نہیں دی۔ اور آپ منتر اور شاستر جاننے والے گوروؤں کے مارگ پر چل کر دیوتا اور براہمنوں کی پوجا کرنے لگی۔ تین رات تک متواتر اس نے کچھ نہیں کھایا۔ اور چوتھے دن ایک مرتبہ صرف نام کے لئے کچھ بھوجن کیا۔ اس طرح دس مہینے تک وہ برابر دھیان میں رہی۔ آخر سرسوتی اُس کے تپ سے پرسن ہو کر پورنماشی کے چاند کی طرح پرگٹ ہوئی۔ اور کہنے لگی" تو کیا مانگتی ہے"! لیلا نے پہلے سرسوتی کو نمسکار کیا۔ پھر اُس کی اُستتی گا کر بولی۔" مہارانی! مجھ کو دو بر دو۔ ایک تو یہ کہ میرے شوہر کا جیو مرنے کے بعد میرے ہی گھر میں رہے۔ دوسرے مجھ کو جب کبھی آپ کا خیال آئے۔ آپ اُسی وقت پرگٹ ہو جائیں"۔ سرسوتی نے کہا۔" بہت اچھا۔ ایسا ہی ہوگا"۔ اور یہ کہکر وہ اپنے دھام کو چلی گئی"۔

پدم کی موت "وقت آیا اور گیا۔ دن رات کے چکر کے سیاہ اور سفید پہیوں کو کس نے حرکت کرنے سے روکا ہے۔ دن گزرتے ہیں۔ ہفتے پکش اور مہینے گزرتے ہیں۔ سال ختم ہو جاتا ہے۔ ایک سال کے بعد دوسرا آتا ہے اور وہ بھی چلا جاتا ہے۔ لیلا نے اپنے شوہر کا سکھ خوب بھوگا۔ آخر وہ بیمار ہوا۔ اور مر گیا۔ سرسوتی کو اپنے وعدہ کا خیال تھا۔ وہ آسمان پر منڈلاتی رہتی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ دُکھ میں پتی کے مرنے پر لیلا اُس کو یاد کرے۔ اور وہ اُس پر پرگٹ نہ ہو۔ اُس نے پدم کے عین مرتے وقت آکاش سے لیلا کو سنا کر صدا دی "اپنے شوہر کی لاش کو پھولوں سے ڈھک دے۔ صرف پھول مُرجھا جائیں گے۔ اور شریر جُوں کا تُوں بنا رہے گا۔ اور جب تک شریر نشٹ نہ ہوگا۔ راجہ کا جیو اُسی کے اردگرد چکر لگاتا رہے گا۔ اور تیرا گھر چھوڑ کر باہر نہیں جائے گا۔" یہ کہکر سرسوتی غائب ہو گئی۔ اور لیلا نے شوہر کی لاش کو پھولوں سے ڈھک دیا۔ اور وہ جیسی ہوتے وقت تھی۔ ویسی ہی بنی رہی۔ مگر اس سے لیلا کی تشفی نہیں ہوئی۔ وہ پھر بھی دن رات اُداس رہنے لگی۔"

سرسوتی کا آشیرباد "اُس نے پھر سرسوتی کو یاد کیا۔ سرسوتی آئی۔ پوچھا "کیا چاہتی ہے"۔ یہ بولی "شوہر کی جُدائی ناقابل برداشت ہے۔ مجھ کو وہاں لے چلو۔ جہاں وہ اس وقت ہے"۔ تب سرسوتی نے اُس سے کہا۔ "سُنو۔ آکاش تین طرح کا ہے۔ ایک چدا کاش (آتم آکاش) دوسرا چت آکاش (من کا آکاش) اور تیسرا بھوت آکاش (عنصر پانچ بھوتوں کا آکاس)۔ ان میں چدآکاس اُوپر، بھوت آکاس نیچے اور چت آکاس درمیانی ہے۔ جب سنکلپوں کی خیالی دھاریں مٹ جاتی ہیں۔ تب چت آکاس کا پرکاش بھانے لگتا ہے۔ اور شانتی ملتی ہے۔ اور باہر جگت کے بھاؤں کے ہٹ جانے سے چدآکاس کی

پراپتی ہوتی ہے۔ اور انسان کی رُوح آتما کے بلند طبقہ میں پرواز کرنے لگتی ہے۔ تو میرے آشیرباد سے اس چدآکاس کو بھی پراپت کرلے"۔

لیلا کی عالمِ بالا میں سَیر لیلا اُسی وقت نِرو کلپ سمادھی میں چلی گئی شریر کا بھاؤ جاتا رہا۔ اور من کی پھُرنائیں بند ہو گئیں۔ اِس گیان آکاس میں وہ کیا دیکھتی ہے کہ ایک بہت بڑا شہر آباد ہے۔ اور اُس کا پیارا شوہر جس کی عمر صرف سولہ برس کی ہے۔ ملائم گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور کئی راجے حسین عورتیں اور فوجوں کے سپہ سالار اُس کو گھیرے ہوئے اُستتی گا رہے ہیں۔ لیلا نے اپنے پتی کو پہچان لیا۔ اُس کی سبھا میں چلی گئی۔ پھر ادھر اُدھر مختلف مقامات۔ جنگل۔ صحرا۔ باغ۔ پہاڑ وغیرہ کی سَیر کرکے وہ پھر اپنے محل میں واپس آئی۔ اور شریر میں داخل ہو کر سرسوتی کو نمسکار کیا۔ جو اب تک وہاں ٹھہری ہوئی تھی"۔

وسشٹ اور ارُندھتی کا قصّہ "لیلا نے سرسوتی سے پُوچھا" یہ کیا معاملہ ہے، مرنے کے بعد بھی میرا شوہر اروپ دسھا کے خیالی جگت میں پھر اُسی قسم کے بندھن میں پھنسا ہے اُسکی مکتی نہیں ہوئی۔ آپ میرے شک و شبہات کو دُور کرو اور اصلی حقیقت کا پتہ دو" سرسوتی بولی۔ "گیان آکاش میں بھرم کی وجہ سے جنم مرن کے تماشے یُوں ہی ہوتے رہتے ہیں۔ تیرا شوہر پہلے پدم رُوپ سے پیدا ہُوا تھا۔ اب مرنے پر اس نے ودوورتھ کے نام سے جنم لیا ہے۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہُوں۔ اُس کو توجہ کے کانوں سے سُن۔ اس کے سُننے سے تیرا بھرم دُور ہو جائے گا۔ چدآکاس کے ایک طرف مایاوی گنبد دار محل ہے جس کے مینار مور پنکھ سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ اور اُس میں مہامیرو کے شکل کے کھنبے لگے ہیں۔ کوئی اِن میں سے بڑا ہے۔ کوئی چھوٹا ہے۔ اور

اِن پر اِندر اور اندرانی اور دِشاؤں کے دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ اِسی محل کے ایک طرف تتوؤں یعنی وایو وغیرہ کی پہاڑیاں کھڑی ہیں۔ اور اِنہیں کے سلسلہ میں سات پربت بھی ہیں۔ اسی محل میں برہما معہ اپنے بیٹوں مرتیچی وغیرہ کے ساتھ جو باسنا والے ہیں رہتے ہیں۔ دیوتا چکر لگاتے ہوئے اسی جگہ آکاش کے بین بجاتے رہتے ہیں۔ اور اُن کی آواز گنبد میں گونجتی رہتی ہے۔ سِندھ وغیرہ اسی مقام کے بھنبھناتے ہوئے پسّو اور مچھر ہیں۔ اور یہاں ہی دیوتا اور دیتوں کا سنگرام (لڑائی) اہنکار رُوپ سے ہوا کرتا ہے۔ اور اُس جنگ کی آواز بند نہیں ہوتی۔ اسی مایاوی گنبد میں ایک جانب کسی وقت ایک شہر آباد تھا جس کا نام گِری گرام تھا۔ یہ زرخیز خطہ تھا۔ اور اُس میں پہاڑ جنگل اور ندی نالے تھے۔ یہاں ایک گرہستی برہمن، وید اور شاستروں کے جاننے والا رہتا تھا جو راجاؤں کی پہنچ سے دُور رہ کر یگیہ اور ہون کرتا تھا۔ وہ علم، دولت۔ عمر اور خوبصورتی میں وسشٹ سے مشابہ تھا۔ اُس کا نام تو وسشٹ ہی سمجھ لے اور اُس کی بیوی اُرُندھتی کہلاتی تھی۔ گو وہ اصلی وسشٹ کی اصلی بیوی اُرُندھتی کی لیاقت اور گیان سے محروم تھی"۔

اُرُندھتی کا بر: "ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ یہ وسشٹ ثانی براہمن اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا۔ پہاڑ کی وادی کی طرف سے ایک تاجدار راجہ کا گذر ہوا۔ جو شاندار جلوس ساتھ لئے ہوئے سیر و شکار کو جا رہا تھا۔ اُس کی عظمت کو دیکھکر براہمن نے دل میں غور کیا "کیا اچھا ہوتا۔ اگر مجھ کو اسی طرح کی دولت اور ثروت مل جاتی۔ اور دُنیا میں میرا بھی اقتدار بڑھ جاتا"۔ اس قسم کے خیالات انسان کے دل میں اوروں کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ براہمن اِسی فکر میں محو ہو گیا۔ اور اُس کے خیال نے دِل میں مضبوطی حاصل کر لی

آخر وہ بوڑھا ہو گیا۔ اور جب مرنے کے قریب پہنچا۔ اُس کی عورت ارُندھتی نے میری پُوجا کی۔ اور اے لیلا! تیری ہی طرح اُس نے بھی پوجا اُپاسنا سے پرسن کر کے مجھ سے بر مانگا۔ کہ اُس کے شوہر کا جیو گھر چھوڑ کر باہر نہ جائے۔ اور میں نے اُس کو بردان دے دیا۔"

وشسٹ کی موت اور دوسرا جنم

"مرتے وقت وسشٹ کا سنکلپ چونکہ بہت دِرڑھ ہو چکا تھا اُسکے خیال کی دھاریں گیان آکاش میں پھیل گئیں۔ اور وہ دُوسرے جنم میں راجہ کی طرح پیدا ہو گیا۔ ارُندھتی کی حالت بگڑ گئی۔ اُس کے من میں دو طرح کے لطیف سنکلپ پیدا ہوئے ایک تو سھول شریر کا چھوڑ دینا اور دوسرے سوکھشم شریر کے ساتھ شوہر کے ساتھ رہنا۔ براہمن کا جیو آٹھ دِن تک چِد آکاس میں اُسی گھر میں رہا۔ اِس جنم میں وہ اُس کی رانی ہو گئی۔ وہ تو لیلا کہلائی۔ اور اس کا نام پدم ہوا۔ اور اب اُسی کے ساتھ رہنے کے خیال سے اِس جنم میں وہ بِدورتھ ہوا ہے اور اب بھی تو اُسکے ساتھ ہے۔ یہ تینوں ہی اصل میں صرف خیالی اور باسناؤں کی وجہ سے ہیں۔ اُن کی اصلیت کوئی نہیں ہے۔ مایا کے گنبد دار محل میں ایسے ہی تماشے ہوا کرتے ہیں اور ایک ہی لمحہ میں سینکڑوں خیالی حالتوں کا نظارہ ظہور پذیر ہو جایا کرتا ہے۔ تینوں ہی قسموں میں میرے بَر کی وجہ سے تو شوہر کے ساتھ رہی ہے۔"

شنکا اور سمادھان

"لیلا نے کہا" یہ بڑی تعجب انگیز باتیں ہیں۔ میں ایک ہوتی ہوئی تین کیسے اپنے آپ کو مانوں۔ کیا تو سچ کہہ رہی ہے؟ اگر یہی بات ہے۔ تو اُس براہمن کا جیو اس گھر میں کہاں ہے؟ ہمارا سماگم کیسے ہوا؟ نرک اور سورگ ساتھ ساتھ کیسے رہ سکتے ہیں؟ رائی کے دانہ میں بڑ کا درخت اور کنول کے بیج میں ہمالیہ پربت کا رہنا غیر ممکن ہے۔

مچھر شیر کو ہلاک نہیں کر سکتے۔ اور ایک ننھے سے ریت میں ریگستان کا امکان محال ہے؛ تو جھوٹ کہتی ہے۔" سرسوتی بولی۔ "میری زبان سے خلاف واقعہ الفاظ بر آمد نہیں ہوتے۔ دیوتاؤں کو جھوٹ سے کیا غرض ہے۔ اب تک براہمن کا جیو اپنے گھر ہی میں ہے۔ اسی طرح پدم کا بھی حال ہے۔ من آکاس میں ماضی اور مضارع (بھوت۔ بھوشیہ ورتمان) سب ہی رہتے ہیں۔ مگر چونکہ تیرا من ایک وقت میں ایک ہی خیال سے تعلق رکھتا ہے۔ اس وجہ سے ایک ہی بات دکھائی دے رہی ہے۔ وسشٹ کی رچنا کے بعد پھر سنکلپ کی سوکشم دھار سے پدم کی رچنا ہوئی۔ اور اب وہی بدو رتھ کی صورت میں ستھول رچنا ہے۔ یہ سب من کے پھرناؤں ہی سے ہوتی رہتی ہیں۔ اگر نظر گیان آکاس کی طرف رہے تو اُن کی اصلیت کا پتہ لگے۔ مگر چت آکاس اور بھوت آکاس میں مقید ہو جانے کی وجہ سے وہ الگ الگ بھاسنے لگتی ہے۔ بغیر گیان کے اس کی سمجھ آنی مشکل ہے۔ تو صبر کر۔ اِن سب باتوں کا فیصلہ ابھی ہو جائے گا۔" لیلا بولی۔ "تُو نے ابھی کہا ہے کہ براہمن کو مرے آٹھ دن ہوئے۔ میرے لئے یہ جنم جنمانتر اور یگوں کا زمانہ ہوتا ہے۔ یہ کیا بات ہے۔ تو مہربانی کر کے اس کو سمجھا دے۔" سرسوتی نے جواب دیا۔ "دیش۔ کال۔ وستو۔ یہ تینوں کلپنا ماتر ہیں۔ یہ اپنی اصلیت نہیں رکھتے۔ گیان ہی کی کلپنا سے سب کچھ ہوتا رہتا ہے اور مایا لمحہ لمحہ ظرف زمان اور مکان پیدا کر کے ان کے واقعات کا اظہار کرتی رہتی ہے۔ اور چونکہ ایک وقت میں جیو ایک ہی چیز کا اہنکار درڑھ کرتا ہے۔ اِس لئے اُس کو ایک ہی چیز بھاستی ہے۔ جنم مرن بھی کلپنا ہے۔ اور میرے تیرے پنے کی عارضی صورت ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ میں موٹا ہوں۔ میں مر رہا ہوں۔ یہ میرا لڑکا ہے۔ یہ میرا مکان ہے۔ اِسی میرے تیرے پنے کے اندر اِن حالتوں کی جزوی سمجھ آتی رہتی ہے۔ ورنہ نہ

کوئی اپنا ہے۔ نہ کوئی مرتا اور جنمتا ہے۔ جیسا خیال ایک وقت میں کرلیا گیا۔ اُسی کا تماشہ ہوا کرتا ہے"۔

مزید سوال وجواب "لیلا نے زبان کھولی۔" یہ باتیں اب تیری دیا سے میری سمجھ میں کچھ کچھ آنے لگیں۔ اب تو دیا کر کے مجھ کو وسشٹ وغیرہ کے گھر لے چل۔ تاکہ میں کھُلی آنکھوں سے ان نظاروں کو دیکھوں"۔ سرسوتی نے کہا۔ "یہ تیرا شوہر کرموں سے پیدا ہُوا ہے۔ اور یہ اسکی راہ میں رُکاوٹ ہے۔ تاوقتیکہ تو اپنے آپ کو شریر سے مختلف نہ سمجھ لے اور گیان اور ست کا رُوپ نہ ہو جائے۔ اور مایا کے وِکار دُور نہ کر لئے جائیں۔ تب تک تو اسکو نہیں جان سکتی۔ جب من سے باسنائیں علیحدہ ہو جائیں گی۔ تب ہی سب برہمہ رُوپ پرتیت ہونے لگیگا۔ سونے سے سب برتن، بھانڈے اور زیور بنتے ہیں۔ مگر جب تک خواہش، باسنا اور لالچ ہے۔ تب تک یہ سونا برتن، بھانڈا اور زیور دکھائی دے گا۔ اور سونے کے ادویت اور واحد شکل کی طرف نظر نہ جائے گی۔ تو اگر ستھول دیہہ کا بھاؤ چھوڑ کر سوکشم ہو جائے تو جس طرح برف پگھل کر پانی بن جاتا ہے تو بھی لطیف ہو جائے گی۔ اور لطیف جگت جو چت آکاس ہے۔ تیری سمجھ میں آئے گا۔ اسی طرح آگے چل کر جب تُو ستھول اور سُوکشم دونوں سے بالکل جُدا ہو رہے گی۔ تب گیان رُوپ ہو جائے گی۔ اور برہمہ پد سے جُدا نہ ہو گی"۔

گیان کے سادھن لیلا نے پُوچھا "اس گیان کے پراپت کرنیکا سادھن کیا ہے"؟ سرسوتی نے جواب دیا۔ "سُن لیلا۔ اس کے حاصل کرنے کے تین سادھن ہیں۔ شرون۔ منن اور ندھیاسن (علم الیقین اور عین الیقین) گورو کے ست سنگ میں جا کر ست بات اور اصلیت کے کلمے سُننا شرون ہے۔ اُسپر وچار کرنا منن ہے۔ اور وچار کرتے ہوئے اُس میں آرُوڑھ ہونا ندھیاسن ہے۔

دل ایکسو ہو۔ باسناؤں سے خالی ہو۔ اور ویدوں کی اس تعلیم میں یقین ہو کہ یہ جگت متھیا ہے۔ تب اِس پد کی خبر ملتی ہے اور اِس طرح لگاتار ابھیاس کرنے سے پھر یہ سمجھ میں آنے لگتا ہے کہ جگت کچھ نہیں ہے۔ جو کچھ ہے وہ تتو ہی تتو ہے۔ "برہمہ ستیم جگت متھیا"۔ جگت سے نظر ہٹا کر برہمہ میں من کا لگانا سادھن ہے۔ اور اِسی سے مکتی ہوتی ہے۔ رُوپ کا ساکشاتکار کر لینے ہی کو مکتی کہتے ہیں۔"

سروپ سمادھی میں عالم بالا کی سیر

"سرسوتی نے لیلا کو یوگ کی بدھی سکھائی۔ اور دونوں ساتھ ساتھ سورُوپ سمادھی (استغراق) کی حالت میں چلی گئیں۔ یہ جسم بے حس و حرکت بن گیا اور وہ نئے گیان کی حالت میں گیان کا شریر پا کر آکاس مارگ میں (اپنے اندر ہی اندر) اُڑیں۔ زمین اور آسمان کے پردے پھٹ گئے۔ دریائے عظیم شور کرتے ہوئے نظر آئے۔ بن پربت نظر پڑے۔ سِدھ، گَن، اراکشس، پشاچ، گوگھنی اور ہر طرح کی حیوانات، انسان اور دیوتاؤں کی رچنائیں دکھائی دیں۔ ڈاکنی، ساکنی سب کچھ نظر پڑیں۔ گنگا کی اُجلی دھار خوبصورتی کے ساتھ بہہ رہی ہے۔ اُس کے تٹ پر نارد ہاتھ میں بین لئے ہوئے ایشور کی سُتتی کا راگ الاپ رہے ہیں۔ بادلوں کے ہوائی اور ابری تخت پر بیٹھی ہوئی اپسرائیں گا رہی ہیں۔ سُورج اپنے جلالی نُور میں چمک رہا ہے۔ اور آکاس منڈل میں برہما کی پیدا کی ہوئی بے شمار مخلوق مکھیوں کے جھُنڈ کی طرح بھنبھناتی ہوئی اپنے اپنے بیوہار میں مصروف ہے۔"

گری گرام میں رسائی

اِس طرح سیر کرتے ہوئے دونوں کی رُوحیں اُس لوک میں داخل ہوئیں۔ جہاں گری گرام میں وسشٹ براہمن رہتا تھا۔ اِن کو کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ مگر یہ اپنے سنکلپ سے سب کو دیکھتی تھیں۔ براہمن کی اولاد پریشان تھی۔ لیلا کی خواہش ہوئی کہ یہ لوگ بھی اُن کو دیکھیں اور اُسی وقت

براہمن کے رشتہ داروں نے سرسوتی اور لیلا کا درشن کیا۔ اور اُن کو دیوی سمجھ کر
پُوجنے لگے۔ براہمن کے بڑے لڑکے نے ان سے کہا۔ "دیویو! شاستر کہتے ہیں کہ
دیوتاؤں کے درشن سے سب پدارتھوں کی پراپتی ہوتی ہے۔ میں دُکھی ہوں۔ میرے
دُکھ کے بوجھ کو ہلکا کر دو۔" اور سرسوتی کی کرپا سے اُسی وقت اُس کو کچھ گیان ہوا۔ اور
اُس کا رنج کافور ہو گیا۔ یہ دونوں پھر وہاں سے غائب ہو گئیں۔"

ایک ضروری سوال

"راہ میں لیلا نے سرسوتی سے پرشن کیا۔" ماتا! ایک
بات تو سمجھا دے۔ پہلے جب میں تیرے ساتھ
بدورتھ کے محل میں گئی تھی تب ہم دونوں کو کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ مگر یہاں اس کے
برعکس حال تھا۔ اس کا کیا سبب ہے؟" سرسوتی نے جواب دیا۔ "سُن پہلی حالت
میں تو صرف میرے آشیرباد سے بدورتھ کے محل میں گئی تھی۔ تجھ کو وہ گیان اُس وقت
تک نہیں تھا۔ جو "میں پنے" اور اہنکار کی گھڑی ہوئی شخصیت سے جدا کر دیتا اور
اس لئے اس قسم کا سنکلپ تیرے من میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس وقت تجھ کو
سروپ سمادھی کے گیان کا بھان ہے۔ گیان ہونے کی وجہ سے تو کسی حد تک
ادویت بھاو کی وارث ہو گئی ہے۔ اس لئے جب تو نے یہ سنکلپ کیا۔ کہ میرے
لڑکے مجھ کو دیکھ لیں۔ وہ تیرے دیکھنے کے قابل ہو گئے۔ بغیر گیان کے ادویت پد کی
پُوری سمجھ نہیں آتی۔" لیلا یہ سُن کر بہت خوش ہوئی۔ "اے دیوی! تُو دھنیہ ہے۔ تیری
کرپا سے مجھ کو اپنے اگلے جنموں کے حالات سے خبر ہوئی۔ اور میرے من کے پاپ
دھو گئے۔ پہلے میں اپنے آپ کو برہم سے جدا مان رہی تھی۔ اور آٹھ سو جنم دھارن
کرنے پڑے تھے۔ مایا کے وکلپ سے میں کنول کی سمٹی ہوئی پنکھڑیوں کے بھونرے
کی طرح پھنس پھنسا کر لوک لوکانتروں میں جنمتی مرتی رہی۔ کبھی میں اندرانی ہوئی کبھی
شکارنی بنی۔ کبھی کسی راجہ کی رانی تھی۔ اور گولر کے مچھر کی طرح مرکھپ کر اُسی میں

انیک چولے بدلا کئے آج تیری مدد سے میری مکتی ہوگئی"۔ اس طرح سرسوتی کی ستتی کر کے لیلا اس کے ساتھ پھر آکاش مارگ کی طرف اُڑی"۔

پدم کے بعد بدورتھ محل میں رسائی

"دونوں اُڑتی اُڑتی یوگ بل کی مدد سے پہلے راجہ پدم کے محل میں داخل ہوئیں۔ اُس کی پھولوں سے ڈھکی ہوئی لاش کو دیکھا۔ پھر دوبارہ بدورتھ سندھ راج کی راجدھانی میں پہنچیں جو پہلے جنم میں پدم تھا۔ یہاں آکر کیا دیکھتی ہیں کہ کسی راجہ نے سندھ دیس پر چڑھائی کی ہے اور ودورتھ کی فوج کے ایک حصّہ کو غارت کر دیا ہے۔ جابجا کشتوں کے پشتے لگ گئے ہیں۔ خون کی ندی بہہ رہی ہے اور زمین سُرخ رنگ کی ہو گئی ہے۔ شام کا وقت تھا۔ دونوں طرف فوجیں اپنے اپنے خیموں کو واپس گئیں۔ بدورتھ بھی دشمنوں کے ہاتھ سے تنگ اور مجروح ہو کر محلوں کو لوٹ آیا۔ یہ دونوں عورتیں اس کو نظر پڑیں۔ اور اُن کے تیج اور جلال کے نظارہ سے وہ متعجب ہو کر اُن کی ستتی کرنے لگا"۔

بدورتھ کا حسب ونسب

"سرسوتی کو خیال پیدا ہوا کہ لیلا کو اس بدورتھ کے حسب ونسب کا حال سنائے۔ اُس نے نظر اُٹھا کر راجہ کے منتری کو دیکھا۔ کہاں یہ سستی میں پڑا ہوا انگڑائیاں لے رہا تھا۔ اور کہاں اُٹھ کر سرسوتی کو نمسکار کیا۔ اور اُس کی پریرنا سے اس طرح راجہ کے بنس کا حال سُنانے لگا۔ "ویوسوت منو کے بنس میں کمبھ رتھ نام ایک راجہ ہوا اُس کا لڑکا بھدورتھ ہوا۔ اس بھدورتھ سے اکھل رتھ یا وسورتھ نے جنم لیا۔ اور اُس کے پوتے سے منورتھ اور منورتھ سے وشنورتھ اُتپن ہوا۔ اُس کی اولاد میں سندھورتھ۔ سل رتھ۔ کام رتھ اور مہارتھ ہوئے۔ اور مہارتھ سے یہ ودھورتھ پیدا ہوا۔ جس کی ماں سومترا تھی۔ بدورتھ دس برس کا تھا۔ جب اُس کا باپ مر گیا۔ اور

اور اُس وقت سے یہ راجہ عدل و انصاف کے ساتھ راج کر رہا ہے۔"

بدورتھ کا گیان

"جب وزیر یہ نسب نامہ سُنا چکا۔ سرسوتی نے اپنے ہاتھ سے راجہ کی پیشانی کو چھُو دیا۔ اور اُسی وقت مایا کا اگیان جاتا رہا۔ اور اُس کو گیان ہو گیا۔ کہ پہلے جنم میں وہ پدم تھا۔ اور لیلا کے ساتھ بھوگ ولاس کیا کرتا تھا۔ اُس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ وہ دیویوں کے چرنوں پر گرا اور کہنے لگا۔" تمہارے پُنیہ پرتاپ سے مجھ کو معلوم ہو گیا کہ یہ جگت مایا کا کھیل ہے۔ ابھی مجھ کو پدم کا شریر چھوڑے ایک دن بھی نہیں گزرا۔ اور میں نے ستر برس تک راج کیا ہے! اس سے بڑھ کر اور تعجب کی بات کیا ہو سکتی ہے؟"

سرسوتی کا اُپدیش

"سرسوتی نے راجہ کو سمجھایا۔" موت اُسی وقت اُسی لمحہ میں اور اُسی مقام میں ہُوا کرتی ہے۔ جہاں جنم مرن کا خیال ہوتا ہے۔ یہ تیرے ستر برس پلک مارنے میں ختم ہو گئے۔ اب جب تجھ کو گیان ہو گیا۔ وقت کی امتداد اور طوالت کا بھاؤ بالکل ہی جاتا رہا۔ یہ کچھ نہیں ہے۔ صرف من کے سنکلپ وکلپ کی پھُرنا رہتی ہے۔ یہاں ایک لمحہ میں کلپ اور منونتر گزر جاتے ہیں۔ سپنے میں کس طرح لاکھوں واقعات کا ظہور دم کے دم میں ہُوا کرتا ہے۔ تُو تو اب تک یہ سمجھتا رہا تھا۔ کہ جاگرت میں ہزاروں رات اور دن گزرے ہیں۔ مگر یہ صرف بھرم ہی بھرم تھا۔ جیسا سپن ویسا ہی جاگرت! نہ کہیں جنم ہے نہ مرن ہے۔ اب تو ہمیشہ کے لئے اس خطرہ سے آزاد ہو گیا۔ تو ست ہے ست رُوپ ہے اور ست پار ہے۔ تو سب کو دیکھتا ہُوا بھی نہیں دیکھتا۔ جو کچھ ہے وہ تو آپ ہی ہے۔ تُتلاتے ہوئے بچہ کی مُکتی بُڑھاپا کی اگنی کی چِتا پر ہوتی ہے۔ جو جنمنے کا خیال کرتا ہے وُہی مرتا ہے۔ یہ اگیان ہے۔ اور بھرم ہے۔ اگیانی سونے کے پاتر کو پاتر سمجھتا ہے۔

سونا نہیں سمجھتا۔ اگر سونے کی اصلیت سمجھ لے۔ تو پھر سونے اور برتن کی کثرت کا خیال مٹ جائے۔ اور سونے کی وحدت اور واحد ہونے کا گیان ہل جائے۔ اسی طرح جس کو گیان ہے وہ اگیان سے پیدا ہوئے ہوئے جگت کو کلیت اور خیالی سمجھ لیتا ہے۔ آکاس تو ہمیشہ ہی آکاس ہے۔ اُس کی وحدت کو گھٹ اکاس مٹھ آکاس اور پٹ آکاس کب چھین سکتے ہیں۔ صرف "میں پنے" اور "اہنکار" سے یہ جگت اُتپت ہوتا ہے اور مرتا رہتا ہے۔ اور کرم کے پھل روپ نام میں پرگٹ ہو ہو کر یہ تماشا دکھاتے رہتے ہیں۔ لے تو گیانی ہو گیا اور اب ہم جاتی ہیں"۔

شب خون "بدورتھ نے دل میں اپنی موجودہ آنند دینے والی حالت پر غور کیا۔ اور سرسوتی کا شکریہ ادا کر کے بولا" اب میں کب پدم کے شریر میں جاؤں گا" سرسوتی بولی "تم اس لڑائی میں مارے جاؤ گے۔ پھر پدم کے شریر میں داخل ہو گے" جب یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ اُسی وقت ایک آدمی آیا اور اُس نے کہا "مہاراج! دشمنوں نے شب خون کیا۔ بے شمار فوج لا کر شہر کو جلا کر خاک سیاہ بنا دیا" یہ سن کر راجہ مسلح ہو کر باہر نکلا۔ ہر چہار طرف سے دردناک صدائیں سنائی دے رہی تھیں۔ کوئی چیختا تھا۔ کوئی چلاتا تھا۔ شہر آتشکدہ کی طرح جل رہا تھا۔ راجہ کے محل سے باہر نکلتے ہی اُس کی رانی آئی۔ راجہ نے اس کو وزیر کے سپرد کیا اور آپ لڑنے کو چلا"۔

لیلا کی حسرت "جس وقت بدورتھ کی رانی نظر پڑی۔ لیلا سخت متعجب ہوئی کیونکہ وہ ہر طرح اس کے مشابہ تھی۔ وہی رنگ وہی روپ وہی خط وہی خال۔ قد بھی اُسی کے جیسا تھا۔ تعجب کا مقام ہے ایک ہی صورت کی دو لیلائیں کیسے ہو سکتی ہیں۔ وہ اسی حیص بیص میں تھی کہ سرسوتی نے اس کے دل کے شبہ کو دور کر دیا" سن لیلا! تجھ کو چونکہ پدم کا پیار بہت تھا۔ اس وجہ

سے تُو بھی اُس کے ساتھ چلی آئی۔ تم دونوں کی محبت باہمی تھی۔ نہ تیرے بغیر اُس کو چین نہ اُس کے بغیر تجھکو چین! مرتے وقت اُس کو تیرا ہی دھیان تھا۔ اِس لئے اُس کے سنکلپ سے تجھ ایسی شکل والی عورت بن گئی۔ اور اُس نے اُس کو اپنی رانی بنالیا۔ جاگرت میں جس بات کا خیال ہوتا ہے۔ سپن میں وہی پھُرتا ہے۔ یہاں بھی وہی قانون کام کرتا ہے۔ یہاں بھی بھرم وہاں بھی بھرم! ایک بھرم موجودہ جنم کا ہوتا ہے۔ دوسرا اگلے جنم کے کرم کے سنسکاروں کا! یہی سبب ہے کہ یہ رانی بھی تجھ جیسی بن گئی ہے۔ یہ بدورتھ کے خیالی سنکلپ کی مُورتی ہے اور اُس کے مرنے کے بعد یہ بھی معدوم ہو جائے گی"۔ ابھی سرسوتی کی گفتگو اس لیلا کیساتھ ختم نہ ہوئی تھی۔ کہ اُس نئی لیلا نے اُس کو دیکھ لیا۔ اور نمسکار کرکے بولی "معلوم ہوتا ہے تو سرسوتی دیوی ہے۔ اور میں نے پہلے جنموں میں تیری اُپاسنا کی تھی۔ سرسوتی نے جواب دیا "ہاں یہ سچ ہے"۔

لیلا کا حیرت انگیز سوال! "پورانی لیلا بولی۔ "اے ماتا! یہ سمجھا دے۔ کہ میں ادھی بھوتک (مادی) جسم سے کس طرح تیرے ساتھ دوسرے لوک کو گئی تھی۔ اور گری گام کا نظارہ دیکھا تھا۔ میرا ادھی آتمک (لطیف) جسم کیوں ساتھ نہیں تھا۔ اس لیلا کا حال اور طرح کا ہے"۔ سرسوتی نے جواب دیا۔ جیسا سوال ویسا حال۔ جیسی مت ویسی گت! تُو نے خواہش کی تھی کہ اسی ادھی جسم کی آنکھوں سے گری گام کو دیکھے۔ اسلئے تجھ کو مادی جسم کا گیان بنا رہا۔ تُو نے اسی شریر میں گیان کی اچھیا کی۔ اور میں نے تجھ کو اُس کا نظارہ دکھا دیا۔ اِس لیلا نے مجھ سے اور طرح کا بر مانگا تھا۔ اِس وجہ سے اُس کی حالت برعکس ہے جس میں جس طرح کی باسنا ہوتی ہے وُہی پھُرتی ہے۔ جو سدیہہ کسی کامنا کو بھوگنا چاہتا ہو اُس کو وہ چیز دیہہ کے ہوتے ہوئے مِلتی ہے۔ جو بدیہہ ہو کر بھوگنا چاہتے ہیں

اُن کو دیہہ چھوٹنے پر وہ پراپت ہو جاتی ہے۔ یہ راز ہے اور یہ سبب ہے۔"

ودورتھ کی شجاعت "وہ ودورتھ رتھ پر سوار ہوا۔ اور شجاعت و دلیری کے ساتھ دشمن کے مقابلہ پر آیا۔ اور دِل کھول کر لڑنے لگا۔ دونوں لیلائیں کھڑی ہوئی اس کی ہمت کا نظارہ دیکھنے لگیں۔ دونوں لیلاؤں نے متعجّب ہو کر پوچھا "ماتو شری! جب راجہ اس قدر دلیر باہمت اور زبردست جنگجو ہے اور ساتھ ہی اس پر تیری ایسی مہربانی ہے تو پھر اس میدانِ جنگ میں اس کا مرنا سخت حیرت کی بات ہوگی" امر سوتی مسکرائی۔ "ودورتھ میں اڈویت گیان اور پرم تتّو کی گتی کی خواہش ہے۔ اِسلئے اس کا اڈویت کے ساتھ مِل کر ایک ہو رہنا ضروری ہے۔ اور یہ مخالف راجہ جو اُس سے لڑنے آیا ہے۔ اس نے بھی مجھ ہی سے فتح اور کامیابی کا بر پایا ہے۔ اور یہ ضرور غالب آ کر ودورتھ کو ہلاک کر دے گا۔ اور اس جگہ راج کرے گا۔"

وِدورتھ کی موت "لڑتے لڑتے راجہ نے دشمن کے بیشمار آدمی مارے وہ اس طرح رن میں نظر آتا تھا۔ جیسے کچھار میں مست اور خوفناک شیر بپھرا ہوا پھرتا ہے۔ صبح ہو گئی۔ دن چڑھ آیا۔ اور لڑنے والوں کی جماعت شہر کی گلیوں میں خوفناک سیلاب اور سمندر کی لہروں کی طرح لہرانے لگی۔ تیروں کے کالے بادلوں سے آسمان سیاہ ہو گیا۔ یہ معلوم ہوتا تھا۔ گویا جمراج دنیا کا خاتمہ کرنے کے لئے اپنی تمام فوج ساتھ لایا ہے۔ لڑتے لڑتے آخر راجہ کے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے۔ کمان کا چلّہ ٹوٹ گیا۔ تلوار کی دھار کُند پڑ گئی۔ اور دشمن موقعہ پا کر اُس پر ٹوٹ پڑے اور اُس کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ نئی لیلا یہ حالت دیکھکر کہنے لگی۔ میرے شوہر کا آخری وقت آپہنچا۔ اب میں موت میں اُس کا ساتھ دینا چاہتی ہوں۔" سرسوتی نے اُس کا راستہ تیار کر دیا۔ اور وہ بجلی کے کوندنے کی شکل

بن کر آکاس مارگ کو چلی۔ اور وایو، سُورج اور ستاروں کے منڈلوں کو طے کرتے
ہوئے ستیہ لوک کو چلی گئی۔ اور چدا اکاس کا چکر کاٹتی ہوئی پدم کے محل میں آئی اور
خود بخود یہ جان کر کہ سرسوتی کی کرپا سے اُس کے شوہر کی لاش پھولوں سے ڈھکی
ہوئی پڑی ہے۔ وہ اُس کے قریب بیٹھکر پنکھا جھلنے لگی۔"

دو لیلاؤں کا سماگم

"ودوربھ کا جیو نکلا اور وہ بھی وہاں آگیا۔ جہاں پدم کی لاش تھی۔ مگر سرسوتی کی پریرنا کی وجہ سے وُہ
اُس میں داخل نہ ہوسکا۔ تھوڑے عرصہ بعد پرانی لیلا اور سرسوتی بھی وہاں پہنچیں۔
یہ لیلا اپنا مقبول شریر ڈھونڈھنے لگی۔ مگر اُس کا پتہ نہیں تھا۔ تب اُس نے سرسوتی
کی طرف نگاہ کی۔ دیوی بولی "جس وقت تو سروپ سمادھی میں چلی گئی۔ تیرے
رشتہ داروں اور وزیروں نے تجھ کو مُردہ سمجھ کر اُسے جلا دیا۔ وہ اب کہاں ہے؟ اگر تو
ادھی واہک شریر کو گھنا بنا کر یہاں کا بیوہار کرے گی۔ تو لوگوں کو تعجب ہوگا۔ اور اُن
کے خیالات میں انقلاب آئیگا۔ وہ کہیں گے کہ مُردہ لیلا یہاں کیسے آگئی۔ اب تو چونکہ
باسنا رہت ہوگئی ہے۔ تجھ کو ادھی بھوتک شریر سے کیا لینا ہے" اور وہ مطمئن ہوگئی۔
تب سرسوتی نے سنکلپ کیا۔ کہ دونوں لیلائیں ایک دوسرے کو دیکھ لیں۔ اور
اُس کے اثر سے وہ دونوں ایک طرح کی صُورت میں پرگٹ ہوکر سرسوتی کی ستتی
کرنے لگیں۔"

پدم کی دوبارہ زندگی

"اب سرسوتی کی کرپا سے پدم کی لاش میں پھر جان آئی جیو اس میں داخل ہوا۔ سانس آنے لگی اور رگ و ریشے
حرکت کرنے لگے۔ آنکھ کھل کر اُس نے اپنے ہر دو جانب نظر کی۔ اور اُن دیویوں
سے پُوچھا "تم کون ہو"؟ پُرانی لیلا اُس کے پاؤں پر گری "سوامی میں تمہاری پرانی
لیلا ہوں۔ اور یہ نئی لیلا تمہارے من کی بھاونا ہے۔ جو میرے ساتھ بھوگ وِلاس کی

خواہش سے پیدا ہوئی ہے۔ اور یہ دیوی سرسوتی ہے"۔ یہ سُن کر پدم نے سرسوتی کو ساشٹانگ ڈنڈوت کیا۔ دیوی نے اُس کو دُعا دی۔" ایشور بیر وان اور راج دان ہو"۔ پدم نے پھر بہت دنوں تک راج کیا۔ پھر سرسوتی کی برکت سے جیون مُکتی کی حالت پا کر ودیہہ مُکت ہو گیا۔"

(۱۳) کرکٹی راکشسی کی کہانی

خلاصہ:۔ پہلی کہانی میں برہم ہی کی ستا میں جگت کو برہم روپ بتا کر مایا کا بھرم دلانے والا پرپنچ دکھایا گیا ہے۔ اسی کہانی میں اُس کی مزید تشریح ہے معہ گیان کے سادھا پنے کے نظارے کے۔

تمہید وسشٹ نے کہا" اے رام! جو کچھ ہے وہ سچدانند برہم ہی ہے۔ وہ ایک اور ادویت ہے۔ دویت کے بھاؤ کو تم اپنے دل سے نکال دو۔ کیونکہ یہ بھرم ہی بھرم ہے اور یہ بھرم ناشمان ہے۔ یہ جیو خود برہم سے الگ نہیں ہے اور اُسی کی ستا میں جو اُس کی اپنی ہی ستا ہے پرکاش وان رہتا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ جیو الپگیہ یا محدود ہے۔ اگر جیو میں محدودیت مانی جائے تو پھر برہم کو بھی محدود ماننا پڑے گا۔ مگر ایسا نہیں ہے جس طرح آگ تمام برہمانڈ میں محیط کُل ہو کر پانی۔ بجلی لکڑی۔ پتھر سب میں رہتی ہے۔ کہیں دکھائی دیتی ہے کہیں نہیں دکھائی دیتی۔ اُسی طرح اس برہم کو بھی سمجھو۔ دو لکڑیوں کے متھنے یا آپس میں ٹکرانے سے آگ مشتعل ہو جاتی، اور نظر آتی ہے اور وہ پھیل کر تمام جنگل کی لکڑیوں کو جلا کر ایک عظیم الشان شعلہ بن جاتی ہے۔ اُسی طرح بھرم کے من کے سنکلپ سے اور اہنکار کے پیرے تیرے پنے سے کہیں کہیں یہ برہم کی ستا اور طرح پر پرگٹ ہو کر پھیلنے لگتی ہے اور جگت بن جاتا ہے۔ یہ اہنکار ہمیشہ متھیا ہی ہے۔ گیانی اُس کو کٹی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہی چت ہے۔ یہی من ہے۔ یہی پرکرتی ہے اور یہی مایا ہے اور جیو اس کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔ من

جو اپنے سنکلپ وکلپ سے بڑھا گھٹا کرتا ہے۔ اُس کا کھیل برہمہ ہی کے آدھار پر ہوتا ہے۔ من کی ورشٹی سے یہ جگت نانا پرکار کے رُوپ میں بھاستا ہے۔ یہ بھی کیا ہے؛ یہ بھی برہمہ سے مختلف نہیں ہے۔ برہمہ ایک گیان کا سمندر ہے جو ہزاروں لہروں کی صُورتوں میں لہراتا ہے۔ جس کی ورتیاں پھُرا کرتی ہیں۔ اور اُن ورتیوں میں میرے تیرے پنے کا بھرم داخل ہوکر خواب کے تماشوں کی طرح دکھائی دینے لگتا ہے۔"

مثال "آدمی کو بھرم کی وجہ سے درخت کے ٹھونٹھ میں چور کا دھوکا ہوجاتا ہے پہلے یہ دھوکا بالکل معمولی ہوتا ہے۔ مگر یہ بڑھنے لگتا ہے۔ اور اُس ٹھونٹھ میں خود آدمی کے کان، ناک، ہاتھ، پاؤں کے آکار دکھائی دینے شروع ہوتے ہیں اور چور کی پُوری صُورت بن جاتی ہے اور وہ دکھدائی بھی ہوجاتا ہے۔ یہ حالت گیان کے نہ ہونے ہی سے ہوتی ہے۔ اسی طرح برہمہ کے بھاؤ کے دِل سے دُور ہونے پر یہ جگت من کی پھُرنا سے خود بخود بن جاتا ہے۔ جو من ہے وہی چِت ہے۔ وہی جیو ہے اور وہی سنسار ہے۔ یوں سمجھو۔ ایک گیان کا سمندر ہے۔ جس کے جزوی نظارے سے ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں بھنور جا بجا بن جاتے ہیں ایک بھنور سُورج ہے۔ دوسرا چاند ہے۔ تیسرا ستارہ ہے۔ چوتھے انسان، حیوان، درند، پرند اور چرند ہیں۔ الگ الگ دکھائی دیتے ہوئے بھی یہ ایک دوسرے سے جُدا کب ہیں؛ مگر اہنکار کے بھرم سے وہ الگ الگ پرتیت ہونے لگتے ہیں۔ اب اگر ذرا بھی اس گل کی ماہیت کا پتہ لگ جائے تو یہ بھرم دم کے دم میں جاتا رہے اور انسان اس سے چھُٹکارا پاجائے۔ تم اس مضمون کے متعلق ایک قصہ سُنو۔"

کرکٹی رِشسی کا تپ "قدیم زمانہ میں ہمالیہ پہاڑ کے شمالی دامن میں کرکٹی نامی ایک خوفناک رِشسی رہتی تھی۔ اس کا مُنہ لمبا چوڑا، دانت نوکیلے، آنکھیں بجلی کی طرح روشن! اُس کا سیاہ جسم کاجل کی پہاڑی سے مشابہ یا

اور اُس کے ہاتھ پاؤں اُونچے درختوں کے تنوں کی طرح ! اُس کا مسکرانا بجلی کی چمک اور
بادلوں کی گرج کے ایسا تھا۔ آنکھیں سُرخ انگاروں کے آتشکدہ کی طرح روشن ! ناخن
شمشیر اور تیر جیسے لمبے ! اُس کا پیٹ اس قدر بڑا غار تھا کہ اگر جمبودیپ کے
تمام حیوان اور انسان اُس میں داخل ہو جائیں۔ تب بھی وہ خالی کا خالی رہے۔ سمندر
جس طرح بہت سی ندیوں کا پانی پاکر بھی نہیں بھرتا۔ اُسی طرح یہ مر بھُوکی راکشسی سب کو
کھا کر بھی آسودہ ہونے والی نہیں تھی۔ تپتے ہوئے گرم توے پر جس طرح پانی کے دو
چار بوند چھڑک دینے سے وہ چھن چھنا اُٹھتا ہے اور ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ اُسی طرح ان
سب کے کھا لینے سے بھی اس کے سیر ہونے کی اُمید نہیں کی جا سکتی تھی۔ اُس کی
بھوک کی آگ ہر وقت مشتعل رہتی تھی۔ اور کسی طرح نہیں بجھتی تھی۔ مجبور ہو کر جب اُس نے
اور کوئی تدبیر نہیں دیکھی۔ تو تپ کرنے کے ارادہ سے نہا دھو کر ایک پاؤں سے کھڑی
ہوئی اور سُورج کو اپنی آنکھوں کا مرکز بنا کر اُسی کے دھیان میں محو ہو گئی۔ اس طرح
کا تپ اُس نے برسوں کیا۔ تب برہما پرگٹ ہوئے اور اُس سے پوچھا " تو کیا چاہتی
ہے ؟" وہ اس سوال پر غور کرنے لگی۔ اور تھوڑی دیر بعد سر اُٹھا کر ادھر برہما کو نمسکار
کر کے بولی " بھگون ! میں بھُوکی رہتی ہوں۔ اگر آپ کی دیا ہو تو میں زندہ سوئی بنکر
لوگوں کے جسم کے اندر داخل ہو جاؤں۔ اور ضرورت کے موافق اُن کا خون چُوس لیا
کروں۔ اور میرا نام جیوسُوچکا[1] ہو جائے " برہما نے جواب دیا " ایسا ہی ہو گا مگر تیرا نام
جیوسُوچکا کے عوض وِسُوچکا ہو گا۔ اور تو ہیضہ کی بیماری سمجھی جائے گی۔ جو
لوگ ناپاک غذا کھاتے ہیں۔ بدکاری میں مصروف رہتے ہیں۔ اگیانی ہیں۔ اور
ناپاک مقام میں رہائش رکھتے ہیں صرف وہ تیری غذا ہونگے اور تو سگُن اور نرگُن دونو
طرح کے آدمیوں کو کھائے گی۔ تو جس کے شریر میں داخل ہو گی وہ مسموم اور زہریلا

[1] شوچکا سنسکرت میں سوئی کو کہتے ہیں ۔

ہو جائے گا۔ سگن اور نرگن دونوں قسم کے آدمی اگیانی ہو سکتے ہیں۔ یہ آج سے تیری
غذا مقرر کئے جاتے ہیں۔ مگر یہ خیال رکھنا۔ جب کوئی یہ منتر پڑھے "اوم۔ ہراں ہریں
ہڑیں رپ۔ راں۔ وشنو شکتئے۔ نمو بھگوتی۔ وشنو شکتی ایہی ایتان۔ ہر ہر۔ دہ دہ۔
ہن ہن۔ پچ پچ۔ متھ متھ۔ اُتسادے۔ اُتسادے۔ دُور سے کُورو کُورو سواہا
وشوچیکیتوم۔ ہمونتم۔ گچھا گچھہ۔ جیو سار چندر منڈلمنم۔ گتوسی سواہا" تب تو اُس
کو چھوڑ دیا کرنا۔ یہ وشوچیکا (ہیضہ) کے مرض کا منتر ہے" برہما تو اسی وقت ور
دے کر انتردھیان ہو گئے۔ اور یہ کرکٹی راکشسی جیوشوچیکا اور وایو شوچیکا بن کر
مُورکھ اگیانی، بدکار اور ناپاک آدمیوں کو کھانے لگی۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد
یہ حالت اُس کو پسند نہیں آئی۔ اِس لئے اس کے دُور کرنے کے ارادہ سے وہ
پھر دوبارہ تپ کرنے لگی۔ اور اپنے بُرے اور بھلے کرموں کو تپ کی مدد سے صاف
اور پاک کر لیا۔ برہما پھر پرگٹ ہوئے "کرکٹی! تُو نے تو تپ سے جیون مکتی دشا کو
پراپت کر لیا۔ گیانی ہو گئی۔ اب تو صرف اگیانیوں کو کھایا کر اور تُو سُکھی رہے گی"
اور برہما کے چلے جانے پر راکشسی نے نرو کلپ سمادھی لگائی اور برہمہ کا چنتن
کرنے لگی۔ اور برہمہ کے آنند کو بھوگنے لگی۔ مگر اب تک اُس کا راکشسی سنسکار نہیں
گیا تھا۔ سمادھی کے اُتھان (چھوٹنے) کے بعد اُس کو گوشت کھانے کی خواہش ہوئی۔
اور وہ اس کی تلاش میں پھر ہمالیہ کے دامن میں وِچرنے لگی"

راجہ اور وزیر سے بات چیت

"ہمالیہ کے دامن میں اندھیری رات کے وقت ایک راجہ اپنے وزیر کے
ساتھ بیخوفی سے بسر کر رہا تھا۔ کرکٹی نے سوچا "ممکن ہے کہ یہ اگیانی ہوں اگیانی ہمیشہ
دُکھوں میں مبتلا رہتے ہیں اور سنسار کو دُکھی کرتے ہیں۔ کیوں نہ میں ان کو نگل کر کھا
لُوں۔ یہ تو پہلے ہی سے مُردہ ہیں۔ اِن کا مارنا پاپ نہیں ہے۔ اگیانی ہمیشہ ہی سے گیانیوں

کی غذا ہیں۔ اور یہ طریقہ دُنیا میں ہمیشہ سے چلا آیا ہے"۔ یہ سوچکر وہ گرجتی ہوئی اُن کے پاس آئی۔ اور پوچھنے لگی "تم کس قسم کے آدمی ہو"؟ راجہ نے مسکرا کر جواب دیا "ہم نے تیرے گرجنے کی آواز سُنی۔ تو ہماری نظر میں کیڑے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی اور نہ ہم تیری پرواہ کرتے ہیں۔ آخر تیرا ارادہ کیا ہے؟ اور تو کیوں ہمارے پاس آئی ہے"؟ راکشسی کو ان باتوں کے سُننے سے تعجب ہُوا کیونکہ اِس راجہ میں گیان شکتی تھی۔ اور وہ کرموں کے پھل کی خواہش کئے ہوئے بغیر راج کرتا تھا، وہ بولی "پہلے تم میرے سوال کا جواب دو"۔ وزیر اُس سے مخاطب ہُوا "یہ میرا ساتھی راجہ ہے۔ مَیں اس کا وزیر ہوں۔ رات کو ہم بدکاروں کے سزا دینے کے لئے اکثر ایسی جگہ گشت کیا کرتے ہیں"۔ کرکٹی نے کہا "بُرے وزیر اکثر اپنے راجاؤں کو بُرا مشورہ دے کر گمراہ کر دیتے ہیں۔ اور باوجود دُنیاوی عقل اور تمیز کے یہ اگیانی ہی ہوتے ہیں۔ نیکی سے دُور، اخلاق سے محروم اور اصلی تتو گیان سے خالی! اگر تم گیانی ہو تو خیر! ورنہ میں دونوں کو کھا جاؤں گی۔ تو میرے سوالوں کا جواب دے تاکہ مجھ کو تم دونوں کی ذہانت اور واقفیت کا پتہ لگے۔ ورنہ یہ سمجھ لو۔ آج میرے پنجہ سے تم کسی طرح چھوٹ کر نہیں جا سکتے"!

سوال و جواب وزیر نے کہا "تو اپنے سوال پیش کریں اُن کا جواب دوں گا"۔ اور کرکٹی نے یکے بعد دیگرے اُس سے یہ سوال کئے۔ جن کا جواب وزیر دیتا گیا۔

سوال:- (۱) وہ پرم تتو کیا ہے جو سب کا مُول کارن ہے۔ سرشٹی، ستتھی اور پرلے اُس میں سمندر کے پانی کے بُلبلے کی طرح پیدا ہوتے رہتے ہیں؟"

جواب۔ "یہ تتو برہمہ ہے۔ جو گیان آکاس کی طرح سب جگہ محیط ہے۔ اور اُس مین سب کچھ پیدا ہو ہو کر اُسی میں لَے ہوتے رہتے ہیں"۔

سوال ۲۔" وہ کیا ہے جو آکاس ہے اور وہ آکاس بھی نہیں ہے"؟

جواب ۲۔" چونکہ وہ برہمہ محدود نہیں ہے۔ اِس لئے محیط کُل ہونے کی وجہ سے صرف ظاہری طور پر آکاش سے مشابہ کیا جاتا ہے۔ وہ سب میں ہے۔ سب اُس کے آدھار پر رہتے ہیں مگر اُس کا کوئی بھی آدھار نہیں ہے۔ اسلئے وہ آکاس نہیں ہے"۔

سوال ۳۔" وہ کیا ہے جو حد سے باہر ہے اور پھر بھی اُس میں حد ہے"؟

جواب۔" حد اور بیحدی دونوں الگیہ جیوں کی ورشٹی سے ہیں۔ برہمہ نہ حد والا کہا جا سکتا ہے اور نہ اُس میں بیحدی کا انومان ہوتا ہے"۔

سوال ۴۔" وہ کیا ہے جو حرکت کرتا ہے مگر پھر بھی بے حرکت ہے"؟

جواب۔" برہمہ میں جو حرکت نظر آتی ہے۔ وہ صرف اور چیزوں کی نسبتی نقطۂ نگاہ سے ہے۔ ورنہ اُس کے سوا اور کیا ہے۔ جس میں اور جس کے سہارے سے وہ حرکت کرتا ہے"۔

سوال ۵۔" وہ کیا ہے جو ہے بھی اور نہیں بھی ہے"؟

جواب۔" برہمہ ہی نہ ایتی ہے نہ نیتی ہے۔ کوئی اُس کو یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ فلانی چیز ہے۔ اور چونکہ وہی محیط کُل تتو ہے۔ اسلئے وہی سب کچھ کہا بھی جا سکتا ہے۔ وہ ست اور اَست دونوں کی سمجھ سے پرے ہے۔ مگر ہاں وہ ست سروپ ضرور ہے"۔

سوال ۶۔" وہ کیا ہے جو چیت کی طرح اپنا پرکاشن کرتا ہے۔ اور پھر بھی وہ پتھر کی طرح اچیت ہے؟

جواب۔" وہ گیان سروپ ہے۔ اور چونکہ ہمیشہ اپنے رُوپ میں مستقر اور قائم رہتا ہے۔ اس لئے پتھر کی طرح اچیت سمجھا جاتا ہے۔ وہ چونکہ خود گیان ہے۔ اور اُس کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ اِسلئے وہ کیا جائیگا۔ مگر جیوں کے،

چت کا بیوہار چونکہ اُسی کے گیان کے سہارے ہوتا ہے۔ اس وجہ سے وہ چت بھی کہا گیا ہے"۔

سوال ۷۔ "وہ کون ہے۔ جس کی تصویروں کے نقشے آسمان میں کھنچے ہوئے ہیں؟"

جواب۔ "وہی برہم ہے۔ جس کے پرکاس میں یہ تمام کارن۔ سوکشم۔ اور استھول رچنا کے نقش و نگار بنتے ہیں"۔

سوال ۸۔ "وہ کون ہے جو بیج روپ سے اپنے اندر سب کچھ رکھتا ہے؟"

جواب۔ "یہ برہم ہی ہے"۔

سوال ۹۔ "وہ بغیر کسی کارن کی ہستی کیا ہے جس میں سمندر کی لہروں کی طرح سب کچھ پیدا ہوتا رہتا ہے"؟

جواب۔ "برہم کے سوا وہ اور کیا ہو سکتا ہے؟"

سوال ۱۰۔ "سمندر اور سمندر کی دھاریں کس کے آدھار پر رہ کر کس میں سماتی ہیں؟"

جواب ۱۰۔ "صرف برہم میں"۔

راجہ کی تقریر۔ "وزیر کے جواب سن کر راکشسی حیران رہ گئی۔ تب راجہ اُس سے مخاطب ہوا۔" اے راکشسی! تو نے ایک ہی سوال کو مختلف صورتوں میں پوچھا ہے اب مجھ سے سن۔ یہ جگت جو بھاستا ہے اصل میں نہیں کے برابر ہے۔ یہ استت ہے۔ ست صرف ایک برہم ہے اور وہی کامل مکمل اور پورن ہے۔ یہ جگت بھی برہم ہی ہے مگر ہم اس کو صرف اُس ست پد کے دکھانے کی نسبت سے استت کہتے ہیں۔ اور یہ کہنا سننا صرف اُس وقت تک رہتا ہے جب تک من میں سنکلپ وکلپ کی دھاریں اُٹھتی رہتی ہیں۔ جب یہ من سنکلپ رہت ہو جاتا ہے تو پھر نہ کوئی کسی کو ست کہہ سکتا ہے نہ استت۔ جو ہے وہ ہے۔ اور وہی

برہمہ ہے۔ سنکلپ کے ختم ہوتے ہی یہ سنسار آپ ہی برباد ہوجاتا ہے۔ ویدوں نے ایسی تعلیم دی ہے۔ جو کچھ بھاستا ہے۔ وہ صرف سنکلپ کا نظارہ ہے۔ گیان اصل میں ادویت ہے اور صرف بھگت ہی اُس کو پراپت کرتے ہیں۔"

راکشسی اور راجہ کے درمیان مزید گفتگو

سُن کر کرکٹی کا دل راجہ کی بات سُن کر کنول کی طرح کھل گیا

وہ کہنے لگی "تم جیسے گیانیوں کا ست سنگ دُرلبھ ہے۔ تمہارے چرن اس قابل ہیں کہ میں اُن کو اپنے سر پر دھارن کروں۔ اب یہ کہو۔ تمہارا حکم کیا ہے اور میں تمہاری کیا خدمت کروں۔ کیونکہ تمہاری سیوا سے میں اور بھی پوتر ہوجاؤں گی"۔ راجہ بولا "تو جو ہیضہ کی صورت میں اس طرح قتل عام کیا کرتی ہے اس اپنی حرکت سے باز آجا"۔ اور اُس نے اقرار کیا کہ "اب میں ایسا نہ کروں گی۔ یا تو جیون مکت ہوکر وچروں گی یا دیہہ تیاگ کرکے نشکت کا روپ بن کر شریر کا تیاگ کردونگی"۔ راجہ نے کہا "تو میرے محل میں چل۔ میں تیرے کھانے کے لئے بہت کچھ سامان دونگا۔ وہاں تو اپنی نشٹ کا دھیان بھی کرتی رہنا۔ اور ساتھ ہی ساتھ پریم کے مارگ کا اُلنگھن بھی نہ کرنا"۔ کرکٹی اس بات پر راضی ہوگئی۔ اور صبح ہوتے ہی یہ تینوں محل کی طرف چلے گئے۔ شہر میں بہت سے اگیانی آدمیوں نے اپنے پاپ کرم سے پریشان ہوکر خودکُشیاں کی تھیں۔ راجہ نے اُنکی مُردہ لاشیں اُن کے حوالے کردیں۔ اور وہ اُن کو لے کر ہمالیہ میں چلی آئی اور وہ لوگ اب تک اسی طرح بیوہار کرتے رہتے ہیں۔"

۴۔ ایندو یعنی اندوپتر کی کہانی

خلاصہ۔ من ہی صرف سنسار ہے یا یہ سنسار ہی من ہے۔ اور من کا رُوپ ہے۔

تمہید} وسشٹ بولے۔ "رام! تم نے ذہن نشین کرلیا ہوگا۔ کہ جو کچھ ہے وہ

برہمہ ہی ہے۔ اب یہ سنو کہ یہ سنسار صرف من کی سنکلپوں کی پھرنا سے ہوتا ہے۔ اور لمحہ لمحہ کی ورتیوں کے چڑھاؤ اُتار کے سبب جب کسی حالت سے یہ من گہرا تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ تب وہ ویسا ہی بن جاتا ہے۔ اگر اس نے برہمہ سے لو لگایا تو یہ برہمہ رُوپ ہے۔ اور اگر جگت سے سنبندھ کر لیا۔ تو جگت رُوپ ہو گیا۔ جگت نام ہے تبدیلی کا۔ اور جگت کے ساتھ وابستگی کر لینے سے یہ من جنم مرن کے دُکھ بھوگنے لگتا ہے۔ خیالی تعلق ہی کا نام جگت ہے۔ ایک شخص ہے جس کو مکان، جائداد، دولت کا اہنکار ہے۔ وہ اُس کی وجہ سے دکھی ہے۔ دُوسرے کو اہنکار نہیں ہے اور وہ دُکھی نہیں معلوم ہوتا۔ دُکھ صرف ماںمتا اور ممتّو (میرے پنے) کی وجہ سے ہے۔ اور صرف اسی کا نام سنسار ہے اور وہ صرف مانسک سنکلپ ہے۔ یہ تمکو ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔" اب کہانی سنو۔"

برہما کی حیرت "ایک وقت صبح کو نئی رچنا کرنے کے خیال سے برہمانند سے تازہ دم ہو کر اُٹھے۔ جب وہ نیند میں تھے تو یہ جگت اُسی طرح اُن میں لے ہو گئی تھی جیسے سُوشپتی کے وقت تمہارے شریر کے بیوہار وغیرہ تم میں لے ہو جاتے ہیں۔ آنکھ کھلی۔ سامنے آکاس دکھائی دیا۔ اور یہ آکاس اُن کے من کی پھرنا سے پھیل کر دم کے دم میں بے شمار جیوں کے رہنے کا ستھان بن گیا۔ جیسے تمہارے آنکھ کھولنے سے یہ جگت ہو جاتا ہے۔ برہما نے سوچا "میں تو نیند سے اُٹھا ہوں۔ یہ رچنا کس نے کی"! اُن کی نظر سُورج پر پڑی۔ جو چمک رہا تھا۔ اس سے پُوچھا۔ سُورج نے جواب دیا۔ "جب تم برہما ہو کر بھی اس انادی جگت کا کارن نہیں جانتے۔ تو جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا۔ تم کو بتاؤں گا۔ جو میں کہتا ہوں۔ اُس کو بغور سنو۔"

اندو کی کہانی ۔ "ایک اُتم دیس ہے۔ جو سورن ستھل (طلائی خطہ) کہلاتا ہے۔

یہ وسیع جمبو دیپ میں کیلاش کی چوٹی پر آباد ہے۔ اور یہ تمہاری ہی مختلف اولاد سے آباد ہے۔ اِس میں ایک براہمن رہتا تھا۔ جس کا نام اِندو (چاند) تھا۔ اور وہ کشیپ رشی کے بنس میں سے تھا۔ اُس کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ فکرمند ہو کر وہ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر کیلاش پر تپ کرنے چلا گیا۔ جہاں پر ایشور شبو رہتے ہیں۔ اور وہاں جا کر وہ سخت سے سخت ریاضت کرنے لگا۔ شبو اُس سے پرسن ہو گئے اور اس تپ کرنے کا باعث پوچھا۔ اور جب براہمن نے اپنی خواہش ظاہر کی شبو اُس کو دس لڑکوں کا بردان دے کر چلے گئے اور وہ دونوں خوشی سے رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد اُس کے دس خوبصورت پتر پیدا ہوئے۔ جنہوں نے خوب وِدیائیں پڑھیں۔ جب ماں باپ مر گئے۔ وہ سوچنے لگے "ہم ناحق دکھی ہیں۔ کیوں ہم کوشش کر کے راجہ مہاراجہ نہ بن جائیں اور آدمیوں کے سردار تسلیم کئے جائیں۔ مگر انسان کا سُکھ اِندر کے سُکھ کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہے۔ اِندر کیوں نہ بنیں۔ مگر اندر کا سُکھ بھی کال پُرش کے سُکھ کے مقابلے میں بے حقیقت ہے۔ اِس لئے ہم برہما ہی کیوں نہ ہوں۔ اور برہم کا سُکھ کیوں نہ بھوگیں"۔

اِندو کی اولاد کا تپ کرنا

"اِس خیال کے ساتھ ہی وہ تپ میں مصروف ہوئے۔ اور دل ہی دل میں تصوّر کرنے لگے کہ "ہم اصل میں برہما ہیں۔ اور جگت کے جیو ہم سے پرگٹ ہو کر ہمارے اِردگرد رہتے ہیں۔ ہم مرکز ہیں۔ اور یہ دائرہ کے خط ہیں"۔ تپ میں اُن کا دِل لگ گیا۔ اور وہ لکڑی کی طرح بے حس و حرکت بن گئے۔ اور پدم آسن پر جم کر بیٹھے ہوئے وہ دس کے دس برہما ہو گئے۔ اور دس لوک بن کر بے شمار خلقت اور مخلوق کے رہنے کے استھان بن گئے۔ یہ جگت اُن کے من آکاس ہی میں قائم تھا۔ اِن دسوں میں سے ایک میں ہوں اور سورج کہلاتا ہوں"۔

تشریح ”یہ کہکر وہ سورج نظر سے اوجھل ہو گیا۔ اور برہما کی سمجھ میں بات آ گئی کہ یہ سب رچنا اور کچھ نہیں ہے۔ صرف میرے ہی من کی پھرنا ہے اور دسوں نظام شمسیہ کے سلسلے من کے سنکلپ کی دھاروں سے بنے ہیں۔ اے رام! اسی طرح صرف من ہی کے اندر یہ جگت بنتا ہے۔ جس کو تم برہما سمجھتے ہو۔ وہ یہ من ہی ہے۔ برہم کے معنی ہیں پھیلا ہوا۔ پھیلاؤ من کے سنکلپ ہی کو کہتے ہیں اور یہ اس کا خاصہ ہے۔ مکڑی کے جال کی طرح یہ اسی سے نکلتا اور اسی میں لے ہوتا رہتا ہے“۔

۵۔ مکار اندر کی کہانی

خلاصہ:۔ ”جگت تو من ہی ہے اور یہ شریر اور اندریاں بھی من سے مختلف نہیں ہیں“۔

تمہید ”ستیہ میں تپ ہوتا ہے۔ اور وہ تپ لوک کہلاتا ہے۔ تپ کرنے سے آدمی جن (پیدا کرنے والا) بنتا ہے۔ یہ جن لوک ہے۔ اور پھر اسی جن سے مہہ (مہر لوک)۔ سوہ لوک (آنند) بھوور لوک اور بھو لوک بنتے ہیں۔ جو اندریاں اور شریر ہیں۔ کرم من سے متعلق ہے۔ شریر سے اس کا واسطہ نہیں ہے“[1]۔

من کی طاقت ”یہ سورج ستارے سب من کے سنکلپ کی دھاروں کے تماشے ہیں۔ جن دس سورج یا نظام شمسیوں کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ وہ برہما (من) ہی سے پیدا ہوئے۔ من جو سوچتا سمجھتا ہے۔ وہی

---

[1] دیکھو پرانایام گایتری کا منتر ”ادم بھوہ۔ ادم بھووہ۔ ادم سوہ۔ ادم مہہ۔ ادم جنہ۔ ادم تپہ۔ ادم ستیم“۔ من کی سیدھی چال سے جگت بنتا ہے۔ اور الٹی چال سے اس کا لے ہوتا ہے۔ یہ سب من ہی کا ہی کھیل ہے اور کچھ بھی نہیں“۔

وہی ہوجاتا ہے۔ اور اپنی سمجھ بوجھ کے بندھن میں آپ ریشم کے کیڑوں کے دھاگوں کی تھیلی میں پھنس رہتا ہے۔ گیانی اس من کی شکتی کو جان کر برہمہ کا چنتن کرتے ہوئے دُکھ سے چھوٹ جاتے ہیں۔ من جب اپنے کسی خیال میں مست ہوتا ہے۔ تو صرف اُسی کا رُوپ ہوتا ہے۔ کوئی دُوسری حالت پھر اُس پر اثرانداز نہیں ہوتی۔ اے رام! تم اب اِندر اور اہلیا کا قصّہ سنو۔

اندر اور اہلیا کی کہانی "قدیم زمانہ میں اندر دیمن نام مگدھ کا راجہ تھا۔ اُس کی رانی اہلیا تھی۔ جو رات دِن پتی کی سیوا کرتی رہتی تھی۔ اتفاق کی بات۔ اُسی شہر میں ایک براہمن اِندر نامی رہتا تھا۔ جو اہلیا سے ناجائز تعلق رکھتا تھا۔ ان دونوں نے سُن رکھا تھا کہ پہلے وقتوں میں اِندر اور اہلیا دو عاشق اور معشوق ہوئے ہیں۔ اور اس واقعہ کے سُن لینے سے یہ بھی ایک دوسرے کے دلدادہ ہو گئے۔ سنسکار اسی طرح اپنا اثر کرتے ہیں۔ اُن کے عشق کے حالات اوروں نے سُنے اور اُن کو آنکھوں سے ایک دوسرے کے ساتھ ملتے ہوئے دیکھ بھی لیا۔ راجہ کو اس بات کی خبر دی۔ اُس کو سخت غصّہ آیا اور دونوں کو پکڑ کر کنوئیں میں غرق کرنے کا حکم دیا مگر وہ اُس میں نہیں ڈوبے۔ تب اور اور سزائیں دیں مگر وہ سب میں ناکامیاب رہا۔ اور وہ ویسے ہی اپنے عشق کے خیال میں خوش نظر آتے تھے۔ تب راجہ نے اُن کو آگ میں ڈالا۔ مست ہاتھی کے پاؤں سے بندھوایا۔ اور بھی کتنی تکلیفیں دیں مگر سب بے سُود! ان دونوں کا سمبندھ کچھ ایسا گہرا تھا کہ کسی بات کا اُن پر اثر نہیں ہوتا تھا۔ اس پر راجہ کو سخت تعجب ہُوا۔ اُن سے پُوچھا تم آخر کون ہو؟"

اندر اور اہلیا کا جواب "یہ دونوں بولے۔" سنو راجہ! ہم دونوں کو ایک دوسرے کا سچا پریم ہے۔ دِل ملے ہوئے ہیں۔

شریر تک کی ہم کو خبر نہیں ہے۔ ہم ایک دوسرے کو دیکھکر خوش رہتے ہیں۔ تم ہم کو جدا نہیں کر سکتے۔ اور نہ تمہاری کوئی سزا ہم پر اثر کر سکتی ہے۔ یہ دل عجیب وغریب چیز ہے۔ جب اس پر ایک رنگ چڑھ گیا۔ تو پھر دوسرا رنگ کیا چڑھے گا۔ جب ہم شریر کی طرف نظر ہی نہیں کرتے تو اُسکا دُکھ ہم کو کیا خاک ہوگا! تو لاکھ کوشش کرے مگر یہاں بال بیکا ہونے والا نہیں ہے۔ دُکھ اور سُکھ تو شریر ہی کے گُن ہیں۔ وہ برباد ہو جاتے ہیں۔ مگر من میں جب کوئی خواہش مضبوط ہوتی ہے۔ تو وہ اُس میں دڑھتا کے ساتھ قائم ہو رہتا ہے۔ تیری سزا تو کوئی چیز نہیں ہے۔ رشیوں اور منیوں کی بددُعا تک ہمارے لئے فضول اور ناکارہ ہے۔ شریر تو جنمتا مرتا ہے۔ من جب ایک جگہ ٹھہر گیا تو پھر اُس کا مرنا جنمنا کیسا؟ یہ شریر کچھ نہیں ہے۔ یہ صرف من کے سنکلپ کی دھاروں کا مجموعہ ہے۔ ایک شریر مر جائے من اپنے سنکلپ سے دوسرا بنا لیگا۔ مکڑی کا ایک جالا ٹوٹ گیا۔ اس کو کیا پرواہ ہے جب وہ چاہے گی دوسرا جالا ویسے ہی تن لیگی جس طرح جنگل بغیر پانی کے نہیں رہ سکتا۔ ویسے ہی یہ شریر بھی من کے سنکلپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ شریر کی جڑ من میں ہے من کو تو کیسے ستائے گا جتنا جی چاہے شریر پر عذاب کیا کر۔ اس سے ہوتا کیا ہے؟ ہاں اگر من مر جائے تو بیشک شریر نہ ہوگا۔ مگر من میں تو باسنائیں بھری ہیں۔ وہ وقتاً فوقتاً اپنے بھوگ کے لئے کمہار کی طرح نت نئے بھانڈے بناتا رہے گا۔"

جڑ بھگت کی نکتہ سنجی "عاشق و معشوق کے ساتھ جڑ بھرت کھڑے ہوئے اُن کی باتیں سُن رہے تھے۔ مسکرا کر بولے "گو یہ شہوت پرست ہی سہی مگر باتیں گیان کی کہہ رہے ہیں۔ اسی طرح من جب سنسار کو چھوڑ کر برہم کا دھیان کرتا ہے۔ تب اُسی کا رُوپ ہو جاتا ہے۔ یہ راز ہے جس کی خبر صرف گیانیوں کو ہے۔"

راجہ کی حیرت } "راجہ کو سخت تعجب ہوا۔ حکم دیا۔" اچھا! تم اس دیس سے چلے جاؤ اور دُوسرے مُلک میں جا کر اُس نامناسب بیوہار کا بھوگ کرو"۔ اور وہ جلاوطن کر دیئے گئے"۔

۶۔ من کی کہانی

خلاصہ۔ "من ہی دُکھ سُکھ رُوپ ہوتا ہے۔ جب وہ سنساری ہے۔ تب سنسار کو دیکھتا ہے اور جب سار گرہن کرنے والا ہو جاتا ہے۔ تب سار رُوپ بن جاتا ہے"۔

تمہید } "اس من کے دو رُوپ ہیں۔ چت اور اچت۔ دوسرے معنی میں ایک جڑ ہے۔ ایک چیتن۔ ایک ست ہے دوسرا اُست اور چت یا چیتن سے جو خیالی دھاریں خارج ہوتی ہیں۔ اُن کا اثر جڑ یا اچیت پر پڑتا ہے۔ چیتن تو من آپ ہے۔ اور جڑ یہ شریر ہے۔ جو اُسی کے سنکلپ کی دھار کی ستھول صورت ہے"۔

رام کا سوال } "رام نے پُوچھا۔ "بھگون! اس من کے رُوپ اور رُوپ والے انگوں کی میں صراحت سُننا چاہتا ہوں"۔ اور وسشٹ نے اُنکو جواب دیا۔ "رام! یہ من بیشک سوچنے کی چیز ہے۔ یُوں سمجھو کہ آتما ست ہے۔ اور یہ جگت اُست ہے۔ اِن دونوں ست اور اُست کے بیچ میں ایک درمیانی کڑی ہے جو ست اور اُست دونوں کی خاصیتوں کو اپنے اندر رکھتی ہے اور یہی من ہے۔ جب من کا آتما کے ساتھ سنبندھ ہوتا ہے تب وہ ست رُوپ پرتیت ہوتا ہے اور جب اُست جگت کی بھاونا ہوتی ہے تو وہ اُست ہی معلوم ہوتا ہے۔ اِس بات کی پرواہ نہ کرو۔ کہ یہ من کیسے ہُوا۔ کہاں سے آیا۔ تم کو صرف گیان کو پراپت کر کے مکتی کے مارگ میں چلکر پرم پد کو حاصل کر لینا ہے۔ اب تم ایک کہانی سُنو۔ جو خود برہما نے مجھ کو سُنائی تھی"۔

من کی کہانی } "قدیم زمانہ میں ایک بھرم کا خوب لمبا چوڑا جنگل تھا جو ہر طرح کے

دُکھوں سے بھرا ہوا تھا۔ اُس میں ایک پُرش بستا تھا۔ جس کے بیشمار ہاتھ اور آنکھیں وغیرہ تھیں۔ اُس میں چیت (من) تھا۔ جو ہمیشہ متحرّک رہا کرتا تھا۔ چنچل۔ تیز، تیز رفتار اور اُس میں آکاس کی وسعت سمائی ہوئی تھی۔ اِس پُرش کے پاس خرادی ہوئی بہت سی چھڑیاں تھیں۔ جن سے وہ اپنے شریر کو بُری طرح سے مار مار کر مجروح اور زخمی کیا کرتا تھا۔ اور خود بخود چلاّتا اور شور مچاتا رہتا تھا۔ اُس کو اپنے جذبات پر قابو نہیں تھا۔ اور متوالوں کی طرح اندھیرے میں کبھی اِدھر چلتا تھا کبھی اُدھر اور اگیان کے بس میں پاپ کی کمائی کرتے ہوئے وہ اُنہیں کے کنوؤں میں گر جاتا تھا اور پھر اُس میں سے نکل کر پہلے کی طرح اپنے شریر کو ایذا دیا کرتا تھا اور شور کرتے ہوئے پھرپری کی طرح ناچتا رہتا تھا۔ کبھی کانٹوں میں اُلجھکر زخمی ہوا۔ کبھی پروانہ کی طرح جلتی ہوئی آگ میں گرا۔ ایک مرتبہ اُس کو کیلوں کا سبز باغ نظر آیا اور وہ خوشی سے اُسکی طرف دوڑا۔ مگر اُس میں بھی اُس کا قیام کرنا مشکل تھا۔ الغرض وہ پُرش اسی طرح جسم کو دُکھ دیکر کبھی کنوئیں میں گرتا۔ کبھی خاردار جنگلوں سے گزر کر کیلوں کے باغیچہ میں آتا اور پھر اُس سے بھاگ کر کنوئیں میں مُنہ کے بل گر کر جنگلوں میں آوارہ گردی کرتا و علیٰ ہذا القیاس ۔

برہما کا اُس سے ملنا

"اُس حالت میں برہما جی نے اُس کو دیکھا اور مصیبت سے نجات دینے کے ارادہ سے سوال کیا۔" ارے تو کون ہے۔ جو اِس طرح دُکھی ہو کر ناحق چکر لگا رہا ہے۔ اِس سے تیرا مطلب کیا ہے؟" اُس نے جواب دیا۔" میں کیا ہوں؛ کچھ بھی نہیں اور لوگ بھی جو میرا اپنا اپنا کیا کرتے ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہیں۔ تُو نے ہی یہ آگ لگائی ہے تو نے خواہ مخواہ کی توڑ پھوڑ کر کے سب کو دُکھوں میں پھنسا دیا ہے۔ تو کال ہے۔ تیرے ہی سبب سے اِس میرے تیرے پنے کا بیوہار ہوتا ہے اور میں جب جب اِن غلط خیالوں سے تعلق پیدا کر لیا کرتا ہوں۔ سُکھی اور دُکھی ہوا کرتا ہوں۔" یہ کہکر برہما کے سامنے پھر اُس نے اپنے شریر کیطرف

نگاہ کی۔ اُس کے دل میں رقّت آئی۔ زور شور کے ساتھ صدا اللہ کی پھر اپنی صورت کو دیکھا اور دیر تک ہنستا رہا۔ اور اس حالت میں اُس نے ایک ایک کر کے اپنے ستھول انگوں کو گرا دیا۔ اور مُکتی کو پراپت ہو گیا۔"

اُسی کیطرح دوسرے پُرش کا نظارہ "دوسری جگہ اُسی قسم کا دوسرا پُرش کرموں کے چکّر کی وجہ سے پیدا ہو گیا۔ اور پہلے پُرش کی طرح اپنے شریر کو کشٹ دیتے اور شور مچاتے ہوئے نظر آیا۔ برہما نے اُس کی جب تسلّی کی تو وہ مر گیا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد پھر اور جھاڑیوں میں پرگٹ ہُوا اور اندھیرے کنوئیں میں گرا۔ اور دیر تک اُسی میں پڑا رہا۔ جب اُس کنوئیں سے نکلا۔ اُسی طرح کی حیرانی اور پریشانی سے بے قرار ہو کر شور مچانے لگا۔ برہما نے اس کو اُپدیش دینا چاہا۔ مگر اُس نے اُن کی باتوں کی طرف دھیان نہیں دیا اور اُسی حالت میں پڑا رہا۔ اس قسم کے پُرش اس جگت میں بہت ہیں کوئی تو اپنی بگڑی ہوئی حالت کو بنا لیتا ہے۔ کسی کو سُدھرنے اور سُدھارنے کا خیال تک نہیں ہوتا۔ مُبارک ہیں گیانی جو زندگی کے تجربوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس خوفناک جنگل میں رہ کر بھی شانت اور خوش رہتے ہیں۔"

تشریح رام نے دریافت کیا۔ "اس استعارہ (النکار) کی کہانی کا مطلب کیا ہے؟" اور وسشٹ نے جواب دیا "(۱) خوفناک جنگل یہ سنسار ہے جو مایا کا بھرم ستھان ہے اور دُکھوں سے بھرا ہُوا ہے۔ (۲) مصیبت زدہ پُرش من ہے جو دُکھوں سے اِدھر اُدھر بھرمتا رہتا ہے (۳) برہما بویک ہے۔ جس کو من دشمن سمجھتا ہے۔ (۴) اور بویک کا درشن کر کے شانتی کا پانا ہی برہم پد کی اوستھا ہے۔ (۵) خار دار درخت واسنائیں ہیں جن میں پُرش پھنسا رہتا ہے۔ (۶) اندھیرا کنواں نرک کنڈ ہے جس میں پاپی گرا کرتے ہیں۔ (۷) کیلوں کا ہرا باغ سورگ لوک

ہے، جو شبھ کرم کرنے سے ملتا ہے۔ (۸) جنگلوں کا درخت یہ پرتھوی منڈل ہے جس میں مرد اور عورت غلبات نفسانی میں پھنس کر پیدا ہوتے رہتے ہیں (۹) جو پُرش کنوئیں میں گر کر پھر نہیں نکلا۔ وہ اگیانی من ہے۔ جس کو اپنے پاپ سے اب تک چھٹکارا نہیں ملا ہے (۱۰) نوکیلے کانٹے مرد اور عورتوں کی شہوت کے جذبات ہیں۔ (۱۱) پُرش کا یہ کہنا کہ "تو میرا دُشمن اور کال ہے۔ اور تیری ہی وجہ سے میرے پتر پُتنے کا دُکھ پیدا ہوا ہے۔ لوگ کے آنے پر موت کی آخری گرفت کی علامت ہے (۱۲) شور وغل وغیرہ خواہشوں کے پورا ہونے کی ہوس ہے۔ (۱۳) چلانا اور شور مچانا گیان کی ادھوری دشا ہے۔ جس میں پرانی خواہشوں سے نجات پانا چاہتا ہے اور پھر بھی کُلی طور پر اُن سے چھوٹ نہیں گیا ہے۔ (۱۴) پُرش کے آخری وقت کی ہنسی اپنے اصلی ذات اور رُوپ کے دیکھنے کی خوشی ہے۔ اس وقت وُہ آنند کو پا کر گیان کی اوستھا میں چلا جاتا ہے (۱۵) اصلی خوشی وہ ہے جو من کے یکسُو ہونے اور گیان کی دیکھشا پانے سے ملتی ہے۔ (۱۶) شانتی صرف من کی یکسوئی میں ہے۔ اگر من یکسُو ہے۔ تو سنسار کے جھمیلے کسی کو بھی بے چین نہیں کر سکتے۔ (۱۷) شریر کو چھڑیوں سے مارنا من کے بھرم کی حالت ہے (۱۸) جنم مرن اور آوارہ گردی کو یوں سمجھو کہ بغیر گیان کے پُرش باسناؤں کی زنجیر سے بندھے ہوئے کبھی کچھ کبھی کچھ بھیس بدلتے رہتے ہیں"

مکتی اور بندھن "اے رام! بندھن اور مکتی بھی سوائے من کے سنکلپ اور وکلپ کے کچھ نہیں ہیں، باسناؤں کے جال میں جب آدمی اپنے سنکلپ (خیال) سے بندھ جاتا ہے تو بندھن ہے اور جب سنکلپ کو توڑ دیتا ہے یا سنکلپ مٹ جاتا ہے تو وُہی مکتی ہے"

۷۔ بال یعنی لڑکے کی کہانی

خلاصہ:۔ "جن میں آتم بویک نہیں ہے۔ وہی اس جگت کو ست سمجھتے ہیں۔"

تمہید:۔ "گیانی کا دل سمندر کی طرح پُورن ہوتا ہے۔ وہ ایک ہے اور اُس میں سب کچھ ہے جو اس میں نہیں ہے وہ اور کہاں ہوگا! اور اگر کسی چیز سے وہ خالی ہے تو پھر اُس کو مکمل کون کہے گا! یہی رِت ہے ست پد ہے اور یہی پر برہمہ کی اوستھا ہے۔ یہی ست جیوں کے بھاؤناؤں کے موافق انیک روپ میں پرگٹ ہوتا ہے یہی سخت ہے یہی ملائم ہے۔ اسی میں پانی کی نمی آگ کی گرمی، ہوا کی تیزی۔ پرتھوی کی بُو اور آکاس کی وسعت رہتی ہے۔ اسی میں دیش، کال اور وستو کے نظارے نظر آیا کرتے ہیں۔ یہ ہر جگہ محیط ہے۔ یہ کُل بھی ہے اور جزو بھی ہے اور پھر اس کو محیطِ کُل، محدود اور جزو و کُل بھی نہیں کہا جاسکتا۔ جس کی جیسی نگاہ ہے اُس کو وہ ویسا ہی بھاستا ہے۔ یہ بچّوں کا کھیل۔ بالغوں کی بلوغت۔ بوڑھوں کا بڑھاپا، ادھیڑوں کا ادھیڑپن۔ اور سمجھ والوں کی سمجھ ہے۔ جیسی ورتی بنالو۔ اُسی رُوپ میں اُسی کو دیکھوگے۔"

بال کہانی:۔ "رام نے دریافت کیا: "یہ کیسے اس طرح ہوتا ہے" اور وسشٹ نے یہ قصّہ سُنانا شروع کیا: "سُنو رام! کسی زمانہ میں ایک ان سمجھ لڑکا تھا۔ اُس نے اپنی ماں سے کہا: "ماں کوئی سچّا قصّہ سُنا دے جس کے سُننے سے میرے دل کو خوشی حاصل ہو۔" ماں نے کہا: "بہت اچھا۔ تو غور سے سُن۔ کسی وقت میں سُنسان شہر میں تین جری، بہادر اور سُورما شہزادے رہا کرتے تھے۔ اِن میں سے دو تو کبھی پیدا ہی نہیں ہوئے۔ اور تیسرے نے ماں کے گربھ سے جنم ہی نہیں لیا۔ یہ تینوں آکاس کے بن میں رہ کر نیا دانہ کھاتے نیا پانی پیتے اور اپنا کام

کرتے ۔ جن کاموں کا کوئی بھی نتیجہ کسی کے دیکھنے میں نہیں آیا ۔ ان شاہزادوں کی نظر تین کوہستانی دریاؤں پر پڑی ۔ جو زور شور کے ساتھ اُمنڈ اُمنڈ کر جنگل کو سیراب کرتے تھے ۔ ان میں سے دو تو بالکل خشک تھے ۔ پانی کا اُن میں نام و نشان تک نہیں تھا ۔ اور تیسرے کے طاس میں سوکھی ریت کا انبار تھا ۔ شہزادوں نے اُن میں سنان کیا اور چونکہ پیاسے تھے ۔ اُن کا پانی پی کر پیاس بجھائی ۔ سورج کے غروب ہوتے ہی یہ ایک شہر میں داخل ہوئے ۔ جس کی آبادی کچھ بھی نہیں تھی اور اپنے رہنے کیلئے اس میں تین گھر تعمیر کئے ۔ دو مکانوں کی تو بنیاد تک نہیں پڑی تھی اور تیسرے میں در و دیوار کچھ بھی نہیں تھے ۔ اُن مکانوں میں انہوں نے تین طلائی برتن ملے ۔ دو میں تو ٹھیکرے بھرے ہوئے تھے تیسرے میں صرف ریت تھی شہزادوں نے ان میں چھ چھٹانک چاول ڈالے ۔ جو وزن میں چونسٹھ تولے کم تھا ۔ چاول پکا کر وہ ایک لمبے منہ والے براہمن کے پاس لے گئے ۔ پہلے اس کو کھلایا ۔ پھر خود آسودہ ہو کر اپنا پیٹ بھر لیا ۔ اور اس کے بعد سیر و شکار کو نکلے ۔ اور خوشیاں منانے لگے ۔"

قصہ کی غرض جس وقت تک ماں یہ کہانی سناتی تھی ۔ بھولا بھالا لڑکا "ہاں" "ہاں" کرتا جاتا تھا ۔ اور اُس کی سمجھ میں یہ سچا قصہ معلوم ہوتا تھا اسی طرح اگیانی پرُش اس نتھیا اور است سنسار کو سچ مان لیتے ہیں ۔ اور اسی کے ساتھ میرے تیرے پنے کے بھاؤ کو درڑھ کر لیتے ہیں سنکلپ اور کچھ نہیں ہے ۔ یہ صرف من کا پھیلاؤ ہے ۔ یہ پھیلاؤ انیک روپ میں ہوتا ہے اور اسی انیک روپ پنے کو سنسار کہتے ہیں ۔ رام ! نرو کلپ سمادھی کا سادھن کر کے اس کے روپ کو دیکھو ۔ تب اصلیت کا پتہ لگے ۔"

۸۔ ایک سدّھ کی کہانی

خُلاصہ:۔ "جس کو کال یا وقت کہا جاتا ہے۔ وہ بھی من ہی کی پھُرنا ہے۔ اس کے سوا اس کی اور کوئی حیثیت نہیں ہے"۔

تمہید اگیانی اپنے سنکلپوں کے بھرم میں پڑکر پریشان ہو جاتے ہیں مگر گیانیوں کو اُن کا سنکلپ دُکھدائی نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ اُن میں لو یک ہوتا ہے۔ اور وہ ست کا انُبھو کر لیتے ہیں۔ یہ کبھی نہ سوچو کہ تم بندھن میں ہو۔ کیونکہ جس کو تم بندھن سمجھ رہے ہو وہ اصل میں بندھن نہیں ہے۔ صرف بھرم کی وجہ سے اس طرح معلوم ہوتا ہے۔ جب یہ بات ذہن نشین ہو جائے کہ سوائے برہمہ (اور ذاتِ مطلق) کے اور کچھ بھی نہیں ہے تو پھر یہ بندھ کہاں کیسے اور کس میں ہوگا! دیش، کال اور وستو یہ سب کلپنا اور مانی ہوئی چیزیں ہیں۔ ماننا کیا ہے؟ ماننا صرف سنکلپ ہے۔ کسی خیال سے زبردست تعلق پیدا کر لینا بندھن ہے۔ اور اس کا چھوڑ دینا مکتی ہے۔ من جب بحرُ لپسند ہو جاتا ہے تو نزدیک کی چیز دُور بڑی چیز چھوٹی۔ اور ایک لمحہ بھی لمبا پرتیت ہونے لگتا ہے بیقراری کے ایک سو گھنٹے بھی مُدت معلوم ہونے لگتے ہیں۔ چھوٹائی بڑائی۔ نزدیکی اور دُوری۔ کمی اور بیشی یہ صرف من کے بھاؤ کی وجہ سے ہے۔ سورج جو اس قدر دُور نظر آتا ہے وہ صرف دُوری کے خیال کی بشاقی سے ہے۔ کوئی چیز بہت نزدیک رکھی ہو مگر جب نظر خاص قسم کی بن جاتی ہے۔ تو وہی دُور دکھائی دینے لگتی ہے اور دُور کی چیز نزدیک معلوم ہوتی ہے میں نے چونکہ برسوں سے ایک خاص قسم کے بھاؤ کیساتھ مشاقی کر رکھی ہے اسلئے وہ اسی طرح پھُر رہا ہے۔ ورنہ یہ اصل میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اب ایک کہانی سنو"۔

سدھ کا قصہ

"اُتر پانڈو دیس میں ایک راجا رہتا تھا۔ جو ہرِش چند کی نسل میں تھا۔ وہ لکشمی وان۔ سرسوتی وان اور شکتی وان تھا۔ اُس کا نام لَوَن تھا۔ ایک دن وہ مرصع سنگھاسن پر بیٹھا ہوا اپنے وزیروں سے گفتگو کر رہا تھا۔ اتفاق کی بات۔ ایک اِندر جالی کا تماشہ کرنے والا آیا اور راجہ کی سُتتی گا کر اپنے کرتب دیکھنے کی درخواست کی۔ راجہ نے منظور کر لیا۔ اُسنے اپنے مور چھل کو گھمایا۔ اُسی وقت راجہ کی نظر میں ایک خاص قسم کا خیالی نظارہ موجود ہو گیا۔ راجہ کیا دیکھتا ہے کہ سندھ دیش کے ملک سے ایک سفیر خوبصورت گھوڑا لایا اور اُس سے کہا۔ "مہاراج! یہ گھوڑا آپ کو میرے راجہ نے بطور تحفہ بھیجا ہے"۔ تماشا دکھانے والے نے لَون سے کہا: "آپ اس پر سوار ہو جائیے۔ کیونکہ یہ آپ کی سواری کے لائق ہے"۔ راجہ نے گھوڑے کی طرف نظر کی اور ایک لمحہ کے واسطے اُس پر محویت کی حالت طاری ہو گئی اور درباریوں کی یہ کیفیت ہو گئی کہ وہ ہوش و حواس کھو بیٹھے۔ اور تخت کے ارد گرد متوالوں کی طرح جھوم جھوم کر گرنے لگے۔ یہ حالت صرف ایک لمحہ کے لئے تھی"۔

راجہ اپنا حال سناتا ہے

"جب وہ لمحہ گذر گیا۔ راجہ ہوش میں آیا۔ اور کہنے لگا۔ "مجھ کو ہو کیا گیا کہ اس سدھ اندر جالی کے مور چھل گھمانے ہی میں عقل و حواس کھو بیٹھا۔ سو میں گھوڑے پر چڑھ کر دُور تک شکار کھیلنے چلا گیا۔ اور ایک گرم ریگستان میں داخل ہوا جو مصیبت کدہ تھا۔ شام کے وقت میں جنگل کو پار کر کے ایک زرخیز اور شاداب خطہ میں پہنچا۔ جہاں بے شمار جامن اور کدمب کے درخت لگے تھے۔ اور پرند اُن پر بیٹھے ہوئے چہچہا رہے تھے۔ میں ابھی گھوڑے پر سوار چلا ہی جا رہا تھا کہ درخت کی ایک شاخ میں میرا گلا پھنس گیا۔ اور گھوڑا ران کے نیچے سے بھاگ گیا۔ میں دیر تک اُس شاخ میں پھنسا ہوا

لٹک گیا۔ اور رات ہو گئی۔ بڑی محنت اور مشقت سے میں نے اُس شاخ کو کاٹ دیا اور وہ درخت سے نیچے اُترا۔ ڈیڑھ گھنٹے کے بعد وہاں ایک سیاہ رنگ کی چنڈالنی ہاتھ میں کچھ کھانے پینے کا سامان لئے ہوئے آئی۔ میں بہت بھوکا تھا۔ اُس سے کھانا مانگنے لگا۔ لڑکی نے میری بات کی طرف توجہ نہیں کی اور دوسری طرف کو بھاگ نکلی۔ میں نے اُسکا پیچھا کیا۔ اور چونکہ سخت بھوک لگ رہی تھی پھر کھانا دینے کی درخواست کی۔ وہ بولی "پہلے میرے ساتھ شادی کا اقرار کر۔ تجھے جو میرے ہاتھ میں ہے تجھ کو دونگی"۔ مجبوری بُری ہوتی ہے۔ ایشور کسی کو بھوکا پیاسا نہ کرے! میں نے رضامندی ظاہر کی۔ اُس نے مجھ کو کھانا دیا اور بُھکّڑوں کی طرح میں نے پیٹ بھر لیا۔ پھر جامن کے عرق سے پیاس بجھائی۔ تب اُس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، اپنے گھر لے گئی۔ اور باپ سے اجازت پا کر میرے ساتھ شادی رچائی۔ اُس کے باپ نے اس موقع پر بے شمار جانور گوشت کے لئے ذبح کرائے۔ برادری کو دعوت دی۔ ناچنا گانا شروع ہوا۔ شراب کا دَور چلنے لگا اور مجھ کو خوبصورت داماد پا کر سب نے خوشیاں منائیں۔ چنڈالوں کے قاعدہ کے موافق شادی کا یہ خوفناک جشن سات دِن تک منایا گیا۔ اس کے بعد اُس لڑکی کے خاوند کی صُورت میں میں آٹھ مہینے وہاں رہا۔ یہ عورت کیا تھی۔ مجسّم بدی اور مجسّم بدصُورتی تھی۔ آٹھویں مہینے میری صحبت سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا مُنہ دیکھنے میں بڑا بھیانک تھا۔ اور وہ بڑا اگیانی اور بدتمیز نکلا۔ پھر تیسرے برس لڑکی پیدا ہوئی اور اس کے بعد ایک اور لڑکے نے جنم لیا۔ اِن کی پیدائش اِسی طرح یکے بعد دیگرے ہوتی گئی۔ جیسے آدمی کے ایک پاپ کے بعد دوسرے پاپ خود بخود پرگٹ ہونے لگتے ہیں۔ میں عرصہ تک اس عورت کے ساتھ رہا اور خانہ داری کی زندگی کے طرح طرح کے مصائب برداشت کرتے ہوئے میں کمزور اور بوڑھا ہو گیا۔ اس

ضعیفی کے عالم میں وہاں قحط پڑا۔ اور تمام زمین جھلس کر بے رونق بن گئی۔ گرمی اس حد تک بڑھی کہ اُس کا برداشت کرنا غیر ممکن تھا۔ آخر مفلسی، بے نوائی۔ اور بھوک کی وجہ سے تمام چانڈال اپنا اپنا وطن چھوڑ چھوڑ کر اور طرف جانے لگے ہیں خود بھی اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ترک وطن کرنے کے لئے مجبور ہوا۔ دو لڑکوں کو تو میں نے اپنے کندھے پر بٹھایا اور تیسرے کو سر پر اُٹھایا۔ کئی دن اس طرح سفر میں گزرے آخر اپنے ملک سے دور نکل کر ایک تاڑ کے درخت کے نیچے تھک کر دم لینے کی غرض سے اُس کے سایہ میں ٹھہرا۔ دھوپ کی تپش میں تاڑ کا سایہ ویسے ہی خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔ جیسے نرک کے دکھ بھوگنے کے بعد کسی چھوٹی موٹی نیکی کے پھل کا آنند ملتا ہے۔ یہاں آ کر میری بیوی جواب سن رسیدہ ہو گئی تھی۔ اور بھوک پیاس کی سختی سے بہت کمزور تھی۔ اچیت ہو گئی۔ میرے سر پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ افسوس! زندگی کا ایک ساتھی ملا تھا۔ وہ بھی اس طرح جاتا رہا۔ بچے رو رو کر مجھ سے گوشت اور خون کھانے پینے کے لئے مانگنے لگے۔ میں یہ چیزیں اُن کو کہاں سے مہیا کرتا؟ میری حالت خود سخت نازک تھی۔ وہ رونے اور شور مچانے لگے۔ اور اُن کی یہ حالت دیکھ کر میرا کلیجہ دہل گیا اور میں نے ارادہ کیا کہ آگ جلا کر اسی میں کود پڑوں اور مر جاؤں۔ آہ غریبی بڑی بلا ہوتی ہے۔ بیکسی سے دشمن کو بھی پالا نہ پڑے۔ الغرض جب مجھ سے کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑا۔ میں نے آگ روشن کی اور اُس کے جلتے ہوئے شعلوں کے درمیان داخل ہوا۔ اُسی وقت نظر کھل گئی۔ دیکھتا کیا ہوں کہ تم سب لوگ مجھ کو اُٹھا رہے ہو اور جے جے کر رہے ہو۔ کچھ نہیں۔ یہ صرف اس سدھ کے خیالی سنکلپوں کا تماشا تھا۔ جس کے اثر سے میری یہ حالت ہوئی ہے اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ سنسار بالکل اسی طرح من کی کلپنا ؤں سے پیدا ہوتا اور مرتا رہتا ہے۔ سنکلپ میں بڑی طاقت ہے۔ خیال اس دنیاوی ہستی کا

اصلی راز ہے۔ سنسار ہے نہیں۔ مگر سنکلپ کی بچھڑ نا سے بھاستا رہتا ہے۔ اور جب تک یہ سنکلپ دُور نہیں ہوتا۔ تب تک اپار اور انوکھا ناچ سنچاتا رہتا ہے۔"
راجہ نے درباریوں سے پھر دریافت کیا "وہ ساہر یک دسحر ساحری جاننے والا سدھ کہاں گیا"؟ مگر یہ خاموش تھے کیونکہ یہ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔"

اصل مطلب یہ ساتھ مایا ہے۔ جو دُنیا میں سمجھانے آتی ہے کہ یہ سنسار کلپت ہے۔ اے رام! تم اس کو اچھی طرح سمجھو"۔

۹- اُتپتی پرکرن کے بیانات کی صراحت

خلاصہ:- "جو کچھ پہلے قصوں میں من اور جگت کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اُسی کا عطر ملے گا"۔

تمہید "مایا کا بھرم ایک زہریلا درخت ہے جس کا بیج من کے سنکلپ کے کھیت میں پڑ کر پھولنے اور پھلنے لگتا ہے۔ اور اپنے زہریلے اثر پیدا کرنے سے باز نہیں آتا۔ گیانیوں نے اس زہر کے دُور کرنے کی جو تدبیر بتائی ہے وہ سہل ہے اور وہ من کے اندر ہے۔ من سے باہر نہیں ہے۔ یہ تدبیر وراگ اور بےتعلقی ہے۔ جن میں وراگ نہیں ہے۔ وہ اس پرتھوی پر کیڑے مکوڑوں کی طرح ہیں۔ کیا ہوا اگر اُن کی صُورت آدمیوں کی طرح ہو۔ آتم وچار، گورو کی دیکشا۔ اور ویدوں کے مطالعہ سے جس قدر ہو سکے۔ من کو میرے تیرے پنے کے سنسکاروں سے پاک صاف کرنا چاہیئے۔ اور اُس باہر مکھی کو انترمکھی بنانا چاہیئے۔ لوہے سے لوہا گرم ہوتا ہے۔ اور لوہے ہی سے لوہا سیدھا بھی کیا جاتا ہے۔ اِسی طرح من کی اصلاح اور درستی من ہی سے ہوتی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی بھی تدبیر نہیں ہے"۔

آتم پد "جب من ایک وِشے سے دوسرے وِشے کی طرف جائے تو یوں سمجھنا چاہیئے کہ وہ بکاری (ناقص) ہے۔ اور تب اِس موذی کو اس اسنکلپ بھاؤ سے مارنے کا جتن کرنا چاہیئے۔ جب اس تدبیر سے وہ قابو میں آ جائے تو اُسی وقت اُس کے اندر ست کا نور چمکنے لگیگا اور ویراگ سے آتم پد کی پراپتی ہو جائے گی۔ آتما اصل میں نہ ست ہے نہ است ہے۔ است بھاؤ کا تیاگ پہلے ست بھاؤ سے ہوتا ہے پھر اس ست بھاؤ کو بھی تیاگنا پڑتا ہے اور وہی حقیقت ہے۔ اسکی اصل تدبیر شرون منن اور ندھیاسن ہی ہے۔ اُن کے ابھیاس سے کال کا ماضی اور مضارع خودبخود ناش ہو جاتا ہے۔ اور جب اس کال کا من سے ابھاؤ ہو جاتا ہے تب اسی کو من کا مرنا کہتے ہیں۔ من کے شانت ہو جانے سے یہ نہ سمجھو کہ آتما مرتا ہے۔ آتما اصل میں نہ مرتا ہے نہ جنمتا ہے۔ یہ جنمنا مرنا صرف کال اور لمحہ کی تبدیلیوں کا نظارہ ہے جس کی دُنیا صرف من کے سنکلپ میں رہتی ہے۔"

مُکتی "من میں گیان کے آتے ہی دُکھوں کا ناس ہوتا ہے۔ یہ دُکھ آتم پد سے خیالی دُوری اور جُدائی میں رہتا ہے۔ آتم پد سے خیالی دُوری میرے تیرے پنے کرنے اور اہنکار کے مضبوط بنانے ہی سے ہوتی ہے اور یہ سنکلپ کی پھُرنا ہے۔ جب من میں سنکلپ پھُرنے لگے اُس وقت یہ جتن کرنا چاہیئے کہ اس میں ابھاؤنا کی ورتی آ جائے اور ابھاؤنا ہوا کا جھونکا ہے جو سنکلپ کے بادلوں کو دم کے دم میں اُڑا دیتا ہے۔ چت کو پہلے ست کے خیال میں گاڑ دو۔ پھر یہ چت بھی خودبخود دُور ہو جائے گا۔ جیسے گھاس کے ڈھیر میں آگ کی ایک چنگاری ڈال دینے سے وہ بھسم ہو جاتی ہے۔ اور وقت پا کر یہ آگ بھی نہیں رہتی۔ ویسے ہی یہاں بھی وہی نتیجہ ہوتا ہے۔ کلپ کے آخر میں یہ سنسار کا سمندر غائب ہو جاتا ہے اور اُس کی لہروں۔ بُلبلے۔ جھاگ وغیرہ کا پتہ نہیں رہتا۔ اِس وقت صرف آتما ہی آتما رہ جاتا

ہے۔ جو اجر، امر اور اناشی ہے یہی پرم آنند ہے اور یہی پرم پرُشارتھ کی پراپتی ہے گیانی اسی کو اپنا اشٹ اور آدرش بناتے ہیں۔ اور یہی قائم بالذات اور دائمی حالت کہلاتا ہے۔ جب تک من مغلوب نہ کیا جائے گا وہ دوند کے جھگڑے بکھیڑے مچاتا رہیگا۔ آگ سے اُس کی گرمی کا جُدا ہونا مشکل ہے۔ یہ اُس وقت ممکن ہے کہ جب آگ خود نہ رہے۔ دِل میں جب یہ بھاؤ آجائے کہ یہ من گیان سے جُدا نہیں ہے اور من اور گیان، دونوں ایک ہی ہیں۔ تب یہ دشا پراپت ہوگی۔ دویت، دوند اور دوپنا ہی دکھ ہے۔ ایک، اکیتو اور ایک پنا سُکھ ہے۔ اور من اور گیان کو ایک چیز مان لینا اور اُس میں درڑھ ہو رہنا ہی مُکتی ہے"۔

جزو اور کُل "باسنا جب تک رہے گی۔ اور جب تک خواہش کا سلسلہ ختم نہ ہوگا۔ تب تک یہ سنسار یوں ہی بنا رہے گا۔ یوں سمجھو اس شریر کے تمام عضو حصے، اندریاں وغیرہ تمہاری ہی تو ہیں۔ مجموعی طور پر وہ تم سے الگ کب ہیں مگر تم ناحق اس کے ایک ایک حصے میں من کو پھنساتے ہو اور اُس کے بھوگ بلاس کی خواہشیں کرتے رہتے ہو۔ اس کے مجموعی کاروبار کو ایک سمجھ لو۔ اور جُز کی طرف سے آنکھ میچ کر کُل کی طرف چلے جاؤ۔ پھر اس کا راگ چلا جائے گا۔ اور ویراگ ہو جائے گا۔ اگیانی جزویات اور فروعات میں اٹکتے ہیں۔ گیانی کُل کی طرف نظر جما کر وحدت کا مضمون سمجھتے ہیں۔ اور اُس سے مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ اگیان اُن کو کبھی نہیں ستاتا"۔

مایا اور آتما "رام نے دریافت کیا " یہ اودیا اور اگیان کس طرح دُور ہو؟" وسشٹ بولے " اگر یہ مایا ست ہوتی تو اس کا دُور ہونا غیر ممکن ہوتا۔ مگر یہ اسّت ہے۔ اِسلئے یہ تو خود بخود دُور ہے۔ صرف بھرم میں اِس کی ہستی کا یقین ہو رہا ہے۔ آسمان پر چاند ایک ہے۔ کسی شخص کی نگاہ ایک وضع پر قائم ہو گئی۔

اُس کو دو چاند دکھائی دے رہے ہیں۔ اگر واقعی دو چاند ہوتے تو ہزار تدبیر کرنے سے بھی وہ نہ مٹتے۔ مگر دو نہیں ہیں۔ بھرم کی وجہ سے ایسا پرتیت ہو رہا ہے۔ اب ذرا اس طرح کا سادھن کیا جائے کہ آنکھ اپنی اصلی وضع پر قائم ہو جائے۔ پھر چاند وہی ایک کا ایک ہے"۔ رام بولے "آپ نے فرمایا تھا کہ جو نظر آتا ہے وہ مایا ہے اور آتم گیان سے یہ مایا جاتی رہے گی۔ یہ فرمائیے کہ یہ آتما کیا ہے؟" وسشٹ نے جواب دیا "ادویت آتما ہے۔ اجر امر ابناشی۔ اور اُسی کے آدھار پر سب کچھ ہے جس کے سہارے یہ شریر رہتا ہے۔ جو شریر نہیں ہے مگر جو شریر کو سہارا دیتا ہے وہ آتما ہے جس کے آدھار پر یہ برہمانڈ رہتا ہے۔ جو برہمانڈ نہیں ہے مگر جو برہمانڈ کو سہارا دیتا ہے وہ آتما ہے۔ جو سمندر اور اُس کی لہر نہیں ہے مگر جو سمندر اور اُس کی لہروں میں رہتا اور اُن کو سہارا دیتا ہے وہ آتما ہے۔ جب تک نگاہ سہارے کی چیز پر ہو۔ تب تک سہارے والے کا پتہ نہیں ملتا۔ اور وہ جزویات میں پھنسی رہتی ہے۔ مگر جہاں اُس سہارے والے کا نظارہ دیکھ لیا گیا۔ پھر ان سہارے کی چیزوں کا ابھاؤ ہو جاتا ہے۔ اور صرف ایک آتما ہی آتما بھاستا ہے۔ اور سہارا۔ اور سہارے کی چیزیں باہمدگر مختلف نہیں پرتیت ہوتیں۔ مختلف کا پرتیت ہونا ہی مایا ہے۔ جس طرح پانی۔ برف اور ابخرات تینوں کسی لطیف شے کے آدھار پر قائم ہیں۔ اسی طرح یہ سب مایا کا پرپنچ ہزاروں صورتوں میں بھاستا ہے۔ یہ اَست ہے۔ ناشمان ہے۔ اور کلپت ہے۔ اس کے ناش کرنے کی خواہش کیا کرنا۔ صرف اصلیت کا دیکھ لینا ہی کافی ہے اور یہ غائب ہو جائیں گی۔ جب تتو سمجھ میں آ جائے گا تو پھر اور کیا سمجھنا رہا؟ اور وہ تتو ایک ہے۔ دس بیس سو ہزار لاکھ تو نہیں ہے اور وہی آتما ہے"۔

لون کے قصہ پر وچار

رام نے کہا "اندھیرا ہے۔ جو تتے اپنی ہستی نہیں رکھتی۔ اُس نے سب

کو باندھ رکھا ہے۔ وسِشٹ نے جواب دیا" اِس میں تعجب کی کونسی بات ہے
بندھن اور مُکتی خیال سے ہیں۔ کسی چیز کو میرا تیرا کہکر اُس سے تعلق پیدا کر لو۔
یہ بندھن ہے۔ اور اُس کو چھوڑ دو۔ یہی مُکتی ہے۔ اب سوچو یہ میرا تیرا اپنا کچھ اصلیت
بھی رکھتا ہے یا محض بھرم ہی ہے! یہ تو صاف بھرم معلوم ہو رہا ہے" رام جی بولے
"لَون راجہ کو دُکھ ہوا تھا۔ اُس کا باعث کیا ہے؟ کیونکہ اُس نے تو چنڈالنی کے
ساتھ شادی کرنے کا نہ سنکلپ کیا تھا۔ اور نہ اُس کو خیال تھا۔ اگر کچھ ہوا بھی تو وہ
بازی گر کا کھیل تھا۔ اور اُسی نے اپنے مانسک سنکلپ سے یہ خیالی رچنا کر لی تھی۔
اب سوال یہ ہے کہ وہ دوسرے کے سنکلپ کا شکار کس طرح ہوا اگر دُکھ درد کا
ہونا ہی ضروری ہے۔ تو اس کو تو اپنے ہی سنکلپ کا نتیجہ ہونا چاہیئے۔ یہاں آپ
کے قصّہ میں دوسرے کا سنکلپ دوسرے شخص پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ اسکی آپ
صراحت کر دیجیئے" اور وسِشٹ نے اُن کو اس طرح سمجھایا" جو کچھ ہوتا ہے وہ اپنے
ہی سنکلپ سے ہوتا ہے۔ اس راجہ لَون نے اُسی دن اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ مجھ
کو اپنے مورثِ اعلےٰ ہرشچندر کی طرح راجسُو یگیہ کرنا چاہیئے جس میں وید منتر کا پاٹ ہو
دیوتا، تپسوی اور براہمن بُلائے جائیں اور میں اُن کو دان دُوں۔ اور چونکہ اُس نے
یگیہ کا تصوّر اپنے دل میں کیا اور دل کی خیالی دھارنا میں من آکاس میں پھیل گئیں
اور اُن کا خیالی کاروبار ہونے لگا۔ یہ قاعدہ ہے کہ راجسُو یگیہ سے پہلے یگیہ کرنیوالے
کو بارہ برس تک طرح طرح کے دُکھ اُٹھانے چاہیئیں اس سے پہلے یگیہ کا ارادہ فضول
ہے۔ اسلیئے اندر نے سابریک سِدھ کو اس کے دربار میں بھیجا اور اُسکو یہ بارہ برس
کی تکلیف دی گئی۔ چونکہ اس بارہ برس کے کشٹ سہنے کا سنسکار بھی اس راجہ کے اپنے
من میں پہلے ہی سے موجود تھا اور اُس کا نتیجہ بھی تو آخر کچھ ہونا ہی چاہیئے تھا جب وہ
سِدھ غائب ہو گیا۔ راجہ سوچنے لگا" کہ مجھ کو یہ دُکھ کیوں ہوا؟" ہم (یعنی وسِشٹ) وہاں موجود تھے

ہم نے اپنے من میں داخل ہو کر وچار کیا۔ اور من کے آکاس منڈل میں اُس کے یگیہ کے سنکلپ کی دھاروں کے پھیلاؤ میں اس کا پتہ لگالیا۔ تم اچھی طرح یاد رکھو کہ سنکلپ بغیر پھرے ہوئے نہیں رہتا اور اپنے ساتھ دُکھ سُکھ لاتا ہی رہتا ہے۔"

گیان اور اگیان "گیان اور اگیان دو مختلف حالتیں مانی گئی ہیں۔ بہت کم آدمیوں کو ان کی سمجھ ہے۔ بہت لوگ تو جاننے اور سمجھنے کو گیان اور نہ جاننے اور نہ سمجھنے کو اگیان کہتے ہیں۔ ہم نہایت مختصر لفظوں میں ان دونو کا رُوپ تم کو دکھاتے ہیں۔ تم یہ سمجھ لو کہ جہاں، جس میں اور جس کے دِل میں سنکلپ وکلپ کی دھاریں اُٹھتی ہوں۔ وہاں ہی اگیان ہے اور جہاں جس میں اور جس کے دِل میں سنکلپ وکلپ کی دھاریں نہ اُٹھتی ہوں وہاں ہی گیان ہے۔ اگیان سنکلپ میں ہے کیونکہ سنکلپ کسی واسنا کی وجہ سے ہوتا ہے اور واسنا کمی، نقص اور محتاجی کی دلیل ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو بیمار سمجھے گا۔ وہی شفا کی خواہش کرے گا۔ بیماری۔ کمی اور نقص کی دلیل ہے اور علیٰ ہذا القیاس برعکس اس کے جو پُورا ہے۔ مکمّل ہے اور باکمال ہے۔ اُس میں کیوں سنکلپ اُٹھنے لگا۔ مکمل پنے کو گیان اور ناقص پنے کو اگیان کہتے ہیں۔ یہ اُن کے دو رُوپ ہیں۔ یہ دونوں لازم بالملزوم ہیں۔ جہاں ایک ہوگا۔ وہاں دُوسرا بھی ہوگا اور ضرور ہوگا۔ بیماری کے خیال کے ساتھ شفا اور شفا کے خیال کے ساتھ بیماری کا خوف لگا رہتا ہے۔ اگیانی اپنی حالت کو ناقص سمجھ کر گیان کی خواہش کرتے ہیں اور اُسکو اچھا سمجھتے ہیں۔ گیانی اگر گیان کی اصلی حالت میں قائم ہو کر ست اور اَست کے جھگڑوں سے آزاد نہیں ہو گیا ہے تو وہ اگیانی کو ناقص سمجھے گا۔ اگیان کا رُوپ میرا تیرا اپنا "اہنکار" ہے۔ اور گیان کا رُوپ میرے تیرے پنے کا نہ ہونا اور اہنکار کا ابھاؤ ہے۔ گیان میں نہ جاگرت سوپن کے تماشے ہوتے ہیں۔ نہ سوشُپتی کا

نہ سُوشُپتی کا اندھکار رہتا ہے۔ جاگرت۔ سوپن اور سوشُپتی یہ سب اگیان ہی کی حالتیں ہیں۔ گیان میں تو جیو آتما اور پرماتما کے وِچار کا بھی ابھاؤ رہتا ہے"۔

اگیان کی سات حالتیں

"اس اگیان کی سات حالتیں ہیں (۱) بِندو جاگرت (۲) جاگرت (۳) مہاجاگرت (۴) جاگرت سوپن (۵) سوپن (۶) سوپن جاگرت اور (۷) سُوشُپتی۔ یہ ساتوں آپس میں مِلی جُلی رہتی ہیں۔ اور مختلف ناموں سے نامزد کی جاتی ہیں۔ اِن سب کا آدھار گیان ہے۔ جس کا نہ کوئی نام ہے نہ رُوپ ہے۔ اُسی کے آدھار پر من۔ جیو وغیرہ کی کلپنائیں ہوتی رہتی ہیں۔ اب تم اِن کی جُدا جُدا التعریف سُنو۔ بِندو جاگرت۔ اگیان کی پھُرنا کا نام ہے۔ اِس میں میرے تیرے پنے کے بھاؤ کا بیج ہوتا ہے۔ جاگرت میں اِس بیج سے انکھوا۔ کونپل اور درخت نکلتا ہے۔ اور میرے تیرے پنے کا بھاؤ پھُولنے اور پھلنے پر آتا ہے۔ اور جب اُس بیج سے ہزاروں بیج باسنا سنکلپ اور وِکار کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور میرے تیرے پنے کا بھاؤ خوب مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور جنم مرن کا سلسلہ چل نکلتا ہے تو اُسی کو مہاجاگرت کہتے ہیں۔ اِن جاگرتوں کے سنسکار لطیف اور کثیف صُورتوں میں قائم ہو کر جب من میں نقش ہو جاتے ہیں اور اندر پھُرنے لگتے ہیں۔ اُسی کو سوپن کہتے ہیں۔ اِس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ سُپن خواہ مخواہ نیند ہی ہو بلکہ یہ یُوں ہی جاگرت میں بیٹھے بیٹھے بھی دِل کے اندر اُبھر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اُنکے بیوہار میں من محو ہو جاتا ہے اس کا بھاؤ باہر بھی رہتا ہے اور یہ دل پر یوں غالب ہو جاتا ہے جیسے کہ اکثر سیپ میں چاندی کا۔ پان کے تھوک میں پھُول کا۔ ریت میں شیشے کا بھرم پیدا کر تا رہتا ہے۔ یہ اصلی سوپن کا ابتدائی زینہ ہے۔ پانچویں حالت سوپن کی ہے۔ جس میں ہزاروں واقعات خیالی صُورتوں میں دِل کے اندر ہوتے رہتے ہیں۔ اور اُن کی

یاد معمولی جاگرت کی حالت میں بنی بھی رہتی ہے۔ اور کبھی کبھی بھول بھی جایا کرتی ہے
چھٹویں اگیان کی دشا سوپن جاگرت کہلاتا ہے۔ اس حالت کے تمام وقوعات جاگرت
میں یاد رہتے ہیں اور اُن کا اثر بھی ہوا کرتا ہے۔ جب یہ چھ مرحلے طے ہوتے ہیں
تو ساتویں سوشپتی کی اوستھا آتی ہے۔ اس میں تمام پہلی حالتیں دب جاتی ہیں
اور مایا کے اندھکار میں کسی بات کی یاد نہیں رہتی سنسکاروں کا ابھاو تو اس میں نہیں
ہوتا مگر کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ مہا اندھکار ہے رہتم انکو سات ہی قسم کی حالتیں نہ سمجھو۔ انکی
ہزاروں قسمیں ہیں مگر ستھول درشٹی سے گیان کی صرف سات بھومکائیں قائم کی گئی ہیں ؛

گیان کی سات بھومکائیں

جیسے کہنے سُننے کیلئے اگیان کی تقسیم و تفریق ہوئی ہے۔ ویسے ہی گیان کی نسبت بھی کہا
سُنا گیا ہے۔ اسکی بھی سات بھومکائیں ہیں اور ان سب کا آدرش صرف ایک یہ ہے کہ
نروان کی پراپتی ہو۔ ان کے نام یہ ہیں (۱) شُبھ اچھیا۔ (۲) وچارنا (۳) تنو مانسی (۴)
ستو اپتی۔ (۵) اسن شکتی (۶) پدارتھ ابھاونی۔ (۷) تُریا۔ ان کی مختصر تشریح
سُنو۔ سادھو سنگ اور ست شاستروں کے مطالعہ کی خواہش شُبھ اچھیا ہے۔ آتم
وچار روحانی لطافت۔ اور گیانیوں کے اوصاف اپنے اندر پیدا کرنا وچارنا کہلاتا ہے
ان دونوں اوصاف کے آتے ہی من تنو یعنی سُوت کے پتلے دھاگے کی طرح
باریک اور لطیف ہونے لگتا ہے۔ اسی کو تنو مانسی کہتے ہیں۔ اور جب ان تینوں
حالتوں کی مشاقی سے من کی باسنائیں دُور ہونے لگتی ہیں۔ تب چوتھی حالت
ستو اپتی یعنی ست کی پراپتی ہونے لگتی ہے۔ انجُھ بڑھ جاتا ہے سنکلپ مٹنے
لگتا ہے۔ اور گیان کا آنند ملنا شروع ہوتا ہے۔ ان چاروں سادھنوں سے
آتم انند پراپت ہو کر اور من شُدھ ستوگنی بن کر وِشیوں اور بھوگوں سے اسنگ
اور آزاد ہو جاتا ہے۔ اسی کو اسن شکتی کہتے ہیں اور اس کے آتے ہی من میں آتم گیان

کی پھُرنا ہونے لگتی ہے۔ اور آتم ستا کا اُنبھو کے ساتھ درڑھ وشواس ہوتا ہے۔ یہ پانچ ابتدائی مرحلے ہیں۔ اِن کے پیچھے پدارتھ ابھاونی دشا آتی ہے۔ اس میں اندرونی بیرونی پدارتھوں کی چاہ بالکل مِٹ جاتی ہے۔ اور اُن کے سنکلپ اور اچھیا کی دھاروں کا ابھاؤ ہو جاتا ہے۔ تب اس کی پختگی کو تُریا کہتے ہیں۔ آتم آنند کا بھاسنا۔ آتم آنند میں مگن ہونا۔ آتم آنند کا پُورن ریتی سے ویاپت ہونا تُریا ہے۔ یہ ساتوں گیان کی بھُومکائیں ہیں۔ یہاں تک تو کہنے سُننے کی کچھ سمجھاؤ نا ہے۔ یہ جیون مُکت پرانیوں کی اوستھا ہے۔ جن کو یہ پراپت ہے وہ تالاب کے کنول کی طرح سنسار میں رہتے ہوئے اُس سے اسنگ اور بے تعلق ہی رہتے ہیں۔ پھر اُس سے تُریا پد کے گھٹنے ہونے پر جب شریر چھُوٹ جاتا ہے۔ اور وہ تُریا اِس قدر گہری ہو جاتی ہے کہ پھر اُس کا بھی کچھ بھاؤ نہیں رہتا۔ تب اُسی کو تُریاتیت بولتے ہیں۔ یہ ودیہہ مکت کو ملتی ہے اور یہی سچا آتم گیان ہے۔ اس میں آتما اپنے سُوپرکاش یعنی ذاتی جلال میں چمکتا ہے۔ اس کو جلال کی چمک بھی نہیں کہتے صرف سمجھانے بُجھانے کے لئے یہ لفظ گھڑے گئے ہیں"۔

جیون مُکتی کی دشا "تُریا کے ملتے ہی پرانی یُوں ہی اس طرح کا ہو جاتا ہے کہ پھر اُس میں کرم کے پھل کی سو بھاوک (قدرتی طور پر) اچھیا نہیں ہوتی۔ کرم کرتا ہوا بھی وہ کرم نہیں کرتا۔ کھانا کھاتے ہوئے بھی وہ نہیں کھاتا۔ سنسار میں رہتے ہوئے بھی وہ نہیں رہتا۔ وہ آزاد ہے مُکت ہے۔ اِسی شریر میں وہ نروان کا سُکھ بھوگتا ہے۔ تُریا پد کے ملے ہوئے بغیر اس کی سمجھ کسی کو نہیں آتی۔ ایسا جیون مُکت چاہے۔ دھرم کرم کا پالن کرے یا نہ کرے۔ اُس کے لئے دونوں یکساں ہیں۔ اِسی کو سہج سمادھی بھی کہتے

ہیں۔ سہج سمادھ والوں کی نظر میں اندر۔ دیوتا وغیرہ تک کی حیثیت حقیر اور نکمی ہے۔ اُن کو جو آنند ہے کہ وہ اِن کو خواب و خیال میں بھی نصیب نہیں ہے یہ برہم سے جُدا نہیں ہیں۔ اِن میں تو اب تک اہنکار موجود ہے۔ وہ نہ صرف چدا کاس سے مِل کر ایک ہو رہے ہیں۔ بلکہ خود چدا کاس ہیں۔ اُن کی مہما کا بیان کون کر سکتا ہے۔ سارَدا اور شیش کو بھی طاقت نہیں ہے۔ کہ اُس کو کہہ سکیں۔ اے رام! تُم بھی اِس گیان کی سات بھُومکاؤں کو سمادھی دوارا پراپت کر کے برہم پد کا ساکشاتکار کرتے اُس کو پراپت کر لو۔

راجہ لَون کی کہانی پر اور وچار جب لَون کی غفلت دُور ہو گئی۔ اُس نے اپنے من کے آئینہ میں جنگل، پربت اور بیابان کے نظاروں کو دیکھا۔ اُس کو وہ سب مقامات یاد تھے۔ اُس نے درباریوں سے مشورہ کیا "میں چل کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ آیا اِن سب کی کچھ ہستی ہے بھی یا یُونہی یہ میرے من میں پھُر رہے تھے" یہ ارادہ کر کے وہ راجدھانی سے باہر نِکلا۔ وندھیاچل پربت پر گیا اور خیالی یادداشت کی ہدایتوں کے بموجب ہر چہار طرف تلاش کرنے لگا۔ آخر وہ جنگل کے اُس حصّہ میں گیا۔ جہاں پہلے چنڈالنی کے ساتھ

کبیر صاحب کا ایک شبد

(ٹیک) سنتو سہج سمادھی بھلی۔ گرو پرتاپ جیو جا دن سے سُرت انت چلی

آنکھ نہ موندوں کان نہ روندھوں کایا کشٹ نہ دھاروں ۔ کھُلے نین میں ہنس ہنس دیکھوں سُندر روپ نہاروں

کہوں سو نام سنوں سو سمرن کھاؤں پیوں سو پوجا ۔ گرہ اُدیان ایک سم لیکھوں بھاؤ مٹاؤں دُوجا

جہاں جہاں جاؤں سوئی پرکرما جو کچھ کروں سو سیوا ۔ جب سوؤں تب کروں ڈنڈوت پُوجوں اور نہ دیوا

شبد نرنتر سے من لاگا ملن باسنا تیاگی ۔ اُٹھت بیٹھت کبھوں نہ بسروں ایسی تاڑی لاگی

کہہ کبیر یہ اُنمنی رہنی سو پرگٹ کر گائی ۔ دُکھ سکھ کے ایک پرے پرم سکھ تیہی میں رہا سمائی

رہتا تھا۔ تمام جگہیں اُس کو نظر پڑیں۔ وُہی جھونپڑے دکھائی دیئے۔ اور اُس کو دُکھ ہُوا۔ آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اُس کی وہ ہم خیال عورت جس کو وہ مُردہ سمجھ بیٹھا تھا۔ اور کمزوری اور بیکسی کی حالت میں اُس کو معہ اپنے لڑکوں کے چھوڑ گیا تھا۔ یاد آئی۔ اُس عورت کی بُوڑھی ماں رو رہی تھی "ہائے میرے بچے! اب یہ دشا ہے کہ تم سب بھُوکے مر رہے ہو گے۔ کیا اب کوئی ایسا نہیں ہے۔ جو اس مصیبت کو دُور کرے۔ وہ راجکمار جو ہمارے شُبھ کرموں کی وجہ سے ہمارا داماد ہوا تھا۔ کہاں چلا گیا! اے راجہ! تو اپنے کرموں کی وجہ سے راج چھوڑ کر ہم میں آ کر ملا تھا۔ اور ہم جیسا غریب، نیچ اور نکما ہو گیا تھا۔ تو اب کہاں ہے: کرم کی گتی نیاری ہوتی ہے۔ کون اُس کا پتہ پا سکتا ہے! یہ بجلی کا کوندھا ہے۔ جو نظر آیا اور غائب ہو گیا" لَوَن کو بوڑھی عورت کے بلبلانے پر رحم آیا۔ اُس نے اپنی ایک باندی سے کہا "تُو جا کر اس کو ڈھارس دے۔ اور میرے پاس لے آ" وہ گئی۔ اور اُس سے پُوچھنے لگی "تم کون ہو! تمہاری لڑکی کون ہے:" اور بڑھیا نے رو رو کر اپنا قصہ اِس طرح سُنایا "میں چنڈالنی ہوں میرا شوہر چنڈال ہے۔ اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ اُس لڑکی کے ساتھ ایک راجہ نے شادی کی جو بہت خوبصورت تھا اور ہم لوگ اُسکو پا کر خوشی سے گذران کرتے تھے۔ مگر قسمت پر کس کا اختیار ہے: اُس راجہ سے کئی لڑکے لڑکی پیدا ہوئے اور قحط کی سختیوں کی تاب نہ لا کر دوسرے چنڈالوں کی طرح وہ راجہ بھی میری لڑکی اور پوتی پوتوں کو لے کر کہیں چلا گیا۔ کون جانے ان سب کا کیا حال ہے۔ میں اکیلی رہ گئی ہوں اور یہ دُکھ برداشت کر رہی ہوں"۔ وہ عورت راجہ کے پاس آئی۔ اس نے وزیروں کی طرف نگاہ کی اور اُس کے کھانے پینے آرام و آسائش کا سامان دے دلا کر اور سب کو تلاش کر کے اُن کو وہ اپنی راجدھانی میں لایا اور اُسکو

اُس وقت مایا کا یہ سب کھیل سچا ہی پرتیت ہوا۔ مگر بعد ازاں اُس نے برہم کی جگیاسا
کی۔ گورو دھارن کیا۔ اور شانت ہو گیا۔ اے رام! یہ مایا اس طرح کی ہے۔
است ہوتے ہوئے وہ ست پرتیت ہوتی ہے۔

رام کا سوال اور گورو کا جواب

"رام نے پوچھا" یہ کیونکر ہوا؟" وششٹ نے جواب دیا" صبر کرو میں گادھی
رشی کے قصہ میں اس مایا کے کرشموں کا بیان کروں گا کہ وہ کس طرح سنسار اور سنسار
کے پدارتھوں کو پیدا کرتی ہے جس طرح تاڑ کا پھل سوکھ کر گر پڑتا ہے۔ اسی طرح
باسناؤں کے بھرم جال سے پرانیوں کا من مایا میں پھنس جاتا ہے۔ لون اپنے خیال
کے موافق سچا تھا۔ سارا بھرپک بدھ نے اپنے اندر جال سے یہ لیلا پیدا کر کے اُس کی شادی
چنڈالنی سے کرائی اور وہ چنڈال بن گیا۔ اُس کے خیال کا اثر جاگرت سوپن کی
حالت میں راجہ کے من میں پڑا۔ اور اُس نے اپنے الوان میں اُس کے تمام واقعات
کو سچا مان لیا۔ اور جاگرت اور سوپن کے وچار گھنے ہو کر اُس کو جاگرت اوستھا میں
بھی ویسے ہی بھاسنے لگے۔ مایا کی گتھی بہت پیچیدہ ہے۔ اس کا پتہ کس کو مل سکتا ہے؟
ہاں، یہ گتھی صرف گیان کی مدد سے سلجھائی جا سکتی ہے۔ ہم لوگ بھی گیان دوارا
اپنی پانچ گیان اندریوں سے اس کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے ہیں۔ سوکش دشا میں یہ
بہتیں نہیں بھاتی اور نہ ٹھہرتی ہے۔ برہم کوٹستھ یا آدھار ہے جس پر من سنکلپ کا
لوہا گڑھا کرتا ہے۔ جب من است سے سمبندھ رکھتا ہے یہ سنسار پیدا ہو جاتا ہے
اور جب اُس کا تعلق کوٹستھ یا آدھار کے ساتھ ہوتا ہے۔ تب وہ تا کوٹستھ روپ
ہی بن جاتا ہے۔ من جب آسمان کے ایک چاند کو دیکھتا ہے تب اُسی کا روپ
ہے اور جب پانی کے عکس میں کئی چاند دیکھنے لگتا ہے تب اُنہی کے بھرم میں پڑ جاتا
ہے۔ اے رام! تم بھی وہی کوٹستھ اور آدھار ہو۔ اپنے روپ کو سمجھ لو۔ اور تب یہ

مایا موہ کا گورکھ دھندا آپ غائب ہو جائیگا۔ اور پھر جنم مرن کا کھٹکا ہمیشہ کے لئے دُور ہو جائیگا سنسار بھرم ہے اور آکاس کے نیلاپن کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ جب یہ سنسار کا سنکلپ من سے دُور ہو جائے اور من نرمل ہو جائے تب برہم پد کی خبر پڑتی ہے۔"

مایا شبد

کوئی کیا سمجھے اس مایا کا کھیل (ٹیک)

۱۔ است کہاوے ست نہیں کچھ ت رُوپ ارُوپ سے نیاری
راگ دویش کی جڑ ہے وہیں۔ وِش امرت کی کیاری

۲۔ بندھا ہوئے نت بالک جائے رشی مُنی سب بھرمائے
من سے اُپجے من اُپجاوے۔ کوئی بھید نہ پائے

۳۔ سُر نر بھگت پھرے رنس بابسر۔ ٹھگنی سب کو پیاری
کہیں کبیر جو ٹھگنی ٹھگ لے۔ تا ٹھگ کی بلہاری

۴۔ اُستھتی پرکرن

۱۔ اُشکر کی کہانی

خلاصہ:۔ "جس طرح اُمنی چیتن سے ہوتی ہے اور چیتن ہی سے ہے ویسے ہی ستھتی بھی چیتن سے مختلف اور جُدا نہیں ہے۔"

تمہید: چداکاس صاف اور مجلیٰ ہے۔ اس میں سنسار کی رنگ برنگی تصویر کھچی ہوئی نظر آ رہی ہے یہ خود بخود اُس میں بن گئی ہے اور اپنے آپ کو دیکھ رہی ہے۔ دیکھنے والا نظارہ سے مختلف نہیں ہے جاگرت میں جس طرح اکثر خیالی طور پر خواب کے تماشے دکھائی دیتے ہیں ویسے ہی یہ بھی ہے سُشپتی

کا اندھیرا اس میں نہیں نظر آتا۔ کیونکہ اس میں اندریوں کا ابھاؤ ہو جاتا ہے وہ وہاں نہیں ہوتیں۔ صرف خواب میں کے آدھار پر خواب ہوتے اور رہتے ہیں۔ وہ انکو دیکھتا ہے یہ خواب اس سے جدا نہیں ہیں۔ بلکہ اسی کے ہیں اور اُسی میں ہیں۔ اور اس کے (ظاہری) روپ ہیں۔ وہ آپ ہی ہے۔ اپنے میں آپ کو دیکھتا ہے اور خواب کے واقعات اور خواب میں دونوں ہی کا مجموعہ وہ ایک ہی شخصیت ہے۔ دو کبھی نہیں ہیں کیونکہ ساکشی سے ساکشی بھاس کو کس نے جدا کر کے دکھایا ہے؟ خواب کو ذرا خواب بین سے علیحدہ تو کرو۔ یہ بالکل غیر ممکن ہے۔ چِدا کاس کے عکس ہی کا نام سنسار ہے۔ اور وہ عکس اسی میں اور اسی سے اور اسی کا ہے۔ وہی آپ تینوں (ناظر منظر نظارہ) میں محیط کُل ہے۔ شیشہ کا عکس شیشہ ہی میں ہے۔ برہم شُدھ اور نرمل ہے اور بغیر کسی کارن کے اپنے آپ میں بھاس رہا ہے۔ سُرخ گلاب کی گلابی سُرخی اس گلاب سے دُور کہاں رہتی ہے۔ بلوری شیشہ کی چِلا۔ بلوری شیشہ سے علیحدہ کب ہے رام! تم ذرا من کو سادھ لو۔ مانسک اوستھا میں درڑھ ہو رہو اور سوا اپنے کسی کو بھی نہ دیکھو گے اور اس سنسار کو اپنا ہی روپ یقین کرنے لگو گے"۔

شنکر اچاریہ کی کہانی شنکر جی بھرگو رشی کے بیٹے تھے۔ بھرگو مندار پربت پر تپ کرتے تھے مگر شنکر سایہ کی طرح اُن کے ساتھ ساتھ رہتے تھے جیسے ترشنکو زمین اور آسمان کے بیچ قائم تھا ویسے ہی شنکر جی بھی جیت اور اجیت اوستھاؤں میں چاند کی چاندنی اور چراغ کی روشنی کی طرح رہا کرتے تھے ایک دن کا ذکر ہے۔ شنکر نے آکاش کی طرف نظر کی۔ ایک آسمانی دیوی انکو آکاس کے درخت کی طرح مندار پھولوں سے سجی اور سجائی ہوئی نظر آئی اور مست ہتھنی کی طرح چلتی ہوئی ان کی طبیعت کی کشش کی باعث ہوئی۔ اس کے جسم سے خوشبو کی لپٹیں اُڑ رہی تھیں۔ اس کا حسن دیکھکر رشی پتر نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنے

دِل میں سوچنے لگے "کہ یہ دیولوک سے آئی ہے" اتنا سوچا تھا کہ دِل ہی دِل کے اندر دیولوک بن گیا۔ اور اندر شان و شوکت کے ساتھ اندر آسن پر جم کر بیٹھا ہُوا دکھائی دیا۔ اندر دیوتا اور شکر اچاریہ کے درمیان ملنے جلانے کے ظاہری و رسمی سلوک کا برتاؤ بھی ہُوا اور وہی دیوی حُسن کے نُور سے چمکتی ہوئی سامنے آ کر کھڑی ہو گئی شکر اچاریہ بہت خوش ہُوئے۔ دونوں کی نگاہیں ملیں اور پریم پیدا ہُوا۔ شکر جی سنکلپ والے پُرش تھے۔ دِل میں وچارا کہ اندھیرا ہو جائے۔ اور کلپ کے دَورہ کے ختم ہوتے ہی ہر چہار طرف اندھیرا چھا گیا۔ اور تمام جیو جنتو اور لوکوں کو چلے گئے۔ صرف شکر اور وہ دیوی رہ گئے۔ اور دونوں کلپ برکش کے نیچے سُورگ کا سُکھ بھوگنے لگے۔ اِس بھوگ لالس میں سولہ چترجگیاں گُذر گئیں۔ شکر نے سوچا "ایسا نہ ہو کہ میں اس نفسانی لذت میں پڑ کر بالکل ہی دھرم سے پتت ہو جاؤں"۔ اور وہ بھُولوک (پرتھوی) میں اُترے اور اپنی تمام اگلی پچھلی باتوں کو بھُول گئے۔ اور اُن کا جیو چاند کی ٹھنڈی روشنی میں برف کی طرح جم گیا۔ اور وہ پالا ہو کر دھان کے کھیت میں گِرا۔ اِس دھان کو دیسان دیس کے ایک براہمن نے پکا کر کھایا۔ اور وہ اُس کا بیج (منی) بن گیا۔ اور جب اس براہمن نے اپنی استری کے ساتھ بھوگ کیا شکر اس کے بیٹے کی حیثیت میں پیدا ہوئے اور بالغ ہو کر مہا میرو پربت پر تپسّیوں کے ساتھ تپ کرنے لگے اور تپسوی ہو گئے اور اگیان کے بس کسی ہرنی سے ایک اگیان کی شکل کا بچہ پیدا کیا اور اُس کی محبت کے دام میں پھنس رہے اور سنساری بن گئے۔ پھر جنم مرن کا سلسلہ واسناؤں کی وجہ سے جاری ہُوا۔ اور آخر میں گنگا کے کنارے کسی مُنی کے پُتر ہو کر پیدا ہوئے"۔

بھرگو کا سمادھی سے اُٹھنا "جب بھرگو نے اپنی آنکھ کھولی۔ دیکھتے کیا ہیں کہ شکر کا شریر بیجان پڑا ہُوا ہے اور وہ کانٹے کی طرح

سوکھ گیا ہے اُن کو چنتا ہوئی۔ یہ سوچ لیا۔ کہ "لڑکا مر گیا ہے۔ اور اس میں اب جان
نہیں رہی ہے" بھرگو غصہ والے مشہور ہیں۔ اُن کو یم پر کرودھ آ گیا۔ یم ڈر سے کانپنے
لگا۔ اور یہ اپنے گنوں کو ساتھ لیے ہوئے اُن کی خدمت میں حاضر ہوا"

یم راج کا سمجھانا

یم نے بھرگو سے مخاطب ہو کر کہا "بھگون! آپ تپسوی ہو کر کیوں ناحق کرودھ کر کے اپنے تپ کے پھل کو نشٹ
کرتے ہو۔ ہم تو ایشور کے حکم کے تابع ہیں۔ اور اُسی کے قانون کے بموجب کام
کرتے ہیں۔ آپ کی کرودھ اگنی مجھ کو بھسم نہیں کر سکتی۔ جب رُدر اور وشنو تک میرے
شکار ہوا کرتے ہیں تو پھر دوسرا ایسا کون ہے جو اس سے بچ سکیگا۔ یہ پرمیشور کا
اصول ہے۔ جو پیدا ہوتا ہے۔ وہ ضرور ہی مرے گا۔ ہاں گیان میں مرنا جینا نہیں
ہے۔ یہ صرف اگیان کا بیوہار ہے۔ جیو اپنے ہی سنکلپ سے پیدا ہوتے اور مرتے
ہیں۔ پرلے میں ویدوں کی تعلیم کے سادھن سے سب کا ابھاؤ ہو جاتا ہے۔ اُس وقت
آپ کہاں رہیں گے؟ آپ کی شخصیت کیا ہو گی۔ اور یہ دُکھ سُکھ کدھر چلا جائے گا!
بغیر سمجھے ہوئے آپ لڑکے کے موہ میں مجھ کو سراپ (بد دعا) دینے سے کیا پاؤ گے۔ وہ
تو اپنے ہی سنکلپ سے اس حالت کو پہنچا ہے۔ اُس میں جیو پنے کی بدھی آئی۔ اہنکار
دل میں سمایا۔ میرا تیرا پنا کرنے لگا اور مر گیا۔ جب تم نروکلپ سمادھی میں تھے
تمہارے لڑکے نے من میں سودیوی کی خواہش کی اور اُسی کے سلسلہ میں
دلیسارن کے ایک براہمن کے گھر جنم لیا۔ پھر کوشل دیس کا راجہ ہوا۔ ہنس اور شکاری
بنا۔ پھر پانڈو دیس میں سورج بنس کا راجہ ہو کر سالو دیس کا گورو بنا۔ کبھی وہ
ودیا دھروں کا بادشاہ ہوا۔ اور کبھی اور ملک میں گورو پدوی پراپت کی۔ اب
وہ ایک رشی کا پتر ہے۔ اور وہ آسو دیو کے نام سے بہت دنوں سے تپ کر رہا ہے
تم ذرا اپنے من میں داخل ہو کر گیان درشٹی سے اُس کے چرتروں کو دیکھو۔ بھرگو نے

پھر من کے آکاس میں چت کو لگایا۔ اور یہ سب نظارے اپنے اندر ہی اندر دیکھ کر بھیم
سے کہا "اے کال رشی! ہم تینوں زبان کے جاننے والے اور نیم (قاعدہ) کے سچے پالنے والے
ہو۔ مجھ ایسے پرانی تمہاری باتوں کو کیا سمجھ سکتے ہیں؟"

باپ بیٹے کا ملاپ بھیم نے بھرگو کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اُن کو وہ اُس مقام پر
لے گیا۔ جہاں شکر واسودیو بنا ہوا تپ کر رہا تھا اور
جب بھیم کی دلی تحریک سے اس نے آنکھیں کھولیں۔ اُن دونوں کو دیکھا اور کہنے
لگا "تمہارے درشن سے مجھ کو تپ کا پھل آج ملا ہے اور میں دھن دولت اور رنگیہ
وغیرہ کے بھرم سے چھوٹ گیا ہوں" بھرگو نے خوش ہو کر آشیرباد دیا "تو سکھی ہو
اور تجھ کو گیان ملے اور اگیان مٹ جائے" اس دعا سے شکر کی اندرونی آنکھیں کھل
گئیں۔ اور جنم جنم کے واقعات کی یاد آ گئی۔ اور وہ کہنے لگے "میں پرکرتی کے بھرم
میں پڑا ہوا سنسار کے بھنور میں جنم مرن کے غوطے کھاتا رہا۔ اب مجھ کو گیان ہے۔
مجھ کو مندراچل پربت پر لے چلو۔ کرم کا ناش ہو گیا۔ اب اس شریر میں رہنے کی ضرورت
باقی نہیں رہی" اور وہ اسی وقت وہاں پہنچ گیا۔ واسودیو نے اپنے پہلے شریر کو
دیکھا اور باپ کے چرنوں میں سر جھکا کر کہنے لگا "باپ! آپ نے میرے اس شریر کو بڑی
محنت اور لاڈ پیار سے پالا ہے۔ پہلے اس کو آنند کی اوستھا پراپت تھی پھر بھرم
ہوا اور میں جیو ہو گیا۔ اور تپ کے پربھاؤ سے بھرم کو چھوڑ کر اس کو دیکھ رہا ہوں۔ اب
میں گیان کے ہونے کی وجہ سے ایسے دھوکے میں نہ پڑوں گا۔"

کہانی کا خاتمہ بھیم نے واسودیو سے کہا "اب آپ اپنے پہلے شریر میں داخل
ہو جائیے۔ یہ نہ سمجھئے کہ کرم بالکل ہی ختم ہو گیا ہے۔ ابھی
اس کا سنسکار باقی ہے۔ کیونکہ آپ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ گیان تپ کے پرتاپ سے ملا ہے۔
گیان تو بتیہ پراپت ہے۔ جو تپ سے گیان کا حاصل ہونا چاہتے ہیں۔ ابھی تک

ست پد کے ادھکاری نہیں ہوئے۔ اب آپ اس پرانے جسم میں رہ کر دیتوں کے
گورو کا فرض ادا کیجئے۔ یہ اسی سنسکار کی وجہ سے آپ کو کرنا پڑے گا۔" یہ
کہکر یم تو وہاں ہی انتردھیان ہو گیا۔ بھرگو اور شکر دونوں کو دُکھ ہوا کیونکہ یم نے
اُن کو سچا اُپدیش سُنایا تھا۔ اور دونوں کو اصلیت کا پتا بتایا تھا۔ پھر واسودیو
کا جیو شکر اچاریہ کے لیے جان قالب میں آیا۔ باپ بیٹے دونوں نے ویدمنتر پڑھ
کر سنان کیا اور شکر اچاریہ نے باپ کو نمسکار کیا۔ اور باپ بیٹے دونوں جیون
مُکت کی دشا میں رہنے لگے۔"

۲۔ دام ویالیہ اور کٹ کی کہانی

خلاصہ:۔ "سنسار کے جیتن رُوپ کی سمجھ خود اچیتن کے وچار ہی سے ہوتی ہے۔"

تمہید:۔ "پانی میں نرملی ڈال دی گئی۔ وہ صاف ہو گیا۔ تلچھٹ نیچے بیٹھ گئی۔
اب اُس پانی میں اگر دیکھو۔ تو تمہارا عکس نظر آئے گا۔ پہلے یہ حالت
نہیں تھی۔ میلے پانی میں عکس کا نظر آنا محال تھا۔ اسی طرح جنہوں نے برہم کی
جگیاسا سے من کے وکاری سنکلپوں کا میل دُور کر دیا ہے وہ آتم درشی رشی ہو جاتے
ہیں۔ اور اپنے آتم سروپ کو دیکھ لیتے ہیں۔ اور اُن کے سنسار کا بندھن چھوٹ جاتا
ہے۔ جب تک من میں واسنائیں بھری ہوئی ہیں تب تک یہ کیسے دکھائی دے۔
پرند جب تک گھونسلے میں بیٹھا رہتا ہے۔ تب تک اُس کو آکاس کی وسعت اور
پاک وصاف ہوا کا فائدہ کیا پہنچے گا۔ پرانی جب من کے گھونسلے سے باہر آتے ہیں
تب ہی مُکتی اور آزادی کا انبھو کرتے ہیں۔ سنساری اپنے اگیان سے دُکھی ہو کر
برہما، وشنو اور مہیش تک کو گالیاں دیتا ہے۔ مگر جب اُس کو گیان ہو جاتا ہے۔ وہ
ان کو دُکھ کا کارن نہیں مانتا۔ اور نہ بُرا بھلا کہتا ہے۔ جب وہ ہوتے ہیں تو دو

میں کھٹ پٹ ہوتی ہے۔ مگر جب دو مل کر ایک ہو گئے۔ تو پھر کھٹ پٹ کا امکان کہاں رہتا ہے۔ یہ دو پنا ہی سنسار ہے۔ اور یہی بھرم اور دُکھ کا کارن ہے۔ دو پنے کو میٹ دو۔ اب سار۔ اسار اور سنسار تینوں ایک ہی رُوپ ہو گئے۔ اور ایک ہی کے بھاؤ سے بھاسنے لگے۔ اب اگر دُکھ ہو بھی تو کیسے ہو۔ اسی حالت میں چور دوست ہو جاتے ہیں۔ کانٹے پھُول بن جاتے ہیں۔ قید سے رہائی پائے ہوئے راجہ کے لئے اُس کا راج بڑے قدر کی چیز معلوم ہوتی ہے۔ مگر جس کے من میں راج کی باسنا نہیں ہے۔ وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور وہ راج کاج کو کسی قیمت کا نہیں سمجھتا۔"

من کا ضبط کرنا "تمام طاقت من کے ضبط کرنے میں ہے بغیر خود ضبطی کے آدمی کبھی بلوان نہیں ہوتا۔ اور جو من کو بس میں کر لیتے ہیں۔ وہی اُس کے بل سے موکش کی دولت پاتے ہیں۔ من ہی چھوٹا بنتا ہے من ہی بڑا ہوتا ہے۔ اس کی بڑائی چھوٹائی کا چھیننا ہی گیانی بننا ہے۔ دُکھ اگیان کے سبب سے ہے۔ باپ، بیٹے، استری، پُتر دُکھدائی نہیں ہیں۔ جب اگیان مٹ جاتا ہے۔ ان کے خیالی رشتوں کے بندھن نہ صرف کمزور اور ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ بلکہ بالکل چھُوٹ جاتے ہیں۔ من کو من سے فتح کرنا ہی من کے آئینہ میں آتما کا نظارہ دیکھنا ہے۔ ہیرا کیچڑ سے اٹا ہُوا زمین میں لت پت ہو کر پڑا ہے۔ اُس کی چمک دمک دبی ہے۔ کیچڑ کو کسی طرح دھو ڈالو تب وہ چمکنے لگے گا۔ چمک کہیں باہر سے آئی نہیں۔ پہلے ہی سے اُس میں موجود تھی۔ صرف کیچڑ نے اُسے ڈھانک کر رکھا تھا۔ اسی طرح موکش یا مُکتی کہیں اور جگہ سے نہیں آتی۔ یہ خود تُم میں ہے۔ صرف من کے میل دُور کر لینے کا کام کرنا ہے۔ من پوتر ہو گیا۔ اب جو چاہے وہ کرے۔ جس طرح جی چاہے رہے۔ اب یہ سنسار دُکھدائی

کبھی نہ ہوگا ؛

قصہ کی ابتدا "اے رام! دام، ویالیہ اور کٹ تین دیت تھے۔ تم اُن کے مارگ پر نہ چلو۔ بلکہ بھیم، بھاس اور درڑھ نے جس طرح دُکھوں سے اپنی نورتی کر لی تھی۔ اُسی طرح تم بھی سادھن کرو۔" رام نے پوچھا "یہ کون تھے۔ ان کا حال مجھ کو سناؤ" اور وسشٹ نے کہنا شروع کیا :-

دام، ویالیہ اور کٹ "قدیم زمانہ میں سامبر نامی ایک دیت پاتال میں رہتا تھا اور اپنی مایا کے کاروبار میں مصروف تھا۔ ایک مرتبہ اُس نے زبردست فوج سے اندر کو مغلوب کر لیا۔ دیوتا بہت دُکھی ہونے اور غصہ میں آکر ہر طرح پر دیتوں کو مارنے اور برباد کرنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر دیتوں کے سرداں نے مُنڈ۔ انگت۔ اور دھرم نامی دیتوں کو بڑی فوج دے کر اُن کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ مگر دیوتاؤں نے اُنکو بھی خاک اور خون میں ملا دیا۔ جب سامبر کو اس واقعہ کی خبر ملی۔ اُس نے اپنی مایا وِدّیا (بھرم جال) سے دیوتاؤں کو عاجز کر دیا۔ اور وہ پریشان ہو کر میرو پربت کے دڑوں میں پناہ گزین ہوئے۔ سامبر نے دیولوک میں آگ لگا دی۔ اور دیویوں کو شور مچاتے اور دُکھ سے روتے چلّاتے چھوڑ گیا۔ میدان خالی دیکھ کر دیوتا پھر دیولوک میں آئے۔ مگر سامبر موقعہ کی تاک میں لگ رہا تھا۔ پھر مایا وِدّیا کا کام شروع کیا۔ مگر دیوتاؤں نے کثیر تعداد میں دیتوں کو قتل کیا۔ اور اُن کو پس پا کر دیا۔ سامبر کو جب اس شکست کی خبر ملی۔ اُس نے اپنی مایا وی شکتی سے تین بلوان اُسر پیدا کئے۔ جن کے نام دام، ویالیہ اور کٹ تھے۔ یہ اس قدر طاقتور تھے۔ کہ اپنے کندھوں پر میرو پربت تک کو اُٹھا سکتے تھے۔ ان میں کوئی واسنا اور اہنکار اور خواہش نہیں تھی۔ موت اور زندگی تک کی اصطلاح سے اُن کو خبر نہیں تھی۔ فتح

اور شکست کی مراد سے نا آشنا! ان کو شکست دینا مشکل تھا۔ اور یہ کبھی زبردست سے زبردست کو مغلوب کرنے کے قابل تھے۔ ان کے زور اور بل کو سمجھ کر سامبر نے پاتال میں پھر دیتوں کی فوج اکٹھا کی۔ اور دیوتاؤں کا نام و نشان مٹانے کے لئے پہاڑ کے سیلاب کی صورت میں روانہ کیا۔ دیوتا بھی لڑنے کے لئے میدان میں آئے۔ ہر دو فریق دل کھول کر لڑنے لگے۔ لڑائی کیا تھی؟ خوفناک موت کا نظارہ تھا۔ ہتھیاروں سے آگ کے شعلے نکلتے تھے اور لڑنے والوں کو آناً فاناً میں جلا کر خاک سیاہ کر دیتے تھے۔ پہاڑ مردوں کی لاشوں سے پٹ گئے۔ خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ اور اتنے لوگ مارے گئے کہ اُن کے بوجھ سے پہاڑ کانپ اُٹھے۔ مکّار اور غضبناک دیتوں نے اس طرح جب دیوتاؤں کے پاس آکر اُن کا قتل عام شروع کر دیا۔ ان کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ بھگدڑ مچ گئی دیوتا اِدھر اُدھر چھپ بچے۔ ان ترموریتوں نے اُن کو تلاش کیا مگر جب وہ نہ ملے۔ تو پھر اپنے سردار کے پاس چلے آئے۔

دیوتاؤں کا برہما سے مدد مانگنا

"دیوتا بھاگ کر برہما سے فریاد کرنے لگے پربھو! سامبر نے ہمارا ناک میں دم اور دم میں ناک کر دیا۔ اُس نے ایسی خوفناک ترموریتیاں پیدا کی ہیں کہ جن کے ساتھ لڑنے کی کسی میں بھی طاقت نہیں ہے"۔ تب برہما نے من میں بچار کر یہ جواب دیا۔ "کچھ عرصہ کے بعد اندر سامبر سے لڑ کر اسُروں کو ہلاک کرے گا۔ آج سے تم ایک کام کرو۔ میری رائے یہ ہے۔ کہ تم دام وغیرہ کے پاس لڑنے کے بہانے سے جاؤ۔ اور جب وہ لڑنے آئیں۔ اور خرابی مچانے لگیں تب چھپ جاؤ اس طرح برسوں لڑائی کرتے رہو۔ تب دام وغیرہ میں خود بخود اہنکار پیدا ہوگا۔ اور جہاں یہ اہنکار آیا۔ وہ اُس کے جال میں پھنس کر کمزور ہو جائیں گے اور

آسانی سے قتل ہو سکیں گے۔ صرف خواہشوں کے آنے ہی سے انسان موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ خواہش ہی دُکھ پیدا کرتی ہے۔ بڑے سے بڑے اس خواہش کے دُکھوں میں پھنس کر مارے جاتے ہیں۔ پست ہمت نہ ہو۔ اِس طرح کارروائی کرو۔ اور تمہاری بھلائی ہوگی" یہ کہکر برہما اُسی وقت انتردھیان ہو گئے"۔

دیتوں کا مارا جانا "دیوتاؤں کی ہمت بندھ گئی اور اُنہوں نے دیولوک میں جاکر زورآہی لڑائی کا ڈنکا بجا دیا جسکی آواز زمین اور آسمان میں گونج اُٹھی۔ اُسر پاتال سے نکلے اور دیولوک پر حملہ کرنے لگے۔ دیوتا ٹھہر لڑتے جاتے تھے۔ اور پیچھے بھی ہٹتے رہتے تھے۔ کبھی مقابلہ پر آئے اور کبھی چھپ رہے۔ اس طرح کی لڑائی برسوں ہوتی رہی۔ آخر تینوں دیت تنگ آ گئے اور اُنہیں میں پنا" آہستہ آہستہ گھر کرنے لگا۔ اور نشکام کرم کی ورتی کا ابھاؤ ہو گیا۔ وہ جی میں ڈرے۔ اور ڈر کے آتے ہی دُکھ دینے والی مایا کے بھرم نے اُن کو دبوچ لیا۔ اور وہ سوچنے لگے۔ کہ کیا تدبیر کی جائے۔ کہ دیوتا مارے جائیں۔ اور ہم کو کوئی دُکھ نہ ہو"۔ اس طرح کے خیال ہی میں مایا رہتی ہے۔ میدان جنگ میں ایسے سنکلپ وکلپ کی دھاریں نکل کر محیط ہو گئیں۔ اور وہ اُن سے گھر گئے۔ جو اکرم کی طاقت تھی وہ [illegible] ہو گئی۔ اور وہ دیوتاؤں کے مقابلہ کے قابل نہ رہے۔ اور تینوں خوف کی وجہ سے بھاگ نکلے۔ اور دیوتاؤں کو فتح نصیب ہوئی"۔

قصہ سے سبق "اے رام! تو اَہم وغیرہ کے راہ سے تم بچ کر نکلنا۔ جس شخص میں بھی فرضی زندگی کے "میں پنے" کا پیار ہوگا۔ وہ ضرور ایک دن اگیان کی موت سے مریگا۔ اگیان صرف اُن پر حملہ نہیں کرتا جن میں "میں پنا" نہیں ہے۔ اُن کا طریق چھوڑو اِن کا اختیار کرو"۔

سوال وجواب: رام نے پوچھا "یہ تینوں دیت پربرہمہ سے کیسے نکلے؟" وسشٹ

بولے "یہ جگت چداکاس ہی تو ہے سب ہی تو پربرہم کے آدھار پر رہتے ہیں۔ آئینہ میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ وہ تو مجلّے اور صاف شفاف ہے۔ عکس اسی کے آدھار پر رہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص آنکھ منہ بنا کر آئینہ کے سامنے آئے تو وہ جیسا منہ بنائیگا ویسا ہی عکس نظر پڑے گا۔ یہ چداکاس بھی آئینہ کی مثال ہے "میرا تیرا اپنا کرنا منہ اور ناک بنانا ہے۔ سامبر نے اپنے اہنکار سے آتم شکتی میں چھیوب پیدا کیا اور اس سے بل لے کر تین دیت بنائے۔ گو ان میں شروع شروع میں میرا تیرا پنا نہیں تھا۔ مگر آخر تو وہ سامبر ہی کے میرے تیرے پنے کے سنکلپ سے پیدا ہوئے تھے اور آخر میں تو اس کو پھٹرنا ہی تھا۔ چداکاس ہی ساکشی ہے اور یہ جگت چداکاس کا ساکشی بھاس ہے۔ یہ اس سے نیارا نہیں ہے۔ ہاں درمیانی حالت جو اندریوں من وغیرہ کی ہے وہ است ہے۔ تم اس قصہ کو سن کر یوں سمجھو کہ گیان کے کام کے متعلق اسنکلپ کا سنکلپ کرنا بھی غلط طریقہ ہے"

۳۔ رتھیم بھاس اور درڑھ کی کہانی

خلاصہ:۔ اصلی کامیابی اہنکار رہت ہونے میں ہے"

تمہید: جن میں اولاد کا پیار ہے۔ جو جائداد، املاک اور دھن دولت کے غلام ہیں۔ جن کو علمی فضیلت اور ہمہ دانی کا دعویٰ ہے ان کو گیان کی کتھا کے سننے سے ذرہ بھر اور رتی بھر بھی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اہنکار روپی سانپ کا زہر ان میں بری طرح سرایت کر گیا ہے۔ اپنے ارد گرد کے آدمیوں کی حالت کو غائر نگاہ سے دیکھو اور تب پتہ لگ جائے گا۔ ہاں جو ان سب کو پانی کا بلبلا اور خواب و خیال کے تماشے سمجھتے ہیں۔ اور وسیع دل، وسیع دماغ اور وسیع نظر ہیں۔ انکو بیشک کبھی کوئی دکھ نہ رہیگا کیونکہ وہاں دکھ کا سامان ہی نہیں ہے اسکی جڑ کٹ گئی ہے۔ عقل

باؤلے کو جواہرات کی کیا قدر ہے۔ وہ تو جب چرے گا۔ گھاس ہی چرے گا۔ گیان دُنیا میں بیش قیمت رتن ہے اور چیزیں گھاس ہیں ؛

برہمہ وچار جن کے دل میں برہمہ بستا ہے۔ تمام دیوتا اُن کے غلام ہیں جن کے دل میں دُنیا بستی ہے۔ تمام دُنیا کے سامان اُن کے مالک ہیں۔ سچے آدمی صرف وہ ہیں جن میں برہمہ بھاؤ پھُرنے لگا ہے اور جو سوائے ست کے اور کسی کی طرف متوجہ نہیں ہیں۔ باقی اور آدمی حیوان بصورت انسان ہیں۔ اُن کی زرق برق پوشاکوں پر نہ جاؤ۔ اُن کے طمطراق کو کیا دیکھتے ہو۔ غلام کے گلے میں سونے چاندی کی زنجیریں پڑی ہوئی کھڑکھڑاتی ہوئی اُس کی غلامی اور بندھن کا اشتہار دے رہی ہیں۔ یہ گھوڑے گاڑی پر سوار نہیں ہیں۔ بلکہ گھوڑا گاڑی ان پر سوار ہے۔ ذرا اِن کے سامان کو ہاتھ تو لگاؤ۔ ابھی ان کی جان نکل جائے گی۔ بندر نچانے والا گلیوں میں آیا۔ لڑکے بندر کو دیکھنے کے لئے باہر نکلے۔ اسی طرح مایا کے بندر جب بھاؤں کے ساتھ شہر سے نکلتے ہیں۔ تماشائی جو مایا وی بندروں کے ناچ کے شیدائی ہیں۔ ان کو دیکھنے آتے ہیں۔ برہمہ وادیوں سے اِن کا مقابلہ کیا ہے! تم بھی اسی لوُ دن برہمہ سے لو لگاؤ۔ یہی سب کچھ ہے ؛

ست سنگ اور سوادھیائے "مصیبت کا مارا ہوا آدمی کیا خاک کرم دھرم انجام دیگا۔ اُس کا دل تو اور ہی طرف ہے وہ ادھر متوجہ کب ہوگا؟ امرت پیتے ہوئے راہو کا سر کاٹا گیا اور زہر پیتے ہوئے شیو سب میں قابل تعظیم ہیں گیانیوں کا کہنا کیا ہے؟ وہ اپنے تو پاک سے اونچی حالت کو پہنچ گئے ہیں۔ اُن کو آسمانی اور زمینی طاقتوں میں سے کوئی بھی اپنا محکوم نہیں بنا سکتا۔ یہ پاک انسان سب کچھ کر سکتے ہیں! تم ان کی صحبت کرو۔ گیان کی پوتھیاں پڑھو۔ اگر ان کا نتیجہ جلد نہ ملے تو گھبراؤ نہیں۔ وقت آئے گا۔ جب رفتہ رفتہ آتما کے گیان کا پرکاش ہوگا۔ جلدی کس

بات کی ہے!"

گیان مارگ

"آتم مارگ میں قدم دھر کو چلو۔ بھرم کے مارگ سے بچکر نکلو۔ آتما میں سچا جیون ہے اور بھرم میں موت ہے۔ بے خواہشی کی امرت ندھ
پی لینے سے پھر کسی کا بھی خوف نہیں رہتا۔ شہرت، کثیر العمری اور دولت، عزت!
برہم وچار سے یوں ہی بغیر محنت کے ملتی ہیں۔ اور آسانی سے ست پد کی پراپتی
بھی ہو رہتی ہے۔ مگر جن میں برہم وچار نہیں ہے۔ اُن کی شہرت دولت اور کثیر
العمری بھی زوال اور مصیبت کی چیز ہے۔ اصل میں بڑے لوگ وہ ہیں جنھوں نے
"میں پنے" کے بھرم کا ناس کر دیا ہے اور گیان وان ہو گئے ہیں جنھوں نے برہم کا ساکشاتکار
کیا۔ ان کو "اپنے میں پنے" سے چدا کاس کا علم نہیں ہے لیکن جنھوں نے برہم کا
ساکشاتکار کر لیا ہے۔ وہ خود چدا کاس روپ ہی ہیں۔ اگیان آکاس میں جب اہنکار
کے بادل گرجنے لگتے ہیں تو برہم کا کنول جو نر اہنکار کی اوستھا ہے نہیں کھلتا۔ یہ
میرا تیرا اپنا ہی نرک ہے۔ اس نرک کا بچاؤ صرف گیان سے ہوتا ہے۔"

اہنکار

رام نے پوچھا۔ "اے رشی! یہ اہنکار کس طرح کا ہے؟ یہ کیسے قابو
میں آتا ہے۔ اور اس کے قابو میں کرنے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ آیا اہنکار
پر قابو پائے ہوئے کے شریر اور واسنائیں بھی رہتی ہیں یا نہیں؟" اور وششٹ نے
جواب دیا کہ "تین تین طرح کے اہنکار ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہمیشہ ایک
برا اور دو اچھے ہوتے ہیں۔ جس اہنکار کے لویک سے یہ گیان ہوتا ہے کہ یہ جگت
اور پرماتما ہم ہی ہیں اور آتما دائمی ہے۔ اور جس اہنکار سے آتما کا وچار کیا جاتا ہے
وہ پہلا اہنکار ہے۔ اور جس اہنکار کے لویک کی مدد سے آتما دھان کی تیلی کی طرح
سب سے الگ تھلگ بھاسنے لگتا ہے وہ دوسری طرح کا اہنکار ہے یہ دونوں طرح
کے اہنکار جیون مکت میں ہوتے ہیں اور سنسار ساگر کے پار کرنے اور موکش پد

کے حاصل کرانے میں مددگار ہوتے ہیں۔ لیکن جو اہنکار کہ ہم کو ہاتھ پاؤں والے شریر سے باندھ دیتا ہے۔ اور ہم سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم شریر ہیں۔ یہ تیسرے قسم کا اہنکار ہے۔ اور یہ اہنکار بڑا ہے۔ سنساریوں میں یہی اہنکار رہتا ہے اور جنم مرن اسی کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔ جس طرح ہو سکے۔ اس کی جڑ اکھیڑ دینی چاہئے۔ یہ بہت ہی برا ہے اور اس کے نتیجے بھی برے ہوتے ہیں۔ یہ اہنکار گیان کا برودھی ہے۔ پہلے دو اہنکاروں کے درڑھ کرنے سے پرم تتو کی سمجھ آتی ہے۔ ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ ان سے چت ایکاگر ہوتا ہے اور برہم کا گیان آتا ہے۔ شریر کے بھرم کا کھونا ہی نروان ہے۔ یہ ویدوں کا مت ہے۔“

کہانی ”اب قصہ کے پیرایہ میں ان تین اہنکاروں کا ذکر سنو۔ جب دیوتاؤں نے دام وغیرہ دیتوں کو مار بھگایا۔ مایا و دیا کا جاننے والا سامبر گھبرا گیا۔ وہ دل میں سوچنے لگا۔“ میں نے دام وغیرہ کو پیدا تو کیا مگر ان میں آتم گیان نہیں تھا۔ اس لئے ان میں ناقص اور جھوٹا ”میں پنا“ آخر میں آ ہی گیا اور وہ اپنے ہی میرے تیرے پنے“ کے شکار ہوئے اور دیوتاؤں نے ان کو آسانی سے بھگا دیا۔ اب میں اپنی مایا شکتی سے ایسے دیتوں کو پیدا کروں گا۔ جن کو آتم گیان والے شاستروں کا گیان بودھ ہوگا۔ اور جھوٹے اہنکار سے کبھی برباد نہ ہو سکیں گے۔“ اس نیت سے اس نے اپنے پاک من سے تین دیت پیدا کئے۔ جو سمندر کے بلبلوں کی طرح تھے۔ یہ گیانی تھے۔ اور بلبلوں کی طرح ہونے پر بھی اپنے آپ کو گیان کے سمندر سے جدا نہیں سمجھتے تھے۔ نہ ان میں سنچت کرم تھا اور نہ نفرت اور رغبت تھی۔ شک اور شبہ سے پاک اور اپنے ارادہ کے پکے اور مراد کے حاصل کرنے والے تھے۔ یہ نیت پورے تھے اور جگت کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اس نے ان کے نام بھیم بھاس اور درڑھ رکھے۔ انہوں نے سامبر سے پوچھا۔ ”ہم کیا چاہتے ہو؟“ اور اس نے جواب دیا۔ ”جاؤ دیوتاؤں

کے ساتھ سنگرام کرو"۔ یہ تیار ہو کر نکلے۔ اور یہ سول دیوتاؤں سے لڑتے رہے۔
جب کبھی ان کے من میں "میں پنے" کا بھاؤ پیدا ہوتا۔ یہ سوچنے لگتے کہ "ہم میں
یہ "میں پنا" کیا ہے۔ اور اُس کو گیان کا سروپ ہی پاکر بھرم سے آزاد ہو جاتے تھے
اور "میں پنے" کا غلط بھاؤ دم کے دم میں اس طرح کافور ہو جاتا تھا۔ جیسے اگیانی کی
دولت چھن جاتی ہے۔ اور آتم وچار کی مدد سے اُن کو جنم مرن کا خوف نہیں ہوتا تھا۔
اور نہ وہ دل کے ناپاک اور گندے ہوتے تھے اور جو چاہتے تھے وہی کر لیتے تھے
عرصہ تک دیوتاؤں سے اُن کی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر وہ تنگ آ کر بھاگ نکلے اور
مختلف جگہوں میں چھپ رہے اور جب کوئی سہارا نہ ملا تو وشنو کے پاس جا کر فریاد کرنے
لگے۔ وشنو نے کہا "تم میرے شرناگت ہو۔ گھبراؤ نہیں۔ میں ان کو برباد کر دوں گا"۔ اور
جب وشنو میدان میں مقابلہ کے لئے آئے۔ اُن کے سدرشن چکر کی گرمی کے شعلوں
سے یہ جل گئے۔ اور دیکھتے دیکھتے وشنو لوک کو چلے گئے اور اب تک وکنٹھ میں
تلسی کی مالا کی صورت میں وشنو کے گلے کا ہار بنے ہوئے ہیں"۔

نتیجہ "رام تم ہمیشہ دھیان میں رکھو کہ بندھن کا کارن صرف واسنا ہی ہے
واسنا کے چلے جانے سے بندھن بھی چلا جاتا ہے۔ لوکک درشٹی ہی سے
واسنا کا روپ سمجھ میں آتا ہے۔ اور تتو کا گیان ہی اُن کا ناس کر دیتا ہے۔ جب چراغ
میں گھی نہ رہے گا تو وہ پھر کیسے جل سکیگا۔ یہ سنسار چراغ ہے اور واسنا اُس کا گھی ہے"۔

۴۔ داشور کی کہانی

خلاصہ:۔ "آتمک سنکلپ ہی اس جگت کی ستھتی کا کارن ہے"۔

تمہید "من نہ رہے تو مایا بھی نہ رہے۔ من ہی سے مایا کے خطرے پیدا ہوتے ہیں۔
اور یہی دکھوں کی جڑ ہیں۔ اس بات کو تم اپنے ذہن میں رکھو۔

سنساری پدارتھوں کی چاہ ہی بندھن ہے اور اُن کا تیاگ ہی مکتی کہلاتا ہے۔ اگر
تیاگ اور ویراگ نہیں ہے تو پھر شاستروں کے پڑھ لینے ہی سے کیا ہوگا؟ خواہش
کو زہر اور آگ سمجھ کر چھوڑ دینا چاہئے۔ اس کو سُکھدائی کون کہتا ہے! اس خواہش
کے رُوپ کو دیکھو۔ اُس کو سوچتے چلو۔ من میں اُس کے سنسکار تک کو نہ رہنے دو۔
اور جب یہ خواہش دل سے دُور ہو جائے گی تب ہی تم کو پرم آنند ملے گا۔ جب
خواہش رہی تب گیان کیسا؟ اس کے برباد ہونے ہی سے آتما کا پرکاش چمکنے
لگتا ہے۔ برہم گیانیوں میں خواہش نہیں رہتی۔ یہ صرف اگیانیوں کے پھنسانے
کی زنجیر ہے۔ اُونچے درجہ کے من میں نہ دُکھ ہے نہ سُکھ، نہ رغبت ہے نہ نفرت
نہ حرکت ہے نہ بے حرکتی۔ نہ ست ہے نہ اَست ہے۔ دوپنے کی دوند حالت
سے بہت اونچا چڑھ جاتا ہے۔"

سوال و جواب

رام نے پوچھا: "یہ جگت تتو گیان یا آتم گیان کیسے ہے۔
اور پھر آپ اس گیان کو جگت سے اونچا کیسے بتاتے ہیں؟
وسشٹ بولے: "آکاش محیط کُل اور سرو ویاپک ہے۔ گو اُس میں سب کچھ بھرا
رہے مگر وہ سب سے الگ ہی رہتا ہے۔ اور ان سب چیزوں میں جو تبدیلیاں
ہوتی رہتی ہیں اُن کا ذرا بھی اثر آکاش میں نہیں ہوتا۔ آتم گیان میں فضول سنکلپ
کا ابھاؤ۔ اور نہ اُس میں روپ رنگ ہے اور نہ کثرت ہے۔ یہ آتم گیان آکاش
سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ گیانی ہی کچھ اس کے بھید کی خبر رکھتے ہیں۔ وہی سب
کچھ ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ سب آکاش میں آکاش ہی سے پیدا ہوتے اور آکاش
رُوپ ہی ہیں۔ مگر آکاش اپنی اصلیت میں آکاش ہی رہتا ہے۔ اور ان سے اس
کی پاکی میں فرق نہیں آتا۔ کیونکہ اصل میں اُسمیں دوپنا نہیں ہے۔ ہستی یا "ہے پنا"
کو آکاش سمجھو۔ کون سی چیز ہے جو "ہے پنا" سے خالی ہے؟ "ہے پنا" تو سب کی جان ہے۔

اُس میں جنم مرن کہاں ہے۔ یہ درمیانی بھرم کی اوستھائیں ہیں۔ کوئی وقت ایسا کبھی نہیں آتا جب یہ "ہے پنا" نہ رہتا ہو۔ مگر اس کی اصلیت میں وہ تبدیلیاں جو اگیانیوں کو پرتیت ہوتی ہیں۔ صرف خیالی، فرضی اور وہمی ہیں۔ یہی "ہے پنا" آتما ہے۔ اسی خیال کے مضبوط کر لینے سے آتم گیان کی سمجھ آنی شروع ہوتی ہے مگر اگیانیوں کو کیا کہا جائے۔ وہ ذرا بھی تو اس کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ بھوگ بلاس میں پھنسے رہتے ہیں اور اس سے نجات نہیں پاتے۔ تم سمجھ لو کہ جو کچھ ہے وہ آتما ہی آتما ہے۔ اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے"

گیان "گیان میں طلوع و غروب، کمال و زوال، اُٹھنا اور بیٹھنا نہیں ہے اور اگر غور کے ساتھ دیکھو تو اُسی میں سب کچھ ہے کیونکہ جس کو "ہونا" کہا جاتا ہے۔ وہ آتما ہی ہے۔ آتما کے سوا اور کوئی ہستی ہو کیسے سکتی ہے۔ ہستی اور نیستی، اقرار اور انکار، کُل اور جُز یہ سب کسی ذات مطلق ہی کے سہارے رہتے ہیں۔ اگر وہ ذات خود نہ ہوتی۔ تو پھر تم کس میں اقرار اور کس میں انکار کرتے! اسی ذات کو ہم آتما کہتے ہیں۔ اس ذات مطلق کے سمجھنے والے گیانی ہوتے ہیں۔ اگیانی "میرے تیرے پنے" کے جھگڑوں میں پھنس کر اُس سے بےخبر رہتے ہیں اور سنکلپ وکلپ میں مرتے کھپتے ہیں۔ تم اتنا ہی اچھی طرح سمجھ لو کہ "دونیا پنا" سنسار ہے۔ اور "ایک پنا" آتما ہے۔ اور اسی سے کام بننے لگیگا۔ اور یہ سنسار تب آتما ہی پرتیت ہوگا۔ سمندر اور بُلبلے کب سمندر سے جُدا کئے جاسکتے ہیں! مگر ہاں سمندر اپنے کُلی حیثیت میں کچھ اور ہے اور لہروں اور بُلبلوں کی جزوی شکل میں وہی کچھ اور بھاسنے لگتا ہے"

سادھن اور سنسکار کی ضرورت جنہوں نے سادھن حتی‌الامکان نہیں کر لئے ہیں اور کرم یوگ اور چریا یوگ کے مرحلے نہیں طے کئے ہیں وہ اس گیان کے ادھکاری نہیں ہیں اُن کو اس کا سُننا لاحاصل ہے گو سو پہلے اپنے

چیلے کے ادھکار اور سنسکار کا اچھی طرح موازنہ کرلے۔ تب اُس کو وکھشا دے جب کسی کو مکتی کی چاہ ہی نہیں ہے تو پھر گیان کے بتانے سے فائدہ ہی کیا ہوگا۔ جب تمام اعتراضات اور شک شبہوں کو دل سے نکال کر چیلا گورو کے سامنے آوے اور سچا مموکشو ہو۔ تب ہی یہ اپنا اثر پیدا کرتا ہے اس سے پہلے نہیں جہاں چراغ یا سورج روشن ہوگا۔ وہاں ہی روشنی ہوگی۔ جہاں پھول کھلیگا وہاں ہی خوشبو ہوگی۔ ایسے ہی جہاں چیت ہوگا۔ وہاں ہی سنسار پھُرے گا۔ سنسار کھیل چیت کا ہے۔ سنسار اور کہیں نہیں ہے۔ صرف چیت کے کھیل میں ہے۔ کہو تم نے یہ سمجھ لیا کہ نہیں؟"۔

رام کی حیرت رام بولے "مہاراج! میں کیا کہوں۔ آپ کی باتیں میرے دل میں ایسا زبردست اثر کرجاتی ہیں کہ دل کی آنکھوں کے سامنے ایک نیا عالم پیدا ہوجاتا ہے اور من خود بخود شانت ہو رہتا ہے کبھی اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا کبھی شبہے پیدا ہوجاتے ہیں۔ یہ حالتیں ایک ہی لمحہ میں گذرتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ آتما اچل اور ایک رس ہے۔ اس میں کرم کیسے پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایک حیرت انگیز سوال ہے۔ جس کا جواب آپ کی زبان سے میں سننا چاہتا ہوں"

وسشٹ جی بولے "ہم ویدوں کے سدھانت کو بلا کسی خوف تردید کے ثابت کئے دیتے ہیں۔ اب تک ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہی سچ ہے اگر تم میں ذرا بھی گیان کی سمجھ کا نشوونما ہو جائے تو اس سنسار کو اسی طرح دیکھو اور سمجھو گے جیسے کسی کی ہتھیلی پر آنولہ کا پھل رکھا ہوا ہو۔ جب تک یہ حالت نصیب نہیں ہوتی۔ تب تک میرے کلام کو غور سے سنو۔ اور اُن کو ذہن میں قائم رکھو۔ یہ مایا کبھی بھی نہیں ہوئی۔ یہ تینوں کال میں است ہے۔ ست صرف ایک برہم ہی ہے۔ مایا جیسے کہ میرے تیرے پنے ہی کی نظر سے ہے۔ آکاش تو ہمیشہ آکاش ہی رہتا ہے۔

جیو کی جب خاص قسم کی نظر ہو جاتی ہے۔ تو اس میں اس کو پھول، جانور اور درخت
نظر آنے لگتے ہیں۔ اور جس قدر اُن کا بھاؤ مضبوط ہوتا جائے گا۔ اُسی قدر یہ بھاؤ بنا
رہے گا۔ اِس نظر کو میٹ دو پھر کہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ جیو جب اپنی محدودیتی کا خیال
ترک کر کے الیشور سے مل کر ایک ہو رہتا ہے تو پھر یہ سنسار نہیں رہتا۔ اور بانجھ کے
پُتر جیسا سمجھ میں آنے لگتا ہے۔ کثرت کا خیال ہی مایا ہے۔ اس کو وحدت کے
خیال سے مغلوب کر لو اور پھر گیان ہی گیان رہے گا۔ اس مایا کی ابتدا کے سوال
سے اپنے دماغ کو پریشان نہ کرو بلکہ اُس کے برباد کرنے کی فکر سوچو۔ جب یہ برباد ہو
جائے گی۔ تب آپ ہی آپ تم جان جاؤ گے کہ یہ کیسے ہوئی تھی؟ کیا ہے؟
اور کیوں بھاستی تھی؟ گیان کی ذرا سی حرکت میں دیس، کال اور وستو اور کرم کے
نظارے پیدا ہو جاتے ہیں۔ گیان ہی میں ستھر رہتی ہوئی گیان شکتی اپنے آپ کو ہزاروں
طریقوں میں دیکھنے اور محسوس کرنے لگتی ہے۔ یہی مایا ہے۔ اس کے سوا مایا اور
کیا ہو سکتی ہے؟ وکلپوں کی دھاریں نکل نکل کر اہنکار کی صورت میں قائم ہو جاتی
ہیں اور اہنکار ہی کا رنگ ہر چہار طرف چھا جاتا ہے۔ اور بدھی من کا روپ بن
جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ من سے اندریوں کی پیدائش ہوتی ہے اور ہاتھ، پاؤں،
ناک، کان والا شریر بن جاتا ہے۔ یہ شریر کیا ہے؟ دس اندریوں ہی کا تو مجموعہ
ہے۔ اور جو سنکلپ اس میں بستا ہے وہی جیو ہے اور وہی دکھ سکھ سہنے لگتا
ہے۔ یہ من پہلے برہمہ سے علیحدہ کب تھا! وہ تو اس سے ملا ہوا ایک ہی تھا
اور اب بھی اُسی میں اور اُسی کے سہارے ہے۔ مگر اہنکار اور باسناؤں سے جکڑا
ہوا ریشم کے کیڑے کی طرح اپنے ہی تار و پود کے پیچوں میں بندھا ہوا ہے۔ الغرض
ایک ہی تتو ہے۔ جو مختلف ناموں من، بدھی، کرم، اہنکار، شریر، پرکرتی، مایا، چت
اور اودیا کے روپ میں پرگٹ ہو رہا ہے۔ بڑ کے بیج کے اندر اُس کے تمام پھل پھول

شاخ اور پتّے سب ہی رہتے ہیں۔ بیج کی ماہیت کا سمجھنا تو گیان ہے اور اٹک اٹک کر پتّوں میں اٹکنا اگیان ہے۔ جو جُزویات میں پھنسے گا۔ وہ کُل کی طرف سے نگاہ کو پھیر لیگا۔ اور جُزویات کے دُکھوں سے پریشان ہو کر کُل کے علم اور موجودگی سے بے خبر اور بے پرواہ ہو جائے گا۔"

"یہ جیو چیت کے چت پنے کے کھیل میں اور ایک ہی برہم کے آدھار پر جیو رہتے ہوئے میرو پربت کی اونچائی سے پانی کی بوندوں کی طرح گرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ کسی نے دو چار جنموں یا حالتوں کا سنکلپ کیا۔ کسی نے ہزاروں اور لاکھوں سے تعلق کیا۔ کوئی کنر ہے۔ کوئی گندھرب ہے۔ کوئی وِدیادھر ہے۔ کوئی اُرگ ہے۔ چاند، سورج، ورن، برہما، شیو، وشنو، براہمن، کشتریہ، ویش اور شودر، درند، پرند، چرند، پھل، پھول، درخت، جڑ، پرتھوی، سمندر، پہاڑ۔ یہ سب صرف سنکلپ کے روپ ہیں۔ گیند ادھر سے اُدھر اچھلتی رہتی ہے۔ ویسے ہی یہ جیو کال کے بس میں آ کر ادھر سے اُدھر بھٹکتے رہتے ہیں۔ اسی بہت پنے کے نظارہ کو مایا کہتے ہیں۔ جو اگیان یعنی اصلیت کے گیان کے نہ ہونے سے پیدا ہو گئی ہے۔"

سوال رام نے پوچھا۔ "کیا من کے ساتھ ملے ہوئے جیو برہم کہلانے کے مستحق ہیں؟" وسشٹ جی بولے۔ "لافانی آتما دیس اور دشاؤں کے تعلق سے چیت شکتی کے ساتھ اپنا کھیل کر رہا ہے۔ اُسی کھیل میں جو واسنائیں نکلتی رہتی ہیں۔ وہی جیو آتمائیں ہو جاتی ہیں۔ من جو پہلے کرم اور اکرم دونوں سے بے تعلق تھا۔ اب کرم کرنے والا ہو جاتا ہے اور جہاں آکاس کے تن ماتراؤں (لطیف عناصر) شبد، اسپرش، روپ، رس اور گندھ سے ملا۔ اُن ہی کا روپ بنتا گیا۔ یہی آکاس، وایو، اگنی، جل، اور پرتھوی ہو جاتا ہے۔ یہ آتما ہی ہے جو پنچ تن ماترا اور پنچ مہا بھوت

(کثیف عناصر) ہے اور ہمارے شریر جو آکاس میں بکھر رہے ہیں۔ ایک آتشکدہ کی چنگاریوں
سے مشابہ ہیں۔ یہی چنگاری اہنکار (من بدھی) ہے۔ وہ اسناؤں ہی کے ستھول ہو
جانے سے یہ شریر بنتا ہے۔ اصل میں یہ سب کے سب چت ہی ہیں۔ اور اوپر
نیچے وسط اور دائیں بائیں دکھائی دے رہے ہیں۔"

جگت کی پیدائش { اس باہری جگت میں عقل، چالاکی، تیزی، چستی اور طاقت
وغیرہ برہمہ شکتی ہی کے ہیں۔ اس برہمہ شکتی کی مجسم صورت
کا نام برہمہ ہے۔ انہوں نے پہلے اپنے آپ کو دیکھا۔ اور نورانی اور خوبصورت پایا۔
پھر اپنی دیبہ شکتی کی آنکھ سے تینوں کال کی طرف نگاہ کی اور پرم آکاس کے ادویت
تتّو کی اصلیت کے جان لینے سے گذشتہ اور مستقبل کے حالات اُن کو معلوم ہو گئے
اور وہ سمجھ گئے کہ بے شمار کلپوں میں میں ہی تمام جگت کا پیدا کرنے والا تھا۔ اور اس
قدر سوچنے ہی سے اُن کے سنکلپ کے کھیل میں تمام ورن، آشرم، جیووں کی قسمیں
کرم دھرم وغیرہ بن گئے۔ اور وید شاستر اُن کے سانس کی طرح پرگٹ ہوئے۔ تاکہ اُن
کی مدد سے جیو موکش گتی کو پائیں جس طرح طلسمات کے کارخانے ہوتے ہیں ویسی ہی خلقت
کی پیدائش ہونے لگی۔ پانچ بھوت پہلے بنے۔ اُن کے لطیف حصوں سے دیوتا پیدا
ہوئے۔ پھر ستھول رچنا ہوتی گئی۔ یہ سب محض برہما کے خیالی سنکلپ کے نتیجے
ہیں اور جو کوئی اس راز کو جان لیتا ہے کہ سنکلپ ہی جگت کے رچنے کا کارن ہے
وہ اپنے سنکلپ کے میٹ دینے سے اپنے جگت کو بھی میٹ دیتا ہے۔ سپنے
میں سوا اپنے سنکلپ کے اور کیا رہتا ہے؟ اُسی سے سپنے کی دنیا بن جاتی ہے
اور سپنے کے سنکلپ کے دور ہوتے ہی وہ بھی دم کے دم میں غائب ہو جاتی ہے
صرف اسی ایک بھید کو سمجھ لینا ہے اور بس۔"

اُپدیش { "اس سنسار کی واسنائیں سانپ کی طرح اُسی کے سنکلپ میں لپٹی پڑی

رہتی ہیں اور یہ سنسار برہم کے آدھار پر ہے۔ یہ جادو کا شہر یا گندھرب کا نگر ہے۔ یہ خیالی بستی رہے یا نہ رہے۔ اس سے تم کو لینا کیا ہے! تماشا دیکھو اور تماشے کو تماشا ہی سمجھتے رہو۔ پھر اس کی نیکی بدی خوش رنا اور بدنما کھیل کا کوئی بھی من پر اثر نہ ہوگا۔ بیوی بچے ہوں یا نہ ہوں۔ ان کے لئے اگیانی ہی دکھ اٹھاتے ہیں۔ ذرا ان کی حیثیت تو سمجھو۔ یہ بازیچہ کی خیالی بھاونا کی طرح اُتپن ہوتے ہیں۔ اگر دل ان سے وابستہ ہو کر پیار اتنا اپنا کرنے لگا۔ تو پھر وہ اُن ہی میں پھنسا۔ اور اگر گیان کی درشٹی سے اُن سے اسنگ رہا۔ تو پھر دکھ کیسے اور کیوں ہوگا! مگر یہاں تو غرض تعلق اور بھوگ کی خواہش ہی سے کام رہتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر یہ دکھدائی نہ ہوں تو پھر اور کیا ہوگا من کو باسنا رہت بنا لو۔ اور یہ دکھ ناش ہو جائے گا۔ بندھن کی پھانسی کٹ جائے گی۔ تم سنسار میں رہ کر کرم کرو۔ اور گیانیوں کی طرح سے اسنگ رہ کر ان کو جیون مکت آتما کے رُوپ میں بھوگو۔ یہ بھوگ بھی پھر دکھ کا باعث نہ ہوگا۔ کیونکہ خواہش کی جڑ پہلے ہی سے کٹی ہوئی ہے۔ جو شے تمہاری قسمت یا تمہارے حصہ میں نہیں ہوئی۔ اُس کی بھول کر بھی ہوس نہ کرو۔ یہ سنسار محدودیات کا مقام ہے۔ یہاں ہر شخص کو ہر شے تمام و کمال نہیں ملتی اور نہ مل سکتی ہے۔ محدودیات کے طبقہ میں تو جب ملیگا تھوڑا ہی ملیگا۔ کیا اپنے رسدی حصہ سے کسی کو زیادہ مل سکتا ہے! ذرا غور کرکے سوچو تو سہی۔ غور اور فکر ہی سے یہ واسنا کا بھرم دُور ہو جائے گا۔ یہی اس مرض کا علاج ہے اپنے برہم رُوپ کا دھیان سمرن اور نرنجن کرو۔ اور ست اور است کے بیچ میں رہ کر نہ اندرونی جگت کے غلام ہو اور نہ بیرونی جگت کے۔ نفرت اور رغبت دونوں سے کام نہ رہے۔ پھر دیکھیں تو سہی۔ یہ جگت کیسے تکلیف دیتا ہے۔ رام! انفسانی بھوگ کی خواہش چھوڑ دو۔ اور سنسار ساگر کو اُس کی مدد سے پار کر جاؤ"۔

ہدایت ۸ "گیان کی پراپتی واسنا کے چھوٹنے ہی سے ہوگی۔ واسنا والے ہی جیو

سنسار ساگر میں غوطے کھاتے ہوئے اِدھر سے اُدھر بھٹکتے، بُھولتے اور ڈوبتے رہتے ہیں۔ تم دکھی کیوں ہو؟ دُکھ کس بات کا ہے۔ سنسار کا کام کرو۔ نہ نرک سے ڈرو نہ سورگ کی خواہش کرو۔ کسی حالت میں بھی رہو۔ اپنے رُوپ، اپنی ذات اور اپنی اصلیت کے علم سے جُدا نہ ہو۔ اور پھر اس سنسار میں ذلّت، بیعزتی اور مفلسی کے عذاب پر ہر وقت غالب ہو گے۔ خشک ریگستان میں رہتے ہوئے بھی گیانی کو کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ کیونکہ اُس کا دل خواہشوں کی جلن سے آزاد ہے اُس کے طریقہ کی پیروی تم کو بھی لازم ہے۔"

رچنا کا قصہ مسلسل

وسشٹ کی تقریر سُن کر رام کے دل کی کلی خوشی کی ہوا سے کھل گئی۔ چہرہ پر ستیہ کے نُور کی سُرخی جھلکنے لگی یہ حال دیکھ کر وسشٹ پھر بولے۔ "کسی وقت میں اس جگت کو شیو پیدا کرتے ہیں کبھی وشنو اور کبھی برہما۔ مُنی وغیرہ بھی اکثر اپنا جگت بنا لیتے ہیں کبھی برہما کنول سے پیدا ہوتے ہیں کبھی پانی سے کبھی برہمانڈ کے انڈے اور کبھی آکاس ہی سے اُن کا ظہور ہوتا ہے کسی وقت پرتھوی پر درخت ہی درخت ہوتے ہیں کبھی صرف انسان کبھی پہاڑ بن جاتے ہیں کبھی صرف زمین ہی رہتی ہے کبھی گوشت اور خون کی ہی دُنیا رہتی ہے کبھی سونا ہی سونا نظر آتا ہے۔ اس کی ہزاروں ہی شکلیں ہوتی ہیں۔ آکاش، وایو، اگنی، جل، پرتھوی، کسی وقت ایک ساتھ پرگٹ ہو جاتے ہیں۔ کسی وقت میں جُدا جُدا۔ یہ کبھی بھول کر بھی نہ سمجھو کہ جگت ایک ہی اصُول پر بنتا بگڑتا ہے۔ یہ سمجھ صرف دُنیاوی عالموں کی ہوتی ہے۔ تم سُپنے کے واقعات پر غور کر کے نتیجہ نکالو۔ وہاں کبھی باقاعدگی ہے کبھی بیقاعدگی، کبھی باپ پہلے پیدا ہوتا ہے کبھی باپ بیٹے ایک ساتھ آتے ہیں جیسا جاگرت ویسا ہی سُپن۔ دونوں میں کوئی بھید نہیں ہے۔ ہاں جس نے جیسا سنکلپ درڑھ کر لیا ہے۔ وہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ جس اصُول یا نیم کو میں نے مان لیا ہے وہی سچا

اور باقی جھوٹے ہیں۔ جس کو قانون قدرت کہا جاتا ہے وہ ایک طرح کا کبھی نہیں ہے
کیونکہ جب یہ سنسار خود اختلافات اور کثرت کی صورت ہے تو وہ پھر ایک کیسے ہونے لگا۔
ایک تو صرف ذات مطلق اور برہم ہی ہے۔ وہ اَدّویت ہے۔ یہاں جگ جگانتر، کلپ
کلپانتر، منونتر سب ہی بنتے ہیں۔ لمحہ لمحہ صورت اور شکل بدلتی رہتی ہے۔ بار بار
اُن سب کا اعادہ بھی ہوا کرتا ہے۔ اب تم دیہیوں کے جاننے والے داشور کی کہانی
سنو تاکہ بھرم دور ہو جائے ۔"

داشور کی کہانی

گدھ دیس بہت زرخیز ملک ہے۔ دنیا میں یہ نہایت ہی خوبصورت اور خوشنما خطہ ہے۔ اِس ملک میں داشور نامی مُنی
پہاڑ پر کدمب کے درختوں کے تلے رہا کرتے تھے۔ اِن کے باپ کا نام شرلوم یا شرلوما
تھا جو موکش کا ادھکاری تھا۔ شرلوم اور اُن کے بیٹے داشور کی وہی حیثیت تھی جو
برہسپتی اور اُن کے پتر کچھ کی ہے۔ شرلوم نے عرصہ تک تپ کیا اور تب اپنے تپ
بل سے اس شریر کو چھوڑ کر دیولوک میں چلے گئے اور دیوتاؤں کی طرح رہنے لگے۔
داشور اکیلے رہ گئے۔ تنہائی بُری ہوتی ہے۔ وہ دُکھ سے رونے لگے اور باپ کے
مرنے پر اپنی تپسیا کو بھی چھوڑ بیٹھے۔ اور اُن کا شریک سنسکار تک نہیں کیا۔ جب
وہ اس حالت میں تھے۔ ایک دیوی آئی اور نظروں سے غائب رہ کر اُن سے
مخاطب ہوئی۔ "مُنی پتر! علم گیانی ہو کر کیوں روتے ہو۔ اگیانیوں کی طرح شور مچانا تمہارے
لئے مناسب نہیں ہے۔ یہ سنسار اسار ہے۔ یہ ناشمان ہے۔ جنم کے ساتھ مرن
کا کھٹکا ہر وقت لگا رہتا ہے۔ طلوع ہونے والا سورج بغیر غروب ہوئے نہیں رہتا
کمزور عورت کی طرح تم کیوں دُکھی رہتے ہو؟" منی نے یہ باتیں سُنیں اُٹھ بیٹھے اور باپ
کی کریا کرم کر کے موکش کی خواہش سے تپ کرنے لگے لیکن چونکہ پورا گیان نہیں تھا۔
پرتھوی منڈل کی کوئی جگہ اُن کو پوتر نہیں معلوم ہوئی۔ جو تپ کیلئے موزوں سمجھی

جاتی۔ وہ ایک اونچے درخت کی شاخ پر چڑھ گئے اور اس کے نیچے ہون گُنڈ بنا کر یگیہ کے ارادہ سے آگ روشن کی۔ اور اُس میں اپنے ہاتھ پاؤں، گوشت، پوست، اکندھے وغیرہ کی آہوتیاں دیں۔ جب یہ مرحلے طے ہو چکے۔ تو اگنی دیوتا پرگٹ ہو کر پوچھنے لگے۔ "کہو مُنی! تمہاری کیا خواہش ہے؟" مُنی نے پہلے اُن کی ستتی کی۔ پھر یہ درخواست کی۔ "پرتھوی پر تپ کرنے کے قابل مجھ کو کوئی پوتر جگہ نہیں ملتی۔ تم دیا کر کے مجھ کو اس قابل بنا دو۔ کہ درخت کی چوٹی پر بیٹھ کر میں تپ کروں۔" اگنی دیوتا اُن کو بر دے کر چلے گئے۔ اور رشی نے ایک کدمب کے درخت کو دیکھا جو بہت اونچا تھا۔ اور اُس کی چوٹی میگھ منڈل سے ملی ہوئی نظر آتی تھی۔ وہ اُس پر چڑھ گئے اور چوٹی پر پدم آسن پر بیٹھ کر سخت سے سخت تپ کرنے لگے اور من کو یکسو کر لیا۔ مگر برہمہ گیان پھر بھی نہیں ملا۔ تب بارہ برس تک پھر یگیہ میں مصروف ہو گئے اور بڑی محنت سے گیان کی پراپتی کی۔ اور واسناؤں کی جڑ کو اکھیڑ کر پھینک دیا۔ ایسی حالت میں ایک نورانی شکل کی دیوی اُن پر پرگٹ ہوئی۔ رشی نے پوچھا "تُم کون ہو؟" اس نے جواب دیا۔ "میں اس رمز کو جانتی ہوں کہ صرف سادھوسنگت سے وہ وہ باتیں پراپت ہو جاتی ہیں جو اور کسی تدبیر سے نہیں ملتیں۔ میں اس بن کی دیوی ہوں اور کھلے ہوئے پھولوں کے درمیان رہنا پسند کرتی ہوں۔ چیت کے مہینہ میں جب چاند اپنی تیرہ کلاؤں کے ساتھ روشن ہوا۔ میں بن دیویوں کے ساتھ کام دیو کے تیوہار کے موقعہ پر جشن منانے لگی۔ میری ساتھیوں کو تو پُتر پیدا ہوئے مگر مجھے کوئی پُتر نہیں ملا اور میں گھبرا گئی۔ تم یہاں کلپ برکش جیسے موجود ہو۔ پس تمہاری موجودگی میں مجھ کو دُکھی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلئے تم مجھ کو پُتر دان دو۔ ورنہ میں بانجھ پن کے دُکھ سے آگ میں گر کر مر جاؤں گی۔" مُنی ہنسا اور کدمب کا پھول اُس کو دے کر بولا۔ "ایک مہینہ کے بعد تجھ کو پُتر ہوگا۔ لیکن چونکہ تو نے بر

مانگتے۔ تب مَیں آگ میں جل جانے کا عہد سُنایا ہے۔ اِسلئے تیرا پُتر گیانی ہوگا۔ اور تپ بل سے مکتی کو حاصل کرے گا۔" یہ خوشخبری سُن کر دیوی کا چہرہ جلال سے چمک اُٹھا اور اُس کے ساتھ رہنے اور اُس کی خدمت بجالانے کی اجازت مانگی مگر مُنی نے یہ درخواست منظور نہیں کی۔ تب وہ مجبور ہو کر چلی گئی اور جنگل میں رہنے لگی۔

داشور مُنی کا پُتر دیوی کے لڑکا پیدا ہوا۔ اور جب اُس کی عمر بارہ برس کی ہو گئی۔ تب وہ اُس کو مُنی کے پاس لائی۔ "دیو! یہ تمہارا بیٹا ہے۔ مَیں نے اس کو تمام شاستر پڑھائے ہیں۔ مگر آتم گیان سے یہ اب تک محروم ہے اس وجہ سے اس کو تمہاری خدمت میں لائی ہوں۔ کہ اسکو اپنے جیسا گیانی بنائیے۔" مُنی بولے۔ "اچھا! اس کو میرے پاس چھوڑ کر تم اپنے ستھان کو چلی جاؤ۔" دیوی تو اُسی وقت وہاں سے غائب ہو گئی۔ لڑکا اُن کے چرنوں پر گرا اور اجازت پا کر ساتھ رہنے لگا۔ اور گورو دیکشا پا کر پُورانوں کی وچتر گیان اُتپن کرنے والی کتھاؤں کو سُن کر اُس نے ویدانت کے بھاؤ پر وچار کرنا شروع کیا۔ جن سے گیان کا ساکشات کار ہوتا ہے۔"

مُنی اور مُنی پُتر کے درمیان بات چیت مُنی نے اپنے پُتر کو دیکشا دے کر یہ کہانی سنائی جو ہم اُو وششٹھ اے رام! اس وقت تم کو سُناتے ہیں۔ تم دھیان دے کر سُنو۔"

ایک کہانی "مُنی بولے۔ "سو مبھو نام ایک راجہ تھا۔ جو شہرت پسند اور حوصلہ مند تھا۔ دیوتا تک اُس کا حکم مانتے تھے اور وہ ایسے عجیب وغریب کام کرتا تھا جس کے دیکھنے سے تعجب ہوتا تھا۔ تینوں دیوتا برہما۔ وشنو۔ مہیش (خود حیران تھے اور اُس کے تابع فرمان رہتے تھے۔ یہ راجہ آکاس کی طرح سب سے الگ بھی رہتا تھا اور کسی کے اثر کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیتا تھا اس راجہ کے تین لوک

شریر رچیم ا تھے۔ اُتم، مدھیم اور ادھم۔ وہ گیان آکاس کے ایک محل میں رہتا تھا جس میں چودہ لمبے لمبے تین طرح کے حصّے تھے۔ پانچ باغیچے۔ سیر گاہیں بھی کثرت سے تھیں اور سات کھائیاں تھیں۔ جن میں دو چراغ جلا کرتے تھے۔ ایک کی روشنی کا اثر ٹھنڈا اور دوسری کا سرد تھا۔ محل کے تینوں حصّوں میں جا بجا کھمبے کھڑے تھے۔ یہ تینوں حصّے سورگ، مدھیہ اور پاتال کہلاتے تھے۔ اور تین تین کھمبے ہر جگہ کھڑے ہوئے اُس کو شاندار شکل میں دکھاتے رہتے تھے۔ محل کے کمروں میں نو دروازے لگے تھے اور یہ سب دروازے ہڈیوں سے منڈھے ہوئے اور بال جیسے باریک سلاخوں سے گتھے تھے۔ اُن کے اندر نگاہ کرو تو خون کے رنگ کی لالی کی جھلک نظر آتی تھی۔ راجہ نے یہ محل اپنی مایا کے سنکلپ سے بنا رکھا تھا جس میں پانچ اندریوں کے چراغ جلا کرتے تھے۔ اور اُس کے محل کے ہر دو طرف دو رستے، ہاتھوں جیسے بنے تھے۔ اہنکار کا بھوت اس کی رکھوالی کرتا تھا۔ مگر وہ برہمہ گیان کی جیوتی سے ہر وقت ڈرا کرتا تھا۔ اور راجہ اس میں خود نظر بند قیدی کی طرح رہ کر اس اہنکار کے بھوت سے ہر کمرے میں کھیلتا رہتا تھا۔ اُس کا ناچنا عجیب طرح کا تھا۔ کبھی پھدک کر کسی کمرے یا کوٹھڑی میں پہنچا اور کبھی کسی میں۔ اس کی حرکت جادو سے مشابہ تھی۔ ابھی دم کے دم میں بجلی کے کوندے کی طرح یہاں چمکا۔ پھر دم کے دم میں غائب اور پھر دُوسری جگہ نمودار ہوا۔ کبھی وہ بیحس ہو کر مر جاتا تھا کبھی جی اٹھتا تھا۔ کبھی خوش، کبھی ناخوش! کبھی حوصلہ والا کبھی پست ہمت! جب کھیلتے کھیلتے وہ اُکتا جاتا تھا تو شور مچاتا تھا: "میں غریب ہوں۔ ناچار ہوں۔ کبھی کچھ کبھی کچھ! دم میں اچھا اور دم میں بُرا۔" اس کا حال کوئی کہاں تک سنائے۔ وہ رات دن پھیری کی طرح اِدھر اُدھر ناچتا اور کودتا پھرتا تھا۔"

مُنی پُتر کا سوال اور اُن کا جواب{ "مُنی پُتر نے پوچھا۔" گورو اہتم نے النکار (استعارہ)

ہیں یہ باتیں سُنائی ہیں۔ ان کا اصلی مطلب کیا ہے؟" مُنی بولے۔ "اگر تو سمجھ لے کہ یہ اچا
کیا ہے۔ تو ابھی تجھ کو جنم مرن کی ماہیت کی خبر ہو جائے۔ یہ سب صرف من کے سنکلپ کا
کھیل ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ من ہی سو یمبھو راجا ہے۔ جو مرتا ہے اور جنمتا رہتا
ہے۔ ترمورتی (برہما، وشنو، مہیش) اس کے راجسی، تامسی اور ساتوکی انگ ہیں
برہمہ آکاس ہی گیان کا منڈل ہے۔ اُس سے ملا ہوا یہ سنکلپ وکلپ کی رچنا کرتا رہتا
ہے۔ چودہ اندریوں کے دیوتا اُس کے بس میں ہیں۔ چودہ حصے آسمان یا زمین کے
چودہ طبق یا لوک ہیں۔ محل یہ اُس کا ترگُنا تمک شریر ہے۔ جو ستھول سوکشم اور کارن
کہلاتا ہے۔ اسی میں پہاڑ، ندی، نالے، باغ، بغیچے سب ہیں۔ سات خندق سات
سمندر ہیں جو اس میں لہراتے رہتے ہیں۔ اور اپنے ہی کرموں کی وجہ سے راجا بہت سے
ناچ ناچتا رہتا ہے۔ اور ہزاروں رُوپ بدل بدل کر بھروپیوں کے بھیس بناتا ہے
اسی کے دماغ کے بالائی حصوں میں اُونچے درجے کے دیوتا بستے ہیں اور نیچے کے
حصوں میں ناگ اور کورم دیو ہیں۔ درمیانی حصوں میں اور طرح کے دیوتا ہیں۔ یہ شریر
اور اُس کے نو دروازے چمڑے اور ہڈیوں سے منڈھے رہتے ہیں جن کے اندر خون
چربی وغیرہ کی رقیق دھاریں بہتی رہتی ہیں۔ اُس کا بھیرو تیرے پنے کا اہنکار ہی بھوت
ہے۔ جو برہمہ گیان کے نام سے ڈرتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔ جب تک سنکلپ ہے
تب تک اُس کی یہی حالت رہتی ہے اور وہ دُکھ سُکھ بھوگا کرتا ہے۔ سنکلپ ہی میں
اُس کے تین شریر اور گُن بھاستے ہیں۔ کبھی وہ راجسی ہے، کبھی تامسی اور کبھی ساتوکی
جب ست گُن پردھان ہوتا ہے وہ خوش ہے اور جب رج پردھان ہوتا ہے تب
وہ ناخوش رہتا ہے۔ تم کے پردھان ہو جانے سے وہ مُورڈھ اوستھا کو پراپت ہو
جاتا ہے۔ تین لوک، سورگ، پاتال اور پرتھوی۔ انہیں گُنوں کے پھیرنے کے
نظارے ہیں۔ ان میں کثرت اور مختلف النوعی ہے۔ اے بیٹے! یہ سب بھرم ہی بھرم

ہے۔ بھرم ہی کے جال میں یہ سیدھا بھولا جیو من بھرمتا رہتا ہے۔ اس کی حیثیت کو سمجھ لے اور سنکلپ کے بندھن کو کاٹ کر تو گیان والا ہو جا۔ اور برہم پد کا ساکشاتکار کر کے جاگرت کے دُکھ، سُوشُپتی کے بوجھ اور سوپن کے دُکھ سُکھ سے نجات پا جا۔ یہ میرے سمجھانے بُجھانے کا مقصد ہے"۔

"مُنی پُتر نے پھر پوچھا۔ "یہ سنکلپ آخر کیا ہے اور کیسے جنم تا مرتا ہے؟"

نتیجہ | اور مُنی نے جواب دیا۔ "آتم گیان کی باہری حکمت کی شکل میں پھرنا سنکلپ ہے۔ یہ چھوٹی ابتدا سے اس قدر بڑا بن جاتا ہے اور پھر باقاعدہ آہستہ آہستہ برہم گیان کو پا کر لے ہو جاتا ہے۔ یہ حکمت صرف بُدھی ہی میں بھاستا ہے۔ بُدھی ہی کثرت کے تماشوں میں پھنسا لیتی ہے۔ اس کے سنکلپ کی جڑ آتما میں ہے۔ جب پرانی اپنے آپ کو آتما سے جدا القصور کرتا ہے تب ہی اس کو جنم مرن کا دُکھ ہوتا ہے۔ تم سنکلپ کی راہ نہ اختیار کرو۔ صرف برہم ہی کی ایکتا کے بھاو کو دل دو۔ سنکلپ کے نہ رہنے ہی پر آتم گیان کا پرکاش ہوگا۔ اور آورش سے فرصت ہو جائے گی۔ میری بات کی گرہ باندھ لو۔ اگیان سے سنکلپ کی پھُرنا ہوتی ہے اور اس کے پھُرنے ہی کو سنسار کہتے ہیں۔ چاول دھان کے اندر رہتا ہے۔ زنگ تانبے پر چھا رہتا ہے۔ محنت کرنے سے دونوں ہی دُور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح آتم جگیاسا کی مشاقی سے آتم گیان مِلتا ہے۔ گورو کے بچن پر سچا وشواش کرو۔ یہی آتم مارگ کا پہلا زینہ ہے۔ گورو اور چیلے کے سمبندھ کی جب تک تنظیم نہیں ہوتی۔ تب تک برہم پد کی پراپتی نہایت کٹھن ہے"۔

"اے رام! جب داشور اپنے پُتر کو تعلیم دے رہے تھے۔ میں اُن ہی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ یہ اُپدیش سُن کر اُن کا لڑکا گیانی ہو گیا۔ تم اس گیان کے واسطے جتن کرو"۔

۵۔ کچ کی کہانی

خلاصہ:۔ اس کہانی میں بتایا گیا کہ ایشور، جیو اور پرکرتی سنکلپ روپ ہیں۔ اس کہانی میں دکھایا گیا ہے کہ یہ سب کے سب چیت ہی ہیں!

تمہید "آتما میں ہزاروں کلپ ایک لمحہ کے برابر ہیں بلکہ اس سے بھی کم ہیں۔ ان کی کوئی وقعت یا ہستی نہیں ہے۔ اور جب یہ کیفیت ہے تو پھر کیوں اور کس لئے واسنا کا جھمیلا کیا جائے۔ اندریوں کے بھوگ کو من سے دور کرو اور نرباسنا ہو کر رہو۔ تم شدھ اسنا کے روپ ہو اور نہ وہ تمہاری ذات ہے۔ ہیرے کی چمک اپنی رنگ دکھاتی رہتی ہے۔ اسی طرح ست پد میں یہ جگت بنتا بگڑتا ہی رہتا ہے۔ اس سے کسی کا نقصان کیا ہوتا ہے! یہ ہوا کرے۔ مگر ہاں اس سے سمبندھ نہ رکھا جائے۔ جو ہیرے اور اس کی چمک رنگ کو دو سمجھتے ہیں اُن ہی کو بھرم ہوتا ہے اور جو برہمہ اور سنسار کو الگ الگ مانتے ہیں وہی شک و شبہ میں پڑ جاتے ہیں۔ ادویت پد میں کرتا اور اکرتا دونوں ہی نہیں ہیں۔ ان کی پیدائش صرف دو مان لینے کے سبب سے ہے۔ دو باتیں ہیں۔ ان میں سے جو جس کو پسند کرتا ہے اسی سے کام لیتا ہے۔ اور اسی کے موافق سبب اور نتیجے کے قانون کا کام ہونے لگتا ہے۔ جب سنسار کا دوپنا ہے تو آنند غائب۔ اور جب برہمہ کا ایک پنا ہے تو آنند موجود۔ تم ان دونوں ہی پر غالب آؤ۔ دکھ سکھ دونوں ہی کو میٹ دو۔ اور پھر سچے اور پورے گیانی ہو جاؤ گے۔ یہ تیسرا راستہ ہے جو دونوں سے اونچا ہے"۔

اکرتا پنا "اگر تم اکرتا ہونا چاہتے ہو۔ تو سنسار کا کام کرو اور تم کو کرم کے پھل کی اچھیا نہ ہونے سے دکھ نہ ہوگا۔ دکھ تو علیحدگی ہی میں ہے

اور اگر کرتا بنتے ہو تو پھر اُس میں میرا تیرا اپنا ضرور ہی آجائے گا اور دُکھی ہونا پڑیگا۔ وہ پرانی کیسے مُورکھ ہیں جو اپنے آپ کو شریر مان رہے ہیں۔ یہ شریر ہی نرک کی کھائی ہے۔ ظاہری اہنکار تک کو شریر سے نہ ملاؤ۔ جب تک پرانی اپنے آپ کو شریر نہیں مانتا تب تک اُس کو کیا دُکھ ہوتا ہے؟ شریر کو اپنا رُوپ ماننا ہی اگیان ہے۔ جب شریر پر نظر ہے تو پھر تتّو کا بھاس کہاں ہوگا! اس کی طرف سے آنکھ کھینچ لو۔ دِل سے دو پنے کے بھاؤ کو میٹ دو۔ اکرتا بن جاؤ۔ اور کرم کرتے ہوئے سُکھی رہو۔ یہ ایک راستہ ہے۔"

کرتا پنا "کرتا بننا اہنکار کو خواہ مخواہ زیادہ بھڑانا اور سنکلپ وکلپ کی خیالی دھاروں کو من کے سمندر میں پیدا کرنا ہے۔ جو کرے گا وہ بھرے گا۔ جیسی جس کی کرنی ویسی اس کی بھرنی۔ جو جس بھاونا سے جس کرم کو کرے گا۔ اس کا پھل اور اُس کے نتیجے اُس سے جُدا کب ہونگے؟ جب من کرم اور کرموں کے پھلوں کی اچھیا سے گھرا ہُوا ہے تو وہ سچائی کی طرف جائے گا کیسے؟ یہ صاف بات ہے میرے تیرے پنے کے کرم۔ ان کے سنسکار، ان کے پھل کی اچھیا اور انکے پھل۔ یہ سنکلپ کے دھاگوں کی چار گرہیں ہیں۔ جو جیوں کو پھنسا رکھتی ہیں۔ اُن کا گلا جکڑا ہُوا ہے اور وہ شور مچا رہے ہیں۔ کہو۔ یہ بُرا ہے یا نہیں؟ سنساری جیو اِسی طرح کرم کرتے ہیں۔ یہ دُوسرا راستہ ہے۔"

دونوں سے ایک بھی نہیں "ان کے سوا اگر کرتا اور اکرتا دونوں ہی کو پسند نہیں کرتے تو پھر آتما سے لو لگاؤ۔ من کو صاف کر کے آتما کا چنتن کرو اور جب اس چنتن میں درِڑھ ہو جاؤ گے تو پھر نہ کرتا پنا ہوگا نہ اکرتا پنا۔ دونوں سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ گیانی ایسا ہی کرتے ہیں اور اپنے آتما کے پرکاش میں پرکاشوان رہتے ہیں۔ یہ تیسرا مارگ ہے۔"

مَون ورتی "واسنا سے چھٹکارا پانے پر جیون مکتی ملتی ہے۔ یہ جیون مکت ایشور ہیں۔ چاہے وہ کرم کرتے رہیں یا سمادھی میں محو ہوں۔ ہر دو حالت میں ایک طرح پر رہتے ہیں۔ کیونکہ جب من میں چاہ ہی نہیں باقی رہی تو پھر سنسار کا پھنسانا غیر ممکن ہے مگر یہ دشا جلد نہیں آتی۔ آدمی کو مَون (خاموشی) دھارن کرنا چاہیئے تاکہ بولنے، دیکھنے اور سُننے سے چیت باہر کی طرف نہ بھکے۔ اور وہ انترمکھی ورتی کا بہ آسانی ادھکاری ہوتا جائے۔"

ست "جو لوگ ست کو ست سمجھکر اُس سے لو لگاتے ہیں وہی پرمانند بھوگتے ہیں۔ باقی تو سب لوگ سنسار کے بھنور میں پڑے ہوئے غوطے کھایا کرتے ہیں۔ کرم صرف شریر کے بھاؤ، نظر اور بھاس سے ہوتا ہے۔ آتما میں کرم کہاں ہیں! دیولوک، بھولوک یا پاتال لوک میں پانچ ہی تتو ہیں۔ چھٹواں کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ سنکلپ کی پانچ ورتیاں ہیں جو نانا رُوپ میں بھاستی رہتی ہیں۔ جب تک اِن پر درشٹی ہے۔ تب تک اِن کے اثر میں آکر کام کرنا ہی پڑیگا! صرف اِن کو سمجھ کر اِن کے آدھار پر من کو ٹھہرا لیتا ہے۔ ٹھہرے ہوئے من میں اشانتی کی لہریں نہیں اُٹھتیں۔ شہر والے نہ بن کی ستریوں کو دیکھتے ہیں۔ اور نہ اُن کے ساتھ بھوگ کرنے کی اچھیا ہی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح جو برہم میں ستھت رہتے ہیں اُن کو سنسار کے دُکھ سُکھ سے واسطہ ہی کیا رہ جاتا ہے۔ درشٹی ہی سے سرشٹی ہے۔ یہ برہم ست ہے۔ اِس برہم سمندر میں یہ جگت معہ اپنے پہاڑوں کے صرف ایک بلبلہ ہے۔ بلبلہ است ہے۔ ابھی ہے اور ابھی نہیں ہے۔ تم ست سے جی لگاؤ۔ اور است کا تیاگ کردو۔ سُنو۔ ہم ایک مختصر کہانی سناتے ہیں۔"

کچ کی کہانی کچ برہسپتی کے پُتر تھے۔ وہ ایک مرتبہ تپ کی سمادھی سے اُٹھے اور اس طرح خوشی کے نعرے مارنے لگے کہ جن کا اظہار زبان

اور لفظوں سے نہیں کیا جا سکتا۔ آہا۔ اب مجھ کو کیا کرنا دھرنا ہے! کہاں آنا جانا ہے! کس کو گرہن کروں کس کا تیاگ کروں! سوا میرے آتما کے دوسرا تو کوئی بھاستا ہی نہیں۔ شریر ہو یا نہ ہو۔ سمندر رہو یا خشکی۔ ہر جگہ آتما ہی آتما پری پورن ہے۔ آتما میں سب کچھ ہے۔ میں ہی ست چد آنند ہوں۔ میں ایک۔ اناشی۔ امر۔ اجر اور ایک رس ہوں۔ میں ہی اپنے پرکاش میں پرکاش کر رہا ہوں وغیرہ وغیرہ"

۶۔ سنتھی پرکرن کا عطر

خلاصہ:۔ اس میں پانچوں کہانیوں کا سار ملیگا۔

گیانی پرش۔ جن میں ستوگن ہے۔ وہ برہم تیج سے چمکتے ہوئے آکاس کے چاند جیسے روشن رہتے ہیں۔ اُنکے دل پر رنج کا بوجھ نہیں ہوتا۔ اُن کو نہ بھوت کا ڈر، نہ بھوشیہ کی آس! دن کا کنول تو رات کے آنے سے سمٹ کر پنکھڑیوں کو سمیٹ لیتا ہے مگر یہ خوش رہتے ہیں اور موجودہ حالت میں سنتوش کی دولت کو پاکر آنند میں مگن ہوتے ہیں۔ گیانی کا جیون ایسا ہی ہوتا ہے۔ من ایکاگر ہے۔ چت پرسن ہے۔ نہ کسی سے راگ، نہ کسی سے دویش! انکے دوست اور دشمن ایک جیسے ہو جاتے ہیں۔ دین دکھیاریوں پر دیا کرتے ہیں اور سب کو ایک ہی درشٹی سے دیکھتے ہیں۔ ہزاروں ندیاں آئیں۔ سمندر کب اپنی حد کو چھوڑتا ہے۔ یہ بھی ہمیشہ شانت اور ایک رس ہوتے ہیں۔"

نصیحت۔ "من کو برائیوں سے صاف کرو۔ پاک بن جاؤ اور سنسار کا روپ جان کر اس کی طرف سے اداسین اور اسنگ ہو جاؤ۔ گورو کی دیا سے "میں پنے" کے بھرم کو میٹ دو۔ اور گیان کی پراپتی میں جسقدر بھی محنت ہو سکے کرتے رہو۔ جب سنسار کے بیوہارک کرم کو کرو۔ من پر پورا پورا قابو رہے "میں پنا"

یا 'اپنی غرض' کا سوال کبھی نہ آنے پاوے۔ یہ شریر نس، ناڑی، گوشت، چمڑا اور ہڈیوں کا بنا ہوا ہے۔ اس سے کیا جی لگانا! جی لگانے کی چیز صرف برہم گیان ہے۔ وہی پوجنے، سوچنے، سمجھنے اور جاننے کے لائق ہے۔ سورج سب جگہ یکساں طور پر چمکتا ہے۔ تم بھی گیانی بن کر سب کے ساتھ یکساں سلوک کرو جنم مرن صرف ست، رج اور تم کی کمی بیشی سے ہوتا ہے۔ رج اور تم کے بھاؤ پر غالب آ کر صرف ستوگن کو پردھان بننے کا موقع دو۔ اور تم موکش دھام کے باسی ہو جاؤ گے۔ اے رام! میں تم کو ایسی ہی نصیحت کرتا ہوں۔"

۵۔ شانتی پرکرن

خلاصہ:۔ "یہ سنسار سنسار کی درشٹی سے بھی "ان ہوا" ہے۔

۱۔ جنک کی کہانی

تمہید } "دیوگورو برہسپتی کے پتر کچ منی کے خیال کے موافق یہ جگت آتم گیان سے مختلف نہیں ہے۔ جگت کا بھرم صرف رج اور تم میں رہتا ہے۔ یہ دونوں گن ستون ہیں۔ جن کے سہارے سنسار کی عمارت کھڑی ہوئی ہے اور جنم مرن کا دھوکا ہوا کرتا ہے لیکن اے رام! جن لوگوں میں تمہاری طرح ستوگن پردھان ہے۔ وہ اس کے فریب میں نہیں آتے اور مایا کے جال کو اس طرح اتار کر پھینک دیتے ہیں جیسے سانپ کینچلی کو اتار دیا کرتا ہے۔ اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں آتی۔"

تتو کی سمجھ } "جس 'میں اپنے' کے بھرم سے سنساری ہلاک ہوا کرتے ہیں وہ برہم سے

جُدا نہیں ہے۔ یہ بھی وہی ہے۔ اسی میں جگت کی اُتپتی۔ستھتی اور پرلے ہوا کرتے ہیں۔ سمندر کے پانی میں حرکت ہوئی۔ لہروں کی باہم تھپیڑوں سے جھاگ سطح پر پیدا ہو کر تیرنے لگی۔ یہی جھاگ سخت ہو کر مٹی بن گئی۔ اور اُس میں مونگے وغیرہ بننے لگے۔ بالکل اسی انداز اور اسی اُصول پر اس برہمہ ساگر میں یہ جگت بنتا رہتا ہے۔ اس کو جو شخص ایک مرتبہ بھی سمجھ لے۔ پھر وہ دھوکا کیسے کھائے گا! تتو ایک ہی ہے اور اُس کی ایکتا کسی وقت میں نہیں زایل ہوتی۔ دُکھ سُکھ کیسے! کس میں دُکھ اور کس سے سُکھ! تتو گیان کے آتے ہی ان کے پاؤں ایسے اُکھڑ جاتے ہیں۔ کہ پھر وہ نہیں تھمتے" ٭

ستوگُن ورتی "تجربہ مشاہدہ اور قیاس سے ان باتوں کو ذہن نشین کر کے تم اپنے دُکھ کو دُور کر دو۔ بھُوت اور بھوشیہ کا خیال چھوڑ دو۔ نفرت اور رغبت کے بیجا وہم کو خاک میں ملا دو۔ ستوگن میں پرکاش ہے۔ اُسی کے پرکاش میں رُوپ کو دیکھو۔ گیان مہا بلوان ہے۔ اس کے آتے ہی سنسار کا بھرم خود بخود جاتا رہتا ہے۔ سنسار اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ شانت اور خاموش من والے کی ورتی سنساری پدارتھوں کی طرف نہیں جاتی اور وہ من نِرمل ہو جاتا ہے۔ اسی جنم میں اس تتو کو جان لو۔ اور دیکھو جہاں گیان کا سُورج اُدے ہوا۔ پھر اندھکار کا پتہ بھی نہیں ملیگا۔ بانس ہی کی کوٹھی میں بانس پیدا ہوتا ہے۔ اگیان ہی سے اگیان کے نظارے پرگٹ ہوتے ہیں۔ جب گیان ہو گیا تو پھر اگیان کہاں رہیگا۔ رات اور دن کہاں اکٹھا دکھائی دیتے ہیں۔ ستوگنی ورتی کی ادھکتا سے پرانی جیون مُکت ہو جاتے ہیں اور دیا چھما اور پراپکار کے مارگ پر چلتے ہوئے وہ اپنا اور دوسروں کا کلیان کرتے ہیں اور جس طرح بانسری بجانے والے کی دُھن کو سُن کر سب مست ہو جاتے ہیں۔ ویسے ہی ان کی زندگی دوسرے بھُولے بھٹکے ہوؤں کیلئے اپنی مثال سے

سہارا دیتی ہوئی اُن کو پرم آنند بخشتی رہتی ہے"۔

موکش کے دو مارگ "مُکتی کے دو راستے ہیں۔ اگر گورو کی مدد سے کوئی شخص ایک کی بھی پیروی استقلال اور مضبوطی کے ساتھ کرنے لگے تو آہستہ آہستہ اُس کے بندھن چھوٹ جائیں گے۔ بندھن کی جڑ تو اسی وقت کٹ جاتی ہے۔ جب وقت ستگورو کی ویکھشا ملتی ہے۔ ہاں سنسکار آہستہ آہستہ دُور ہوتے ہیں۔ (یہ بھگتی کا طریق ہے) دوسرا طریق گیان ہے۔ من لگاتار تتو کا وچار کرتا رہے سوا اُس کے اور کسی بات کی طرف چت نہ دے۔ اس عمل و شغل سے خود بخود کسی وقت وہ گیانی ہو جائے گا۔ ایک قصّہ سُنو۔ جس کے سُننے سے تم کو معلوم ہوگا کہ کس طرح تتو گیان دیکھتے دیکھتے آکاش کے پھل کی طرح بھگتی مارگ کے سلسلہ کے موافق گیان مارگ کی پیروی کرنے سے پرگٹ ہو گیا"۔

راجہ جنک کی کہانی "کسی زمانہ میں اس دُنیا پر ایک راجہ راج کرتا تھا۔ جس کو کسی دُشمن کا خوف نہیں تھا۔ وہ دولتمند، نیک اور آزاد خیال تھا۔ نہ کسی کا حاسد نہ کسی کا رقیب! جس مُلک میں اُس کی حکومت تھی وہ دیہہ دیش کہلاتا تھا۔ راجہ کا نام جنک مشہور تھا۔ وِشنو کی طرح وہ اپنی پرجا کا پالن پوشن اور رکشا کیا کرتا تھا۔ بسنت رُت میں جب درخت خوشبو دار پھولوں سے لدے ہوئے تھے وہ اپنے باغ کے اندر آیا۔ اور درباری مصاحب اور اہلِ فوج وغیرہ سب باہر خیموں میں تھے۔ یہاں آ کر راجہ شانت من والے سِدّھوں کا راگ سننے لگا۔ یہ آسمانی نغموں کی گونجنے والی صدائیں تھیں۔ جن میں سِدّھوں کے تجربے رُوح بن کر دُھن کی صورت میں زمین و آسمان کے نظاروں کا تماشا دکھاتے تھے۔ یا ایک شاندار سمندر لہرا رہا تھا اور اُس کے اندر خوشنما لہریں اُٹھتی ہوئی اپنے منظر اور شور سے آنکھ، کان اور دل کو خاص قسم کا سرور دے رہی تھیں۔ اس راگ کا مضمون یہ تھا۔ ایک سِدّھ نے

گایا۔ "گیانی۔ گیاتا۔ گیان ایک بھئے۔ پایا اودھت بھید ابھرم مٹاتب جنم مرن کا
ناس ہوا بھوکھیدا"۔ دوسرے نے اسکے بعد ہی اپنی تان چھیڑ دی۔ "وشا الوکک
جانے گیانی۔ کیا سمجھیں اگیانی۔ دھرپد کا یہ راگ الاپا۔ گاوے کوئی زبانی"۔ تیسرے
نے زبان کھولی۔ "جگت واسنا من سے بھاگی۔ جاگی سرت پرانی۔ تیاگی ویراگی بھی
نرمل۔ نہیں تہاں من کرم۔ بانی"۔ چوتھے نے اسی کے سلسلہ میں یہ سنایا۔ "سندھ اتھاہ
اگم جل بھرپا۔ اٹھتی لہر اپارا۔ لہروں مدھے گیانی نہاوے سوجھے پار اپارا"۔ پانچویں نے
یوں گایا۔ "دیا پک۔ اجر۔ امر۔ انناشی۔ سو تو روپ ہمارا۔ بھرم بھول دھوکا نہیں کچھ
یہ جگ گیان پسارا"۔ چھٹواں بولا۔ "آپ آپ میں آپ براجا آپ ہیں آپ سمایا۔
آپ ہی برہمہ آپ ہی جیو جنتو آپ ہی کال اروماپا"۔ ساتویں نے صدا دی۔ "ایک
انیک کا جھگڑا امٹ گیا۔ اب نہیں بھاوے دوجا۔ کس کی سیوا کس کا بھیوا کس کی گھتی
ارو پوجا"۔ آٹھویں کا مست کرنے والا نغمہ یہ تھا۔ "اہنکار نے جگت رچایا۔ جیو بھرم بیچ
آئے۔ اہنکار کی جب جڑ کاٹے بھرم مول سے جائے"۔ نویں کی بانی یہ تھی۔ "ست میں
ست کا بھاؤ کہاں ہے برہمہ میں مایا ناہیں۔ جوت جوت میں پرگٹی نہیں چھائیں پرچھائیں"۔
دسویں کا کلام تھا۔ "متھیا سوپن سوپن گئے کوتک۔ سوپن میں سوپن دکھانا۔ سوپن کی سمجھ
پڑی جب لیلا۔ جھوٹا مان اپمانا"۔ گیارہویں سدھ نے سنایا۔ "اکتھ الوکک وپ ہمارا۔
سب کچھ و سب سے نیارا۔ بندھن مکتی کلپنا من کی بوجھے گیانی پیارا"۔

راجہ کا وچار "راجہ نے ایکانت میں بیٹھ کر سدھ کے گیت سنے۔ دل پر وجد
کی حالت طاری ہوئی۔ مست ہو گیا۔ اور اس مستی کی حالت میں وہ
خود اپنے جذبہ کو نہ سنبھال سکا اور گا اٹھا۔ "سار ہی میں سنسار سمایا۔ سار روپ سنسارا۔
سارا سار ایک جب بھاسا۔ سو نج روپ ہمارا"۔ (۲) "من میں بن اُپ بن سب درسے
درسا درشیہ الوپا۔ ابھرم مٹے جب یہ من سرجھے نہیں پڑے بھولے کوپا"۔ (۳)

"چاہ مٹے ۔ منسا جب بھاگے تیاگے راگ وِراگا ۔ تب ست پد کی گم کوئی پاوے ۔ جاگے سو پا بھاگا" ۔ (۴۸) جگت دوند ہے دوند اوستھا دوند روپ بھئے پرانی ۔ دوند بنا سے دوند کو نا سے ۔ سُوجھے پد نربانی" ۔ راجا گاتا بھی جاتا ہے اور من ہی من میں سوچتا بھی جاتا ہے ۔ "چھی چھی چھی ! اس من نے کیوں ناحق اس جھوٹے پرپنچ میں اپنے آپ کو پھنسا لیا ۔ یہ راج کاج کیا ہے ؛ یہ تو پانی کا بلبلہ ہے ۔ یہ دم میں ہے اور اور دم کے دم میں غائب ہے ۔ اِن باتوں میں آخر سار کیا ہے ؛ کچھ بھی نہیں ۔ مرتیو لوک ، دیو لوک ۔ پاتال لوک ۔ لحہ لحہ میں بنتے بگڑتے رہتے ہیں ۔ آسمان پر بادل چھا گئے ۔ برسنا شروع ہوا ۔ بجلی چمکی ۔ مینہ برسا ۔ ہوا کے جھونکے بہنے لگے ۔ وہ کالی کالی گھٹائیں جو چھائی ہوئی تھیں ۔ چھِن بھِن ہو گئیں ۔ اب مطلع صاف ہے ۔ اسی طرح اس سنسار کا کھیل ہوتا رہتا ہے ۔ برہمانڈ بنتا ہے ۔ بگڑتا ہے ۔ اسکو قیام کب ہے ؛ یہ اَست ہے یہ اسار ہے ۔ یہ جھوٹ ہے ۔ یہ متھیا ہے ۔ میں اگیانی بنا ہوا اب تک اس کے بھرم جال میں پھنسا رہا ۔ بار بار جنما ، بار بار مرا ۔ اب تک میں نے اس کال کے رُوپ کو نہیں سمجھا ۔ یہ ابتدا ، انتہا اور وسط میں جھوٹا ہی ہے ۔ اگیانی اس میں پھنسکر کبھی لڑکے اور جوان ہوتے ہیں ۔ اور کبھی بوڑھے ہو کر موت کے مُنہ کے لقمے بنتے ہیں ۔ تھوڑی سی عارضی زندگی کے لئے پرانی کیسے کیسے پاپ نہیں کرتے ۔ استری اور پُتر ۔ دھن اور دولت ۔ مان اور ایمان کی زنجیر میں جکڑے ہوئے دھرم کی طرف توجہ نہیں کرتے ۔ آہ ! مایا ۔ تیرے ناچ کی سمجھ کس کو ہے ! میرا من اب تک اندریوں کا ناچ ناچتا رہا ہے ۔ اَست ست پر غالب تھا ۔ ادھرم نے دھرم کو دبوچ رکھا تھا ۔ اسار نے سار پر چھاپہ مارا تھا ۔ جب یہ ہمہ وغیرہ خود لحہ لحہ میں بن بن کر بگڑتے رہتے ہیں تو پھر مجھ سے حقیر انسان کی حیثیت ہی کیا ہے ؛ میں نے اب جا کر سدھوں کے راگ سے حقانیت اور وحدانیت کا سبق سیکھا ۔

من اگر شانت ہو۔ اور اچھے مارگ میں لگ جائے۔ تو دُکھ لیُوں بھی کبھی نہ ہو مگر اگیان کو کیا کیا جائے؛ اس کی وجہ سے من کے سمندر میں سنکلپ وکلپ کی دھاریں اُٹھتی رہتی ہیں۔ ان کی جہاں جڑ کٹ گئی۔ پھر یہ جنم مرن آپ مٹ جاتا ہے آج یہ راز میں نے پالیا۔ یہ حقیقت کا نکتہ میری سمجھ میں آگیا۔ اور میں نے اب دُکھ کی جڑ کاٹ دی۔ میرا من موتی ہے۔ میں اس کو گیان کے ہیرے سے چھید کر اپنے ذاتی تجربے کے رشتہ میں پرو کر اس کی مالا پہن لوُنگا۔ اور اب یہ میرا اگاڑ نہ کرسکیگا۔ یہ سدّھ ہی میرے گورو ہیں۔ ان سے میں نے روحانیت کا اصلی سبق پایا۔ بھرم مٹ گیا۔ دوندا جاتا رہا۔ دو پنے کا خیال دل سے کافور ہوگیا۔ اب مجھ کو کون پھنسا سکتا ہے! یہ میری فتح حد درجہ کی شاندار ہے۔ اے گیان! تو ہی بیش قیمت رتن ہے۔ میں اب گیانی ہوگیا۔ اب تک میں سچے معنی میں راجہ نہیں تھا۔ راجہ تو اب آج سے کہلاؤنگا۔ "گیان رتن دھن پائے کر۔ ہٹے بھرم کا سُول۔ بھرم گیا دھوکا گیا۔ چوک گئی۔ گئی بھُول"۔

راجہ کی حالت

"اسی غور و فکر میں جنک کی سمادھی لگ گئی۔ اندر ہی اندر اس نے مانسک جگت پر بھی درشٹی ڈالی۔ اُسکے بھی پردے پھٹ گئے۔ اور وہ پھر وچار میں محو ہوگیا۔ سورج کے نکلتے ہی اندھیرا کالعدم ہوا۔ آتما ہے اور آتم اوستھا ہے۔ اور یہ اوستھا نردوند ہے۔ اسی خوشی کی حالت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے! شانت ہو کر وہ سمادھی سے اُٹھا۔ اور پھر دل کی یک سوئی کے ساتھ راج کاج کے کام کرنے لگا۔ اے رام! شانتی دُنیا میں عجب چیز ہے۔ شانت من کی خوشی وچتر ہوتی ہے۔ پہلے یہی من تھا۔ جو پریشان رہتا تھا۔ اب وہی ہے جو کلپ ورکش کی طرح کھڑا ہوا ہر قسم کی مُرادوں کو دیتا رہتا ہے۔ تم بھی اسی کا جتن کرو۔ اور اپنے رُوپ میں مگن ہو کر کام میں لگو۔ پھر تم کو

کسی قسم کا بھی صدمہ نہ پہنچے گا۔"

۲۔ پُنیہ اور پاون کی کہانی

خلاصہ:۔ "روحانی تجربے کئی جنم میں وقت سے حاصل ہوتے ہیں۔"

تمہید "موہ زہر ہے۔ اِس کا بیج اہنکار ہی میں رہتا ہے۔ اور اُسی کے سنکلپ وکلپ کی نمی پاکر خوفناک درخت بن جاتا ہے۔ اِس کے کاٹنے کی کلہاڑی صرف گیان ہے۔ جن کو تمیز ہے وہ جنک کی طرح وِچار وان ہو کر ادویت پد کو ساکشاتکار کر لیتے ہیں۔ یہ حالت کبھی دھن دولت اور کرم دھرم سے نہیں ملتی اور نہ آسانی سے منشیہ اور دیوتاؤں کو پراپت ہوتی ہے۔ جن کو جنم مرن کا بھے ہو۔ وہ صرف گیان کی شرن لیں۔ آپ ہی اس کا جتن بھی کریں۔ دوسروں کی مدد سے یہ نہیں ملتا۔ انسان خود ہی وِچار کرے کہ "یہ میرا اپنا آخر ہے کیا؟ وچار کرتے کرتے وہ آپ سمجھ جائے گا اور تب آتم گیان کی اُپلبدھی ہوگی۔"

سنکلپ وِکلپ "سانس باہر جاتی ہے۔ سانس اندر آتی ہے۔ اسی شکل میں من میں سنکلپ وکلپ پھُرتے ہیں۔ اگر یہ پھُرا بھی کریں تب بھی اس قدر نقصان نہیں ہوتا۔ نقصان اُس وقت ہوتا ہے جب اہنکار سے واسنا اور خواہش کا لگاؤ ہونے لگتا ہے۔ راگ اور دویش، نفرت اور رغبت سنکلپ اور وِکلپ کی دھاریں ہیں۔ جب ان سے گہرا واسطہ ہو گیا تب بندھن ہے اور جب ان سے چھٹکارا مل گیا تب ہی مکتی ہے۔ مگر یہ سمجھ جلد نہیں آتی۔ اس کے سمجھنے میں بھی عمریں گذرتی ہیں۔ جب انسان کی زندگی کے تجربات وسیع ہو جاتے ہیں۔ تب ان کا علم ہونا شروع ہوتا ہے اور جاگرت میں سوپن کے واقعات کی طرح یہ ناپید ہو جاتے ہیں۔ شیر نے شکار مارا۔ بلی گوشت کی بُو پا کر

اُس کی طرف جھکی۔ اور بچے کھچے پس خوردہ سے اپنا پیٹ بھر لیا۔ اِسی طرح گیان سے
وشئے بھوگ کا پرکاش ہوتا ہے۔ اور من بلّی کی طرح اُدھر رجوع ہوتا ہے۔ اگر وہ اسی
باہری سنسار کے بھوگ باسناؤں میں لپٹ رہا۔ تو وہ بار بار اُسی کی طرف دوڑا
کرے گا۔ اور اُس میں پھنسا رہے گا۔ لیکن اگر ذرا بھی اُس نے گیان کی ہستی اور
اصلیت کا پتہ پا لیا تو اُس میں شیر جیسی ہمّت آجائے گی۔ خود وادبنے کا بلّی پنے
کا سوبھاؤ چھوٹ جائے گا اور نربندھ ہو جائے گا۔ یہی نروان ہے"۔

ایکتو پنا "من جب آتم ستّا کو جان کر ایک ہو جاتا ہے تو پھر وہ آتما سے جدا نہیں
ہوتا۔ تم جس وقت کتاب پڑھتے ہو۔ کتاب کے رُوپ ہی ہو جاتے ہو
سوا کتاب کے اور کچھ نہیں بھاتا۔ اور جب کتاب سامنے نہیں ہے اور کسی کام
میں لگے ہو۔ تب اُسی کام کے رُوپ بنے ہوئے ہو۔ اس بات کا سمجھنا کٹھن
نہیں ہے اِس مہامہر و رُوپ آتما کا سہارا لے کر "میرے تیرے پنے" کے
اُلجھن کو ڈھیلا کرتے چلو۔ تم آتما سے مل کر ایک ہی ہو جاؤ گے۔ آتما کوئی اور شئے
نہیں ہے وہ تو تمہارا اصلی رُوپ ہے۔ صرف آکاش کی طرح من کو نرمل کر لینا ہے اور
جہاں اُس میں آتما کی جھلک جھلکنے لگی۔ پھر سنکلپ من اور آتما ایک پرتیت ہونے
لگینگے اور گیے گیانی اور گیان کے دویت پنے کا ابھاؤ ہو جائے گا جو وہ ہے
وہی تم ہو۔ اس میں ذرا بھی فرق نہیں ہے"۔

سوال رام نے پوچھا "آپ نے فرمایا ہے کہ کرم کرتے ہوئے "میں پنے"
کے بھاؤ کو من سے نکال ڈالو۔ مجھ کو اب تک اس کی سمجھ نہیں آئی۔
اس کو صاف کر دیجئے"۔ اور وسشٹ نے جواب دیا "رام! یہاں دو باتیں ہیں جو
سوچنے اور سمجھنے کے لائق ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ آیا یہ سنساری پدارتھ ہمارے
لیے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آیا ہم اِن سنساری پدارتھوں کیلئے ہیں۔ صرف اتنا

ہی بچار کرنا ہے۔ وچار کرنے سے تُم آپ ہی جان جاؤ گے کہ یہ سنسار ہمارے لئے ہے
ہم سنسار کے لئے نہیں ہیں۔ مکان مکان والے ہی کے واسطے ہوتا ہے۔ مکان
والا مکان کے لئے نہیں ہے۔ ودیا ہمارے واسطے ہے ہم ودیا کیلئے نہیں ہیں۔
دولت ہمارے لئے ہے ہم دولت کے لئے نہیں ہیں۔ یہ شریر ہمارے لئے ہے
ہم شریر کیلئے نہیں ہیں۔ ایشور ہمارے لئے ہے ہم ایشور کیلئے نہیں ہیں۔ اسی
طرح تمام چیزوں کو سمجھو۔ جب اس کا یقین ہو جائے کہ یہ ہمارے بھوگ ہیں۔
ہم اِن کے بھوگ نہیں ہیں۔ تب کسی طرح بھی یہ گلے کے ہار نہ بنیں گے۔ اور نہ
دُکھدائی ہونگے۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ پرانی اس کو نہ سمجھتے ہوئے پدارتھوں کو اپنے
گلے کا ہار بنا لیتا ہے۔ استری، پُتر، دولت، عزت وغیرہ بالعوض اس کے کہ اسی کے
محکوم ہوتے، حاکم بن جاتے ہیں اور اس کو دبوچ لیتے ہیں۔ گھوڑا ہماری سواری کی
چیز ہے، ہم اُس پہ سوار ہوتے ہیں۔ مگر یہاں تو یہ دیکھنے میں آرہا ہے، کہ گھوڑا
خود سوار پہ سواری کرتا ہے۔ اِن اندریوں کو، من کو، شریر کو، اہنکار کو اور سنکلپ
وکلپ کو ہمارے ماتحت رہنا چاہیئے۔ ہم کیوں اِن کے ماتحت بنیں مگر اگیانی
بھول اور بھرم میں پڑ کر میرا تیرا اپنا کرنے لگتے ہیں۔ اور یتھارتھ گیان سے
دُور جا کر اُن کو بندھن کا کارن مان لیتے اور بنا لیتے ہیں۔ ایسی وِاستا گیانیوں
میں نہیں ہوتی۔ وہ خوب خود اِن کو بھوگتے ہیں اپنے کو نہیں بھوگواتے۔ اِس قسم کی
سمجھ کے آتے ہی میرے تیرے پنے کا جادو اُتر جاتا ہے۔ تیاگ اور ویراگ اسی طرح
کی گہری سمجھ کا نام ہے۔ تُم اِتنا ہی وچار کر لو۔ اور جیون مُکت اور ودیہہ مُکت کی پدوی
تم کو ابھی مِلی ہوئی ہے۔ اِس بودھ کے آتے ہی من سے کام، کرودھ، لوبھ، موہ
اہنکار اِس طرح بھاگ جاتے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ! جو حالت ہو اُس کو
بھوگو حالت تمہارے لئے ہے، کچھ تم تو حالت کیلئے نہیں ہو۔ لالچی لالچ میں پڑ کر اپنی ذات

کی اصلیت کھو بیٹھتا ہے۔ کرودھی کرودھ کی آگ میں جلتا ہے۔ اِن سے بچاؤ صرف اپنی اور اُن کی سمجھ ہی سے آتا ہے۔ دوسری اور کوئی تدبیر نہیں ہے"۔

چار طرح کے یقین

"انسان میں بالعموم چار طرح کا یقین ہوتا ہے اور آتم جگیاسو اُن پر وچار کرتے ہیں۔ پہلا یقین عام آدمیوں میں یہ ہے کہ ہم جسم ہی ہیں اور ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اُنکی بدھی جسم سے پرے نہیں جاتی۔ اور یہ یقین اِن کے سخت بندھن کا کارن ہوتا ہے۔ دوسرا یقین یہ ہے کہ ہم نہ شریر ہیں نہ شریر کی اندریاں ہیں بلکہ ان سے نیارے ہیں اور جس طرح سرکنڈے کی تیلی (تیر) اُس کے اندر رہ کر اُس سے اسنگ اور جُدا ہوتی رہتی ویسے ہی شریر کیساتھ آتما سمبندھ رکھتا ہُوا اُس سے نیارا ہے۔ یہ سمجھدار آدمیوں کا یقین ہے اور اس کی پختگی موکش کا باعث ہوتی ہے۔ تیسرا یقین یہ ہے کہ یہ جگت ہم سے مختلف نہیں ہے جو ہم ہیں وہی یہ ہے بلکہ وہ اور ہم ایک ہیں۔ یہ موکش کی حالت ہے اور ایکتو بھاؤ ہے یہ مکمل ہے اور یہی آدرش بھی ہے۔ چوتھا یقین یہ ہے کہ یہ جگت ناشوان ہے اور صرف ہم ہی ست ہیں۔ اور آکاس کی طرح محیط کل بنے ہوئے ہیں۔ ہم درشٹا ہیں اور جگت درشیہ ہے۔ یہ نظارہ ہم میں ہی ہے۔ اور ہماری ہستی اُس کے ظہور کا باعث ہے۔ یہ سچی مکتی، نروان پد اور دھرم پد ہے۔ پہلا یقین تو ترشنا سے پیدا ہوتا ہے اور جال میں پھنسا لیتا ہے۔ باقی تین ترشنا سے چھٹکارا دیتے ہیں اور یہ جیون مکت کے لکشن ہیں۔ اِن تینوں میں سے اگر ایک کو بھی پختہ کر لیا جائے۔ تو مکتی پراپت ہو جاتی ہے اور آتما بھرم سے اسنگ ہو کر دُکھ اور سُکھ کا پاتر (برتن) نہیں بنتا۔ شونیہ، پرکرتی، مایا، برہمہ، چیت، آکاس، گیان، پُرش، آتما، ایشور، شیو۔ یہ سب ایک ہی پرمیشور کے مختلف نام ہیں۔ جگت کیا ہے؟ صرف برہم شکتی کے اظہار کا نظارہ ہے۔ کُل اپنی جزوی صورتوں میں نظر آ رہا ہے۔ اُس کے سوا اور دوسرا کون ہے اور کون ہو سکتا ہے

یہ برہمہ شکتی خود ست برہمہ اور اَدویت برہم ہی ہے۔ میرا تیرا اپنا صرف مان لینا، کلپنا کرنا اور خیال کر لینا ہی ہے۔ اگر یہ بھاؤ خوب دِرِڑھ ہو جائے تو پھر کون جنمے اور کون مرے! اور کس کو دُکھ سُکھ ہو! دُکھ سُکھ تو صرف کلپت کرم کے نتیجے ہیں۔ تم چت کو برہمہ پد میں گاڑ دو۔ اور پھر یہ بھرم جاتا رہیگا۔ جو سب کے ساتھ یکساں محبّت کا سلوک کرتے ہیں۔ دوست اور دشمن کو اپنا ہی روپ سمجھتے ہیں صرف وہ ہی قدیم رشیوں کے مارگ پر چلتے ہیں۔ اِن کی نگاہ میں نہ کوئی چھوٹا ہے نہ بڑا ہے نہ ذلیل ہے نہ شریف ہے۔ اب سوچو تو سہی۔ ایسے دِچار وان کہیلئے کس کے ساتھ رغبت ہوگی اور کس سے وہ نفرت کرے گا۔ اور پھر وہ جنم مرن کے سمندر میں کیسے غوطے لگاتا رہے گا! کُل کا ناس تو کبھی نہ ہوتا ہے نہ ہُوا ہے۔ اور نہ ہوگا۔ جو کچھ ہے وہ چیز میں ہے۔ اور چیز دِیاست اور فروعات ہیں! ٹھگنے ولے بھی اگیانی کہلاتے ہیں"۔

سنگ اور اسنگ "جب واسنا نہیں رہتی تب دو پنے کا بھاؤ نہیں پھیرتا نہ چھوٹی خواہشوں کا جھمیلا ہوتا ہے۔ تم بھی اپنے آپ کو اس شریر سے نیارا سمجھ لو۔ اور اہنکار کے تمام خیالات کی جڑ اکھیڑ کر برہمہ پد میں دِرِڑھ ہو رہو۔ اور آکاس کی طرح سب کے سنگ اور سب سے اسنگ ہو کر بیوہار کرو۔ اور پھر تم اپنے آپ کو مکت سمجھنے لگو گے۔ اور اس جگت کا نظارہ کبھی تمہارے لئے دُکھدائی نہ ہوگا۔ عقل سے اور دھیرج سے۔ بویک سے اور گیان سے کام لے کر اور شانت ہو کر کرم کرو۔ پھر سنسار کے تین تاپ تم کو پریشان نہ کریں گے"۔

سم درشی ہونا "اے رام! نہ کوئی کسی کا دشمن ہے نہ دوست ہے۔ دوستی اور دشمنی تو صرف اہنکار ہیں۔ اور اہنکاری ہی ہیں۔ تم کیا چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف دھیان دیتے ہو! ان سے من ملین ہوتا ہے۔ اور

ناپاک دِل ہی دُکھ کا کارن ہے۔ ورنہ نہ کہیں کسی کو دُکھ ہے نہ سُکھ ہے۔ بیجا وہم اور فضول وسوسوں کے شکار کیوں ہوتے ہو۔ گیانی بنو۔ اور سب کو اپنا ہی رُوپ سمجھو۔ صرف اگیانی کو دوست اور دشمن کی تمیز ہوتی ہے۔ اور یہ بالکل بھرم ہے۔ اس سے بچنے اور بچے رہنے کی کوشش کرو۔"

پُنیہ اور پاون کی کہانی

"سُنو تم کو ایک قصہ سُناتا ہوں۔ قدیم زمانہ میں گنگا کے کنارے دیرگھ تپ نام کسی رشی کے دو لڑکے تھے۔ وہ پُنیہ اور پاون کہلاتے تھے۔ چاروں ویدوں کے جاننے والے۔ کرم دھرم سے واقف شاستروں کی اصلی مُراد کے سمجھنے والے! یہ بھی اپنے باپ کے ساتھ گنگا کے تٹ پر تپ کیا کرتے تھے۔ پُنیہ کا دِل چونکہ خواہشات سے آزاد تھا۔ اس کو پورا گیان ہو گیا۔ مگر اُس کے بھائی پاون کو صرف جُزوی گیان ہوا۔ اور وہ بھرم کے ہنڈولے میں پینگ مارتا ہوا ادھر اُدھر جھومتا رہا۔ اور اگیان کے بس میں پڑا ہوا کبھی سُکھی اور کبھی دُکھی رہتا تھا۔ باپ چونکہ جگت کی باسناؤں سے اسنگ ہو گیا تھا۔ وہ بالکل اُداسین رہتا تھا۔ نہ کسی سے اس کو محبت تھی نہ نفرت! اور اُس سے اہنکار بالکل جُدا ہو گیا تھا۔ مسافر جس طرح منزلِ مقصود پر پہنچ کر اپنے سر کا بوجھ اُتار کر رکھ دیتا ہے۔ ویسے ہی اُس نے بھی اپنی زندگی کے کام کی تکمیل کر لی تھی۔ اور یہ پدمیں استھت ہو کر پھولوں کی خوشبو کی طرح پھولوں میں رہتا ہوا اُن سے نیارا ہو گیا تھا۔"

رشی کی موت

"جب دیرگھ تپ نے آتما کا ساکشاتکار کر لیا۔ اُس نے اس شریر کو بھی تیاگ دیا۔ اُس کی نیک بیوی نے بھی اُسکے ساتھ ہی سنسار سے کُوچ کیا۔ بڑے لڑکے پُنیہ کو اُن کے مرتک سنسکار کی فکر ہوئی مگر اُس کے بھائی پاون کی کیفیت کچھ اور ہی طرح کی تھی۔ اُس کے سر پر دُکھ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اور وہ مُورکھ اگیانیوں کی طرح رونے لگا۔" ہائے میرے باپ ہائے میری ماں

تم دونوں کہاں چلے گئے۔ اب کون مجھ کو پیار کرے گا۔ اور میں تمہارے بغیر کیسے
جی سکوں گا۔ ہائے اب میں کہاں جاؤں اور کس کا سہارا لوں۔" یہ لڑکا سخت دُکھی
ہو کر جنگل میں پریشان رہنے لگا۔ من پر اُس کا قابو نہیں تھا۔ وہ غم اور رنج سے دُبلا
پتلا ہو گیا۔ بڑے بھائی کو کچھ بھی فکر نہیں تھی۔ وہ جانتا تھا کہ شریر ناشوان ہے
ایک نہ ایک دِن اُس کو برباد ہی ہونا ہے۔ اُس نے ماں باپ کا وِگدھ
کرم کر دیا۔"

پُنیہ کا پاون کو اُپدیش

"مگر جب بڑے بھائی نے اپنے چھوٹے بھائی کی دشا
دیکھی۔ اُس کو اس طرح سمجھانے لگا" تم کیوں بیچین
ہو؟ تم کو یہ غم کیوں ہے؟ ماں باپ کی سدگتی ہو گئی۔ دونوں برہم میں لین ہوئے اور
موکش پد میں جا پہنچے۔ یہی منزل مقصود ہے۔ یہی پرم اوستھا ہے۔ تم بالعوض اس کے
کہ اُن کے لئے اس قدر ماتم کرو۔ اپنے آپ کو سُدھارتے کیوں نہیں! تم نے کتنے جنم
دھارن کئے۔ اور کتنے ماں باپ کے ساتھ تمہارا تعلق رہ چکا ہے۔ کس کس کے لئے
آخر ماتم کرو گے! درختوں کے پھلوں میں جتنے بیج ہوتے ہیں۔ اُتنے ہی تمہارے
جنم ہو گئے ہیں۔ اِن کی گنتی کون گِنا سکتا ہے! رونے کو تم کلپ کلپانتر تک روتے
رہو۔ مگر اس کا انجام کیا ہے! کچھ نہیں۔ جو پیدا ہوا وہ تو ضرور ہی مریگا۔ کال کے
چکر کو روک کون سکتا ہے اور کس کے روکنے وہ کبھی رُکا ہے! ندی کی دھار تو
بہتی ہی رہے گی۔ اس واسنا کے مرگ ترشنا کے جل میں ایسی لہریں ہمیشہ ہی اُٹھتی
رہیں گی۔ اور تمام ندی، نالے، پہاڑ اور جنگل پیدا ہو ہو کر ناش ہوتے رہیں گے۔ کسی
اگیانی کے رونے پیٹنے سے کچھ نتیجہ تو ہوگا نہیں۔ وہ ہزار واویلا کرتا ہوا شور مچاتا رہے۔
یہ سب بے سُود اور بے بہبود ہے۔ کون کس کا دشمن کون کس کا دوست! بیوی، عزیز
ماں، باپ ان سب کے تعلقات فرضی اور ناشوان ہیں۔ نام اور رُوپ کے سوا اِنہیں

ہے کیا! یہ ست نہیں ہیں است ہی ہیں۔ کسی کو اپنا دشمن مان لو۔ اور خود بخود من کے سمندر میں دشمنی کے خیال کی لہریں اُمنڈنے لگتی ہیں۔ امرت اور زہر دونوں ہی اپنا کام کرتے ہیں۔ اسی طرح اچھے بُرے خیال اپنا اپنا نتیجہ دکھایا کرتے ہیں۔ آتما میں یہ باتیں کہاں ہیں؛ تم سوچتے کیوں نہیں۔ یہ شریر ہڈی، مانس، لہو اور چمڑے کا ہے۔ یہ کیسی گندی شے ہے۔ اس کے موہ میں پڑنا بھُول اور بھرم ہے۔ اگر اور ذرا بُدھی کو نرمل کر کے سوچو تو ہم اور تم دونوں ہی کلپت ہیں۔ سو اور برہمہ کے اور کیا ہے! گیان سمندر میں لہریں اُٹھ اُٹھ کر اُسی میں سماتی رہتی ہیں۔ اسی طرح ہم دونوں پُنیہ اور پاون بھی ہیں۔ آج ہیں کل نہ رہیں گے۔ ایک مرتبہ تم جمبودیپ میں طوطے کی شکل میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر اور صورت میں جنم لیا تھا۔ میں تمہارے جنم کی کہانیاں کیسے سناؤں۔ ایک دو ہوں تو اُن کا ذکر بھی کیا جائے! تم بارہا کوشل دیس اور پونڈر۔ گوجر۔ تُشرا۔ کونکن، بھوسل۔ کیکئے اور شالو دیسوں میں پیدا ہو ہو کر مرے ہو۔ کبھی گائے بنے، کبھی بیل، کبھی سانپ اور کبھی پرند۔ تم واسناؤں میں پھنسکر اسی طرح ہمیشہ سے ماتم کرتے چلے آئے ہو مگر کیا کبھی تم نے مرنے والوں کو زندہ کر لیا! رنج نہ کرو۔ آتم شانتی کے بھید کو سمجھو۔ اور من کو اوپر کر کے گیان کی پراپتی کر لو۔ پھر اس دُکھ سُکھ کے سمندر سے پار ہو جاؤ گے۔ اور نِروان پد میں جا پہنچو گے۔"

اُپدیش کا نتیجہ "بھائی کے اُپدیش کو سُنکر پاون کے دل میں شانتی آ گئی۔ دونوں کا من پرسن ہو گیا۔ اور آتم گیان کو پا کر وہ کچھ دنوں بن میں وچرتے رہے۔ اور وہ دیہہ مُکت ہو گئے۔ جب چراغ میں گھی اور بتّی نہیں رہا۔ تو پھر اُس کو بُجھنا ضروری تھا۔ یہ سب کی دشا ہوتی ہے اے رام! تم بھی گیانی بننے کے سادھن میں لگو۔"

۳۔ بلی کی کہانی

خلاصہ:۔ نشکام کرم اور بے غرضانہ کام کرنے ہی سے بھوگ ولاس میں بھی برہمانند کا سکھ ملتا ہے۔"

تمہید "جب ایک شخص ہزاروں جنموں میں ہزاروں کا باپ بیٹا بنتا رہا ہے۔ تو پھر کسی کی نفرت اور رغبت کی گنجائش اور ضرورت کب ہے؟ کون کس کس کو پیار کرے اور اس کا نتیجہ کیا ہے؟ خواہشوں کے سیلاب میں بہنا اور واسناؤں کے بھنور میں غوطے لگاتے رہنا صرف اگیان کا کام ہے۔ ان کو میٹ دو اور سنکلپ وکلپ خود ہی مٹ جائیں گے۔ پاؤں میں جوتی پہن کر آدمی کانٹے اور کیلوں پر چلتا ہے اور اس کو تکلیف نہیں ہوتی۔ اسی طرح گیان کا سہارا لے کر جو سنسار کے بیوہار کیا کرتے ہیں۔ ان کے دکھی کرنے کی اس میں طاقت نہیں ہے۔ جب من خواہشوں سے آزاد ہو گیا۔ تو پھر کیوں ان میں پھنسنے لگا۔ اگست رشی نے سمندر کو ہتھیلی پر رکھ کر ایک ہی گھونٹ میں پی لیا۔ اسی طرح گیانی اس سنسار ساگر کو ہتھیلی پر دھر کر پی جاتے ہیں۔ اور اپنے نور میں چمکنے لگتے ہیں۔ من کے بھرم کا مٹانا ہی موکش ہے۔ اور یہی گیان ہے۔ من کو کیوں نہیں ناپاکی اور غلاظت کے کوڑے کرکٹ سے صاف کر لیتے۔ آپ ہی یہ سنسار اور اس کا بھاؤ جاتا رہیگا۔ بلی کی طرح بدھی سے من کو بس میں کر لو۔ اور تمہارا کام بنا بنایا ہے"۔

بلی کی کہانی رام نے پوچھا۔ "یہ بلی کون تھا؟" اور وسشٹ اس طرح اس کی کہانی سنانے لگے۔ "پاتال لوک میں کسی وقت اسروں کا راجہ بلی بڑا زبردست اور طاقتور ہوا ہے۔ اس کا نام سن کر بڑے بڑے جودھا کانپ اٹھتے تھے۔ اس میں وشنو، شیو اور برہما وغیرہ کے جیتنے کی طاقت تھی سبکو اس کا

لوہا ماننا پڑتا تھا اس بلی کے باپ کا نام بروچن تھا۔ ایک دن یہ بلی شاہی محل
کے بالاخانہ پر چڑھا ہوا سنسار کے تعلقات پر وچار کرنے لگا اور اسکو بے حقیقت جان
کر اپنے من میں سوچنے لگا "یہ سنسار کیا ہے؟ اگما پائی۔ ناشوان۔ عارضی۔ ناپائدار!
اس کے سکھ کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ آج ہے کل نہیں۔ کل ہے پرسوں نہیں۔ پھر
میں کیوں اس سے دل لگاؤں! جو کام میں نے کل کیا تھا وہی آج بھی کر رہا ہوں۔
جو زیور اور لباس کل پہنے تھے۔ آج بھی وہی پہنے ہیں۔ بار بار وہی کام اور وہی کاج!
عقل والوں کو شرم نہیں آتی کہ وہ اسی کو روز بھوگتے رہتے ہیں۔ اور اُن کا تجربہ کر
کے بھی اُن کو نہیں چھوڑتے۔ یہ نادان بچے ہیں جو مٹھائی پر جان دیتے ہیں۔
اور تھوڑی دیر کے لئے خوش ہو جاتے ہیں۔ عمریں گذر گئیں اور وہ اب بھی بچے
بنے ہوئے ہیں۔ سچائی سے واسطہ نہیں۔ بوبیک سے تعلق نہیں۔ یہ حالت
مجھ کو پسند نہیں ہے۔ میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔ میں کرم بھی نہیں کرنا
چاہتا۔ کیونکہ اُس سے گیان کی ترقی نہیں ہوتی۔ میں کیا کروں جس سے سچا
مارگ مجھ کو مل جائے اور جگت کے بھوگ کا بھرم جاتا رہے۔ میں نے اپنے
باپ دروچن سے اسی جگہ اور اسی معاملہ پر گفتگو کی۔ میں نے اُس سے پوچھا تھا
کہ وہ پد کیا ہے۔ جس کے پالنے سے واسناؤں کا بھرم چھوٹ جاتا ہے اور بغیر
ملونی کا سکھ ملتا ہے"۔ میرے باپ نے جواب دیا تھا "ایک ایسا دیس ہے جو غیر
محدود محیطِ کُل اور لاثانی ہے۔ اسمیں نہ بھوت ہیں نہ دیوتا ہیں، نہ جیو جنتو ہیں یہاں
ایک زبردست راجہ راج کرتا ہے جو سچو مے کہلاتا ہے اور اپنے پرکاش میں آپ
پرکاشوان رہتا ہے۔ وہ گیان روپ ہے۔ سرو دیا پک ہے۔ سب کا کارن ہے۔
وہ موکن ہے۔ وہ خود کام نہیں کرتا بلکہ اپنا کام وزیر سے کرایا کرتا ہے۔ یہ وزیر جہاں
کسی بات کا خیال کرتا ہے بس وہی ہو جاتا ہے اور خیال کم کر لیے وہ غائب بھی

ہو رہتا ہے۔ اس وزیر میں کسی شئے کے بھوگنے کی طاقت نہیں ہے۔ وہ ابھوگ ہے اور یہ ابھوگ پنا اُس کا سوبھاؤ ہے۔ وہ خود کچھ نہیں چاہتا۔ چونکہ وہ بادشاہ کے اشارہ پر کام کرتا رہتا ہے، کام تو ہو جاتا ہے۔ مگر وہ بے غرض رہتا ہے۔ بادشاہ کو کام تو کرا لیتا ہے۔ مگر وہ ہمیشہ اسنگ اور اکیلا رہتا ہے"۔ یہ باتیں میرے باپ نے مجھ کو سُنائی تھیں۔ اور جب میں نے اُس سے پُوچھا کہ یہ دیس کون ہے۔ کہاں ہے اور محیطِ کُل ہوتے ہوئے مانسک دکھوں کے اثر سے کیسے خالی ہے۔ اور وہ کس طرح پراپت ہوتا ہے اور یہ راجہ اور وزیر کون ہیں۔ اور میں کس طرح کھیل کھیل میں اُس کو جیت لُوں؟" تو میرے باپ نے مجھ کو یہ جواب دیا تھا"۔ اس وزیر پر غالب آنا آسان نہیں ہے۔ دیت اور دیوتا بھی اُس کو مغلوب نہیں کر سکتے ہتھیار اُس پر نہیں چل سکتے۔ کوئی اُس کو نہ مار سکتا ہے نہ زخمی کر سکتا ہے۔ یہ راجہ کے بل سے بلوان بنا ہُوا ہے۔ ہمالیہ کو اُکھیڑنا آسان ہے مگر اس کا جیتنا غیر ممکن ہے۔ اگر تم اس وزیر کے پاس جاؤ گے تو وہ سانپ کی طرح پُھنکارتا ہُوا تم کو دم کے دم میں جلا کر خاک سیاہ کر دے گا۔ تم اِن تینوں کی کیفیت سُنو۔ تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ یہ دیس کیا ہے؛ یہ راجہ کون ہے؛ اور یہ وزیر کیا ہے؛ یہ دیش مُکتی کی اوستھا ہے وزیر من ہے اور راجہ گیان ہے۔ پُورے تیاگ اور ویراگ سے اِن کی سمجھ آتی ہے اور صرف واسنا رہت من اِن کا انومان کر سکتا ہے۔ جنہوں نے گیان شاستروں کا بغور مطالعہ نہیں کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان کو اپنے چیت کے چار حِصّے کرنے چاہئیں۔ دو حِصّوں سے تو بھوگ وِلاس کرنا چاہئے۔ ایک حِصّہ سے گیان کی پُستکوں کا مطالعہ ہو۔ اور ایک سے آچاریہ گورو کی سیوا کی جائے اس طرح عمل کرنے سے اگیان کے اندھیرے کے دُور ہونے پر گیان کا پرکاش ہو جائے گا۔ مگر جن کو صرف جزوی سمجھ ہے۔ اِن کی یہ رائے ہے ۔" کہ دو حِصّے

تو آچاریہ کی سیوا اپوجا میں صرف کئے جائیں۔ ایک چوتھائی سے گیان کی پوتھیوں کا مطالعہ ہو اور باقی ایک چوتھائی سے اندریوں کا کام ہوتا رہے۔ اس طرح کام کرنے سے گیان ملے گا۔ مگر ایک تیسرا گیانیوں کا گروہ ہے۔ اُنکی یہ رائے ہے۔ کہ چِت کے چار حِصّے ضرور کرو۔ مگر اِن کو گیان کے چار سادھنوں، شاستروں کے مطالعہ اور آچاریہ گورو کی سیوا میں لگاؤ۔ مگر من کی واسناؤں کو من سے نکالتے رہو اور آتما ہی میں من کو سرب انگ سے درڑھ کرلو۔ تب آپ تم جگیاسا کا سچّا پھل ملے گا۔ گیان اور ویراگ دونوں ہی ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرا نہیں رہ سکتا۔ شبھ سنکلپ اور جائز وسیلہ سے دھن کماؤ۔ دھن سے اپنے عزیز اقارب اور رشتہ دار وغیرہ کی مدد کرو۔ دیش مریادا اور کل ریتی کا اُلنگھن نہ کرو۔ مریادا کے بھنگ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اور گیانیوں کا ست سنگ کر کے ویراگ وان ہو جاؤ۔ تب ہی گیان ملے گا اور مُکتی کی دولت نصیب ہوگی۔" یہ باتیں میرے باپ نے مجھ سے کہی تھیں۔ اور میں اُس کے اُپدیش سے شانت چِت ہو کر واسناؤں سے اسنگ ہو گیا تھا۔ جو حالت میری اُس وقت ہو گئی تھی۔ میں اُس کا بیان نہیں کر سکتا۔ یہ مہ پد میں پہنچنے ہی سے دُکھوں کا ناش ہو جاتا ہے۔"

بلی کا گورو سے سوال "راجا بلی اپنے کوٹھے پر چڑھا ہوا دل ہی دل میں اِس طرح غور کرتا رہا۔ اُس نے پھر سوچا "میں کون ہوں اور میرا اصلی سروپ کیا ہے؟" مگر یہ سوال اُس کے حل نہ ہو سکے۔ تب وہ اپنے گورو شکر آچاریہ کا دھیان کرنے لگا۔ شکر آچاریہ سچدانند روپ تھے۔ گیانی تھے۔ اور گیان ہی کی مورتی تھے۔ وہ اُسی وقت وہاں پرگٹ ہو گئے۔ بلی نے ساشٹانگ ڈنڈوت پرنام کیا۔ اور گورو کو پرسن کر کے یہ سوال کئے :-

"مہاراج! یہاں کیا ہے؟ وہاں کیا ہے؟ اُس کے پرے کیا ہے؟ محدود کس کو

کہتے ہیں ؟ اور میں جو بول رہا ہوں کون ہوں ؟ تم کون ہو جو سُن رہے ہو ؟ اور وہ لافانی اور ست جگ کونسا ہے ؟ کرپا کر کے اِن سوالوں کا جواب دے کر میری شنکا کا سماوِدھان کر دو"۔

شنکر آچاریہ کے جواب "شنکر آچاریہ بولے" میں دیولوک کو جاتے ہوئے یہاں جلد آ گیا۔ اور فضول باتوں میں میں کس طرح اپنا وقت ضائع کروں۔ خیر میں تجھ کو صرف اسی قدر سمجھانا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو کچھ تجھ کو نظر آ رہا ہے اور بھاس رہا ہے۔ وہ صرف گیان ہے جو ہم سے باہر پرتیت ہو رہا ہے۔ وہ بھی گیان ہی ہے جس میں اُپادھی دکھائی دے رہی ہے۔ وہ بھی گیان ہے میں جو بولتا ہوں گیان ہوں۔ اور تُو جو سُن رہا ہے تو بھی گیان ہی ہے۔ اور یہ سارا جگت خود گیان ہے۔ جو کچھ بھی ہے وہ ست گیان ہے۔ اس طرح سمجھ لے کہ تُو صرف ایک اسنگ اور ست آتم پد میں دِرڑھ ہونے کا سادھن کر۔ جب من نِرمل ہو کر خواہشوں سے چھوٹ جائے گا تو تُو سب کچھ سمجھ لے گا۔ اس وقت سپت رِشی اپنے تپ میں مصروف ہیں۔ مجھ کو وہاں ہی جانا ہے"۔ یہ کہہ کر شنکر آچاریہ انتردھیان ہو گئے۔

بلی کا وچار "گورو کے بچن میں بلی کو سچی پرتیت تھی۔ اُس نے وچار کرنا شروع کیا" یہ ست والی پرتھوی گیان ہے۔ لوک لوکانتر گیان ہیں میرا سروپ بھی گیان ہے اور یہ کرم بھی گیان ہی ہیں۔ گیان کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اب میں نے برہمہ پد کا ساکشاتکار کر لیا۔ اور انتر باہر جگت کا بھرم جاتا رہا۔ میں ہی تو پرم تتو ہوں۔ مجھ میں نہ بندھن ہے نہ موکش ہے۔ میں ہی سب میں محیط ہوں۔ اور من، بُدھی وغیرہ سب میرے ہی رُوپ ہیں"۔

بلی کی سمادھی اوستھا سوچتے سوچتے پرنو (اوم) کے دھیان میں بلی کا چت ٹھہر گیا۔ اور چت کے ٹھہرتے ہی سنکلپ ہٹ گئے اور اُس کو نروکلپ سمادھی حاصل ہو گئی۔ کرم۔ کارن اور کرتا کی ترپٹی غائب ہو گئی۔ جورو، پتر اور دھن کی خواہش جاتی رہی اور راگ دویش سے رہت ہو کر وہ گیان آکاس کی طرح صاف ہو گیا۔ جس میں اب شنکا اور شک و شبہات کے بادلوں کا نام و نشان تک نہیں باقی تھا۔ اس سمادھی میں اُسکے کئی دن گزر گئے۔ وزیر امیر اور مصاحب حیران تھے کہ راجہ کو کیا ہو گیا۔ وہ اُس کی تلاش میں بالاخانہ پر آئے۔ اُس کو محویت کی حالت میں دیکھا۔ جب وہ سمادھی سے اٹھا۔ اُس میں نہ اہنکار تھا۔ نہ خواہشیں تھیں۔ نہ دھن کی اُمید نہ غریبی کا خوف! دونوں کو وہ ایک رُوپ سمجھ گیا تھا۔ اور گو وہ راجہ تھا۔ اور راج کے انتظام میں اُسکو ہزاروں طرح کے کام کرنے پڑتے تھے۔ مگر اُس نے من پر قابو پا لیا تھا اور سنکلپ وکلپ اس کو اب نہیں ستا سکتے تھے۔ اے رام! تم بھی اسی طرح سوچو۔ اور صرف ایک من کے سادھ لینے سے موکش گتی کو حاصل کرو"۔

۴۔ پرہلاد کی کہانی

خلاصہ:۔ "ایشور کی دیا سے بھی آتم گتی کی پراپتی ممکن ہے"۔

تمہید "ایشور کی بھگتی کرنے سے جب اُس کی دیا ہوتی ہے۔ تب بھی گیان ملتا ہے۔ پرہلاد کو اسی طریقہ سے یہ پد نصیب ہوا تھا۔ اب میں تم کو وہی کہانی سُناتا ہوں۔ غور سے دل لگا کر سنو"۔

پرہلاد کی کہانی "ہرنیہ کشیپ دیتوں کا راجہ اپنے زمانہ کا بڑا پرتاپی سمجھا جاتا ہے، جب وشنو نے اس کو ہلاک کر دیا تو اُس کے بیٹے پرہلاد کو

سخت دُکھ ہوا۔ اور وہ اس طرح وِلاپ کرنے لگا۔ ”دیتوں کے کُل میں ان گنت دانو پیدا ہوئے۔ جو مہا میرو پربت کی طرح بڑے تن و توش والے تھے۔ اِن میں اتنا بل تھا۔ کہ برہما تک کو جیت سکتے تھے۔ مگر تُلسی کی مالا پہننے والے وِشنو نے میرے باپ کو اسی طرح برباد کر دیا۔ جیسے روئی کا گالا ہوا کے جھونکے سے اُڑ جاتا ہے اور بڑے بڑے جودھا دانو بھی ایسے مر مٹے جیسے پانی کی زبردست دھار بڑے بڑے پہاڑوں کو پیس کر ریتا کی شکل کا بنا دیتی ہے۔ سب کو اب وِشنو کا ڈر لگا رہتا ہے۔ اُنہوں نے میرے باپ کو قتل کیا۔ اور اس نظر سے وہ میرے جانی دشمن ہیں۔ اُنکو میں جب تک فتح نہ کر لوں گا۔ مجھ کو چین نہ آئے گا۔ یہی آج سے میری زندگی کا مقصد ہوگا۔ مگر میں اُنکو کیسے جیتوں؟ اُنکے جیتنے کا سوا اس کے اور کوئی بھی اُپائے نہیں ہے کہ میں اُن کی بھگتی کروں۔ اور اسی کی شرن لُوں۔ اب میں چپت کو ہر طرف سے روک کر اُن ہی میں لگاؤں گا۔ اور ”نارائن نمہ“ منتر کا جاپ کرتا ہوا اُن کو اپنا ماتحت بنا لُوں گا۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ وشنو اپنے بھگت کی منو کامنا پُورن کر دیتے ہیں۔ اب مجھ کو رات دِن اُن کا ہی دھیان رہیگا۔ یہ میرا شریر خود وشنو سے جُدا نہیں ہے۔ جو جیو اس شریر میں وایو سے بندھا ہُوا ہے۔ وِشنو ہی ہے۔“

دیوتاؤں کا خوف ”اِس اِرادہ سے پرہلاد نے وشنو کی بھگتی شروع کی۔ من کو واسنا رہت بنایا۔ سونے کا چراغ اس میں من کی کلپنا سے روشن کیا۔ اور مانسک پھُول، پھل، اِستر وغیرہ پُوجا کی سامگری اکٹھا کر کے وشنو کو من ہی من میں پرنام کیا۔ اور اُن کے دھیان میں محو ہو گئے۔ پرہلاد کو بھگتی کرتے ہوئے دیکھکر اور دیتوں نے بھی یہی راستہ اختیار کیا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے جیسا کام راجہ کرتا ہے۔ ویسی ہی اُس کی پرجا بھی کرنے لگتی ہے۔ یہ سب کے سب وشنو کے اُپاسک ہو گئے اور راگ دویش کو بھُول کر وشنو ہی کے پُوجنے والے بن گئے۔ وِشنو

شیس ناگ پر لیٹے ہوئے اپنے دھیان میں تھے۔ مگر جب پرہلاد کی مانسک بھگتی کی دھاریں آکاس منڈل میں پھیل گئیں۔ دیوتا اور اندر ڈر کر شنو کے پاس جا کر ستتی کرنے کے بعد بولے "بھگون! اگر تمام دیت تمہارا ہی دھیان کرتے کرتے تم میں مگن ہو جائیں۔ اور تمہارے ہی روپ بن جائیں تو پھر نہ مایا ہی رہے نہ دیتوں کے سوبھاؤ ہی کا پتہ ملے۔ تمہاری بھگتی کرنے سے سنسار اور سنسار کا جنم مرن نہیں رہتا۔ اور دھرم اور ادھرم دونوں پھر بے معنی ہو جاتے ہیں۔ بھگون! کیا یہ ممکن ہے کہ سب بُرے لوگ آپ کے بھگت ہو جائیں؛ پرہلاد میں اب نہ کام ہے نہ کرودھ ہے۔ اُس کا دل کشیر ساگر کی طرح اُجل اور نرمل بن گیا ہے۔ اب اُس کے ساتھ دیوتا کیسے لڑ سکیں گے" ! وشنو نے جواب دیا "تم کو خوف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب پرہلاد جنم مرن کے بندھن سے چھوٹ گیا۔ دیتوں کی بُری باسنائیں اِس میں نہیں رہیں۔ وہ تو گیانی ہے۔ تتّوں کا جاننے والا۔ اور موکش! اب وہ سنسار کے دھوکے میں نہ پڑے گا۔ اور نہ کسی کے ساتھ بیر بھاؤ رکھیگا۔ رغبت اور نفرت تو وہاں رہتی ہے۔ جہاں بدی کے خیال کام کرتے ہیں۔ بدی کی طرف دھیان دینے سے سنسار میں بُرائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور وہ ہر جگہ پھیل جاتی ہیں۔ اور لڑائی دنگا شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ بدکار نیک بن گئے۔ تو پھر وہ بدی کیوں اور کس کے ساتھ کریں گے۔ تم بے خوف رہو" وشنو نے اس طرح دیوتاؤں کی تسلّی کی اور وہ وشنو سے رخصت ہو کر چلے گئے"۔

پرہلاد کی بھگتی "پرہلاد کی بھگتی بڑھتی گئی۔ دیوتاؤں کے ساتھ اُسکی دُشمنی کا بھاؤ جاتا رہا۔ وہ بھگتی کے آنند میں اِس قدر محو ہو گیا۔ کہ اب سوا وشنو کے اور کسی طرح کا خیال اُسکے دل میں نہیں آتا تھا۔ اندریاں مستقل اور من شانت بن گیا۔ بویک اور گیان نے سنساری پدارتھوں کی طرف سے اُس کو اُداسین بنا دیا

ایسا شخص پھر اپنے من میں بھوگ باسنا کی چاہ کیسے اُٹھائے! سیپ میں رہنے والے موتی کو کیچڑ کا کیا ڈر ہے! وشنو کے دھیان میں مگن پراتی کو سنسار کا کیا خوف ہو؟ جب رات دِن اُس کو ہر حالت میں وِشنو ہی وِشنو نظر آنے لگے تب اُس نے جگت ہی کو وِشنو کا رُوپ سمجھ لیا۔ اور اپنے آپ کو بھی وِشنو ہی مان بیٹھا۔ اُس وقت وِشنو اُس پر پرگٹ ہوئے۔ اُن کو اپنی کھلی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر اُس نے استتی کی۔ سوامی! تم کو نمسکار ہے۔ تم گیان سروپ ہو۔ صرف اپنی لیلا سے سنسار کا کھیل رچتے رہتے ہو۔ پرم تتو تو تم آپ ہی ہو۔ اور یہ سب کچھ جو کچھ نظر آ رہا ہے۔ تمہارا ہی رُوپ ہے۔ تم ہی سورج، چاند، ستارے ہو۔ تم ہی منظور، ناظر اور نظارے ہو۔ تم ابناشی گھٹ گھٹ باسی ویاپک پرمانندا۔ سہج اُداسی تم سُکھ راشی مایا رہت مُکندا۔ گوگوچر جہاں لگ من جائی سو تو رُوپ تمہارا۔ گیان سمدر گمبھیرا، اُٹھے لہر اپارا۔ چرن کمل میں سیس جھکاؤں تم پر بل بل جاؤں۔ تم سمان کوئی اور نہ دیکھوں نس دن تم ہی دھیاؤں۔ کاٹھ میں اگنی سمان چھپانے پھولوں میں جیوں لالی۔ انتر باہر ایک رس بیاپے تم ہی کال تم کالی۔ برہما بن کے جگت رچایا شنبھو روپ سنگھارا۔ وشنو بھاو سے پالن کرتے۔ وِشنو تم ہی کرتارا۔ تم کو نمسکار میرے سوامی۔ تم ست چت انندا۔ تمہری دیا بھو ساگر اُتروں کاٹوں جم کا پھندا۔

وِشنو کا بر دینا "وِشنو پرسن ہوئے۔" بر مانگ کیا مانگتا ہے! اِس بر مانگنے سے بھی تجھ میں کسی طرح کی واسنا نہ ہوگی۔ اور نہ جنم مرن کا دُکھ ہوگا۔" پرہلاد بولا۔" اگر یہی تمہاری اچھیا ہے۔ تو ایسا آنند مجھ کو دو۔ جس میں دُکھ کا نام تک نہ ہو۔" وِشنو نے کہا۔" ایسا ہی ہوگا۔ تجھ کو برہمہ گیان کی پراپتی ہوگی۔ اور برہمانند میں مگن رہ کر تو سنسار کے دُکھوں سے نکت رہے گا۔" پرہلاد نے وِشنو پر پھول برسائے نمسکار کیا۔ اور وِشنو انتردھیان ہو گئے۔"

پرہلاد کی آتم جگیاسا

جب وشنو ویکنٹھ دھام کو چلے گئے۔ پرہلاد اپنے من میں وچارنے لگا۔ "بھگوان نے آتم گیان کا مجھ کو بر دیا ہے۔ اور اس سے اب مجھ کو دُکھ نہ ہوگا۔ اب مناسب ہے کہ میں سوچوں کہ آخر میں کیا ہوں؟ اس سے پہلے میں کیا تھا؟ میرا سروپ کیا ہے؟ اور میں اس شریر کے بندھن میں پھنسا ہوا کبھی ہنستا رہتا تھا۔ کبھی روتا رہتا تھا۔ میں یہ جگت نہیں ہوں۔ جگت جڑ ہے۔ میں چیتن ہوں۔ چیتن جڑ کیسے ہو سکتا ہے! اس سنسار میں ندی، نالے پہاڑ، سمندر اور پتھر ہیں۔ جو بے حرکت پڑے رہتے ہیں۔ میں یہ کبھی نہیں ہو سکتا، اور میں یہ شریر بھی تو نہیں ہوں۔ یہ شریر بھی جڑھ ہے۔ یہ صرف پران وایو کی حرکت سے چلتا پھرتا ہے۔ اس میں اپنی حرکت نہیں ہے۔ کیا میں شبد سپرش روپ گندھ ہوں! نہیں۔ یہ سب گیان سے خالی ہیں۔ یہ اگیان کی مورتی ہیں۔ اور کسی اور کے سہارے اِن کا کام ہوتا ہے۔ یہ ابھی ہیں اور ابھی غائب! ہوا کے چلنے سے جیسے درخت کے پتے ہلنے لگتے ہیں۔ ویسے ہی ان سب شبد سپرش رُوپ رس گندھ کا حال ہے۔ یہ سب گیان میں لئے ہو جاتے ہیں۔ ان کی اپنی ہستی کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ است ہیں ست نہیں۔ جو تینوں کال میں رہے وہ ست ہے۔ مگر یہ نہ پہلے تھے نہ پیچھے رہیں گے۔ صرف موجودہ وقت میں ان کا بیوہار ہوا کرتا ہے۔ اور وہ بھی چھن چھن بدلتا رہتا ہے۔ میں ہی اصل میں ست ہوں۔ اور باہر بھیتر ایک رس محیط ہو رہا ہوں۔ میرے ہی سنکلپ سے یہ پرگٹ ہوتے رہتے ہیں۔ میں نہ ہوتا۔ تو ان کا ڈھونڈے کہیں نشان تک نہ ملتا۔ میں اب تک کیسے بھرم میں پڑا رہا تھا۔ واہ واہ! میں کیا تھا اور اپنے آپ کو کیا سمجھ رہا تھا۔ اب جا کر اصلیت کی خبر پڑی ہے۔ میں پہلے بھی تھا۔ اب بھی ہوں پیچھے بھی رہونگا۔ یہ میرے ہی سہارے ان سب کے تماشے ہوتے رہتے ہیں۔ میں تو نتیہ گیان ہوں۔

جیسے جلتی ہوئی آگ سے انگارے، شعلے اور چنگاریاں جھڑا کرتی ہیں۔ ویسے ہی یہ سٹھاپر پرش مہاپرش گندھ کا جنم مرن مجھ ہی میں ہوا کرتا ہے۔ میرے ہی سنکلپ سے اندریوں کا بیوہار ہوتا رہا۔ جس طرح یہ شریر میرے سہارے ہے۔ ویسے ہی اس برہمانڈ کا بھی حال ہے۔ برہما سے لیکر چیونٹی تک یہ سب میں ہی ہوں۔ میں ہی اندر۔ میں ہی دیوتا اور میں ہی جیو جنتو ہوں۔ ہر جگہ میرے ہی آتما کا پرکاش ہے۔ اور یہ میرا آتما ہی ادویت۔ ابناشی اور اکھنڈ ہے۔ اور منڈلاکار ہو کر ویاپت ہو رہا ہے۔ میں جب نمسکار کرتا ہوں تو اپنے ہی کو کرتا ہوں۔ میرے سوا اب تو کوئی نظر نہیں آتا۔"

گیان پرہلاد سوچتا ہے "آہا۔ کیسا بھرم تھا۔ میں ناحق اپنے آپ کو آج تک برا بھلا سمجھتا رہا۔ یہ چل اچل۔ کرم اکرم۔ سب میں ہی تو ہوں۔ اوپر نیچے، نرک، سورگ۔ آتم اور اناتم میں میری ہی بھرنا کام کر رہی ہے۔ میں ادویت۔ ادویتہ، ایک اور اسنگ ہوں۔ گیانی اپنے گیان سے میرے ہی روپ کا چنتن کرتے ہیں۔ یوگی اپنے یوگ بل سے میرے ہی ساکشاتکار کے جتن میں لگے رہتے ہیں۔ میں ساکشی روپ ہوں۔ یہ جگت ساکشی بھاس ہے۔ روپ اور بھاس میں کیا بھید ہے! اگیان نے بھرم کو پھیلایا تھا۔ ادر چھوٹے میرے تیرے پنے سے یہ جگت دکھ اور کلیش پرتیت ہو رہا تھا۔ اب میرا تیرا اپنا نہیں ہے اسلئے دکھ اور کلیش کی بھی جڑ کٹ گئی ہے۔ گیان میں اگیان کہاں۔ اب ادویت ہی ادویت بھاس رہا ہے۔ یہی کیولیہ پرم پد ہے۔ اس دشا میں من اہنکار۔ اندریاں اور سارا جگت آتما میں لین ہو گیا۔ اب تو مجھے اسی "مہا دک" کی خبر ملی۔ اے گیان! تیری جے ہو۔ اے مہا مول کارن تیری جے ہو! اے دیدعل کا تتو۔ تیری جے ہو! جب گیان ملا، اگیان گیا۔ جب سار ملا، سنسار گیا۔ ابھیمان کا مان اپمان گیا سنسار کے ساتھ سا گیا۔"

سمادھی "اس طرح سوچتے سوچتے پرہلاد کی نروکلپ سمادھی لگ گئی اور وہ بہت برسوں تک قائم رہی۔ پاتال دیس کے راج کاج میں وگھن پڑنے لگا۔ اور راجہ کے نہ ہونے سے پرجا دُکھی ہوئی۔ وشنو نے دیکھا کہ پرہلاد اب سمادھی میں مگن ہے۔ اس کے ساتھ دیت بھی اچیت پڑے ہیں۔ یہ حالت خوشگوار نہیں ہے جب دیت نہ رہیں گے تو پھر یہ دیوتا خود کیسے رہ سکتے ہیں۔ اور جب ان کے ساتھ ان کی لڑائیاں نہ ہونگی۔ تو یہ شُبھ جنتن والے بن کر موکش پا جاوینگے اور یہ سنسار پھر مِٹ جائے گا۔ نہ کہیں یگیہ ہوگا۔ نہ ہون ہوگا۔ نہ دھرم ہوگا۔ نہ کرم ہوگا۔ سنسار تو اسی وقت تک رہتا ہے جب تک دیواسُر سنگرام ہوتا رہتا ہے دو پنے کے بغیر سرشٹی نہیں رہ سکتی۔ ایک ہو جانے سے سرشٹی کا پربندھ بگڑ جاتا ہے۔ اور پھر وقت آنے سے پہلے قبل از وقت اُس کے کھیل کا موقوف کرنا پسند نہیں ہے اور نہ اس میں بھلائی ہے۔ اسلیئے اب حکمت عملی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اب دیتوں کو کچھ دِنوں کیلیئے سُکھ اور سمپتی دینی چاہیئے تب پھر دیواسُر سنگرام ہونے لگے گا۔ اور دیوتا بڑی تعداد میں اکٹھا ہو کر کلپ کے انت تک لڑتے رہینگے اُس وقت اِن دیتوں کے ناش ہو جانے سے اُن کا بھی ناش ہو جائے گا۔ اور پرلے آجائے گی"۔

سمادھی سے اُٹھان "یہ سوچ کر وشنو گروڑ پر سوار ہو کر پاتال دیس کو گئے پرہلاد محویت کی حالت میں تھا۔ نہ کسی کے آنے کی خبر نہ جانے کی سُدھ۔ وشنو نے اُس کے جتانے کیلیئے شنکھ کو بجایا۔ شبد کو سُن کر اُس کے پران برہم رندھر سے اُترے اور شریر کے نس ناڑی میں پھیلنے لگے۔ پھر جسم کو حرکت ہوئی۔ من میں چنچلتا آنے لگی اور آہستہ آہستہ اُس کی آنکھیں کھُل گئیں۔ وشنو پر نظر پڑی۔ اور پھر آنند میں بے سُدھ ہونے لگا کیونکہ اُس میں اور وشنو میں

اب کوئی بھید نہیں رہا تھا۔ دونوں ایک ہی تتّو تھے۔"

وشنو کی صلاح "وشنو نے دیا کی درشٹی سے دیکھکر کہا۔" پرہلاد! اب جا کر تم راج کاج کا کام کرو۔ تم اندر سے بھی زیادہ دولتمند ہو۔ سب تمہاری تعریف کرتے رہتے ہیں۔ قبل از وقت شریر کے تیاگ کرنے سے فائدہ ہی کیا ہے۔ یہ رہے تو کیا اور نہ رہے تو کیا؟ یہ تمہارا بگاڑتا کیا ہے۔ دُکھ تو اگیانیوں کو ہوتا ہے۔ جو میرا تیرا اپنا کیا کرتے ہیں۔ گیانی شریر میں رہتے ہوئے بھی اُس سے اسنگ رہتے ہیں۔ اب تم اس قسم کی گہری اور اکھنڈ سمادھی کا خیال ترک کردو۔ تم جیون مُکت ہو اور چاہے یوگ کرو یا نہ کرو۔ کام کاج کی حالت میں بھی تم کو سمادھی کا آنند پراپت رہیگا۔ ابھی تک کلپ کا دور ختم نہیں ہؤا ہے۔ اسکو وقت سے پہلے ختم کرنا بھی منظور نہیں ہے ایکاگر چیت اور شانت من والوں کیلئے یہ سنسار کبھی دُکھدائی نہیں ہے کیونکہ اُن میں راگ اور دویش کا بندھن نہیں ہے۔ میری یہ خواہش ہے کہ تم اس کلپ کے آخر تک راج کاج کرو۔"

پرہلاد کا راج تلک "یہ کہکر وشنو نے گنگا جل منگا کر پرہلاد کا راج تلک کیا اور ہرن کشیپ کی جگہ اُسکو راجہ بنایا۔ دیت اور دیوتا اُس کی اُستتی گانے لگے۔ آکاش سے پھولوں کی برسا ہوئی اور وشنو نے آشیرباد دیا کہ جبتک سمیرو پرتھوی پر قائم ہے تب تک تیرا راج رہے اور سنسار کے دُکھ تیرے پاس تک نہ بھٹکنے پاویں۔" یہ دُعا دے کر وشنو تو اسی وقت انتردھیان ہو گئے اور پرہلاد پاتال دیس کا راج کرنے لگا۔"

سوال وجواب "جب وسشٹ جی یہ قصہ سنا چکے۔ رام نے پوچھا۔ بھگون! جب پرہلاد گیان کو پا کر برہم میں لین ہو گئے تو پھر وہ کیسے وشنو کے شنکھ کی آواز کو سُن کر منشیہ کی طرح جاگرت اوستھا میں آ گئے۔" وسشٹ نے

جواب دیا " جتنے جیون مکت پرانی ہوتے ہیں۔ اُن کی باسناؤں کا بیج وگدھ ہو جاتا ہے یہ جلا ہوا بیج جیسا ہے۔ لیکن یہ جنم مرن کا کارن نہیں ہوتا۔ وگدھ کئے ہوئے کسی بیج سے درخت نہیں نکلتے۔ اسی طرح یہ پھر نہیں جنمتے۔ یہ باسنا اوپر مہر کر ستوگن سے ملی رہتی ہیں۔ اور سُوشپتی کے سنسکاروں کی طرح ہوتی ہیں۔ یہ ہزاروں برس کے گذرنے پر مبنی رہتی ہیں۔ صرف آہستہ آہستہ ان کا ابھاؤ ہوتا ہے۔ اس قسم کی اسناؤں سے جیون مکت پرانی سنساری بیوہار کرتے رہتے ہیں۔ اور پرہلاد کا انہیں کے سبب سے سمادھی سے اُتھان ہو گیا تھا۔"

۵۔ گادھی براہمن کی کہانی

خلاصہ :- " مایا کے جان لینے اور مایا کے تیاگ ویراگ سے بھی اتم پد کا ساکشاتکار ہوتا رہتا ہے "۔

تمہید } مایا کے رُوپ کا بیان کرنا مشکل ہے۔ یہ مہابلوان ہے۔ اور اسی کی وجہ سے پرانیوں کو جنم مرن کے دُکھ سہنے پڑتے ہیں۔ اس مایا کو کسی بڑے طاقت والے آدمی کا من جیت سکتا ہے۔ اور اپنے ہی من کے جیتنے سے یہ بھی جیتی جاتی ہے۔ اب ہم مایا کے متعلق تم کو کہانی سناویں گے "۔

گادھی براہمن کی کہانی } " کوسل دیس میں گادھی نام ایک براہمن رہتا تھا کسی غرض اور کسی سبب کی وجہ سے اُس نے اپنے کل کٹمب کو چھوڑ دیا اور بن میں رہ کر تپ کرنے لگا۔ تالاب کے پانی میں آٹھ مہینہ کھڑے ہوئے تپ کرنے کے بعد وشنو پرسن ہو کر اس برہمن کے پاس آئے اور پوچھنے لگے تو کیا بر چاہتا ہے "۔ برہمن نے پہلے تو اُنکو نمسکار کیا اور پھر کہنے لگا " میری یہ خواہش ہے کہ میں برہمہ میں لین ہو جاؤں۔ اسلئے آپ ایسی دیا کیجئے۔ کہ میں مایا کی اس شکتی کو بہت اچھی طرح سے جان لوں۔ جس شکتی سے وہ یہ جنم مرن والا

سنار پیدا کرتی رہتی ہے"۔ وشنو بولے: "ایسا ہی ہوگا۔ تو مایا کو دیکھ لے گا اور اُس کے بندھن سے چھوٹ جائے گا"۔ وشنو تو اُسی وقت غائب ہو گئے اور براہمن کا دل اُن کا درشن پاکر بہت خوش ہو گیا۔ کچھ عرصہ تک وہ اور بھی جنگل میں رہ کر تپ کرتا رہا آخر ایک دن وشنو کے برکو یاد کرتا ہُوا وہ تالاب میں اُترا۔ اور ابھی مشکل سے سنان کرنے کے لئے پانی میں سر کو غوطہ دیا تھا کہ وید منتروں تک کو بھول گیا۔ یہ دستور ہے۔ نہاتے وقت بھی لوگ وید منتر پڑھتے رہتے ہیں۔ مگر پانی میں سر کے ڈوباتے ہوئے اس پر عجیب غریب حالت گزری۔ وہ دیکھتا کیا ہے کہ کسی سخت بیماری کی وجہ سے وہ خود مر گیا ہے۔ عزیز و اقارب اِردگرد کھڑے ہیں بیوی پاس بیٹھی رو رہی ہے۔ اور ماں ماتم کر رہی ہے۔ یہ حالت کچھ دیر تک رہی۔ آخر جب اُس کی ماں چلاتے چلاتے دُکھ سے بیہوش ہو گئی۔ رشتہ دار گادھی کی مُردہ لاش کو شمشان میں جلانے کے لئے اُٹھا لائے۔ اور وگدھ کرم کے بعد اُس کو جلا کر خاک کر دیا۔ گادھی پر یہ حالت صرف پانی میں غوطہ ہی لگانے پر گذری۔ اب آگے کا حال سُنو"۔

گادھی کے اور جنم "اِدھر اُس کی لاش جلائی گئی۔ اُدھر گادھی نے ایک کتے کا ماس کھانے والی چنڈالنی کے گربھ سے جنم لیا۔ اور کئی برس میں بالغ ہُوا۔ اُس کا جسم کالے کوئلوں کی رنگت کا تھا اور وہ جب چلتا تھا حرکت کرنے والے سیاہ کھمبے کی طرح نظر آتا تھا۔ اس کی شادی ایک چنڈالنی لڑکی کے ساتھ کی گئی۔ اور وہ اُس کو پاکر بہت خوش تھا۔ دونوں کبھی پہاڑوں میں رہتے کبھی جنگل میں۔ اور کبھی دریا کے کنارے! اور اُن کے گھر کئی لڑکے بھی پیدا ہو گئے۔ اور وہ آل اولاد والا بن گیا۔ جب بڈھاپا آیا۔ اُس چنڈال نے ستری پرش کا ساتھ چھوڑ دیا اور کسی قدر فاصلہ پر بانس کا جھونپڑا بنا کر الگ تھلگ رہنے اور تپ

لگے۔ رباب تو تپ کرتا تھا۔ لڑکے اور اُن کی ماں گھر کا کام کاج کرتے رہتے تھے مگر
وقت پا کر یہ بھی سب بوڑھے ہو گئے۔ اور کال نے ان کو اپنے مُنہ کا نوالہ بنا لیا۔
یہ تو سب مر گئے۔ مگر بدنصیب تپ کرنے والا بوڑھا ابھی تک زندہ ہے۔ اولاد کا
غم دُنیا میں سخت مصیبت ہے۔ اب وہ تنہائی کی جگہ اُس کو کاٹنے لگی۔ اور تپ
میں دِل کا قائم کرنا مشکل ہو گیا۔ کیونکہ وہاں اُس کو ہر وقت گذشتہ زندگی کے واقعات
کی یاد دہانی ہُوا کرتی تھی۔ آخر وہ وہاں نہ رہ سکا۔ وطن کو چھوڑ کر کیرا دیس میں پہنچا۔
جس کا راجہ مر گیا تھا۔ اور اُس کے پیچھے تاج و تخت کا کوئی وارث نہیں رہا تھا۔
اُس مُلک کا یہ رواج تھا۔ کہ جب کوئی راجہ بغیر اولاد کے مر جاتا تھا۔ تو وزیر، امیر
شاہی ہاتھی کو آراستہ کر کے اُس کی سُونڈ میں جے مال دے دیتے تھے اور یہ مالا وہ جس کے
گلے میں ڈال دیتا تھا۔ وہی وہاں کا راجہ ہو جاتا تھا۔ یہ چنڈال (گادھی) اتفاقاً
رامبھائی میں اسی دِن پہنچا جس دن راجہ مرا تھا۔ اور سجا ہُوا ہاتھی گلیوں میں گھومتا
پھرتا ہُوا اس نگر میں تھا کہ کس کو ہار پہنا دے۔ اُس نے اُس چنڈال کو دیکھا۔ اور
اُس کے گلے میں مالا ڈال دی۔ رعایا، امیر، وزیر، اہلکار اب اُس کے سامنے
جُھک جُھک کر جے جے کرنے لگے۔ اور تمام شہر کی گلیاں "جے" کی آوازوں کے
نعروں سے گونج اُٹھیں۔ شاہی منصب دار اس کو لے گئے۔ حجامت کرائی۔ نہلایا
دُھلایا اور شاہی لباس پہنا کر تخت پر بٹھا دیا۔ اور راگ رنگ کی محفل منعقد ہوئی۔
نئے راجہ کا خطاب گوَل رکھا گیا۔ اور اسی نام کا سکّہ چلنے لگا۔ راج کرتے ہوئے
اُس کو آٹھ برس گزر گئے۔ ایک دِن وہ محل سے اُتر کر تن تنہا قریب کی گلی میں سیر کر
رہا تھا کہ ایک چانڈال کی نظر اُس پر پڑی جو اور چانڈالوں کو ساتھ لئے ہوئے بین بجا
رہا تھا۔ راجہ کو اُس نے پہچان لیا۔ اور پاس آ کر بولا۔ "کٹنج! تو یہاں کہاں! تو تو میرا
پُرانا رشتہ دار ہے۔ اب تو نے کس جنگل میں گھر بنا لیا ہے اور کہاں رہتا ہے۔ امیر کوئی شبھ کرم

اُسے ہوئے ہونگے کہ جن کے پُنیہ پرتاپ سے میں نے آج تجھ کو دیکھا ہے"۔ راجہ کو چنڈال کی یہ حرکت پسند نہیں آئی۔ کیونکہ ان دونوں کے درمیان اب آسمان و زمین کا فرق تھا۔ چانڈال نے اُس کا حسب و نسب بتا کر پرانی باتوں کی یاددہانی کرانی چاہی مگر راجہ شرم کی وجہ سے پانی پانی ہوا جاتا تھا۔ آخر اُس نے چانڈال کو جھڑکیاں دیں اور آپ جھٹ پٹ محل کے اندر ہو رہا۔ تاکہ اور کسی کو اس واقعہ کی خبر نہ ہونے پائے لیکن محل کے بالاخانہ پر بیٹھی ہوئی رانیوں نے اس واقعہ کو دیکھ لیا تھا۔ وزیر اُس وقت محل ہی میں تھا۔ رانیوں نے وزیر سے یہ حال کہا۔ وزیر کی زبان سے یہ کلمہ برآمد ہوا۔ "افسوس! یہ راجا تو ہم کا چانڈال ہے۔ اب ہم کیا کریں"! یہ سب کے سب حیران اور پریشان تھے مگر راجہ غافل اور بیخبر تھا۔ وہ آکر تخت شاہی پر بیٹھ گیا۔ رانیاں، درباری، بیگمات وغیرہ جو اُس کے قریب آئے۔ تصویر کی مورتیوں کی طرح چپ چاپ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر کھڑے ہو رہے۔ کیونکہ چانڈال کا چھونا مہاپاپ سمجھا جاتا تھا۔ راجہ کی حالت کچھ نہ پوچھو۔ دولت رکھتا ہوا بھی وہ کنگال تھا۔ عزت اور حُرمت کا مرکز بنا ہوا بھی وہ ذلیل اور خوار تھا۔ لشکر اور رعیت کا مالک کہلاتا ہوا بھی وہ بےکس اور تنہا تھا۔ آخر درباریوں نے پنچایت کی کہ "ہم نے غلطی میں پڑ کر چانڈال کو چھو لیا۔ اُس کے ہاتھ کا دیا ہوا کھانا کھایا۔ اس پاپ کا پرائشچت یہی ہے کہ سب کے سب چتائیں جل جائیں اور اس دھرم کرنے کے پھل سے چھٹکارا پائیں"۔ سب نے چتائیں بنائیں اور اُن میں گر کر بھسم ہو گئے۔ راجہ نے سوچا "یہ سب لوگ مجھ چنڈال کے سبب سے مرے ہیں۔ میرا جیتا رہنا بالکل عبث ہے۔ میں بھی کیوں نہ جل کر خاک ہو جاؤں"۔ یہ سوچ کر راجہ نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور آگ کے شعلوں نے اُس کا کام تمام کر دیا"۔

گادھی کا مہمان "اے رام! کٹنج کی لاش ابھی جل ہی رہی ہے۔ پانی میں غوطہ مارے ہوئے گادھی نے اپنا سر اونچا کیا۔ چار لمحہ سے زیادہ

اُس کو اس حال میں نہ گزرے ہوں گے۔ مگر یہاں برسوں اور مدتیں گزر گئیں۔ برہمن سخت حیران رہ گیا۔ اور نہا دھو کر وہ اپنے آشرم میں آیا۔ اور جینوں کی طرح ان باتوں پر سوچنے لگا۔ مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ اتفاقاً اس کی کٹی میں کسی سادھو اتیتھی کا گذر ہوا۔ جس کی اس نے پھل پھول سے مہمانداری کی اور نتیہ کرم اور سندھیا کے بعد دونوں شانتی سے بیٹھکر آتم گیان کی کتھائیں کہنے اور سُنانے لگے"۔

مہمان کے دُبلا ہونے کا سبب

"گادھی نے دیکھا کہ اُس کا مہمان بہت ہی دُبلا پتلا ہے۔ اُس نے بیماری کا سبب پوچھا۔ اُس نے جواب دیا۔ "میں تم سے کیا کہوں۔ میں اپنے رشتہ داروں کی درخواست پہ ایک مہینہ کیلئے کیرا دیش کی یاترا کے لئے گیا تھا۔ جو اُتر میں ہے۔ وہاں میں ایک آدمی سے ملا۔ جس نے یہ حال مجھ کو سنائے کہ کیرا دیش میں ایک راجہ آٹھ برس سے راج کرتا تھا۔ اس کی سلطنت میں کسی کو کسی بات کا دُکھ نہ تھا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد پتہ لگ گیا، کہ راجا چانڈال جاتی کا ہے۔ براہمنوں نے یہ جان کر آگ میں اپنے آپ کو بھسم کر دیا۔ اور راجہ نے بھی ایسا ہی کیا۔ یہ سُن کر میں نے سوچا۔ مجھے بھی براہمنوں کے دُکھ کی کہانی کے سُننے سے پاپ لگا ہوگا۔ چلو پریاگ چل کر اپنے پاپ کو دھوآویں اور میں تب سے چندراین برت کرتا ہوں۔ یہ سبب میرے دُبلے ہونے کا ہے"۔

تحقیقات کیلئے باہر نکلنا

"گادھی کو یہ سُن کر سخت تعجب ہوا۔ کیونکہ یہ اُس کا اپنا ہی حال تھا۔ آخر اُس سے نہ رہا گیا۔ وہ ان سب واقعات کی تحقیقات کرنے کیلئے سفر میں نکلا۔ پہلے وہ بُھنا منڈل میں آیا۔ جہاں اُس کا جنم ہوا تھا۔ تمام جگہیں دیکھیں اور وہ اس کے دل کے خیالی نقشوں کے موافق تھیں۔ پھر وہ کیرا دیس گیا۔ محل۔ باغ۔ بغیچے سب دیکھے اور

حال سُنا۔ ایک بھی کڑی تو اس واقعہ کی زنجیر کی ایسی نہیں تھی جو اُس میں نہ پائی جاتی۔ گادھی نے پھر دل میں غور کیا۔ کچھ نہیں۔ وِشنو نے مجھ کو مایا کا رُوپ اسی بہانے دکھایا ہے۔ یہ مایا ہی مایا ہے اور کچھ نہیں ہے۔"

گادھی اور وِشنو "یہ سوچ کر وہ براہمن کسی اونچی پہاڑی پر چڑھ گیا اور تپ کرنے لگا۔ ایک سال کے بعد وِشنو پھر پرگٹ ہوئے پوچھا "اب کیا چاہتے ہو؟ مایا کو تو تم نے دیکھ لیا۔ یہی تمہاری خواہش تھی۔ اب تپ کرنے سے تمہاری کیا مراد ہے؟" گادھی نے وِشنو کی ستتی کی اور کہا "یہ سچ ہے کہ مَیں نے مایا کے کئی رُوپ دیکھ لئے۔ کرم کے پھل کا نتیجہ بھی نظر آ گیا۔ لیکن میں اب تک اگیانی کا اگیانی بنا ہوں۔ یہ میری سمجھ میں اب تک بھی نہیں آیا کہ یہ جھوٹی مایا سچی کیسے ہو جاتی ہے۔ اور اس کا بھرم جال سچ کیوں پرتیت ہوتا ہے؟" وِشنو نے جواب دیا "اے براہمن! یہ جگت اور اُس کے تمام لوازمات کی بُنیاد من میں ہے۔ یہ ایک لمحہ کے لئے بھی من سے الگ نہیں ہوتا۔ جگت کے سوپن میں پڑے ہوئے تمام پرانی اہنکار اور واسناؤں کے بندھن کی وجہ سے جو کچھ دیکھتے سُنتے کھاتے پیتے ہیں اُس کو سچ ہی جانتے ہیں۔ من سے مانسک دھاریں نکل کر گھنی ہو جاتی ہیں۔ یہی سنسار ہے۔ سنسار اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ آدمی جو کچھ دیکھتا، سُنتا، اور سمجھتا بُوجھتا ہے۔ وہ اُسی کا سنکلپ وکلپ ہوتا ہے۔ اس من میں تمام باتوں کا امکان ہے۔ اس میں تعجب کی کونسی بات ہے! لوگ سنکلپ ہی سے نیچے اور سنکلپ ہی سے اونچے بنتے ہیں۔ تم نے پانی میں جن واقعات کا تماشہ دیکھا اُن کی وضاحت اور صراحت کا خیال دل میں آیا۔ اور سنکلپ کی دھار کی صورت میں وہ مہمان تمہارے گھر میں آ گیا۔ جس نے اپنی شہادت سے تمہارے اپنے ذاتی تجربوں کو سچا ثابت کر دیا۔ ہُنامنڈل اور کیرامنڈل کے پرانی بھی

سب اسی سنکلپ سے پیدا ہوئے تھے۔ تم خواب میں جاکر خواب کے تماشے دیکھتے ہو۔ اُس وقت اُن کو جھوٹ تو نہیں جانتے۔ اسی طرح یہ جاگرت بھی ایک طرح کا سپن ہی ہے۔ صرف اتنا فرق ہے۔ کہ یہ سوکشم روپ ہے۔ اور وہ ستھول روپ ہے۔ دم کے دم میں تم نے دیکھ لیا۔ کہ من کہاں سے کہاں جا پہنچا۔ تم براہمن سے چانڈال اور چانڈال سے راجا ہو گئے۔ اور آگ میں جل کر پھر گادھی کے گادھی ہو۔ یہ مایا کے کھیل ہیں۔ اور یہ کھیل من کے سنکلپ وکلپ سے ہوا کرتے ہیں۔ جو اگیانی ہیں وہ بھرم میں پڑ جاتے ہیں۔ اور جن کو گیان ہے۔ وہ تتو کو سمجھکر موکش کا آنند بھوگتے ہیں۔ اب تم یہاں سے اُٹھو۔ پہاڑ کے اُتر جانب گپھا ہے۔ اُس میں بیٹھکر دس برس تک تپ کرو۔ تب تم کو پورا گیان پراپت ہوگا۔ اور مکت ہو جاؤ گے۔" وشنو کے جاتے ہی گادھی نے ان کی ہدایت کے موافق کام کیا اور جیون مکت کی دشا حاصل کر لی۔"

۶ - اُدالک کی کہانی

خلاصہ: - برہمانند کی پراپتی۔ آتم جگیاسا کی سمادھی اور یوگ سے بھی ممکن ہے۔"

تمہید "مایا اوپر نیچے دائیں بائیں آگے پیچھے سب ہی جگہ ہے۔ اور ہر حال میں وہ بھرم پھیلاتی ہے۔ اس مایا کا آدھار برہم ہی ہے۔ اگر تم بھی برہم کو اپنا آدھار سمجھ لو۔ تو کبھی مایا کا بھرم تم پر حملہ نہ کرے۔ جو مایا کے جھگڑوں میں پڑے رہتے ہیں۔ اُن کو مایا کے تین گُن ست، رج، تم کے زیر اثر آنا ہی پڑے گا وہ بچ کیسے سکتے ہیں۔ یہ بُری بیماری صرف من کے بس میں کر لینے سے چلی جاتی ہے اس کا علاج بس یہی ہے۔ اور یہ بات ہم تم کو زور دے کر کہہ رہے ہیں۔ تتو گیانی کُل جاتی اور آشرم میں رہ کر موجودہ زندگی کا کام کرتے ہیں۔ گذشتہ اور آئندہ سے تعلق

نہیں رکھتے۔ اور اُن کے متعلق سنکلپ اُٹھایا کرتے ہیں۔ اِس طرح کے کرم کرتے کرتے جب آئندہ کا سنکلپ نہیں رہتا۔ من خود بخود قابو میں آجاتا ہے۔ آدمی صرف گیان کی خواہش کرنے ہی سے اُسکی طرف رجوع ہو کر من کے بس میں کرنے کا راز سمجھنے لگتا ہے۔ اور جیوں جیوں وہ من کے پھندے سے چھوٹتا جاتا ہے توں توں اُس کو برہم سکھ جو پُورن آنند ہے ملنے لگتا ہے۔ سد شاستروں کو پڑھو۔ گیانیوں کا ست سنگ کرو۔ اور جیسے پلکیں بلا کسی غرض کے خود بخود جھپکتی اور کھلتی رہتی ہیں۔ ویسے ہی تم بھی کرم کے پھل کی خواہش نہ رکھتے ہوئے سنسار کا بیوہار کرتے رہو۔ اور برہم کا سُکھ ایک دم کے لئے بھی تم سے جُدا نہ ہوگا۔ برہم شانتی کا آدرش ہے جن کا ایسا آدرش ہے اُن کو پریشانی کیسی! سارا کھیل من ہی کا ہے۔ من کو اُدھر لگا لو۔ تو برہم ہی برہم ہے۔ اور من کو اِدھر کر لو۔ تو مایا ہی مایا ہے۔ یہ من بیچ کی درمیانی حالت ہے۔ یہی بھوساگر کا پل ہے۔ جو اس کو پار کر جائے۔ تو سمندر کے پار ہو جائے گا۔ اور جو اس میں اٹکا رہے گا۔ وہ دُبدھا میں پڑا رہے گا۔ نہ اِدھر کا ہوگا اور نہ اُدھر کا۔ اور اسی کو مایا کی دُکھدائی اوستھا کہتے ہیں۔ دھن، دولت ستری پُتر کی خواہش کو زہریلا ناگ سمجھو۔ اس سے بچ رہنے ہی میں خیریت ہے کیونکہ جہاں ایک مرتبہ اس کے زہر نے دل میں اثر پیدا کر لیا۔ پھر آدمی تڑپ تڑپ کر مرنے لگتا ہے۔ اُدّالک مُنی نے اِن پانچ بھوتوں کی بیخ کنی کر دی تھی۔ اِنکو بیس ڈالا تھا۔ تم بھی آتم وچار سے اِس جگت کا ناس کر دو۔"

اُدّالک مُنی کی کہانی

رام نے پوچھا۔ "بھگون! اُدّالک نے کس طرح پنچ بھوتوں کو پیس ڈالا تھا۔ میں وہ قصہ آپ سے سُننا چاہتا ہوں۔" وسشٹ بولے۔ "آتم جگیاسا ہی سے اُدّالک نے یہ کام کیا تھا اور ادویت برہم کے پد کو پراپت کر لیا تھا۔ سُنو۔ یہ مشہور مُنی گندھ مادن پربت کے دامن میں رہتا تھا

اس نے وہاں ایسے جنگل میں اپنا آشرم بنا لیا تھا۔ جہاں طرح طرح کے پھولوں کی خوشبو اُڑا کرتی تھی۔ یہ یوگی اور سمجھدار ضرور تھا۔ مگر گیان نہیں مِلا تھا۔ اور من کو ملین واسناؤں سے نجات نہیں تھی۔ اس نے یم نیم کا سادھن رنشکام تپ کرنے کے بعد شاستروں کا مطالعہ شروع کیا۔ اور اُس کے دِل میں یہ سوال پیدا ہوئے "وہ پد کون ہے جہاں سُکھ ہی سُکھ ہے اور دُکھ نہیں ہے؟ وہ کون اوستھا ہے جو جنم مرن سے رہت ہے؟ کیا اُس کی پراپتی کے سادھن میں نہ لگنا چاہئے؟ وہ کون سا وقت آئے گا جب میں برہم کا ساکشاتکار کر لینے اور من کے سنکلپ وکلپ سے چھٹکارا پا لینے پر مہا میرو کی طرح شانت ہو جاؤں گا! اور بھوگ بلاس کی واسناؤں سے میرے چِت کو ذرا بھی تعلق نہ ہو گا؟ جب میں بُدھی کے سہارے بھوساگر کو پار کر جاؤں گا۔ تب ہی جا کر راگ اور دویش سے نجات ہو گی اور تب میں ہمیشہ کیلئے سُکھی رہوں گا۔ کبھوں میں نروکلپ سمادھی میں بیٹھ کر آتما کا دھیان نہ کروں؟ کیوں نہ میں دھیان میں اس طرح محو ہو جاؤں کہ پرندے میرے جسم میں گھونسلا بنا لیں اور مجھ کو خبر تک نہ ہو"؛

من کو سمجھانا

اُدالک کے من میں اس طرح کے خیال پیدا ہوئے اور خوشی خوشی وہ دھیان کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ مگر اُس کا من شانت ریکسُو اور ایکاگر ہونے میں نہیں آتا تھا جیسے بندر درخت کی ایک شاخ سے اچھل کر دوسری پر کُود جاتا ہے ویسے ہی من بھی ایک بھوگ کی چاہ کو چھوڑ کر دوسری کی طرف چلا جاتا تھا۔ اور مُنی کی سمادھی نہیں لگتی تھی۔ مُنی بہت بیاکل ہوا۔ کبھی وہ پریشان ہو کر بن میں وچرتا۔ کبھی پہاڑوں کی کندراؤں میں جا کر رہتا۔ مگر من کے اُتپات سے گھبراتا تھا۔ کتنے عرصہ تک اُس کی یہی حالت تھی۔ آخر کار بڑا جتن کرنے پر اُس کو پہاڑ میں ایک گپھا نظر آئی۔ جس میں کوئی جیو جنتو نہیں تھا اور وہ جگہ ہر صورت

سے ایکانت بھتی مُنی نے اس گپھا میں آکر آسن ڈالا۔ زمین پر ملائم گھاس پتے اور مرگ چرم بچھا لیئے۔ اور من کو قابو کر کے مہا مُنی بُدھ بھگوان کی طرح آسن میں آرُوڑھ ہو گیا اور نروکلپ سمادھی کی غرض سے من کو اس طرح سمجھانے لگا۔ "اے من! تُو کیوں بھرم میں پڑا ہے۔ اور کیوں ایسے کرم کرتا رہتا ہے۔ جن کا بُرا نتیجہ ہوتا ہے۔ جن کو شانتی کے امرت کی خواہش نہیں اور جو سنساری پدارتھوں کی واسنا رکھتے ہیں۔ وہ ایسے آدمیوں سے مشابہ ہیں۔ جو کلپ برکش کو چھوڑ کر ریندڑ کے درخت کا سایہ تلاش کرتے ہیں جس میں برہم لوک تک کی واسنا ہے۔ اُسکو کبھی نِروان پد نہیں ملتا۔ تُو کس تمنّا میں لگا رہتا ہے۔ اصل میں تو کچھ بھی سار نہیں ہے۔ تو کبھی شبد کی اچھّیا رکھتا ہے کبھی سپرش کی۔ کبھی رُوپ کی۔ کبھی رس کی اور کبھی گندھ کی۔ یہ پدارتھ چھین مارتے ہیں۔ ہمیشہ نہیں رہتے اور جو ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ وہ پھر اپنی جان ہی سے ہاتھ دھوتے ہیں۔ ہرن نے بین کی آواز سے تعلّق پیدا کیا، مارا گیا۔ پروانہ جلتی ہوئی شمع کے رُوپ کا عاشق ہُوا۔ جل بھُن کر ہلاک ہُوا ہتھنی کے سپرش سے ہاتھی پھنستا ہے۔ کمل کی خوشبو بھونرے کو قید کراتی ہے۔ چارہ پر جان دینے والی مچھلی کنڈے میں پھنستی ہے۔ اس لئے یہ شبد سپرش رُوپ رس گندھ سب ہی دُکھدائی ہیں۔ ان میں تو نہ پھنس اور نہ خواہ مخواہ ان کی چاہ اُٹھایا کر، اے من! یہ سنسار خود چھن بھنگی ہے۔ اس سے کیا لَو لگاتا ہے۔ تو کہا مان جا اور اس کے بھرم میں نہ پھنس"۔

وِچار "من کو اس طرح بار بار سمجھا کر مُنی نے کسی قدر شانت کر لیا۔ پھر اُسی من سے من ہی من میں سوچنے لگا" گیان لطیف اور سرو ویاپک ہے۔ یہ چھوٹے سے من میں سما کیسے سکتا ہے۔ جہاں اس شریر پر ایڑی سے لیکر چوٹی تک وِچار کیا جاتا ہے۔ وہ "آتما" نہیں معلوم ہوتا۔ آتما تو سب جگہ ہے مگر شریر میں جگہ نہیں

ہے۔ یہ آتما ہی گیان ہے۔ اس گیان میں نام اور رُوپ نہیں ہے۔ نہ یہ چھوٹا ہے۔ نہ
بڑا ہے۔ نہ اس میں گُن ہیں نہ اوگن ہیں۔ مَیں خود یہ گیان ہوں۔ یہ گیان مجھ سے
جُدا یا مختلف نہیں ہے۔ صرف من نے فرضی اور جھوٹی اختلاف کی حالتیں قائم
کر رکھی ہیں۔ میں اس مَن کا گیان کی مدد سے ناش کر دوں گا۔ میں گوشت، پوست
ہڈی۔ پران ہو کیسے سکتا ہوں۔ نہ میں کرم اور گیان اندریہ ہی ہوں۔ میں اپنے آپ
کو ان سے نیارا پاتا ہوں۔ مَیں پُورن ریتی سے ان میں وِیاپک ہوں۔ یہ ایک استھانی
ہیں۔ اور میرے ہی آسرے ہیں۔ یہ مَن مُورکھ ہے۔ یہ اُلٹی سیدھی سمجھا کر
بھرم دلاتا رہتا ہے"!

"گو پانچ اندریوں کو میں نے واسناؤں سے آزاد کر لیا۔ مگر پہلے
اور وچار کی سنسکاروں کی وجہ سے وہ پھر بار بار باہری پدارتھوں کی طرف
جھکتی ہیں۔ واسنا ہی ان اندریوں کے بھرم کا کارن نہیں ہے بلکہ یہ خود بخود بھی
باہری پدارتھوں کو دیکھ کر اُن کی خواہش کرتی رہتی ہیں۔ اُن مُورکھوں کو بھی من کے
ساتھ باندھ دینا چاہئے۔ تاکہ ریشم کے کیڑے کی طرح یہ اپنے ہی سُوت کی تھیلی میں
قائم ہو کر ٹھہر جائیے۔ اور ایکاگر ہو کر ادویت پد کا وچار کرنے لگے۔ اس لئے اے
من! اب اودھم نہ مچا کر تو برہم کا ساکشاتکار کر اور موکش کو پہچان۔ اب مجھ کو دُکھ
نہ ہوگا۔ میں گیان آکاش میں کھیلتا رہوں گا۔ اور جس طرح چاہوں گا۔ ویسا ہی
ولاس کروں گا۔ میں ہی تو ہوں۔ میرے سوا دوسرا یہاں کون ہے۔ میں
فتح کرنے والا ہوں۔ اور اب میں مُکت اور نربندھ ہُوں۔ میں اکرمک ہوں۔ اَبھید
ہوں۔ ان آستھانی ہوں۔ میں ہی سویم پرکاش، پرم تتو اور ست ہوں۔ اَدّویت
ہوں۔ گیان میں آپ ہوں۔ مجھ میں شانتی ہے۔ اور میں اپنے جلال میں آپ
چمک رہا ہوں"۔

سمادھی ”اس طرح وچار کرتے کرتے مُنی پدم آسن پر بیٹھ گیا۔ اُس کی آنکھیں کسی قدر بند تھیں اور کسی قدر کھُلی ہوئی تھیں۔ اور وہ اس طرح بیٹھا ہوا پرنو منتر (اوم) کا جاپ کرنے لگا۔ جاپ کرتے کرتے اُس کے شریر میں پران وایو سب کے سب رُک کر جھٹکا اُٹھے۔ اور اندر ہی اندر شبد سنائی دینے لگے۔ یہ ریچک کہلاتا ہے۔ جیسے اگستہ رشی سمندر کو ایک گھونٹ جل کی طرح پی گئے تھے ویسے ہی اُدّالک نے پرانوں کو اپنے اندر جذب کر لیا۔ اور اُن کو برہم آکاس میں قائم کیا۔ برہم اگنی اندر ہی اندر پھیل گئی اور خود بخود روشن ہو گئی۔ یہ پرانو کی پہلی منزل ہے۔ اس ریچک کو تم ہٹ یوگ نہ سمجھو۔ ہٹ یوگ تو دُکھ کا کارن ہوتا ہے۔ یہ راج یوگ کا سادھن ہے۔ سانس کا اپنے اندر کی طرف کھینچنا ریچک ہے۔ اس کے بعد اُس نے یوگ کے دوسرے مرحلے کُنبھک کا شغل کیا۔ اور پران کھینچکر اندر ویاپک ہو گئے۔ اور جو اگنی کہ پہلے پرانوں کے کھینچنے کی وجہ سے اندر جل اٹھی تھی وہ بجھ گئی۔ اور جسم برف کی طرح سفید نورانی ہو گیا۔ اور اُس سے خوشبو کی لپٹیں اُڑنے لگیں۔ اور دبی ہوئی کُنڈلنی شکتی حرکت میں آ گئی اور اُدّالک شیو اور وشنو کی طرح تیجوان ہو گیا۔ یہاں اس حالت میں مُنی نے من کو قابو میں کر کے پران اور اپان کو بھی بس میں کر لیا۔ اس میں محنت تو کرنی پڑی۔ مگر بغیر محنت کے کون کام ہوا ہے! من کو پوری طرح پدارتھوں سے الگ کر لیا۔ اور اُس وقت اُسکو بھاسنے لگا۔ یہ جگ است ہے۔ رشی نے پران کے نکلنے کی راہ بند کر رکھی تھی تاکہ یہ باہر نہ جانے پاوے۔ ورنہ من اگر کہیں اُس کی مدد پا کر نکل جاتا تو پھر اُس کا پکڑنا مشکل ہوتا۔ جب من بس میں آ گیا تو مُنی نے اُسکو ہر قسم کے سنکلپ وکلپ کے خیالوں سے صاف کر لیا۔ اِن کے جاتے ہی اُس نے اُس اوِدیا کے اندھکار کا ناس کیا۔ جو من کو وچار رکھنا گیان سے روکتی تھی۔ اور اُس کے جاتے ہی موہ

غائب ہو گیا۔ اور مُنی کا من سُورج کی طرح چمک اُٹھا۔ اور اُس کی نردِکلپ سمادھی لگ گئی شانتی پراپت ہوئی۔ اور من خود برہمہ آکار ہو گیا اور وہ گیانی بن گیا۔ اور برہمانند میں وہ سنسار کے تمام دُکھوں کو بھول گیا۔ اور بے خبر ہو کر اُسی حالت میں ستھر ہو گیا"۔

سدھ دیوتا وغیرہ کا آنا "مُنی کو اس برہم اوستھا میں پا کر سدھ دیوتا اور دیویاں وغیرہ آئیں۔ اور اُن پر پھول برسا کر ستتی کرنے لگیں۔ اندر نے اپنا دیولوک بھینٹ کرنا چاہا۔ مگر مُنی کو دیولوک یا دیوی دیوتاؤں کے بھوگ کی اب کیا خواہش تھی۔ اُس کو کسی کی پرواہ نہیں تھی۔ اور وہ اُنرائن کے سُورج کی طرح اپنے پرکاش میں پرکاشوان ہو رہا تھا۔ یہ دشا چھ مہینہ تک تھی۔ چھ مہینہ کے بعد وہ پورک کرتے ہوئے سمادھی سے اُٹھا اور سُورگ لوک تک کی باسنا کلپ اپنے من سے تیاگ کر دیا۔ پھر اُس کی نظر سدھ اور دیوتاؤں پر پڑی۔ دیوتاؤں نے کہا" بہاں حاضر ہے۔ چڑھ بیٹھئے۔ اور دیولوک کو چلئے اور وہاں کا سُکھ بھوگئے"۔ مُنی نے سب کو نمسکار کیا۔ کیونکہ اب اُس میں نفرت اور رغبت نہیں رہی تھی۔ دیوتاؤں سے یہ بیشک کہا کہ" آپ لوگ تشریف لیجائیے۔ مجھ کو اپنا کام کرنے دیجئے"۔ سدھ دیوتاؤں نے سمجھ لیا کہ اُدالک کو سُورگ لوک کی خواہش نہیں ہے۔ اور اس لئے وہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے"۔

نروان کا سُکھ اُدالک کی جب تک خواہش تھی۔ اُس بن میں ٹھہر کر وہ جیون مُکت دشا کا سُکھ بھوگتا گیا۔ وہ جب کبھی کہیں بیٹھ جاتا تو دِنوں، ہفتوں، مہینوں بلکہ برسوں بیٹھا ہی رہتا۔ اور اُس کی سمادھی نہیں ٹوٹتی تھی۔ اور جب اس سمادھی سے اُٹھتا تھا تب بھی ادوَیت برہمہ کے بھاؤ کے رہنے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو ہر جگہ اور ہر شے سے ملا ہُوا مانتا تھا اور کسی کو اپنے

سے نیارا یا جُدا نہیں سمجھتا تھا۔ پہلے اُس کی حالت چت سامانیہ کی تھی۔ پھر ست سامانیہ کی ہوگئی۔ اور وہ گیان سروپ ہوگیا۔ اور گیان سے مل کر اُسی کا تتو بن گیا جو وہ پہلے سے بھی تھا۔"

چت سامانیہ ست سامانیہ} رام نے سوال کیا۔ "یہ ست سامانیہ کیا ہے؟" وسشٹ نے جواب دیا۔ "جب چت وا سنا اور بھرم گیان سے بالکل اسنگ ہوجاتا ہے۔ تب اُس کو چت سامانیہ کہتے ہیں اور جب یہ چت سامانیہ گھٹا ہو کر سب سے بالا چلا۔ سب کا روپ ہی بن جاتا ہے تب اُس کو ست سامانیہ کہتے ہیں۔ سنسار جب اپنے باہری روپ کے ساتھ خرگوش کے سینگ کی طرح غائب ہوجاتا ہے اور صرف ست ہی ست رہ جاتا ہے۔ تب ہی ست سامانیہ ہے۔ است۔ اگیان۔ اودیا کا ناش ہونا اور ست گیان اور ودیا کا پورن ریتی سے پرگٹ ہونا ہی ست سامانیہ ہے۔ اسی کو ترِیاتیت پد بھی کہتے ہیں۔ ترمورتی (برہما، وشنو، مہیش) نارد اور برہمنے یہ حالت پراپت کرلی ہے اور اُدالک نے بھی یوگ کی مدد سے اس کو پالیا۔ جب وہ عرصہ تک جیون مکت کی طرح وچر تا رہا تو پھر وقت پاکر اُس کو ودیہہ مکتی کی اچھا ہوئی۔ پدم آسن پر بیٹھ گیا اور پھر پران ایو کو روک کر ریچک۔ کمبھک کرتا ہوا پہلے چت سامانیہ کو درڑھ کیا۔ پھر اُس حالت کو ست سامانیہ میں تبدیل کرکے گھنا کرلیا۔ اور اس شریر کو چھوڑ کر برہم پد میں مل گیا اور ہمیشہ کے لئے جنم مرن کے کھٹکے سے چھوٹ گیا۔"

۷۔ سُرگھو کی کہانی

خلاصہ:۔ "جو بات سمادھی سے پراپت ہوتی ہے وہ آتم وچار سے بھی ممکن ہے۔"

تمہید} "وسشٹ جی بولے۔ "جو تتو گیان کہ گورو کی کرپا۔ شاستر وچار۔ ویراگ اور

یم نیم وغیرہ کے سادھن سے پراپت ہوتا ہے۔ وہ آتم وچار سے بھی ملتا ہے" اِس پر رام نے پوچھا "ایک شخص سمادھی میں اَدویت گیان کو پا کر پھر سنسار کے بیوہار کرتا رہتا ہے۔ اور دوسرا سمادھی لگا کر سنسار سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔ اِن دونوں میں آپ بہتر کس کو کہیں گے" وسشٹ جی نے کہا "سمادھی میں شانتی آ جاتی ہے اور گُنوں کا بھرم جاتا رہتا ہے۔ بعض تو سُروپ سمادھی میں محو ہو جاتے ہیں اور سنسار سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتے۔ بعض سنسار کا بیوہار کرتے ہوئے بھی سمادھی میں رہتے ہیں۔ اِن دونوں کے درمیان کوئی بھی فرق نہیں ہے کیونکہ دونوں ہی شانت ہیں اور دونوں ہی کو تپ کا پھل پراپت ہے۔ اگر کوئی بے خود آدمی برہمانند میں محو ہو کر ناچتا ہے۔ تو یہ ناچنا بھی اُس کے لئے سمادھی ہی ہے۔ جب من میں واسنا ہی نہیں رہی تو پھر اس سنسار کا کام کرنا اُس کے نہ کرنے کے ہی برابر ہے۔ آدمی اپنے کام میں مصروف ہے۔ دوسرے لاکھ باجے بجایا کریں۔ اُس کا چت اُدھر نہیں جاتا۔ یہ باجے اُس کا کیا نقصان کرتے ہیں۔ لیکن جس کو ابھی تک واسنا ہے وہ چاہے ظاہرا کرم کرنا بھی چھوڑ دے۔ مگر وہ چھوڑ نہیں سکتا۔ وہ تو سوئے ہوئے آدمی کی طرح سوپن کے تماشوں کی طرح من ہی من میں کیا جانے کتنے سنکلپ کرتا رہے گا۔ اس کا کرم نہ کرنا بھی کرم کرنے ہی کے برابر ہے۔ اِن دونوں باتوں کو سمجھ لو۔ اور تم ہماری مراد کو ذہن نشین کر لو گے۔ ساری بات من۔ واسنا اور چت کی پھرناؤں پر موقوف ہے۔ جب من کرم کرتا ہوا واسنا سے اور میرے تیرے پنے کے سنسکاروں سے آزاد ہے۔ تو وہ نروان کی سمادھی کا سُکھ بھوگ رہا ہے۔ لیکن اگر وہ ڈانواں ڈول ہے تو اُس کا دھیان میں بیٹھنا نہ بیٹھنے کے برابر ہے۔ اُس نے دھیان کیا تو کیا اور نہ کیا تو کیا! دھیان تو اُسی کا ٹھیک ہے۔ جس کا من بس میں ہے۔ جب من ہی بس میں نہیں۔ تو پھر دھیان کیسا؟ اسی طرح اگر من سے میرے تیرے پنے کی واسنائیں

نکل گئی ہیں۔ تو سنسار کے بیوہار میں سمادھی کا سکھ ہے۔ اور اگر سمادھی میں بیٹھے ہیں اور من میں میرے تیرے پنے کے بھاؤ موجود رہے تو وہ سمادھی بھی سنسار کا بیوہار ہے۔ اور اس سے کوئی اصلی فائدہ نہیں ہے۔ جس کا من شانت ہے اُس کے لئے جگت بھی شانتی کا روپ ہے۔ جس کا من اشانت ہے۔ اُس کے واسطے سب ہی اشانت ہیں۔ صرف آتم گیانی ہی کو سنسار کے بیوہار میں سمادھی کا آنند ہے۔ اور گھر اور بن اُس کی نظروں میں ایک جیسے ہیں۔ وہ ساکشی ہے اندریاں اپنا بیوہار کرتی ہیں۔ کرتی رہیں۔ اُسکو کیا جھگڑا ہی ہیں۔ دھن دولت اگر ہے تو ہوا کرے۔ اُس کے اسنگ روپ کو اِن سے کیا صدمہ پہنچتا ہے۔ موت ہو یا زندگی اِن کا خیال اُن کے دل کو نہیں ستاتا۔ کیونکہ وہ موت اور زندگی کے پرے پہنچ گئے ہیں۔ جس نے ویدوں کے تتو گیان کو جان لیا اور ادویت کو پالیا۔ اب اُس کو دُکھ ہو بھی تو کیسے ہو"؟

سُرگھو کی کہانی

"سنو رام! ایک کہانی ہے جو ہم تم کو سُنا رہے ہیں اِن سب باتوں کی وضاحت ہو گی۔ سُرگھو نام کوئی کرات قوم کا شکاری پہاڑ کے دامن میں رہتا تھا۔ یہ بھیلوں کا راجہ تھا اور کیلاش پربت میں جتنے اس قوم کے آدمی رہتے تھے اس کو اپنا سردار تسلیم کرتے تھے۔ سُرگھو خود بھی بذاتِ خاص نہایت دلیر اور راستباز آدمی تھا۔ اور عدل و انصاف کے ساتھ راج کرتا تھا۔ ایک دن اُس کے دِل میں خود بخود ایسے خیال پیدا ہوئے "میں راجہ ہوں۔ اگر میں کسی طرح اپنی رعایا کو ستاتا ہوں تو مجھ ہی کو دُکھ ہوتا ہے۔ اور اگر قصور کرنے پر اُن کو سزا نہیں دیتا۔ تو دھرم کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر میں اِن کو سزا جزا دینا چھوڑ دوں۔ اور راج نہ کروں تو یہ بغیر راجہ کے یوں ہی ہلاک ہو جائیں گے۔ راج کاج کا کام بڑا دُکھدائی ہے۔ اور بہا کٹھن ہے"

اس طرح سوچنے سے راجہ کو بڑا فکر ہوا۔ مگر جب وہ اس تشویش کی حالت میں تھا ایک سادھو منی مان ڈویہ وہاں آپہنچے۔ سرگھو نے نمسکار کیا اور استتی کے طور پر کہنے لگا۔ "دھرماتما منی! آپ کے آنے سے میں بہت پرسن ہوا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ ایسے دھرماتماؤں کے دل میں میری عزت کو جگہ مل گئی ہے آپ گیانی وصیانی ہو اور من کے وکاروں سے چھوٹ گئے ہو۔ مگر میں اب تک بندھن میں پڑا ہوں۔ آپ میرے دل کے شکوک کو دور کرو۔ کیونکہ میرا من انیک کرموں کے سنسکاروں کے کارن چنچل ہو رہا ہے اور میں شنکا اور بھرم میں پڑ گیا ہوں۔ اپنی رعیت کو سراٹے کر میں خود اسی طرح پریشان ہو جاتا ہوں۔ جیسے شیر کے سامنے ہاتھی گھبرا جاتا ہے۔ آپ دیا کر کے میرے من کو شانت کیجیے اور سمجھا دیں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے"! مانڈویہ منی بولے۔ "سنو راجہ! یہ سب بھرم جو تم کو ہوا ہے۔ آتم وچار سے اس طرح نشٹ ہو جائے گا جس طرح سورج کی کرنوں کے پرگٹ ہوتے ہی مینڈک بھاگ نکلتے ہیں۔ تم صرف اتنا ہی کرو۔ اس طرح سوچتے رہو کہ میں کون ہوں؟ یہ جگت کہاں سے آیا؟ جنم مرن کا کارن کیا ہے؟" اور تم کو ست پد کی سمجھ آجائے گی اور نہ صرف بھرم ہی جاتے رہیں گے بلکہ یہ پریشانی ہمیشہ کیلئے مٹ جائے گی۔ آتم وچار کی عادت ڈال لو۔ اور اس عادت سے سنسکار کے کھیل سے کوئی بھی تکلیف نہ پہنچے گی۔ شانت چت والوں کی نظروں میں سنسار ساگر گڈھا گائے کے کھر کی گہرائی کی طرح ہے وقت ہے اگیانی اس سنسار کو مہا ساگر سمجھتا ہے۔ اور خوف کے مارے اس کی جان نکلتی ہے۔ لیکن جس کی آنکھ کھل گئی ہے۔ اس کی نظروں میں یہ کچھ بھی نہیں ہے بوڑھا بچھڑا گائے کے کھر کے پانی کو سمندر کہتا ہے۔ تو کہنے دو۔ مگر ہاتھی اس کی کیا پرواہ کرتا ہے۔ من جتنا ہی سنسار کے روپ کو سمجھ کر

اُس سے اسنگ ہوگا۔ اُتنا ہی اُس میں برہمہ کا تیج چمکے گا۔ اور وہ شانت اور ایک رس رہے گا۔ برعکس اس کے اگر آتم وچار نہیں کیا گیا ہے۔ تو یہ برابر دُکھدائی بنا رہے گا۔ اس لئے تم اِس شریر۔ من اور واسنا پر وچار کرتے ہوئے برہمہ نِشٹی ہو جاؤ پھر سنسار کا بوجھ بار تم کو کبھی نہ ستائے گا" یہ کہہ کر مانڈویہ مُنی اپنے آشرم کو چلے گئے"۔

سُرگھو کا وچار "راجہ وِچاروان تھا۔ اُس کی بُدّھی نِرمل تھی۔ وہ مُنی کے چلے جانے پر من میں سوچنے لگا۔" کیا یہ "میں" شریر ہے؟ یہ شریر میں ایڑی سے چوٹی تک موجود تو ضرور ہے۔ مگر اس شریر کو کوئی کیسے "میں" کہہ سکیگا؛ شریر خود کیا ہے؛ یہ چمڑے، ہڈی اور مانس سے بنا ہے۔ اس میں اپنی حرکت کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ "میں" کیسے کہا جا سکتا ہے! پھر یہ اندریاں بھی "میں" نہیں ہیں۔ ان سب پر وچار کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ "آتما" ان سب سے نیارا ہے۔ اور وہی سب میں اوت پروت ہوتا ہوا موتیوں کی مالا کے سُوت کی طرح گُتھا ہوا ہے۔ برہما، وشنو، مہیش، اِندر، یم سب اُسی میں پروئے ہوئے ہیں۔ وہ سب کچھ ہے۔ اور پھر کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ گیان سروپ ہے اور جہاں اُس کے گیان کا وچار ہونے لگتا ہے۔ سنسار کے روگ کا ناش ہو جاتا ہے۔ وہی آتما برہمہ لوک اور ستیہ لوک تک میں ایک سا ہے۔ ادویت ہے۔ اُسی کی چیت شکتی تمام شکتیوں کی جان ہے۔ اور اسی چیت شکتی کے لہرانے سے یہ سنسار بنتا بگڑتا ہے۔ اور اُسی کا رُوپ ہے۔ یہی ستھول، سوکشم اور کارن ہے۔ حقیقت میں جب اس کی خبر ہو گئی۔ تو پھر اب کس بات کا دُکھ رہ گیا!"

سُرگھو کی شانت دشا اس طرح سوچتے سوچتے سُرگھو کے من کی واسنائیں

دُور ہوتی گئیں۔ اور آتم تتو میں وچار سے درڑھ ہونے پر اُس کی ایسی حالت ہو گئی۔ جیسی پرانی کی گہری سوشپتی میں ہوتی ہے۔ اور وسوامتر کی طرح تپ میں درڑھ ہو کر وہ پتھر کی مورتی کی طرح بے حس و حرکت بن گیا۔ نہ اب اُس میں کسی کی رغبت تھی نہ نفرت۔ نہ ودیا تھی۔ نہ اودیا تھی۔ وہ دوند اوستھا سے بالکل اوپر آ گیا۔ اب آگے کا قصہ سُنیئے۔

راجہ پرگھناد کا سُرگھو سے مِلنا "سُرگھو کا دوست ایک راجہ پرگھناد تھا۔ جو پاریک جاتی میں سے تھا۔ ایک مرتبہ اُس کے مُلک میں سخت قحط پڑا۔ راجہ میں طاقت نہیں تھی کہ اُس عالمگیر مصیبت کا مقابلہ کرتا۔ دس برس کے عرصہ میں اُس کی رعایا کی کثیر تعداد مر گئی۔ اور چونکہ اُس میں قحط کے دُکھوں سے نجات دلانے کی جرأت نہیں تھی۔ وہ اُداس ہو کر اور راج کاج چھوڑ کر بن میں جا بیٹھا۔ اور تپ کرنے لگا۔ چونکہ یہاں سوائے پتوں کے اور اُس کی کوئی غذا نہیں تھی۔ اُس کا نام پرگھ پرناد یعنی پتا کھانے والا پرگھ پڑ گیا۔ تپ کرنے سے اس کو برہم گیان ہو گیا۔ اور تینوں لوک میں جانے کی شکتی مِل گئی سَیر کرتے کرتے یہ سُرگھو کے محل میں جا پہنچا۔ دونوں دوست محبت سے مِلے۔ اور اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد سُرگھو نے کہا۔ مجھ کو پُورن برہمانند کی پراپتی ہو گئی ہے۔ اور اب کسی شئے کی خواہش نہیں رہی۔" پرگھناد نے کہا۔ علیٰ ہذا القیاس۔ میرا بھی یہی حال ہے۔ جس وقت مانڈویہ مُنی نے تم کو گیان ونکشا دی تھی۔ میں گیان اوستھا کو پہنچ گیا تھا۔ یہ سُن کر سُرگھو کو تعجب ہوا پوچھا۔ کیا سچ مچ تمہارا من نرمل ہو گیا ہے۔ اور تم سم درشٹی بن کر راج کا بیوہار کرتے ہو؟ جن کو گیان مِل جاتا ہے۔ اُن کو شریر کے بدلنے یا دھن دولت کے چلے جانے اور ملنے سے کوئی ہرش شوک نہیں ہوتا۔ کیا یہ حالت سچ مچ تم کو نصیب

ہوتی ہے؛ اور نروکلپ سمادھی میں بیٹھ کر تم نے اپنے من کے سنکلپ وکلپ دگدھ کر دیئے ہیں؛ گیانی جیسے بیوہار میں رہتے ہیں۔ ویسے ہی پرمارتھ میں ان کی درشٹی میں بیوہار اور پرمارتھ ایک جیسے بھاستے ہیں۔ من کا ناش ہونا ہی سمادھی کہلاتا ہے۔ گیانی کا دل کبھی سنسکار کے کرموں سے بندھا نہیں رہتا چاہے وہ جس حالت میں رہے۔ برہمہ پد سے کبھی بھی جدا نہیں ہے۔ تم نے بلاشک بے تکلیفی حاصل کر لی ہے۔ اب تم میں اہنکار اور "میرا تیرا پنا" نہیں ہے اور اپنے آپ کو سب جا میں دیکھتے ہو۔" رگھوناد نے جواب دیا۔ "تم بھی واقعی گیانی ہو گئے ہو۔ تمہارا ہردے شیتل بن گیا ہے۔ زیادہ کہنا لاحاصل ہے جس نے بھوگ اور بھوگ ولاس کی طرف سے اچھی طرح من کو پھیر لیا۔ اور اب اس میں واسنا نہیں باقی رہی ہے تو اس کو گیانی ہی سمجھنا چاہئیے۔ اب اندر باہر تم کو برہمہ ہی برہمہ پرتیت ہو رہا ہے اور برہمہ نشٹھی کی یہی پہچان ہے"۔

۸۔ بھاس ولاس کی کہانی

خلاصہ:۔ اگر سروپ سمادھی نہیں لگتی تو پھر دکھوں سے چھٹکارا مشکل ہے"۔

تمہید "سرگھو اور رگھوپرناد دونوں راجاؤں نے آتم وچار سے سروپ کا ساکشاتکار کر لیا۔ اور ایک دوسرے کی دوستی کا دم بھرتے ہوئے پھر اپنے بیوہار میں لگے اور اُن کو نہ کسی طرح کا بھرم ہوا اور نہ دُکھ ہوا۔ جن کا من ادھیاتم گیان میں گڑ گیا ہے۔ اُن کو یہ سب بیوہار بھی پھر گیان رُوپ ہی ہو جاتا ہے۔ ڈر تو اُن جیوں کو ہوتا ہے۔ جو خواہشوں کے مضبوط اور زبردست رسّوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً اُن کی مصیبت سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ کچھ دنوں گیانیوں کی صحبت کرنے سے سنسار کی باسنا کا میل آپ ہی آپ اُترنے لگتا ہے۔

تُریاپد آتم گیان سے خالی کوئی جگہ نہیں ہے کیونکہ گیان سب جگہ بھرپور ہے ہی پرم تتو اور بج تتو ہے ۔ اسی طرح کوئی ستھان برہمہ گیانی یا آتم گیانی سے خالی نہیں ہو سکتا ۔ کوئی کبھی نہ کہے کہ گیان نہیں ہے ۔ یا گیانی نہیں ملتے ۔ ہاں آنکھوں کا قصور ہے ۔ جب من میں بھرم داخل ہو گیا تو سوائے بھرم کے اور کیا دکھائی دے سکتا ۔ گیانیوں کی صحبت خوشبودار پھل پھول کے باغیچوں کی طرح ہے ۔ جس کے پاس ہی جانے سے دل اور دماغ دونوں خوش ہو جاتے ہیں ۔ صرف اگیانیوں کو یہ ست سنگ پراپت نہیں ہوتا ۔ تم خیال رکھو ۔ دولت ، دوستی ، شاستر کرم وغیرہ کسی طرح پر موکش کے سادھن نہیں ہیں ۔ صرف چت کی ایکاگرتا سے مکتی پراپت ہو سکتی ہے ۔ اگر من کو ایسا بنا لیا گیا ہے ۔ کہ وہ مکتی کے بھاؤ کے ساتھ پیار کرتا ہے ۔ تو وہ آتم وچار کی طرف جھکیگا ۔ اور اُس سے لابھ اُٹھائے گا ۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کہنا سننا سب ہی لاحاصل ہے ۔ جب من پختہ کار اور تجربہ کار ہو کر اس شریر کو گھاس کے پُولے کی طرح بے حقیقت سمجھنے لگ جاتا ہے ۔ تب سمجھ لو ۔ کہ اب وہ آتم گیان کا ادھکاری ہوا ہے اور موکش گتی کو پائے گا اور ایسے ہی من میں تُریاپد کا پرکاش اپنا جلال دکھائے گا ۔ یہ تُریاپد بڑی دولت ہے سنسار کی دولت کا اس کے ساتھ کیا مقابلہ ہو سکتا ہے ۔ سنساریوں کو تو اس کا سمجھنا بھی کٹھن ہے ۔ یہ کچھ کچھ سوشپتی سے ملتی جلتی ہے مگر صرف برائے نام ! یہ تُریا آکاش کی طرح سرو دیاپک ہے اور اسی کے اندر تمام نام اور رُوپ کا امکان اور اہتمام ہے ۔ صرف اہنکار ہی اُس کے پراپت ہونے میں مخل اور وِگھن کرنے والا ہوتا ہے ۔ یہ ذرا ہٹ جائے ۔ اور یہ برہمہ گیان سوشپتی کی طرح ابھی ساکشاتکار ہونے لگے ۔ بات آسان ہے ۔ اور ساتھ ہی مشکل بھی ہے ۔ کوئی کہے بھی تو کیا کہے اور اگر نہ کہے تو پھر کہے کیا ۔ اس کا انجبو صرف اپنے اندر ہر شخص کو ہوتا ہے ۔

کہنے سُننے سے یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ تم اس کے حاصل کرنے کے سادھن میں لگو۔"

بھاس ولاس کی کہانی

"ستو رسہیہ نام ایک پہاڑ ہے۔ وہاں آدی رشی کے دو تپسوی لڑکے رہتے تھے۔ جن کا نام بھاس اور ولاس تھا۔ یہ دونوں ایک دوسرے کو بہت پیار کرتے تھے اور وہ محبت گھٹتی نہیں تھی۔ بلکہ ہمیشہ بڑھتی جاتی تھی۔ اُن کے من اُلفت کے رشتہ سے اس طرح گتھے ہوئے تھے کہ ایک کو دوسرے سے جُدا کرنا غیر ممکن تھا۔ اُن کا باپ مر گیا۔ دونوں دُکھی ہوئے۔ اور اس دُکھ میں آپ ودانہ کے اثر کی وجہ سے دونوں کو ایک دوسرے سے جُدا ہو کر مختلف سمتوں کو جانا پڑا۔ دونوں ہی نے مدت تک بن میں رہ کر کٹھن سے کٹھن تپ کرتے ہوئے شریر کو خشک کر ڈالا۔ اور باسناؤں کو من سے نکال ڈالا۔ اور گھومتے پھرتے وچرتے ہوئے کسی استھان پر پھر ایک دوسرے سے ملے۔ بھاس بڑا بھائی تھا۔ اُس نے ولاس سے کہا "تم ہی اس دُنیا میں میرے اکیلے رشتہ دار ہو۔ اور مجھ کو پران سے پیارے ہو۔ تمہارے آنے سے مجھ کو بڑی خوشی ملی ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ تم اتنے دنوں تک کہاں رہے۔ اور آیا تم کو دُنیا کے رنج سے نجات ملی یا نہیں۔ اور آتم وچار کر کے تم نے گیان کو پا لیا کہ نہیں؟ تم کو برہمانند کا سُکھ ملا ہے کہ نہیں؟ ولاس نے اپنے بڑے بھائی کی طرف دیکھا۔ اس کی صورت پریم کی جوتی سے چمک رہی تھی۔ اس نے پھر کہا "تم اس جگت میں مجھ کو سب سے زیادہ پیارے ہو۔ یہ بھی خوش قسمتی کی بات ہے۔ کہ اتنی مدت کے بعد تمہارا دیدار نصیب ہوا۔ میرا من تپ کرنے سے شانت تو ہو گیا ہے مگر اس سنسار کے چکر میں پھر بھی من ناچ رہا ہے۔ جب تک جنم مرن کا دُکھ ہے تب تک سُکھ کیسا! جب من میں واسنائیں بھری ہوں۔ تو پھر گیان کیسے

کسی کو ملے ۔ من کے کھیت میں خواہش کا بیج پڑا ہوا ہے ۔ وہ کبھی نہ کبھی ضرور ہی اُگے گا ۔ اور اُس کے اُگتے ہی پھر پھل پھول ۔ بیج کثرت سے پیدا ہونگے اس بیج کے ہوتے ہوئے برہم گیان کیسے ملے ! یہی واسنا ہی اگیان ہے ۔ یہی بھرم اور اُودیا ہے ۔ اے بھائی ! اس کے رہتے ہوئے میں کیسے کہوں کہ مجھ کو گیان مل گیا ہے ۔ اور میں سُکھی ہوں" !

۹ - وِیت ہوّیہ کی کہانی

خلاصہ :- "من کی خیالی دھاروں اور پرانوں کے بس میں کرنے سے ہی شانتی اور مُکتی ملتی ہے"۔

تمہید } بھاس اور وِلاس عرصہ تک ساتھ ساتھ اُسی بن میں رہ کر آتم وِچار کرتے اور ایک دوسرے کے تجربوں کا مقابلہ کرتے رہتے تھے ۔ آخر وہ گیان جو کیولیہ پد کا دینے والا کہلاتا ہے ۔ اُن کے اندر پُھرنے لگا اور وہ مکت اوستھا کو پہنچے ۔ سنسار کے بھوگ وِلاس اور واسناؤں سے جکڑا ہوا آدمی گیان کو نہیں پاتا یہ تو اُسی کو نصیب ہوتا ہے ۔ جو جپ تپ کرنے کے بعد من کو موہ مایا سے چھوڑا لیتے ہیں ۔ اور سنسار سے اسنگ ہو جاتے ہیں ۔ سنسار کی خواہشوں سے بندھے ہوئے منشیوں کو کبھی کرم دھرم کوئی نفع نہیں بخشتا ۔ وہ تو پہلے ہی سے بندھا پڑا ہے اور بندھا پڑا رہے گا ۔ جیو ظاہری سُکھ کے خیال سے شبھ کرم کرتے ہیں ۔ شبھ کرم کا پھل اُن کو ملے گا ۔ مگر ان سے مُکتی کا آنند کیسے مل سکتا ہے ! ساری بات من کے تعلق کی ہے ۔ من جب تک بے تعلقی کے ساتھ تعلق کا مضمون سمجھ کر اس کو نہ چھوڑے گا ۔ تب تک مُکتی کہاں ملتی ہے"۔

سوال و جواب } رام نے سوال کیا "اس تعلق سے آپ کی مراد کیا ہے ۔ یہ

موکش حاصل کرنے (بندھ چھوڑانے) میں کس درجہ تک مددگار ہوتا ہے۔ اور یہ بندھن کیسے کٹتے ہیں؟" وسشٹ نے جواب دیا "سنسار کو ست سمجھنا اور ست سمجھ کر اس سے لگاؤ رکھنا تعلق ہے۔ اور اسی سے بندھن پیدا ہوتا ہے۔ آتم وچار سے سب کو آتما مان لینا اور نفرت اور رغبت سے آزاد ہو جانا بے تعلقی ہے۔ اس قسم کی بے تعلقی موکش پد کو دیتی اور دکھوں سے آزاد کر دیتی ہے۔ جیون مکت اسی طرح سے بے تعلق ہوتے ہیں۔ بے تعلقی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کرم نہ کیا جائے۔ بلکہ اس کی اصلی مراد یہ ہے کہ نہ کبھی سے راگ ہے نہ دویش ہے۔ اور نہ کرموں کے پھل کی اچھیا ہے۔ کرموں کا تیاگ بے تعلقی نہیں ہے۔ بلکہ راگ اور دویش کے تیاگ کو بے تعلقی کہتے ہیں اور ایسے بے تعلق پرانی بہت آسانی سے اس سنسار ساگر کو پار کر جاتے ہیں۔"

تعلق کی قسمیں

"اس تعلق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کو بندھیہ کہتے ہیں۔ اور دوسرے کو ابندھ بولتے ہیں۔ بندھ کا تعلق تو اگیانیوں کا ہے۔ اور ابندھ کا لگاؤ تتوں کے جاننے والے آتم گیانیوں کا ہے اور یہ ان کا زیور ہے۔ اگیانی تو اپنے بندھ کے لگاؤ سے جنمتے مرتے رہتے ہیں اور گیانی ابندھ کے لگاؤ سے تعلق رکھنے پر بھی آزاد اور مکت ہوتے ہیں۔ ان دونوں باتوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ وشنو ہاتھوں میں سنکھ، چکر، گدا، پدم دھارن کئے ہوئے سنسار کا پالن پوشن کرتے رہتے ہیں۔ ان کو کسی سے بھی موہ نہیں ہے۔ اسلیئے وہ بندھن میں نہیں ہیں۔ یہی حالت گیانی اور سدھوں کی بھی ہے۔ وہ بھی لگاؤ کے کھیل کے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں اور ان کو کوئی حالت باندھ بھی نہیں سکتی۔ یہ من جب برے بھلے وچار کرنے لگتا ہے۔ تب ہی یہ بھوگنے کا خواہشمند ہو جاتا ہے۔ اور اپنے لئے نرک بنانے لگتا ہے۔ مگر جس کے من میں خواہش ہی نہیں ہے وہ کیوں نرک میں

پڑنے لگا! اسی کو جیون مکت کہتے ہیں"۔

جیون مکت دشا "جو پرانی جیون مکت ہیں۔ اُن کو نہ اندریوں سے لگاؤ ہے نہ پرالوں سے۔ اندرونی بیرونی جگت بھے۔ تب بھی وہ اُداسین ہیں۔ اور نہ ہوں تب بھی اُنکو اُن کی خواہش نہیں ہے۔ جاگرت، سوپن، سوشپتی، اہنکار، ویراگ اور تیاگ میں وہ ایک رس ہوتے ہیں۔ نہ کسی کو بھلا کہتے نہ کسی کو بُرا کہتے۔ نہ کسی کا ناز ہے نہ کسی سے نیاز ہے۔ غرور اور انکساری، طاقت اور ناچاری سب کو وہ ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ آکاش کی طرح ہوتے ہیں جو سب میں سب جگہ ہے مگر کسی کا نہیں اور کسی میں نہیں ہے۔ یہ اٹل، اچل اور اچھے ہوتے ہیں۔ اور ان کی ورتی سمیرو پربت کی طرح مستقر رہتی ہے"!

تُریا۔ تُریاتیت وغیرہ "دل کو نفسانی لذات کے دام سے ہٹالو۔ من آپ ہی مرا ہوا ہے۔ اس حالت کا نام جاگرت کی سوشپتی ہے۔ جاگتے ہوئے اپنے اندر سوشپتی کا خواص پیدا کرنا اور اس کی مشاقی کرتے رہنے سے یہ حاصل ہوتی ہے۔ یہ جلدی نہیں آتی۔ کچھ عرصہ لیتی ہے۔ اور یہی پھر تُریا ہوجاتی ہے۔ اور شروع شروع میں تو من کو اس سے لگاؤ رہتا ہے لیکن پھر من کو اس کی طرف سے ہٹنا پڑتا ہے۔ اور اس کی رغبت بھی جاتی رہتی ہے تب اس حالت کو تُریاتیت کہتے ہیں۔ تُریا کی خواہش سے آزاد ہونے کا نام تُریاتیت ہے۔ اس کو انداتیت اور گُناتیت بھی کہتے ہیں۔ یہ پرم مکتی ہے اور اس کو پاکر پھر پرانی کبھی تموگن کے پربھاؤ سے جو اگیان کی پھیر ناہوتی ہے اس میں نہیں پھنستا جیو برہمپد میں اسی طرح لین ہو رہتا ہے جیسے پانی سے نمک مل کر ایک ہوجاتا ہے"۔

شُرتی وچار "ورہدارنیک اُپنشد اور دوسری شُرتیاں جو گیان مارگ کا وچار کرتی ہیں۔ اُن کی یہ رائے ہے کہ یہ پرتتو یا پرم تتو جو آتما کہلاتا

ہے - جڑ اور چیتن کی درمیانی حالت - ہے - اس کہنے کا مطلب یہ ہے کہ نہ وہ جڑ ہے اور نہ چیتن ہے - دونوں سے پرے ہے اور دونوں سے ملی ہوئی اوستھا ہے اور جب پدارتھ اور پدارتھ کا گیان مل کر دونوں ایک ہی اوستھا میں پرنیت ہوتے ہیں تب ہی اُس کی سمجھ اگیان اور پراپتی کے آنند کا بھان ہوتا ہے - اسی آنند کو برہم تتو - پربرہم تتو اور ست پد کہتے ہیں - گیان گیاتا گیہ تینوں کا مل کر ایک ہونا ہی آنند ہے اور یہی آدرش ہے - اس میں بندھن کا خیال بھی نہیں آتا - بندھن کا خیال تو وہاں ہوتا ہے - جہاں جیو اپنے کو پدارتھ سے جُدا مانتا ہوا اُس کے حاصل کرنے کی خواہش سے جتن کرتا ہے - یہاں تو کوئی چیز یا حالت ایسی نہیں ہے - جو پراپت نہ ہو - پھر دُکھ یا بندھن ہو بھی تو کیسے ہو! جاگرت کی سُوشپتی یا تُریا بھی تم اسی کو کہہ سکتے ہو - اس میں نہ ستھول سوکشم کارن کا بھید رہتا ہے نہ تریہ اندریہ اور اہنکار کی تمیز رہتی ہے - یہ سب سے پرے اور سب سے اونچی اوستھا ہے" -

مُکتی

"مُکتی کسی خاص لوک سے مخصوص نہیں ہے - مُورکھ اور اگیانی ہی لوک کے بدلنے کا نام مُکتی بتاتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے - کہ دیولوک - پاتال - اور پرتھوی کے نواس کو مُکتی نہیں کہتے - آدمی کہیں بھی رہے اگر من میں واسنا نہیں ہے - تو وہ مُکت ہے - اور اگر دیولوک میں رہتے ہوئے اُس کے اندر واسنا ہے - تو وہ بدھ اور بندھا ہوا ہے - مُکتی کی خواہش کا خیال تک بندھن ہے اور اس کو بھی واسنا کہہ سکتے ہیں - مگر یہ واسنا واسناؤں کی ختم کرنے والی واسنا ہے اسلیئے اس کو بُرا نہیں سمجھا جاتا - لیکن جو پرانی اپنے سے الگ کسی اور پدارتھ کو مُکتی سمجھتے ہیں تو تم سمجھ لو کہ ابھی اُن کو جنم مرن کے چکر سے چھوٹنے میں مدت لگے گی - ابھی تک اُنھوں نے مُکتی کا رُوپ ہی نہیں سمجھا ہے - من کی تمام واسناؤں اور خواہشوں سے چھُوٹنے کا نام ہی مُکتی ہے - چاہے وہ حالت پرتھوی یا پاتال میں نصیب ہو -

یا دیولوک میں یہی نِروان کہلاتا ہے۔ اس لئے تم من سے ہر قسم کی چاہ اور خواہشوں کو میٹ دو اور مُکت ہو جاؤ گے۔ مُکت پُرش کے لئے تینوں لوک بھی چڑیے کے حقیر گھونسلے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے"۔

دو قسم کے مُکت

"شریر میں رہتے ہوئے اس سے اسنگ رہنا آتم گیان والوں کی اوستھا ہے۔ گنّے کو چاہے آگ میں گرم کرو خواہ برف میں ٹھنڈا کرو۔ وہ اپنی مٹھاس کو نہیں چھوڑتا۔ ویسے ہی گیانی چاہے کسی کام میں مصروف ہو۔ آتما سے ایک دم کیلئے بھی علیحدہ نہیں ہے۔ استری گھر کے کام کاج کرتی ہوئی اپنا چِت اپنے عاشق میں لگا رکھتی ہے اور ایک دم کیلئے بھی اُس کے خیال سے جُدا نہیں رہتی۔ اسی طرح گیانیوں کا چِت برہمہ میں لگا رہتا ہے۔ لگا رہتا کیا معنی وہ تو اسی کا روپ ہی ہوتا ہے۔ یہ موکش صرف انکو ملتی ہے جو واسنا سے اسنگ ہو گئے ہیں اور سب کچھ تیاگ کر کے صرف اپنے روپ میں اور اپنے ہی اندر سُکھی رہتے ہیں۔ یہی جیون مُکت ہیں جنکو زندگی میں مُکتی کا آنند ملا ہوا ہے۔ ودیہہ مُکت وہ ہیں جنہوں نے شریر کا تیاگ کر دیا ہے یہ دو قسم کے مُکت ہیں"۔

دِل بایار و دست بہ کار

"ایسے جیون مُکت سنسار کا کرم کرتے ہیں اور انہیں چِت نہیں دیتے۔ نہ انکو آئندہ بھلائی کی خواہش ہے۔ نہ گذشتہ کا افسوس ہے۔ موجودہ وقت میں جو کرم سامنے آیا اُسے کر گذرے اور من کو میرے تیرے پنے کے بھاؤ سے جُدا رکھا۔ اور جب کرم میں اہنکار شامل نہیں ہے تو پھر اُن کو دُکھ سُکھ کا کیا خطرہ ہے؛ وہ بھگتوں میں بھگت، کھلاڑیوں میں کھلاڑی، جوانوں میں جوان۔ اور بوڑھوں میں بوڑھے بنے ہوئے وچرتے ہیں۔ خوش آدمیوں کی خوشی میں اور مصیبت زدوں کے دُکھ میں شریک نظر آتے ہیں۔ مگر اصل میں وہ کسی حالت میں بھی نہیں ہیں۔

سنسار سمجھتے ہیں کہ یہ بھی سنساریوں ہی کی طرح کرم کرتے ہیں۔ گیانی جانتے ہیں کہ یہ گیان والے پُرش ہیں۔ الغرض چاہے کتنے دنیاوی تعلقات کے ساتھ ظاہری طور پر وابستگی ہو۔ مگر جیون مُکت اِن سب کے فرائض کو انجام دیتا ہُوا اور سب سے اسنگ رہتا ہُوا برہمہ پد میں آروڑھ رہتا ہے"۔

برہمہ بھاس "اِن جیون مکتیوں کو جگت نہیں بھاستا۔ بلکہ برہمہ ہی ہر چہار طرف بھاستا رہتا ہے۔ اور برہمہ پد کے ساکشاتکار کر لینے سے سنسار بھی برہمہ ہی کا رُوپ نظر آتا ہے۔ یہ کثرت بھی وحدت کا مزہ دیتی ہے اور وِوِدھ پنا میں ایکتو بھاؤ کی لذت ملتی ہے۔ سمندر میں چاہے جتنے جوار بھاٹے اُٹھتے ہیں اور چاہے رات دن وہ لہراتا ہی کیوں نہ رہے۔ مگر سمندر کا کیا بگڑتا ہے۔ وہ تو ایک پنے اور دویت سے دونوں کے فعل سے اونچا چڑھ گیا ہے اور اپنی اصلی ہستی کے جلال میں چمک رہا ہے۔ یہی وجہ اُن مُکتوں کی بھی ہو جاتی ہے"۔

سوال وجواب رام نے سوال کیا" بھگون! من میں یہ پھُرنا حرکت کیوں اور کس کی وجہ سے آتی ہے؟ اور یہ کِس طرح بند کی جا سکتی ہے؟ کیا تدبیر کی جائے کہ یہ پھُرنا نہ اُٹھے"؟ وسشٹ نے جواب دیا" من کی پھُرنا من ہی کی وجہ سے ہے۔ اس کا کوئی اور غیر سبب نہیں ہے۔ جس طرح تل میں تیل ہوتا ہے اور برف میں سفیدی ہوتی ہے۔ اُسی طرح یہ پھُرنا من ہی ہے اور یہ اُس کا رُوپ ہے۔ اب اس کے روکنے کی تدبیر سنو۔ یہ دو طریقوں سے روکا جا سکتا ہے (۱) گیان سے (۲) اور اس سے۔ یوگ سے من کی حرکت اور کرموں کو کثرت کی طرف سے ہٹا کر ایک واک کی طرف لگا دیتے ہیں۔ اور من کو اُسی ایک کے دھیان کرنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

مگر گیان اس سے مختلف ہے۔ یہاں روکنے یا بچھو کرنے کا کام نہیں ہے۔ وہ
ہر شئے کو دیکھتا ہوا اُس کا آنند بھوگتا ہے۔ جب کوئی گیان سے جُدا ہی نہیں ہے
اور غیریت کا پتہ ہی نہیں۔ تو پھر دُکھ کیسا؛ واسنا ہی دُکھ کا کارن ہے۔ واسنا جب
ہو گی غیریت کے غلط خیال ہی سے ہو گی۔ گیان میں غیریت نہیں ہے۔ ویدانت
کے عالموں کی رائے ہے کہ پرانوں کی حرکت سے من چنچل رہتا ہے۔ اگر پران بس
میں کر لئے جائیں۔ تو من بھی بس میں آ جائے گا۔ اور اس کے بس میں ہو جانے
سے پھر جنم مرن نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ جنم مرن خود سوا سنکلپ وکلپ کی دھاروں کی
پھرنا کے اور کچھ بھی نہیں ہے"۔

پرانا یام "رام نے پوچھا" اس شریر میں رہ کر پران وایو کی حرکت کو کس طرح
روکا جائے کہ من آکاس میں اُس کی وجہ سے چھوبھ نہ ہونے پاوے"
اور وسسِٹ نے جواب دیا "آتم گیان پُستکوں کے مطالعہ، گورو کی دیا اور ست
سنگ، سنسکار کے تیاگ اور ویراگ سے جو لوگ واسناؤں سے الگ ہو کر
صرف آتم چنتن اور برہم وچار میں لگے رہتے ہیں۔ اُن کے پران خود بخود رُک
جاتے ہیں۔ تصور کی پختگی اور وچار کی درڑھتا اس کے روکنے کی ایک تدبیر ہے۔
دوسری تدبیر پرانا یام کا سادھن ہے جو ایکانت میں کیا جاتا ہے۔ یہ بھی گیان کے تصور
سے ممکن ہے۔ ورتی گیان کے درڑھ کر لینے سے سُوشپتی کی گہری حالت پیدا ہوتی
ہے اور اندر ہی اندر "اوم شبد" کی دھنی پر چت کے لگا دینے اور اُس کے سُنتے رہنے
سے پران رُک جاتا ہے۔ یوگ کے ابھیاس میں لوگ چت کو دونوں بھوؤں کے بیچ
میں جماتے ہیں۔ زبان کو اندر کی طرف کھینچکر تالو میں لگاتے ہیں اور گورو سے دیکشا
لے کر مختلف طریقوں میں یوگ کا سادھن کرتے رہتے ہیں ان سب کا مطلب پران کا روکنا
ہے۔ اس پرانا یام سے من کے سنکلپ وکلپ کا ناش ہو جاتا ہے اور پھر جنم مرن کا کھٹکا نہیں

رہتا اور تتو کی پراپتی ہو جاتی ہے"۔

گیان یوگ "رام نے پوچھا۔ آپ نے اختصار کے ساتھ یوگ مارگ کی بدھی تو کچھ بتا دی۔ اب گیان مارگ کی بابت کچھ کہیے جس کی مدد سے میری سمجھ میں آ جائے کہ محض آتم وچار ہی سے یہ من رک جاتا ہے"۔ وسشٹھ بولے "من میں یہ بھاؤ درڑھ ہو جائے کہ صرف گیان ہی پورن ریتی سے سب جگہ پھیلا ہوا ہے۔ اُس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اور کثرت اور وحدت کے تمام نظارے اُسی میں اور اُسی کے آدھار پر نظر آ رہے ہیں۔ اسی بھاؤ کی مضبوطی کو گیان کہتے ہیں۔ جو کچھ ہے وہ برہم ہی ہے۔ برہم میں سنسار اور موکش بندھ کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ سب دھوکا ہی دھوکا ہیں اور صرف نسبتی نقطۂ نگاہ سے دکھائی دے رہے ہیں۔ ورنہ بھیتر باہر برہم ہی کا پسارا ہے اور وہ ادویت ایک اور اننگ ہے۔ جب اس طرح کا بھاؤ بہت مضبوط اور پختہ ہو جاتا ہے۔ تب من خود بخود شانت بن جاتا ہے۔ اور سنسار آپ ہی آپ غائب ہو رہتا ہے! اس طرح کا وچار کرنا گیان یوگ ہے اور اس وچار سے سنسار کے بھرم کو میٹ کر برہم پد سے مل کر ایک ہو رہنا اُس کا مقصد ہے۔ جب گیانی برہم میں لین ہے اور یہ جگت خود برہم نے بھاسنے لگا ہے تو پھر اب کس بھوگ کی اچھیا من میں اُٹھے اور اُس کے پھنساؤ کا کیا کارن ہو۔ یہ حالتیں تو تب ہی رہتی ہیں۔ جب تک سنکلپ پھرا کرتے ہیں۔ من ایک تالاب ہے۔ جب تک ہوا کے جھونکے اُٹھیں گے تب ہی تک اُس میں لہریں پیدا ہونگی اور شانتی کا ابھاؤ رہیگا۔ لیکن جب ہوا بالکل بند ہو گئی تو لہروں کا اُٹھنا بھی موقوف ہو گیا۔ اور تالاب میں شانتی آ گئی۔ اب اُس میں اپنے رُوپ کے عکس کا دیکھنا ممکن ہے۔ پہلے اس کا امکان نہیں تھا۔ جب گیان یوگ سے من کی پھُرنا بند ہو گئی۔ تو پھر اب برہم کے سوا اور کیا دکھائی دے گا"۔

کہانی "اب تم قصہ سُنو۔ قدیم زمانہ میں ویت ہویہ نامی ایک بڑا تپسوی وندھیاچل پربت میں رہ کر تپ کیا کرتا تھا۔ اُس کے من میں انیک اسنائیں بھری ہوئی تھیں۔ اور اُنہیں کے پورا کرنے کے لئے وہ رات دن کرم کیا کرتا تھا اور کرم کے سنسکاروں کے دُکھ سے دُکھی رہتا تھا۔ سنسار میں روحانی، جسمانی اور دلی مرض ہؤا ہی کرتے ہیں۔ یہ تپسوی بھی ان میں گرفتار تھا۔ آخرکار دُکھوں سے بچنے کی نیت سے اُنہوں نے کرموں کا تیاگ کر دیا۔ اور نروکلپ سمادھی میں رہنے کا خواہشمند ہؤا۔ اِس ارادہ سے اُس نے پتوں کا جھونپڑا بنایا اور اُس میں مرگ چرم بچھا کر پدم آسن پر بیٹھ گیا۔ اور آہستہ آہستہ من کی ورتیوں کی روک تھام کرتے ہوئے اُس کو اپنے قابو میں کر لیا۔ باہری سنسار کے سنسکاروں کی بھاوناؤں کے بند ہو جانے سے اُس کا چت ایکاگر ہو گیا۔ اور وہ اس طرح اپنے من میں آپ ہی آپ وچار نے لگا۔

"یہ من پران وایو کے جھکولے سے خشک پتے کی طرح اِدھر سے اُدھر اُڑا کرتا تھا۔ ایک حالت میں رہنا اُس کے لئے مشکل تھا۔ بندر سوبھاؤ ہی سے چنچل ہے۔ یہ من بندر سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ گیان اندریوں کے جان لینے سے من کا روپ سمجھ میں آ گیا کیونکہ یہ من ہی تھا۔ جو ان اندریوں کے سُوراخوں میں بھٹکتا پھرتا تھا۔ اب جب کہ وہ اندریوں کی طرف نہیں جانے پاتا تو اپنی جگہ ٹھہر گیا اور اِس الجھان کے پیدا کرنے والے کا پتہ لگ گیا۔ من، اہنکار، اندریاں اور باہری جگت۔ یہ الگ الگ بھاس رہے تھے۔ اب من رُک گیا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میں ہی اکیلا اِن تمام حالتوں میں محیط ہو رہا تھا۔ اے اندریو! تم کیوں چنچل ہو؟ تمہارے چنچل ہونے سے میرا کیا نقصان ہے۔ میں ساکھشی ہو کر تمہارے نظاروں کو دیکھ رہا ہوں۔ جب تک میں اندریوں کے ساتھ ملا رہتا تھا۔ سورگ سے پاتال دیس میں گرے ہوئے پرانی کی طرح ذلیل تھا۔ میں اب اِن سے اسنگ ہو کر اپنے آپ کو برہمہ کی طرح مان رہا ہوں۔

اے نادان من! تو بھکاری بنا ہُوا اُدھر سے اِدھر بھٹک رہا تھا۔ اب تو میری شانتی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ من ہزاروں زور لگائے۔ مگر گیان کو وہ کیا دھکا دے سکتا ہے! اہنکار کا میرا تیرا اپنا گیا۔ اب وہ کیسے ادّویت پد سے جُدائی کرا سکے گا! آتم وچار سے اودّیا کا اہنکار دُور ہو گیا۔ من سے دو پنے کی دُبدھا بھاگی اور تریا کی ادّویت اوستھا آ گئی"۔

سمادھی سے جاگنے کیوقت کی دشا

اس طرح وچار سے دیت ہوئیہ نے من اور اندریوں کو قابو میں کر لیا پہلے اندریوں کا دم کیا۔ پھر من کو روکا۔ من کے رُکنے سے پران آپ ہی آپ رُک گئے اور من اندریاں اور پران ایک دشا میں مِل رہے اور وہ دونوں بھووں کے بیچ میں دھیان لگا کر بیٹھ گیا۔ اور عرصہ تک سمادھی میں محو تھا۔ وہ اس قدر غافل ہو گیا کہ نہ سر کی خبر تھی نہ پاؤں کا ہوش تھا۔ اُس کا شریر بھی ریت کے انبار سے ڈھک گیا جب مُدّت کے بعد مُنی کی سمادھی گئی۔ تو اُس نے شریر کو مٹی سے جکڑا ہُوا پایا۔ اور نہ ہلنے ڈولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ سانس تک لینا بھی دشوار تھا۔ آخر وہ اپنے من میں داخل ہُوا۔ اور من کے جگا دینے سے آہستہ آہستہ جسم کے رگ و ریشوں میں حرکت آئی اور گذشتہ حالت اُس کو بالکل خواب و خیال سے مشابہ معلوم ہوئی۔ اس تپسوی نے عالم خیال میں دیکھا کہ میں نے کیلاش پر تپ کیا تھا۔ کبھی میں ودّیا دھروں کے درمیان قابل تعظیم مانا گیا تھا۔ کبھی دیوتاؤں کے لوک میں اندر کا پوجنیہ تسلیم کیا گیا۔ اور آخر میں گنیش جی کی طرح جٹا دھاری شیو بھگوان کا پیارا ہو گیا تھا"۔ اِن سب جنم جنمانتروں کے حالات کا پتہ اُس کو سمادھی سے جاگتے وقت ہُوا۔ خیال ہی خیال میں اُسکے کتنے شریر بنے اور بگڑے اور اس نے کتنے جنم دھارن کئے اور کتنی دفعہ مرا جب یہ سب حالتیں گذر چکیں۔ اُس کی نظر پھر اُسی ریت میں دھنسے ہوئے شریر پر پڑی اور

سورج سے مدد مانگنے پر پنگلا شکتی آئی - اور سوکشم شریر کو حرکت دیکر اسکی مدد سے ستھول شریر کو پھرنے کے قابل بنادیا - اور آپ پھر سورج دیس کو چلی گئی - مُنی پھر اُٹھا دریا میں سنان کیا - اور حسب دستور سورج کی پوجا کر کے وہ شانت چیت ہو کر سنسار میں وچرنے لگا - اب اُس کی حالت بہ نسبت پہلے کے کچھ اور ہی تھی - وہ نیک مزاج، رحمدل، گیانی اور صاحبدل بن گیا تھا - اور من میں کسی قسم کی باسنا نہیں رہی تھی -"

دوسری سمادھی

"مُنی کئی دن وندھیاچل پربت پر گھومتا پھرتا رہا - آخر برہمپد میں من کو دِرڑھ کر کے یوں وچار کرنے لگا" اب تک میں نے صرف اندریوں کے بس میں لانے کا جتن کیا ہے - اب مجھ کو چن ماتر میں لئے ہو جانے کی فکر لانی چاہئے - کیونکہ یہ چیتن ہی سب کا سار ہے اور سب تو ناش کو پراپت ہو جاتے ہیں - مگر یہ ابناشی ہے - اِس چن ماتر کے پراپت ہو جانے سے پھر میں چاہے سُورج کی طرح اُدے است ہوتا رہوں، مگر میرا کوئی بھی نقصان نہ ہوگا - چاہے کرم ہُوا کرے مگر میرے سُوشپتی کے آنند کی اوستھا کو دھکہ نہ پہنچے گا اور میں سوتا ہُوا بیدار اور بیدار ہوتا ہُوا بھی خواب میں رہوں گا - کیونکہ جُداگانہ حالتوں اور صورتوں کا میرے لئے اُبھاؤ ہو جائے گا - اور میں اِس شریر میں رہتا ہُوا بھی پرکاش کرتا ہونگا" اِس طرح وچار کرتے ہوئے مُنی چھ دن تک لگاتار سمادھی میں پڑا رہا - اور اُسی میں گیان تتو کا پرکاش ہو گیا -"

مُنی سب سے رخصت ہوتا ہے

سُکھ دُکھ کی باسناؤں کے چلے جانے سے سب کرم اور جنم مرن کا جھگڑا ہٹ گیا -

ویت ہویہ ایک دن اُس پہاڑ کی کسی گپھا میں پدم آسن مار کر بیٹھ گیا اور اِس طرح من ہی من میں سوچنے لگا "من! اے اب تُو ہمیشہ کیلئے پاک ہو جا - خواہش کی جگہ بے خواہشی

اور غصہ کی جگہ شانتی پیدا ہو جائے۔ بھوگ! اب میں تجھ کو تیاگ کرتا ہوں۔ تیرا کھیل خوب دیکھ لیا گیا۔ وِلاس! تُو نے اچھی طرح ناچ نچایا تھا۔ جا۔ اب موکش کی اوستھا آرہی ہے۔ اسے دُکھ! میں تیری بُرائی کیوں کروں۔ تُو نہ ہوتا۔ تو مجھ کو آتم تتو کی فکر ہی کیوں ہوتی! تو ہی میرے موکش گتی کا اصلی کارن ہوا ہے۔ تو ہی میرا نجات دینے والا ہے۔ اور میں تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اے ترشنا! تو اب تک میری دوست بنی ہوئی تھی۔ آج تجھ سے بھی جدائی ہے۔ گیان کا سادھن کرا کے تو خود اپنی موت کا باعث ہوئی۔ لیکن اب اُداس ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اب تو بھرم میں نہ پڑے گی۔ کیونکہ من کے شانت ہو جانے سے میرے ساتھ اب تیرا سنبندھ نہ رہے گا۔ اے دھرم کرم! تُو نے مجھ کو نرک کے دُکھ سے چھڑا کر جلد ہی موکش کا ادھکاری بنا دیا۔ میں پریم سے تجھ کو نمسکار کرتا ہوں۔ تو بہت دن تک جیتا رہے سب کو نمسکار سب کو پرنام! اے جیو کے ساتھیو! میں تم سب سے رخصت ہوتا ہوں۔ تم کو نمسکار رہے"!

موکش پد "اس طرح سب سے رخصت ہو کر منی نے من اور اُسکی باسناؤں کا تیاگ کر دیا۔ دل میں نہ دھن کی آرزو رہ گئی۔ نہ بیٹے اور بیوی کی پہلے وہ گیان بھومی میں پہنچا۔ اور ملائم لہجہ میں اوم کا جاپ کرتے ہوئے تینوں لوکوں کے سنکلپ وکلپ کو دُور کر دیا۔ اور پھر اوم کے لمبے اُچارن سے بھوگ بلاس کی چاہ کو پھونک مار کر اُڑا دیا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ مگر یہ اندھیرا تھوڑی ہی دیر کے لئے تھا۔ روشنی ہو گئی اور منی نے دیکھا کہ روشنی اور تاریکی دونوں ایک ہیں۔ ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اور دونوں ہی آتم کاش کی ذات ہیں۔ اب یہ روشنی بھی غائب ہو گئی۔ نہ کہیں روشنی ہے نہ اندھیرا ہے منی نے سوچا۔ یہ روشنی اور تاریکی صرف من کی کلپنا ماتر ہیں۔ اس لئے اُن کو

کبھی ہمیشہ کے لئے خیر باد کہا۔ اور تب صاف اور شُدھ گیان بچے کی شُبھ بھاوناؤں کے ساتھ پرگٹ ہونے لگا۔ اس گیان میں چنچلتا کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ یہی گیان ست تھا۔ یہی چیت تھا۔ اور یہی آنند تھا۔ یہی سدھانت ہے یہی آورش ہے۔ بُدھ اسی کو شُونیہ۔ برہمہ وادی اسی کو پربرہمہ۔ وگیانی اسی کو وگیان سانکھیہ وادی اسی کو پُرش۔ یوگی اسی کو ایشور۔ شیو اسی کو شیو۔ کال وادی اسی کو کال اور مادھیمک اسی کو مدّھیم کہتے ہیں۔ شے ایک ہے۔ اور اُس کے مختلف نام ہیں"۔

انجام۔ "الغرض مُنی اُسی پرم تتو سے مِلکر ایک ہوگیا، جو شاستروں کا۔ عالموں کا اور سب کا منزل مقصود ہے۔ جو سارے جگت میں محیط کُل ہے جو بغیر حرکت کا ہے۔ اور جس کی حرکت سے سب کو حرکت ملتی ہے۔ اور جس کے سچے پرکاش سے سب پرکاشوان ہیں۔ بیس برس تک وہ چداکاش میں ایشور کی وشا میں رہا جو شُدھ پوِتر ہے۔ اور جنم مرن اور آدی انت سے رہت ہے اور پھر ادویت سے مِلکر ایک ہو رہا"۔

(۱۰) شانتی پرکرن کا لب لباب

خلاصہ:۔ جو کچھ اس پرکرن کے قصّوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اس میں سب کا جوہر لیگا۔

سوال جواب۔ ا۔ "رام نے اس قصّہ کے سُن لینے کے بعد سوال کیا۔ "بھگون! اس کا سبب کیا ہے۔ کہ ان جیون مکتوں میں وہ سِدھی شکتیاں نہیں نظر آتیں جو یوگیوں میں ہوتی ہیں۔ نہ وہ آسمان پر اُڑ سکتے ہیں نہ دوسروں کے شریر میں داخل ہو سکتے ہیں"۔ وسشٹ نے جواب دیا۔ "جنھوں نے پُورے طور پر گیان کی سمجھ نہیں حاصل کی۔ بلکہ اس جگت کی باسنا کے بندھنوں میں پھنسے

رہے۔ اُنہیں کو اِن طاقتوں یا سِدھیوں کے پراپت کرنے کا سودا ہوتا ہے۔ یہ سدّھیاں منتر اکرم، دوا ایجنی یا کرتب سے حاصل کی جاتی ہیں۔ اِن کو سچے گیان سے تعلق نہیں ہے۔ گیانی کو سوائے گیان کے اور کسی سے واسطہ یا غرض نہیں ہوتی وہ گیان کو گیان کی درشٹی سے دیکھتے ہیں۔ اُن کا آدرش واسنا رہت ہوتا ہے۔ سِدھی شکتی مایا کے بھرم ہیں۔ گیانی تو مایا سے موکش چاہتے ہیں۔ وہ مایا کے بندھن میں تو نہیں آنا پسند کرتے۔ موکش اور سدھی شکتی کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ منتر ادوا وغیرہ سے سدّھی کا ملنا تو ممکن ہے۔ مگر موکش کا ملنا غیر ممکن ہے۔ یہ خود بندھن اور پھانسی کے سامان ہیں۔ اور گیانی جان بوجھ کر اِن سے علیحدگی چاہتے ہیں۔ گیانی تو خواہشوں کے دام سے آزاد ہو کر مکت ہو جائیں گے۔ مگر سدّھ سدھی کے گڑھے میں گر کر نئی نئی خواہشوں کے اُلجھن میں پھنسے رہیں گے"۔

سوال وجواب ۲ ــ "رام نے پوچھا" یوگی کس وجہ سے زیادہ دنوں یعنی کلپ تک زندہ رہتے ہیں"؟ وسشٹ نے جواب دیا "حرکت پرانوں کی وجہ سے ہے۔ بغیر پرانوں کے حرکت نہیں ہوتی۔ یوگی نے پران کو بس میں کر لیا ہے۔ وہ بے حرکت ہو کر مدتوں پڑا رہے گا۔ اگر پران اندرونی و بیرونی طور پر بس میں کر لیا جائے تو ضعیفی اور موت دور بھاگ جائیں گے۔ اُس وقت دھاتو کے شریر میں نواس ہوتا ہے۔ جہاں سے کال نہیں ہٹا سکتا اور جو اُتم گیان کو جان لیتے ہیں اور گیان مارگ میں چلتے ہوئے آتما کا ساکشاتکار کر لیتے ہیں۔ اُن کی لوبیک کی درشٹی کھل جاتی ہے اور وہ شریر میں رہتے ہوئے بھی من کے پردوں کے اندھیرے سے آزاد رہتے ہیں"۔

سوال وجواب ۳ ــ "رام نے پوچھا" اگر گیان کے آتے ہی من رست پا میں ستھر

جاتا ہے تو پھر میتری، کرونا، مُدتا، اواستیا کہاں رہتی ہیں اور یوگیوں میں پھر یہ
پیدا کیسے ہوتی ہیں"؟ وسشٹ نے جواب دیا۔ "من کی بربادی دو طرح کی ہے
یہ من دو طرح کا ہے۔ رُوپ اور ارُوپ۔ جیون مُکت اوستھا میں صرف رُوپ من
مر جاتا ہے۔ ارُوپ من کی موت ودیہہ مُکت کی اوستھا میں ہوتی ہے۔ جب تک
رُوپ والا من رہتا ہے۔ تب تک دُکھ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جب یہ نہیں رہتا
تب آنند پراپت ہوتا ہے۔ تم اسی رُوپ والے من کو پہلے سانپ کی طرح کچلو تاکہ یہ
سر نہ اُٹھا سکے۔ اور نہ اپنے آپ کو کسی ناشوان چیز سے متعلق کر سکے۔ یہی آتم تتو
سے اگیانی بنا ہوا دُکھ کے بوجھ سے چلاتا اور شور کرتا رہتا ہے اور اسی رُوپ والے
من کو جیو کہتے ہیں۔ یہی من سُکھ دُکھ کا سنسکار اپنے اندر رکھتا ہوا اباگا کا بیج بنا رہتا
ہے۔ اس قدر من کی بابت سمجھو۔ اب اس کے مارنے کی تدبیر سُنو۔ گیانی کہتے ہیں
کہ جب دُکھ سُکھ کے دیکھنے سے من میں کسی طرح کا بُرا یا بھلا بھاؤ نہ اُٹھے۔ اور
من مہا میرو کی طرح اٹل ورتی پر قائم رہے۔ تب جان لینا چاہئے کہ رُوپ والا
من مر گیا ہے۔ دولت و افلاس، موت یا پیدائش، سمجھ ان سبھی وغیرہ متضاد
حالتوں میں سے جس کسی کا بھی اثر نہیں پڑتا۔ تب بھی اس من کی موت کی دلیل ہے
من اودیا ہی ہے۔ جب اودیا چلی گئی تو من بھی مر گیا۔ اور اس کی جگہ ودیا آ گئی۔
جیون مُکت میں واسنا تو ہوتی ہیں۔ اُن میں میتری (برابر والوں کے ساتھ دوستی)
کرونا (چھوٹوں کے لئے رحم) مُدتا (اچھوں کی بڑائی دیکھ کر خوش ہونا) اور اُواستیا
(بُروں کی بُرائی کی طرف سے بے پرواہ رہنا) کے وصف سوبھاؤ کی طرح سے رہتے
ہیں۔ اور اُن کا ان ہی بلا کسی خیال کے بیوہار ہوتا رہتا ہے۔ وہ اس قسم کے
سلوک کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ رُوپ والے من کے چلے جانے سے
یہ خوبیاں خود بخود اُن میں آ کر قائم ہو جاتی ہیں۔ اس پر تعجب کرنے کی ضرورت

نہیں ہے۔ اب رہا اُروپ من۔ یہ ودیہہ مکت دشا میں جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ یا پرم پد کی پراپتی میں صرف ایک تتّو پردھان رہتا ہے۔ اُس کو ستّو کہتے ہیں۔ ان میں وہ اوپر کہے ہوئے چار دل اوصاف رہتے ہیں۔ جب اُروپ من مر گیا۔ تو اس ستّو کا بھی ناش ہو جاتا ہے۔ اور پھر کوئی گُن نہیں رہ جاتا۔ صرف برہمہ ہی برہمہ رہتا ہے۔ یہ برہمہ نہ ست ہے نہ اُست ہے۔ نہ سگن ہے نہ نرگن ہے۔ نہ ارتھ ہے نہ انرتھ ہے۔ نہ اُدے ہے نہ استت ہے۔ نہ رات ہے نہ دن ہے۔ نہ روشنی ہے نہ تاریکی ہے۔ نہ سندھیا ہے۔ بلکہ یہ سب کے درمیان رہتا ہے اور ان سب کا آدھار ہے۔ یہ آکاس کی طرح والے کے رہنے کا استھان بنا ہوا نرلیپ ہے اسنگ ہے۔ اس طرح جو گیانی اور سنت برہمہ میں سلے ہو جاتے ہیں گُنوں کے ساتھ ساتھ اپنے من کا بھی ناش کر دیتے ہیں۔ اور برہمہ سے جدا نہیں کہے جا سکتے۔"

سوال و جواب رام نے پوچھا "اس مایا کا بیج کیا ہے جو لتا کی طرح بڑھتی رہتی ہے۔ یہ مایا کیا ہے؟ اس بیج کا بیج کیا ہے؟ اور پھر اس آخری بیج کا بیج کیا ہے؟ میں ان چاروں بیجوں کی تفصیل سُننا چاہتا ہوں۔"

"وسشٹ نے جواب دیا۔ "یہ شریر بیج ہے جس سے دُکھ سُکھ کی بڑھنے والی لتا پھیلتی ہے۔ اور اسی کو سنسار کہتے ہیں۔ اس شریر کا بیج چت ہے جو اپنی واسنا کے موافق شریر بنا کر اسی میں مقید ہو رہتا ہے اور خواہشوں کے سلسلہ میں جنم مرن کے غوطے کھاتا رہتا ہے۔ اسی چت کے بیج سے بیشمار خیالی شریر پیدا ہوتے ہیں۔ جو اصل میں نہیں ہیں مگر ہستی رکھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور ان کی تعداد کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہی جسمانی دُکھ سُکھ کو بھوگتا رہتا ہے۔ اس چت رُوپی درخت میں دو بیج ہوتے ہیں۔ ایک تو پران کی حرکت ہے اور دوسری واسنا ہے۔ اے رام!

یہ چار بیج ہیں۔ جن کی تفصیل ہم نے تم کو بتا دی۔ اگر اس پران کو روک لیا جائے تو یہی انسان کی بہتری کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ باہری جگت میں بدھی صرف خواہش ہی کی وجہ سے بندھ جاتی ہے۔ یہ باہری جگت کے سامان ہمیشہ مصیبت اور چھوب کے باعث ہوتے ہیں۔ اگر ان کو کوئی نہ دیکھے تو من میں کبھی چھوب نہ اٹھے۔ اگر کوئی شخص سوشپتی میں جا کر پھر کبھی اس سے اٹھ کر نیچی اوستھاؤں میں نہ اترے تو اسی کو نروان کہا جائے گا۔ یہی نروان آتما ہے اور یہی دھرم ہے اور ست ہے اور اس کے سوا اور سب است ہے۔ اور واسناؤں کے دور ہوتے ہی اس کی پراپتی ہو جاتی ہے۔ پھر یہ سنسار نہیں پھرتا۔ سنسار تو صرف من کی کثرت پسند خواہشوں کے سلسلہ کا نام ہے۔ اسی وجہ سے یوگی واسنا اور من کے روکنے کی غرض سے پرانایام کرتے ہیں اور پران کو دھیان اوستھا اور یکتی سے بھی روک دیتے ہیں۔ پرانایام کرنے سے من بس میں آتا ہے اور بھوگ ولاس کی واسناؤں سے چھٹکارا مل کر برہم آنند کی پراپتی ہوتی ہے۔"

چت کی صراحت

"دوسرا بیج جو پدارتھوں کا پرکاش کرتا ہے، چت ہی ہے جب گیان میں چھوب آتا ہے تو یہ باہری پدارتھوں کو واسنا کے ساتھ مل کر بھوگنے لگتا ہے۔ واسنا صرف اگیان کی ورتیوں کا نام ہے جو ہم کو جگت کے دکھ سکھ دائک پدارتھ کے ساتھ باندھ دیتے ہیں اور ان میں درڑھتا کے آ جانے سے لوبک جاتا رہتا ہے اور پھر یہ جس کو دیکھتا ہے اسی کا روپ ہو جاتا ہے اور آئندہ اور گذشتہ باتوں کا خیال چھوڑ کر صرف اسی شے کے تصور کو پختہ کر کے اسی کے ساتھ "میں پنے" کا تعلق پیدا کر لیتا ہے اور جنم مرن اور بڑھاپے کا دکھ بھوگتا ہے۔ یہ چت جب تک اہنکار کے ساتھ کسی ستو کے ساتھ جکڑا رہتا ہے تب تک نظر آتا ہے اور جہاں وہ بندھن گیا۔ پھر اس کا پتہ نہیں رہتا۔ اگر باہری پدارتھ

کا میل نہ ہو۔ تو من کے شُونیہ آکاس میں یہ چت کبھی نہ پیدا ہوگا۔"

"جب کسی کے من میں کسی چیز کی بھاونا، کلپنا یا چنتا ہی نہیں ہے تو پھر یہ سنسار پھرے گا کس طرح؟ جیون مُکت پا گیا نیوں کا من واسناؤں سے پاک اور صاف ہوجاتا ہے۔ اور اس لئے وہ اس چت کے بندھن سے آزاد ہوجاتے ہیں۔ اگر تم کہو کہ جیون مکت سنسار کا بیوہار کرتے ہوئے جیتے جاگتے نظر آ رہے ہیں تو اُس کی نسبت یُوں سمجھو کہ وہ صرف پرار بدھ کرم کے پھل کو بھوگ رہے ہیں۔ جہاں یہ پھل بھوگ کر ختم کر لئے گئے۔ پھر یہ جیون مُکت ست پد میں جا ملیں گے اور یہ اسنا اور پرانوں کی حرکت جو نظر آ رہی ہے خود بخود مٹ جائے گی۔ جب تک چراغ میں تیل ہے تب ہی تک وہ روشن رہیگا۔ تیل کے ختم ہوتے ہی روشنی اور چراغ سب کا خاتمہ ہوجائے گا۔ اصل میں تو یہ سب کچھ جو نظر آ رہا ہے۔ ہستی سے خالی ہے صرف ورتی گیان سے بھاستا ہے اور جب تک یہ دُور نہ کر لیا جائے گا تب تک یہ ایسا ہی پھرتا رہے گا۔ اس لئے اس کا جتن کر کے تم اپنے نج سروپ کو سنبھالو اور اس سے الگ ہو جاؤ۔"

سوال و جواب ۵ "جہاں باہری جگت کے پدارتھوں کا سنگ نہیں ہے وہاں اودیا کیسے پیدا ہو جاتی ہے؟ اور جہاں گیان نہیں ہے۔ وہاں باہری جگت کے پدارتھوں کا ناش کیسے ہو جاتا ہے؟" وسشٹ نے جواب دیا آتما تو آکاش کی طرح نرلیپ اور اسنگ ہے۔ اُس کو نہ اودیا ہے اور نہ باہری جگت کے پدارتھ ہیں۔ وہ جو ہے وہ ہے۔ یہ جو باہری پدارتھوں کا بھان ہوتا ہے۔ وہ صرف ورتی گیان اور چت کے سنسکاروں کی وجہ سے ہے۔ نرو کلپ سمادھی میں جو گیان کی حالت کہی جاتی ہے۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں رہتا یعنی اس میں نہ اودیا ہے۔ اور نہ باہری جگت کے پدارتھ ہیں۔ کیونکہ اگر یہ ہوتے تو اُن کا

انبھو یوگیوں کو ہوتا مگر ایسا نہیں ہوتا۔ اِس لئے آتما یا گیان میں اِن دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ تم نے یہ سوال کیا ہے کہ سوپن میں دِاہیہ پدارتھ کے میل کے بغیر اوِدیا کیسے پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر بغیر گیان کے اُس اوِدیا کا ناش کیسے ہو جاتا ہے سو اُس کا جواب سنو۔ گیان اصل میں ہستی کا بیج اور ستّا روپ ہے۔ ستّا دو طرح کی ہے۔ ایک تو ایکتوّ اور وحدت کی اور دوسری دویت یعنی کثرت کی۔ برتن بھانڈے تصویر وغیرہ پدارتھ جب انیک روپ دیکھے جاتے ہیں تو اُن ہی کو کثرت کہتے ہیں۔ اور جب اِن کا بھاؤ مٹ کر صرف ایک آتم ستّا کا بھاؤ رہ جاتا ہے تو اُس کو ادویت اور ایکتوّ یا وحدت کہتے ہیں۔ یہ دو طرح کی ستّائیں ہیں۔ اب جس کے آدھار پر یہ دونوں ستائیں کام کرتی ہیں اُس کو ست کہتے ہیں۔ وہ اسنگ اور امیل ہے تم اُسی ستّا کا تصور کرو۔ کال ستّا روپ ستّا اور انیک ستّاؤں کے بھاؤ کو دل سے نکال دو۔ نہ وحدت سے غرض رکھو نہ کثرت سے۔ صرف سامانیہ ستّا کی طرف دھیان دو۔ اور اس طرح سادھن کرنے سے گیان کی پراپتی کے ہوتے ہی یہ جو اوِدیا اور دِاہیہ پدارتھ وغیرہ کا تم کو خیال پیدا ہوا ہے۔ وہ خود بخود جاتا رہیگا۔ یہ سامانیہ ستّا کارن رہت ہے اور سب کا کارن ہے اور سب کا جوہر اور سار بھی ہے۔ اُسی میں یہ سب بڑے آئینہ کے عکس کی طرح منعکس ہوتا ہوا نظر آتا ہے جیسے دریا کے کنارے کے درخت کا سایہ پانی میں دکھائی دیتا ہے۔ یہی ست وستو ہے اور یہی نروان ہے۔ اِسی کے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور اِسی کوشش کے سلسلہ میں تمام بھرم خود بخود دور ہوتے جائیں گے۔

سوال و جواب (۲) کے متعلق "رام نے وسشٹ کی طرف نگاہ کی۔ آپ نے ابھی کئی ہیولا فرمایا ہے اب یہ کہئے کہ کس بیج کو گرہن کر کے اُس کی مدد سے اس بھوساگر کو جلد پار کیا جائے؟" وسشٹ نے جواب دیا۔ جس

حالت کا جس بیج سے تعلق ہے۔ اُس بیج کے قابو میں کر لینے سے وہ حالت بھی قابو
میں آجاتی ہے۔ یہ بات میں نے تم کو پہلے بتا دی ہے۔ رہا پرم پد کا جلد حاصل کرنا
اس کے متعلق صرف اس قدر جان لینے کی ضرورت ہے کہ شاسا بانیہ میں رڑھتا
کے ساتھ ستھر ہونا اور ساری واسناؤں کا تیاگ کر دینا ہی اُس کا یقینی اُپائے ہے
اور من جس قدر جلد واسناؤں سے صاف ہوتا جائے گا۔ اُسی قدر جلد وہ پرم پد کو دیگا
جب تک سنسار کے دویت بھاؤ کا خیال ہے۔ تب تک برابر بھٹکتا رہیگا۔ اور
جہاں دوند اور دویت پدارتھوں کی واسنائیں مٹیں۔ پھر یہ سنسار یوں ہی اوجھل
ہو جائے گا۔ اور ڈھونڈھے بھی اس کا پتہ نہ ملیگا۔ ہاں یہ کام سہل نہیں ہے۔ اس
میں ذرا سخت محنت کرنی پڑیگی۔ مہا میرو کا اکھیڑنا سہل ہے۔ مگر واسناؤں کا مٹنا
کام رکھتا ہے۔ جب تک یہ چیت نہ مرے گا۔ تب تک واسنائیں بنی رہینگی۔ دونوں
لازم بالملزوم ہیں۔ اور جب تک تتو گیان نہ پراپت ہوگا۔ تب تک چیت بھی نہ مریگا
یہ بھی لازمی بات ہے۔ اور جب تک چیت نہ مریگا۔ تب تک تتو گیان بھی نہ ملے گا۔
یہ بھی صحیح اور سچ ہے۔ اور غلط نہیں ہے۔ اس لئے گیان کا اُدے ہونا۔ چیت کا ناس
ہونا اور واسناؤں کا مٹنا یہ تینوں ایک دوسرے کے ساتھ ملی جلی حالتیں ہیں۔ لوگ
اسی وجہ سے ورتیوں کا نرودھ کرتے ہوئے اندریوں کے بھرم سے اپنے کو بچاتے ہیں
اور جہاں ان تینوں کی ساتھ ساتھ تکمیل ہوگئی۔ ست پد کا ساکشاتکار ہو جاتا ہے
ایک ایک کے الگ الگ سادھن کرتے رہنے سے اس کا امکان محال ہے۔ یہ تو
جب ہونگی۔ ساتھ ساتھ ہونگی۔ اور ساتھ ہی نشو ونما پا کر من کے پھند اور جنم مرن
کے بندھ کو کاٹ دیں گی۔"

ابھیاس کی سخت ضرورت

"دھیان کے سخت ابھیاس کے بغیر واسنا کا ناش بہت مشکل ہے۔ کمل کی ڈنڈی کے توڑ دینے سے پھر

بھی اُس کے سُوت باقی رہ جاتے ہیں۔ ویسے ہی یہ باسنائیں ہزاروں شکلوں میں من میں بھری رہتی ہیں۔ پرانایام کا سادھن باہری جگت کے واسناؤں کے تیاگ کیلئے ضروری ہے۔ گورو سے دیکشا لے کر آسن۔ دھیان۔ دھارنا۔ پرانایام[1] اور پرتیاہار کے مرحلوں کو دل دینا چاہیئے۔ مگر یہ خیال رہے کہ یہ ہٹ یوگ نہ بننے پاوے بلکہ راج یوگ ہی بنا رہے۔ ورنہ اس سے پھر واسنا چھوڑنے کا نتیجہ دُور ہو جائے گا۔ اور آدمی سدھی شکتی کے جھمیلے میں پڑ کر اپنے مقصد سے بہت دور جا پڑے گا۔ ایک تو یہ تدبیر ہے۔ دوسری تدبیر یہ ہے کہ کرم بغیر کامنا کے کرے نشکام کرم کرتے ہوئے من کو اُس کے پھل کی اچھیا سے آزاد رکھے۔ نہ کسی سے راگ رہے نہ دویش ہو۔ یہ بھی ابھیاس ہی ہے۔ اس طرح کے ابھیاس سے من کی واسنائیں دُور ہو جائیں گی۔ پران قابو میں آ جائیں گے اور ساتھ ہی ست پد کے ساکشات کار کرنے کا امکان ہو گا۔"

ابھیاس مسلسل "سادھن کے بغیر من بس میں نہیں آتا۔ انکُش کی مدد کے بغیر کس نے مست ہاتھی کو قابو میں کیا ہے؟ یہ سادھن چار طرح کے ہیں۔ اوّل ادویت گیان کا مضبوطی اور استقلال کے ساتھ یقین کرنا۔ دوسرے سادھو اور گیانیوں کا ست سنگ۔ تیسرے بُرائی واسناؤں کا تیاگ اور چوتھے پرانایام کا عمل و شغل۔ ان چاروں کی مدد سے یہ چت اُسی طرح شانت ہو جائیگا جیسے بادل کے پانی کے چھڑکاؤ کرنے سے زمین کی گرد بیٹھ جاتی ہے۔ جو ان کو چھوڑ کر اور قسم کا سادھن کرتے ہیں۔ وہ روشنی کو تیاگ کر کے اندھیرے کو اندھیرے کی مدد سے

[1] پرانایام اس وقت کا یوگ نہیں رہا۔ اُس کے سچے ابھیاسی بھی اب نہیں ملتے۔ سُرت شبد یوگ سہل بھی ہے اور مفید بھی ہے۔ اُس کے ابھیاس سے بھی وہی فائدے ہوتے ہیں۔ اسلئے سنت سرف اسی یوگ کی اب تعلیم دیتے ہیں۔"

دُور کرنا چاہتے ہیں۔ یہ زور اور ہٹ اور ضد کا کام نہیں ہے۔ ہاتھی کو کمل کی ڈنڈی سے باندھنا جیسا کٹھن ہے۔ اُسی طرح اس من کو اور کسی تدبیر سے قابو میں لانا دشوار ہے اگیانی کا من خوف سے بُزدل بنا رہتا ہے۔ اس میں وشواس نہیں ہوتا۔ اور بازار میں لائے ہوئے نئے ہرن کی طرح وہ گھبرایا ہُوا رہتا ہے۔ جب تپ، یگیہ، تیرتھ، دان اور دیو پتری کی پوجا کرنے والے مہا اگیانی ہیں یہ تو یُوں ہی اپنے کرموں کے پھل سے جنم مرن میں پھنسے رہیں گے۔ یہ کیسے مُکت ہو سکتے ہیں! اس لئے رام! آتم گیان کو پراپت کر کے برہم پد کا ساکشاتکار کرو اور سنسار کے دُکھوں کو میٹو۔"

ابھیاس کی اہمیت

"ابھیاس کو معمولی چیز نہ سمجھو۔ روز روز کام مل کر کچھ عرصہ کے بعد بڑا شاندار ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح کسی شغل کی مشاقی سے انسان میں خاص قسم کی طاقت اور لیاقت آجاتی ہے۔ وچار کے بیج کو ذرا انکرانے دو۔ وہ دیکھتے دیکھتے خود عالیشان درخت بن جائیگا۔ جو جانور کی طرح کھاتے پیتے اور سوتے جاگتے ہیں۔ اُن کو انسان کون کہتا ہے۔ یہ انسانیت سے گئے گزرے لوگ ہیں۔ یہ مُردہ لاشیں ہیں۔ اور لوہار کی کھال کی طرح سانس لیتے رہتے ہیں۔ یا تو تم گیان کا جتن کرو۔ یا گیانیوں کے ست سنگ میں بیٹھ کر اُس کا اُپائے سوچو۔ اور جس طرح دُودھ کو متھ کر مکھن نکال لیا جاتا ہے ویسے ہی تم شاستروں، گیان کی پُستکوں اور مہاتماؤں کے بچنوں سے گیان کا جوہر نکالا کرو۔ اسی کو آتم وچار کہتے ہیں۔ اِس طبیعت کا انسان حد درجہ کا خود دار، اولوالعزم اور گمبھیر ہوگا۔ اور دُنیا کی خوشحالی یا بدحالی اُس کو کبھی اپنی نرالی شان سے نہ ہٹا سکے گی۔ گیانی موت اور زندگی میں یکساں رہتے ہیں اور مرتے مرتے اپنی شانتی کو جواب نہیں دیتے اور نہ کسی کو دوست سمجھتے ہیں اور نہ دشمن۔ اور وہ اس سنسار

کے بھرم میں نہیں پھنستے۔ اگیانیوں کا حال ان کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ من کو اسنگ کرنے کا عمل کرو۔ سنگ سے بندھن اور اسنگ سے موکش ملتا ہے۔ رام! آتم کو اسی سادھن سے چت لگانا چاہئے"۔

سوال و جواب ﴿ "رام نے پوچھا۔ "بھگوان! سنگ سے آپ کا کیا مطلب ہے؟" وسشٹ نے جواب دیا۔ "سنگ ناپاک اور اشدھ واسنا کو کہتے ہیں۔ سنساری پدارتھوں سے راگ و دویش رکھنا۔ رات دن انہیں کا چنتن اور منن کرتے رہنا سنگ کہلاتا ہے۔ اور ان کو من سے جدا کر دینا اسنگ ہے۔ کسی طرح کی اچھیا من میں نہ رہنے دو۔ نہ سکھ کی خواہش ہو نہ دکھ کا ڈر رہے۔ من ستوگن میں درڑھ ہو کر رہتا ہوا شانت بنا رہے۔ یہ اسنگ پنا ہے"۔

۶۔ نروان پرکرن

ا۔ بھسنڈی کی کہانی (یوگ ا)

خلاصہ:۔ یوگ کے عمل و شغل اور پابندی سے نروان پد پراپت ہوتا ہے"۔

تمہید ﴿ "ادویت پد میں نہ درشٹا ہے، نہ کال ہے نہ وستو ہے۔ ایک برہم ہی برہم دیاپت ہو رہا ہے۔ اور کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے۔ وہ اناوی اور اننت، اچل، اٹل اور اناشی ہے۔ اور وہ برہم ہماری ذات سے مختلف یا جدا نہیں ہے۔ اس طرح کا خیال دل میں مضبوط کر کے تم کسی پدارتھ کے ساتھ بندھن نہ کرو اور جیون مکت کی دشا میں وچرتے ہوئے برہم پد کی طرح نشچل اور شانت ہو رہو۔ اگیان کے ہوتے ہوئے گیان نہیں رہتا اور بغیر گیان کے برہم پد کی سمجھ نہیں آتی۔ جب تک اس بیچیدار سنسار کے بھوگ و لاس کی فکر ہے تب تک من

مایا کی رچنا کو کون بند کر سکے گا! ہونے کو تو سوائے برہم کے اور کچھ نہیں ہے جیو، من
مایا وغیرہ میں سے کسی کی بھی اپنی ہستی نہیں ہے۔ یہ سب برہم کی ہستی کے آسرے
رہ کر ہستی والے ہو رہے ہیں۔ اِن کی ہستی بھرم ہے۔ اور اس بھرم کے سبب کی
تلاش کیلئے اور کہیں آنے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا پتہ جیو کے
"میں پنے" میں ملتا ہے۔ جہاں جیوں نے "میرا تیرا اپنا" کرنا شروع کیا بس اسی وقت
سے چت میں بھرم پیدا ہونے لگتا ہے۔ آتما کی طرف سے من کی درشٹی ہٹ جاتی ہے
اور سرودیا یک گیان جو اکھنڈ انند ہے۔ من کے دو بیت سنکلپ سے ہزاروں لاکھوں
بلکہ بے شمار روپ میں بھاسنے لگتا ہے اور آدمی کسی کو دشمن۔ کسی کو دوست کسی
کو بیگانہ، کسی کو یگانہ اور کسی چیز کو اچھی اور کسی کو بُری سمجھ لیتا ہے اور جیسی اُس کی سمجھ
ہے۔ ویسے ہی سب پھرتے ہوئے اُس کے دُکھ سُکھ کے کارن بننے لگتے ہیں یہ
حالت اور یہ سمجھ بغیر آتم وچار کے نہیں جاتی اور تتوں کے گیان کے بغیر بھرم کا اندھیرا
نہیں ہٹتا۔ سورج میں اندھیرا نہیں سہتا۔ تپت پرتھوی پر پانی کی بوندیں نہیں ٹھہریں
اسی طرح برہم گیانی کے لئے یہ سنسار نہیں رہتا۔ یہ گیان نت ہے۔ مگر پھر بھی پرانیوں کو
اس کی چاہ نہیں ہے۔ ویدوں کے کلام کے موافق اگیانی کیچڑ میں پڑے ہوئے پرانیوں سے
مشابہ ہیں۔ جو دکھ سکھ میں لت پت ہیں اور اس سے نکلنے کی تدبیر نہیں جانتے"۔

سچدانند سے سرشٹی

"سرودیا یک سچدانند ساکشی ہے اور وہ اسنگ رہ کر اور اسنگ ہو کر
ہر شے کا تماشہ دیکھ رہا ہے۔ مگر اُس تماشا کا اُس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اسی
سچدانند ساکشی سے بُدھی اُتپن ہوئی جو ترگناتمک تھی۔ اور ست اور رج۔ تم
سے لپٹی ہوئی تھی۔ اِنہیں تین گنوں کی وجہ سے جیوں کی تین اودیائیں ہیں۔

جو بھرم میں ڈال کر اس کو جنماتی اور مارتی رہتی ہیں۔ کہنے کو یہ تین ہیں۔ مگر تینوں کو تین سے ضرب دینے پر یہ نو قسم کی ہو جاتی ہیں۔ اس اودیا کے روپ رشی، منی، سدھ، ناگ، ودیادھر، دیوتا اور دھرماتما جیو ہیں۔ ان میں سے ودیادھر اور ناگ تامسی ہیں۔ منی اور سدھ راجسی ہیں۔ دیوتا، جیو وغیرہ ساتوکی ہیں۔ یہ اودیا ودیا سے ملی جلی ہے۔ ودیا خود اودیا کے خاص ستوگنی حصہ کا نام ہے۔ اگیانی وہ ہیں جن میں تموگن پردھان ہوتا ہے۔ درخت وغیرہ میں گھنا تموگن ہے کیونکہ وہ ستھول جڑ ہیں اور مہا تامسک کہے جا سکتے ہیں۔"

سوال و جواب (۱) "رام نے دریافت کیا "بھگون! جڑ ستھول چیزوں میں چونکہ گھنا اگیان ہے۔ ان میں اودیا زبردست قسم کی ہوگی۔ اس کی ذرا وضاحت کر دیجئے کہ یہ کس طرح بنتی ہیں؟" اور وسشٹ نے اس طرح جواب دیا۔

"ان جڑ پدارتھوں میں گیان بالکل سامانیہ روپ سے ویاپک ہے اور سامانیہ ہونے کی وجہ سے نہ من کو میرے تیرے پنے کے اہنکار کے پھیلانے کا موقع ہی نہ لئے ہونے ہی کا ہے۔ یہ ایک طرح کی درمیانی حالت ہے۔ یہاں نہ سوچ بچار ہے نہ محویت کی حالت ہے۔ یہاں من کا مکمل نشوونما نہیں ہے۔ اول تو وہاں من، واسنا، روپ ہے۔ لیکن اگر یہ نہ بھی مانا جائے تو وہ صرف ستا مار ہے اسلئے دکھ سکھ کی وہاں اتنی سمجھ نہیں ہے۔ حالت کے موافق صرف جزوی سمجھ ہے۔"

سوال و جواب (۲) رام نے پھر دریافت کیا" مہاراج! جب درختوں میں سکھ دکھ کا اس قدر رجحان نہیں ہے تو ان کو موکش کی استھا کے قریب سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ سکھ دکھ بندھن ہی میں ہوتا ہے۔ مکتی میں نہیں ہوتا۔" اور وسشٹ نے اس طرح جواب دیا "رام! ابھی تک تم نے اچھی طرح موکش کی حیثیت کی خبر نہیں پائی۔ موکش تو ست سامانیہ یا سامانیہ ستا کی سمجھ اور اس میں ودھ ستا

کا نام ہے۔ موکش۔ بیجر کتی۔ جڑتا سھتول پنا۔ اور بے حسی کو تو نہیں کہتے۔ پرانی جب
پورے طور پر واسناؤں کو سمجھ بوجھ اور وچار کر ان کو تیاگ دیتا ہے۔ تب اُس تیاگ
کو مکتی کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں واسناؤں کا وچار سے تیاگ کر دینا گیان کے
سامانیہ ستّا کا انبھو کر لینا اور پھر گیان کی طرح سنگ میں سنگ اور سنگ میں اسنگ کی
طرح رہنا یہ مکتی ہے۔ درخت یا جڑ سھتول شئے اگیان کی اوستھا میں ہیں جس کو سوشپتی
کہا جاتا ہے۔ تم دیکھتے ہو سوشپتی میں جا کر پرانی پھر اُٹھتے اور سپن جاگرت کا بیوپار
کرتے ہیں۔ اس لئے یہ حالت جنم مرن کی ہے۔ ہم نے یہ تو کبھی نہیں دیکھا کہ جڑ
سھتول چیز بالکل ہی دُکھ سُکھ سے آزاد ہیں ہم صرف اتنا کہتے ہیں کہ وہاں باسنا
ہے۔ اور باسنا ہی کے انداز کے موافق دُکھ سُکھ کا علم اور جنم مرن کے سنسکار کی
موجودگی ہے۔ یہ جڑ سوشپتی اوستھا میں ہیں۔ سوشپتی ہی سوپن اور جاگرت کا بیج
ہے۔ اسی کے بھاوے میں واسنا کے بیج پڑے رہتے ہیں۔ اور موقع پا کر وہ پھر
اُگتے اور پھل پھول لاتے ہیں۔ سوشپتی موکش نہیں ہے۔ موکش کا پد تُریا ہے۔ جڑ
سھتول میں یہ نہیں ہوتا۔ یہ واسنا رہت اوستھا ہے۔ پرانی کو واسنا آگ۔ قرض۔ بیماری
زہر، دشمن، غصہ یا راگ سے بچ کر رہنا چاہئے۔ ان کے ساتھ ذرا تعلق کیا نہیں،
کہ وہ سر پر سوار ہوئے نہیں۔ ان سے اسنگ رہنے ہی میں کچھ خیریت ہے جب اگیان
کا بیج دگدھ کر دیا جاتا ہے۔ تب ہی واسنا دور ہو کر ست سامانیہ کی حالت ملتی ہے
اور اس کے ملتے ہی پرانی چاہے شریر دھاری ہو یا نہ ہو۔ اُس کو دُکھ سُکھ نہیں ہوتا۔
اب تم دیکھو۔ یہ سب باتیں سھتول جڑ چیزوں میں ہیں یا نہیں ہیں؟ وہ گیان سے تو
بالکل ہی خالی ہیں۔ پھر اگیان دشا میں مکتی کیسی! سوا برہم کے اور کوئی شئے اپنی
ہستی نہیں رکھتی۔ یہاں تم کو جڑ میں سھتول ہستی کا بھرم ہو رہا ہے۔ یہ بھی تو گیان
نہیں ہے۔ پہلے پرانی رج سے تم کو مغلوب کرے۔ پھر تم کو ست سے مارے۔ پھر شدّ سامانیہ

اور غیر محدود ہستی کا علم اُسی ست کی مدد سے حاصل کرے۔ پھر اُس ست سے بھی اسنگ ہو جائے۔ اسی کا نام گیان ہے۔ اگر ست سے ذرا بھی تعلق رہے گا تو وہ حالت بھی ویسی ہی ہوگی۔ دیوتا، رشی، منی، نارد، شیو وغیرہ کا یہی نشچے ہے۔ اور یہی نشچے تم کو بھی پراپت ہو"۔

سوال و جواب ۳ رام نے پوچھا "نارد اور شیو وغیرہ کو اس نشچے کے دِرڑھ ہونے سے دُکھ اور درد سے جس طرح نجات ہو گئی ہے وہ مجھے بھی سمجھائیے"۔ اور وسِشٹ نے جواب دیا "اس جگت میں سامانیہ وشیش چھوٹی بڑی چیزوں کا جو پھیلاؤ تم کو نظر آ رہا ہے۔ وہ برہم ہی برہم ہے۔ گیان برہم ہے جگت برہم ہے۔ پنچ بھوت برہم ہے۔ ہم برہم ہے۔ تم برہم ہے۔ دوست دشمن یگانے بیگانے سب ہی برہم ہیں۔ یہ شنکر اور نارد وغیرہ کا نشچہ ہے جس طرح اندھوں کی نظر میں یہ جگت اندھیر نظر آتا ہے۔ ویسے ہی اگیانیوں کے لئے یہ دُکھدائی اور گیانیوں کے لئے سکھدائی ہے۔ اندھے تاریکی پسند، اگیانی کثرت پسند اور گیانی وحدت پسند ہیں۔ جو پرانی کہ سب کو برہم سروپ دیکھتا ہے۔ اور برہم میں سب کا روپ دیکھتا ہے۔ وہ برہم کو اکھنڈ اور ویاپک اور سب کچھ جان لیتا ہے وہی مرت ہے۔ اس کو نہ مرنے کا ڈر نہ جینے کی فکر۔ وہ دوند اور دویتے کی حالت سے بہت اونچے چڑھ آتا ہے"۔

ساکشی گیان "آتم پرکاش ایک رس ہے اور وہ سب جگہ ایک رس ویاپک ہے۔ اسی کا نام برہم اور گیان ہے اور یہی ناظر، نظر اور منظور ہے۔ دو اجنبی آدمیوں میں ایک جب دوسرے کو بغیر اہم بھاؤ اور کسی تعلق کے دیکھتا ہے تو یہ ساکشی کی طرح دیکھنا بھی برہم بھاؤ یا آتم پرکاش یا گیان ہی ہے۔ اس میں کہیں بھی دو پنے کا نام نہیں ہے۔ اور نہ اس میں بندھن ہے اس قسم کے ساکشی

گیان کو منگا ہے۔ اس میں نہ سنکلپ ہے نہ ابتدا ہے۔ نہ سکھ ہے نہ دُکھ ہے۔ جن
کو اس کا نشچے آگیا ہے۔ اور وہ سوا ایک رس گیان کے اور کچھ نہیں دیکھتے۔ وہ برہمہ
رُوپ، ستّیہ روپ اور شانتی رُوپ ہیں۔ اُن کو چونکہ کسی طرح کی خواہش نہیں ہے۔
اسلئے وہ چراچر جگت میں نہ کسی سے دُکھی ہوتے ہیں نہ سُکھی"۔

سوال وجواب ۴

رام نے پوچھا "دیا کرکے گیان مارگ اور یوگ مارگ کی تشریح
پھر کر دیجئے کہ گیان کے وچار اور پرانوں کے روکنے سے
کس طرح واسنا رہت ہو کر پرانی جیون مُکت ہو جاتے ہیں"۔ اور وسشٹ جی نے جواب دیا
"یہ دونوں ہی طریقے یوگ کہلاتے ہیں۔ اور وہ یوگ ہی ہیں مگر عوام صرف پرانوں
ہی کے روکنے کو یوگ سمجھتے ہیں۔ اور ہم بھی اس موقع پر عوام کے ساتھ متفق ہو کر
اسی کو یوگ کہتے ہیں۔ شیو بھگوان ہی نے دونوں راستے بتائے ہیں۔ بعض آدمی تو
یوگ کے ادھکاری ہوتے ہیں۔ بعض گیان کے۔ مزاج اور طبیعت کی بات ہے
گیان کے متعلق تو ہم بہت کچھ کہتے چلے آرہے ہیں۔ اب صرف یوگ پر گفتگو کرینگے
اسکی تشریح کے متعلق تم ایک قصہ سُنو جو نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے"۔

کہانی ۱

"کسی زمانہ میں دیو رشیوں کے ساتھ ہم اندر کی سبھا میں بیٹھے ہوئے تھے
وہاں سداپت مُنی سدھ کی زبانی چرنجیوں کا حال سُنا۔ اُنہوں نے کہا۔
کہ "مہا میرو پربت کی شمالی مشرقی چوٹی پر کلپ برکش کی کسی اونچی جنوبی شاخ میں
ایک گھونسلا ہے۔ اُس گھونسلے میں بھسنڈ نامی ایک کوا رہتا ہے جو یوگی ہے۔ وہ
بڑی عمر والا ہے۔ اور گیان اور بیراگ وان ہونے کی وجہ سے اُس میں نہ کسی کا راگ
ہے نہ دویش ہے"۔ سداپت مُنی تو اس قدر تذکرہ سُنا کر چلے گئے۔ ہمارے دل میں
خواہش ہوئی کہ چل کر اس کوے کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہیئے۔ دل میں یہ خیال
پیدا ہوا۔ اور اُسی وقت ہم چل کھڑے ہوئے اور چلتے چلتے میرو کی چوٹی پر کلپ برکش

کے پاس جا پہنچے۔ یہ درخت خوشبودار پھل اور پھولوں سے لدا ہوا تھا۔ اور اُس کی شاخوں پر بے شمار بڑے بڑے پرندوں نے گھونسلے بنائے ہوئے تھے کئی پرندے برہما کی طرح سام وید گا رہے تھے۔ اور دُوسرے اور منتروں کا "سواہا" کے ساتھ پاٹھ کر رہے تھے۔ کوئل، طوطے، مور، کیا جانیں۔ کتنی قسموں کے پکھشی وہاں موجود تھے۔ اور ان سب میں کارتکیہ کی طرح شیو کا گیان پورا پورا تھا جس وقت ہم بھسنڈ کے سامنے اور کوؤں کے درمیان جا پہنچے۔ یہ سب کے سب خاموش ہو گئے بھسنڈ پرانوں کو روکے ہوئے آتم انند میں نمگن ہو کر ہم سے ملنے کے لئے اُٹھا اور جب اُس نے ہم کو پہچان لیا۔ بہت ہی خوش ہوا۔ اور اپنے پنجوں سے پھل پھول نذر کر کے ہم کو ایک جگہ بیٹھنے کی ہدایت کی۔ اور ہم جب بیٹھ گئے۔ اُس نے ارگھیہ پیش کیا۔ اور لجاجت کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "آپ کے شبھ آگمن سے ہم سب کو بہت آنند پراپت ہوا۔ یہاں آنے میں آپ کو بہت کشٹ اٹھانا پڑا ہے۔ آپ چرنجیوں کا حال سن کر ان کے دیکھنے کیلئے ادھر آئے ہیں۔ اتنا تو میں جانتا ہوں اب آپ جو آگیا دیں میں وہ سیوا بجا لاؤں"۔ ہم نے بھسنڈ کو کہا "جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ سب سچ ہے۔ چرنجیوں کے دیکھنے ہی کا شوق ہم کو یہاں کھینچ لایا۔ مگر ہم کو پھر بھی شک ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنا حال ہم کو سنائیں۔ کہ آپ کس نسل میں پیدا ہوئے۔ کیسے گیان پایا۔ کیا عمر ہے اور اپنی زندگی کے کیا کیا حالات جانتے ہیں۔ اور اس درخت پر رہنے کا کیا سبب ہے"؟ بھسنڈی نے خوش ہو کر جواب دیا۔ "شیو بھگوان کے سماج میں بے شمار گن رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی کا منہ ہاتھی کا ہے۔ کسی کا بکرے کا۔ کسی کا اونٹ جیسا اور بعض ایسے بھی ہیں جو ریچھ کی شکل کے ہیں۔ اور علیٰ ہذا القیاس۔ جیسے یہ صورت شکل کے لحاظ سے مختلف ہیں ویسے ہی ان کے انگ بھی خاص خاص طرح کے ہیں۔ کسی کا منہ اُس کے

پربت میں ہے اور کسی کے گھر اُس کے سر پر ہیں۔ الغرض شکتی کی پیدا کرنے کی قدرت یہاں بہت ہی عجیب وغریب ہے۔ کیلاش میں شیو کے ساتھ بھوت۔ پشاچ۔ بیتال وغیرہ رہتے ہیں۔ شکتیاں اُن کے سامنے ناچتی رہتی ہیں۔ اور یہ بھی اُسی جگہ پہاڑوں، جنگلوں، زمین، آسمان، شمشان وغیرہ میں رہائش رکھتی ہیں۔ ان شکتیوں کی قسمیں کوئی کیا کیا بتائے۔ جیا، وجیا، جینتی۔ اپرجیتا۔ سدھا۔ کُتا۔ المبوشا، اُپتلا وغیرہ بہت ناموں سے نامزد ہیں۔ ان سب کی سواریاں بھی مختلف ہیں المبوشا دیوی، کوّے پر سوار ہوتی ہے۔ جس کا نام چنڈا ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ شیو کا حکم پاکر تمام شکتیاں معہ آٹھ سدھیوں کے کیلاش پربت پر اُتسو منانے کے لئے حاضر ہوئیں۔ اور شراب میں مست ہو کر ناچتی، گاتی اور ہنستی کھیلتی تھیں جیسی طرح مستی میں ان کا حال تھا۔ اُسی طرح ان کے سواری کے پرند اور جانور بھی دوسری جگہ آکاس کی ہنسنیوں کے ساتھ بھوگ ولاس کرنے لگے چنڈا کوّا نے جس ہنسنی کے ساتھ بھوگ کیا تھا۔ اُس کو گربھ ہو گیا۔ یہ عجیب وغریب بات تھی۔ کیونکہ یہ بھوگ اور اس طرح گربھ کا رہ جانا بغیر کسی سنکلپ کے تھا۔ جب دیویوں اور شکتیوں کو یہ بات معلوم ہوئی۔ برہمانی نے خاص کر ان ہنسنیوں کو کہا۔ سواری لے کر اُڑنے میں تم کو تکلیف ہوگی۔ اسلئے اب آرام کرو۔ دیویاں تو نروکلپ سمادھیوں میں چلی گئیں۔ ہنسنیوں نے کچھ دنوں بعد انڈے دیئے۔ ان انڈوں سے بچّے پیدا ہوئے۔ اُن میں سے ایک میں ہوں۔ برہمانی ہم سب کو دیکھ کر خوش ہوئی۔ اور مُکت پد میں قائم ہونے کا بَر دیا۔ پھر تو ہم سب کو دھیان کی اِچھیا ہوئی۔ اور اپنے ماں باپ سے مل کر اور اُن کا آشیرباد پاکر اُسی کلپ میں بے فکری سے رہنے لگے۔ یہ میرا حال ہے۔ آج میرا شُبھ کرم پھل دینے پر آیا ہے کہ آپ کو یہاں آنے اور ہم سب کو درشن دینے

کی اچھیا ہوئی۔ جب تک ایشور کی کرپا نہیں ہوتی۔ تب تک سنتوں کا سماگم نہیں ہوتا"

سوال و جواب ۱۵ بھُشنڈی نے ہماری بہت عزت کی۔ ہم نے اُس سے پوچھا "ایک بات کا آپ ہم کو جواب دیجئے۔ اُس الکشو کے بلاس کے پیدا ہوئے پرندوں میں آپ ہی اکیلے کیوں یہاں ہیں۔ اور یہ سب کدھر چلے گئے" بھُشنڈ بولا "مجھ کو یہاں رہتے ہوئے یُگ بے گنتر اور کلپ کلپانتر گذر چکے ہیں۔ میرے بھائی بندوں نے اس شریر اور اُس کے سمبندھ کو فضول سمجھ کر تیاگ دیا۔ اور اپنے سنکلپ سے موکش ہو گئے" ہم نے پھر سوال کیا "پرلے میں آندھیاں آتی ہیں۔ اور بارہ آدتیہ (سُورج) تمام برہمانڈ کو جلا کر خاک کر دیتے ہیں۔ آپ کس طرح زندہ بچے"؟ بھُشنڈی نے جواب دیا "یہ جھی نہ سوچو کہ جگت کا بیوہار ختم ہو جاتا ہے۔ یہ یُوں ہی ہوتا رہتا ہے۔ اور میرا یہ حال ہے۔ جب پرلے کے دنوں میں آدتیہ تپنے لگتے ہیں۔ میں پانی کی دھارنا کا تصور کر کے آکاس پر چڑھ جاتا ہوں۔ جب آندھیاں چلنے لگتی ہیں۔ تو میں اگنی کا تصور کر کے آکاس میں قائم ہو رہتا ہوں۔ اور جب جل پرلے آ جاتی ہے۔ تو میں وایو کی دھارنا کر کے پانی کی سطح پر تیرنے اور بہنے لگتا ہوں اور جب جگت کے ناش کا سمے آ جاتا ہے تو میں برہمہ سُوشپتی میں جا کر برہمہ پد سے مل رہتا ہوں اور جب پھر برہمانڈ بنتا ہے۔ میں اپنے سنکلپ سے اسی کلپ برکش پر آ رہتا ہوں۔ یہ میرا بیوہار ہے" ہم (وسشٹ) نے پھر اُس سے پُوچھا "اتنے دنوں تک جیتے رہنے کی طاقت آپ میں صرف دھارنا شکتی کی وجہ سے آئی ہے لیکن اس کا کیا سبب ہے کہ اور یوگیوں کو اس دھارنا کا ایسا پھل نہیں ملا۔ اور آپ ہی کیسے چرنجیوی ہوئے"؟ بھُشنڈی بولا "سُنو وسشٹ! کچھ ایشور کی مرضی ہی

ایسی ہے کہ میں زندہ رہوں۔ باقی یوگیوں کی بابت ایشور کی یہ اچھیا نہیں ہے اور اُن کا انجام اور طرح پر ہوتا ہے۔ یہ اصُول اور قانون اسی طرح کا ہے۔ ہم نے پھر پوچھا۔ "آپ برہم گیان اور شاستروں کے بھید سے واقف ہیں۔ اپنی یوگ شکتی سے کام لے کر یہ بتایئے کہ تینوں لوکوں میں آپ نے کیا کیا عجیب وغریب باتیں دیکھی ہیں۔" اور بھسنڈ نے اس طرح جواب دیا۔ "پہلے نہ یہ زمین تھی نہ زمین کی کوئی مخلوق۔ پھر گیارہ ہزار برس تک بالکل زمین غبار اڑا کی۔ پھر پتھر ہی پتھر بن گئے۔ کسی سِرشٹی میں صرف جنگل ہی جنگل تھا۔ دوسری میں پہاڑ ہی پہاڑ۔ تیسری میں صرف وندھیا پربت ہی بغیر اگست رشی کے تھا۔ ایک دھیا میں براہمن لالچی ہو گئے۔ اور شُودر اُن کی نِندیا کرنے لگے۔ عورتوں میں دھرم کرم کچھ نہیں تھا۔ اور وہ جیسا چاہتی تھیں ویسا ہی کر گزرتی تھیں۔ میں نے اپنی اِن آنکھوں سے سُورج۔ اِندر۔ اُپیندر۔ وراہ اوتار۔ وغیرہ کی پیدائش دیکھی ہے۔ ہرنیاکش کا زمین کو چرا لے جانا۔ سمندر کا متھنا۔ ویدوں کا نکالنا یہ سب میرے سامنے کے واقعات ہیں۔ اوتار۔ نارد۔ بھردواج۔ مریچی۔ پُلستیہ گنیش۔ کارتکیہ۔ بھرگی۔ بارہا میرے روبرو جنمے ہیں۔ تم برہما کے پُتر ہو۔ مجھ سے یہ آٹھویں دفعہ تمہارا ملنا ہوا ہے۔ پہلے تم آکاش میں پھر پانی۔ پربت اور اگنی میں پیدا ہوئے تھے۔ کورم اوتار کا ظہور میرے دیکھتے دیکھتے پانچ مرتبہ ہوا ہے۔ سمندر بارہ مرتبہ متھا گیا ہے۔ تین مرتبہ ہرنیاکش مارا گیا۔ پرشو رام چھ مرتبہ رینوکا کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اور بدھ بھگوان سو مرتبہ بار بار کلی جگ میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ تریپر اور اُن کے باشندے تین مرتبہ آگ سے جلائے گئے۔ دکش پرجاپتی کا یگیہ دو دفعہ خراب کیا گیا۔ شیو نے دس مرتبہ اندر کو شکست دی۔ شیو اور ارجن کی لڑائی ایک شُودر کے متعلق میں نے آٹھ

دفعہ دیکھی ہے۔ وید ہمیشہ آدمیوں کی ضرورت اور اُن کی عقل کے موافق پیدا
ہوتے رہتے ہیں۔ جس قدر رودّیا بڑھتی ہے۔ اُتنی ہی اُن ویدوں کی زیادہ سمجھ
آتی ہے۔ گو پرانوں کو لوگ مختلف طور پر پڑھتے ہیں مگر اُن سب کی مُراد ایک
ہی ہے۔ ہر جگ میں گیان شاستروں کی تاویل اور ترکیب رامائن کی طرح
کی جاتی ہے۔ موجودہ والمیکی کی طرح پہلے بھی بارہ والمیکی اسی رامائن کو سُنا
چکے ہیں۔ مہابھارت جو وید کا ضمیمہ کہی جاتی ہے۔ ویاس کی بنائی ہوئی ہے
اس کلپ میں رام گیارہ مرتبہ جنم دھارن کر چکے ہیں۔ کرشن بارہویں دفعہ دسو
دیو کے گھر جنم لیں گے۔ رچنا کے یہ بھرم کبھی ہوتے ہیں کبھی نہیں ہوتے۔ یہ
بھرم اُسی طرح گیان میں رہتے ہیں۔ جیسے سمندر کے پانی میں بُلبلے اور جھاگ
وغیرہ ہوتے ہیں۔ ایک کلپ یا ایک جگ کی رچنا بہت باتوں میں ایک دُوسرے
سے مختلف ہوتی ہے۔ ہر جُگ کا دھرم جُدا جُدا ہے۔ جب بھُسنڈ یہاں تک
کہہ چکا۔ ہم نے پُوچھا "یہ سب صحیح ہے۔ مگر پرانی سنسار کا بیوہار کرتے ہوئے
یم کے ہاتھ سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے؟" بھُسنڈی بولا "آپ جان کر بھی یہ
سوال مجھ سے کرتے ہو۔ خیر جس طرح کا سوال کیا گیا ہے۔ میں بھی اُسی طرح اور
اس کے موافق جواب دونگا۔ یم اُن کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ جنہوں نے واسنا کا
تیاگ کر دیا ہے۔ یم اُن کو نہیں ستاتا۔ جنہوں نے من مایا کے بھرم کو سمجھ کر
اُن سے اپنے آپ کو آزاد کر لیا ہے۔ یم ان گیانیوں کے پاس بھی نہیں بھٹکتا
جن کا من راگ اور دویش سے پاک ہو گیا ہے۔ اور کام، کرودھ، لوبھ، موہ، اہنکار
سے کام نہیں رکھتے۔ یم کا اُن سے کیا کام ہے۔ جو نروان اوستھا کو شریر رکھتے
ہوئے پراپت کر چکے ہیں اور برہمہ کے جگت کو برہمہ رُوپ ہی مانتے ہیں یم کا اُن
پوتر آتماؤں تک گذر نہیں ہوتا۔ جو ادویت لکش کو نظر کے سامنے رکھتے ہیں۔ اور

دویت اور دوند کا خیال تک اُن کے دل میں نہیں آتا۔ یم بھلا اُن کا کیا کر سکتا ہے۔ جو برہم پد میں رہتے ہوئے جگت میں وچرتے ہیں۔ دُکھ اور مَوت یہ تو مانسک روگ سے پیدا ہوتے ہیں۔ جو بھرم مات ہیں۔ جن کو یہ بھرم ہی نہیں ہے اور جو مانسک روگ سے محفوظ ہو گئے ہیں۔ اور من بچن کرم سے سب کو اپنا ہی رُوپ مانتے ہیں اُن کے یہاں یم کا ٹھکانا کہاں ہے۔ اسماہت چت یا سمادھی میں رہنے والے من کو اُپادھی کا کیا کھٹکا ہے۔ وہ تو یوں ہی دو پنے کے بھاؤ سے چھوٹ کر نشت ہو گئے ہیں۔ چت میں آتم گیان آجاتا ہے۔ تو دُکھ آپ ہی آپ دُور ہو جاتے ہیں۔ [1] مدھیہ گت یعنی درمیانی راہ سے میں نے گیان کی پراپتی کی ہے۔ اور پرانوں کو سادھ کر باہری جگت کے بھرم کو مٹا دیا ہے۔ جب میری یہ حالت ہے تو پھر مجھ کو یم کا کیا ڈر ہو سکتا ہے"۔

پرانایام کی بدھی ؎ "ہم پرانایام سے ناواقف نہیں تھے۔ پھر بھی یوں ہی تفریحاً کاگ بھسنڈ سے پوچھا۔ کہ پرانوں کا سادھن کیا ہوتا ہے اور اُس نے اس طرح جواب دیا۔ ہردے کنول میں پران اور اپان والیو رہتے ہیں۔ ایک کی چال اُوپر کو ہے۔ دوسرے کی نیچے کی طرف ہے۔ پران گرم ہے۔ اپان سرد ہے۔ دونوں جاگرت سوپن اور سوشپتی میں ایک رس رہتے ہیں۔ اور تمام شریر میں ویاپک ہیں۔ میں نے اِن دونوں والیو کو سادھ لیا ہے۔ اور اِن کے سادھن کر لینے سے میری حالت جاگرت میں بھی ویسے ہی ہو گئی ہے جو اَوروں کی سوشپتی میں ہوتی ہے۔ اور میں بیوہار کرتا ہُوا بھی سب سے اسنگ ہوں۔ پران کا باہر نکلنا ریچک اور بارہ اُنگل تک باہر پھیل کر پھر شریر کا اپنے

[1] یہ سادھن گیانیوں کا ہے پرانایامیوں کا نہیں ہے۔ اس کا خیال رہے۔ اس میں کچھ کرنا دھرنا یا سانس وغیرہ کا روکنا بھی نہیں ہے۔ صرف سمجھنا اور چت لگانا ہے۔

اندر محسوس کرنا پورک کہلاتا ہے۔ اور اپان کے دب جانے اور پران کے ابھی اوپر کی طرف نہ اُٹھنے کا جو وقفہ ہوتا ہے۔ اُس کو کمبھک کہتے ہیں۔ ان تینوں حالتوں کا سمجھنا اُن پر عمل کر کے ان پر قابو پانا پرانا یام کہلاتا ہے۔ اور پرانا یام کرنے والے اس سادھن کی مدد سے سورج اور چاند کی طرح بلوان اور تیج والے ہو جاتے ہیں ؛

ریچک پورک کمبھک بارہ انگل کی لمبائی تک پران کو اندر کھینچنا اندرونی پورک ہے۔ اور اپان وایو کا بغیر کسی محنت کے باہر کی طرف سے اندر داخل ہونے کو بھی اندرونی پورک کہتے ہیں۔ جب اپان وایو رک جاتا ہے اور پران ہردے میں ساکن ہو جاتا ہے۔ تو اس حالت کو کمبھک کہتے ہیں اور جب پران ہردے آکاش سے نکل کر بلا کسی تردد کے باہر کی طرف جاتا ہے۔ تو اُس کو ریچک کہتے ہیں۔ جب باہر کی طرف حرکت کرتے ہوئے پران ناک میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس کے سرے پر قائم ہوتا ہے تو اُس کو باہری پورک کہتے ہیں لیکن اگر ناک کے سرے سے بارہ انگل تک وہ پھیل جائے تو اس حالت کو بھی باہری پورک کا نام دینگے۔ جب پران بلا کسی تردد کے باہر اور اپان اندر کی طرف رک جاتے ہیں تو اسکو باہری کمبھک کہا جاتا ہے۔ اور جب پران وایو اندر ہی اندر اوپر کی طرف رخ کرتا ہے۔ تو اُس کو باہری ریچک کہتے ہیں۔ ان سب عمل و شغل کے کرنے سے موکش حاصل ہوتی ہے اور اندر میں کمبھک کرنے والے جنم مرن سے نجات پا جاتے ہیں ؛

ابھیاس یہ اشٹانگ پرانا یام ہے۔ اس کے سادھن کرنے سے مکتی ہوتی ہے۔ رات دن اس کا عمل ہونا چاہئے۔ جو اس عمل سے من کو روک رکھتے ہیں اور بھٹکنے نہیں دیتے۔ وہ نروان پد کو پا لیتے ہیں۔ ایسے ابھیاس کو بھوگ ولاس کی باسناؤں سے دور رہنا چاہئے۔ کھڑے، بیٹھے، جاگتے، سوتے چلتے، پھرتے اس کا سلسلہ برابر جاری رہے۔ چند روز کے عمل سے من کی چنچلتا دور ہو

جائے گی۔ پران بارہ انگل باہر نکل کر پھر ہردے میں آ کر سما جاتا ہے۔ اور اسی طرح اپان بھی بارہ انگل جا کر اسی کی طرف واپس آ جاتا ہے۔ اپان کا تعلق چاند سے ہے، وہ جسم کی پرورش کرتا ہے۔ پران کا تعلق سورج سے ہے۔ وہ گرمی دیتا ہے۔ جس مقام پر پران اپان کو دبا لیتا ہے۔ خواہ اپان پران کو دبا لیتا ہے۔ وہاں ہی دونوں کے بیچ میں خیال کے جما لینے اور مضبوطی کے ساتھ قائم کر لینے سے پھر جنم مرن کا کھٹکا نہیں رہتا۔ کیونکہ وہی درمیانی جگہ آتما کے رہنے کا ستھان ہے۔ یہی آتما جو پران اپان کا مرکز ہے۔ جس سے پران نکل کر اپان کو اور اپان نکل کر پران کو دباتے رہتے ہیں۔ وہی دھیان کرنے، پوجنے اور سوچنے کے لائق ہے۔ اسی کے آدھار پر تمام جگت اندریاں من اور ان کے دیوتاؤں کا کھیل ہوتا رہتا ہے۔ سب کو اسی کی شرن لینی چاہیئے میں ان آٹھوں انگوں میں اپنے چت کو اسی مخصوص جگہ پر قائم رکھتا ہوں۔ جس کو میں ست پد یا پرم پد کہتا ہوں۔ اور اس کے سبب سے میں جنم مرن سے نجات پا گیا ہوں اور میرے زیادہ دنوں تک جیتے رہنے کا بھی سبب ہے۔ خوش طبع آدمیوں کی صحبت میں میں خوش، غمگین آدمیوں کی سنگت میں میں غمگین ہو جاتا ہوں۔ میری ہمدردی تمام دنیا کے ساتھ ہے۔ مجھ کو دولت کی خواہش ہے نہ مفلسی کا ڈر ہے۔ اہنکار کے نشٹ ہو جانے اور تیاگیان سے ملکر ایک ہو رہنے کے باعث میری موت نہیں ہوتی"

اے رام! یہ باتیں میں نے خود بھسنڈ سے سنی تھیں۔ وہ تم کو سنا دیں۔ تم ان پر وچار کرو۔ پھر میں بھسنڈ کا شکریہ ادا کر کے اس سے رخصت ہوا۔ اور اپنے آشرم کو چلا آیا۔ اس کی صحبت سے مجھ کو بڑا آنند ملا۔ گیانیوں کی جدائی دکھدائی ہوتی ہے۔ بعد کو میں اس تریتا جگ میں تمہارے اوتار لینے پر پھر بھسنڈ سے ملا تھا۔ یہ پرانا ایام جو میں نے تم کو بتایا ہے بھسنڈ کا بھنگ مارگ کہلاتا ہے"۔

۲۔ دیو پوجا کی کہانی (اپاسنا)

خلاصہ:۔ "دیو پوجا اگر آتم پوجا نہیں ہے تو وہ بھرم ہے اور بندھن ہی کا کارن ہے"۔

تمہید کا "جو نظر آتا ہے وہ سب پنچ بھوتوں کا بنا ہوا ہے۔ اور ناشوان ہے یہی حال لوبک کی درشٹی سے اس کال کا بھی ہے۔ وہ بھی ناشوان ہے اور اس نظر سے ان کے ساتھ میرے تیرے پنے کا تعلق پیدا کرنا غلطی اور بھرم میں داخل ہے۔ یہ تمہارا شریر خود کیا ہے! یہ بھی تو پانچ بھوتوں ہی کا بنا ہوا ہے۔ یہ اگما پائی ہے۔ لحہ لحہ تبدیل ہونے والا ہے۔ پھر اس کا غرور کرنا اور اس کا غلام بنا رہنا بھول اور بھرم ہے کہ نہیں! یہ ہڈیوں کا پنجر ہے۔ اور نس ناڑی وغیرہ کا برتن بنا ہوا ہے۔ یہ محض خیالی ہے اور انسان کے اپنے سنکلپوں کا رچا ہوا ہے یوں سمجھو تم تکیہ لگا کر پلنگ پر لیٹے ہو۔ نیند آ گئی من ادھر اُدھر کی سیر کرنے لگا۔ اب یہ شریر کہاں رہا۔ اور اس کا پتہ کہاں ہے! ذرا اس پر سوچو تو سہی۔ یہ تو سپنے میں تم دیکھتے رہتے ہو۔ جاگرت میں بھی ذرا من کی لگام ڈھیلی کر دو۔ اب یہ من تیز گھوڑے کی طرح قدسیاز بنا ہوا کبھی میرو پربت کی خبر لاتا ہے۔ کبھی دیولوک کو جاتا ہے۔ اور اسی میں پھنس رہتا ہے۔ اب شریر کا کیا پتہ ہے۔ یہ سنسار بھی اور کچھ نہیں ہے یہ بھی ایک لمبا سپنا ہے" خیالی کاروبار کا کرشمہ ہے اور دھوکے کی ٹٹی ہے۔ نہ اس کو "یہ" کہا جاتا اور نہ "وہ" کہا جا سکتا ہے۔ تتو گیانیوں کی رائے ہے۔ کہ اس سنسار کا مٹانا ہی سچی پوجا ہے"۔

سار کی سمجھا "جب اس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ مرنا برحق ہے تو پھر کبھی کو کسی کے مرنے پر کیوں رونا چاہیئے؟ جو تھوڑا بہت سکھ پراپت ہے۔ اسی کے بھوگنے پر کیوں نہ قناعت کی جائے۔ اور پھر اس حقیر سکھ کا بھی

اہنکار کیوں کیا جائے۔ یہ سب کیا ہے؛ یہ صرف شیشہ کا عکس ہے۔ اگر من کے آئینہ
کو بھرم اور دھوکے کے عکس سے بالکل صاف کر لیا جائے تو یہی من کلپ برکش
بن جائے گا۔ اور نفرت اور رغبت کے سانپ کبھی اُس کے سُوراخ میں داخل نہ ہو
سکیں گے۔ یہی من شانتی کی مُراد کا دینے والا ہو جائے گا۔ وِدیا پڑھ کر راگ اور
دویش میں پڑے ہوئے پرانی جو اس قدرت کے معمّہ کے حل کرنے کا غرور کرتے
ہیں وہ لکڑی کے بوجھ سے لدے ہوئے گدھوں کی طرح ہیں۔ اُن کی صُحبت سے
کوئی نفع نہیں پہنچتا۔ اُن سے دُور ہی رہنے میں خیریت ہے۔ سرشٹی کے رتھ کے
پہیوں میں سنکلپ کی نابھی لگی ہوئی ہے۔ اُس کو وہ جنم مرن رُوپی چکر دیتی رہتی ہے
اس نابھی کو ٹھہرا دو۔ جنم مرن کا خوف جاتا رہے گا۔ لیکن اگر ان پہیوں کی نابھی کو
ذرا تیزی کے ساتھ حرکت دے دو۔ تو پھر کس کی طاقت ہے کہ اس رتھ کی گردش
اور اُس کی رفتار کو روک سکے! یہ نہیں رُک سکتا۔ ہاں اس کے روکنے کی اکیلی
تدبیر صرف گیان، وچار، ویراگ اور ابھیاس ہیں۔ جو کچھ ہے وہ گیان ہی ہے۔
اس کے برابر کچھ نہیں ہے۔ اگر من صاف اور شدھ اور سار گرہن کرنے والا ہے۔
تب تو گیان شاستر کا مطالعہ مُفید ہوتا ہے۔ ورنہ وہ بھی فضول ہے۔ اُس کے
مُطالعہ سے جنم مرن نہ چھوٹے گا۔ وچار سے کام لو۔ واسنا اور اہنکار کے من سے
نکالنے کا جتن کرو۔ تب گُورو کے اُپدیش کا لابھ ہو جائے گا اور گیان کے شرون
منن سے سنسار کا بندھن کٹ جائے گا۔ وسشٹ بھگوان نے ہمکو جو باتیں سُنائی
تھیں وہ ہم تم کو سُناتے ہیں۔ اِن کے سُننے سے من کا بھرم جاتا رہے گا۔"

کہانی کسی وقت میں ہم کیلاش کی خوش نُما چوٹی پر شیو کی پُوجا کا تپ اور
سُوادھیا کر رہے تھے۔ گنگا کے تٹ پر ہمارے ساتھ اور بھی سِدھ
تھے۔ رات کا وقت تھا۔ اور ساون بدی اشٹمی کی تیتھی تھی۔ خاموشی کے

عالم میں ہم سب کے سب سمادھی لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ دُنیا بے حسّی اور بے حرکتی
کی شکل بن گئی تھی۔ تاریکی ایسی گھٹا ٹوپ چھائی ہوئی تھی۔ کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سُوجھتا
تھا۔ اتنے میں بجلی کا کوندھا ہُوا۔ اور کیلاش کے ارد گرد کے تمام مقامات
نورٌ علیٰ نُور ہو گئے۔ ہم نے کبھی ایسی روشنی پہلے نہیں دیکھی تھی۔ سفید
بادلوں کی گھٹائیں اور بے شمار سفید رنگ کے چاند اُس نُور کے زیادہ گھنے کرنے
میں حصّہ لے رہے تھے۔ آنکھوں کو چکا چوندی ہوتی تھی۔ اور وہ اُس روشنی کے
برداشت کرنے کے نا قابل تھیں۔ اِسی نُور میں ہم نے دیکھا کہ بھگوان شیو پاروتی
اور نندی کو ساتھ لئے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ ہم اپنے شاگردوں سِدّھوں کے
کے ساتھ تعظیماً اُٹھے۔ ستتی کے ساتھ نمسکار کیا۔ پھُول پھل نذر گزرانے اور ڈنڈ
پرنام کرتے ہوئے ارگھیہ پیش کیا۔ اِسی طرح ہم نے پاروتی اور شیو جی کے دوسرے
ساتھی کا شبھ آگمن مُنایا۔ شیو ہماری پُوجا سے پرسن ہو کر بولے "کہو وسشٹ!
برہمہ پد کی پراپتی ہوئی یا نہیں۔ اور تمہارے تپ کی نِردگھن سماپتی کا سمے
آیا یا نہیں؟ اب تو تمہاری مُراد پُوری ہونی چاہیئے۔ اور تُم کو آنند میں مگن رہنا
چاہیئے۔ جب من سے سنسار کا بھرم دُور ہو جاتا ہے۔ تو پھر آپ ہی آپ گیان
کے سُکھ کی پراپتی ہو رہتی ہے۔" ہم نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا "دیوتاؤں
کے دیو گورو دیو! آپ کی کرپا جس پر ہو اُس کے لئے کونسا پدارتھ دُرلبھ ہے۔
آپ کے بھگت ہمیشہ سُکھی رہتے ہیں۔ اور سنسار میں اُن کا آدر ستکار ہوتا رہتا
ہے۔ جن کو آپ کے چرن کی شرن مِل گئی ہے۔ اُن ہی کے رہنے کا ستھان سچا
دیش بن پربت اور آشرم ہے۔ آپ کا دھیان بڑے شُبھ کرموں کے اُدے
ہونے پر کیا جاتا ہے۔ اور وہی موکش پد کا سچّا سادھن ہے۔ جسکو یہ چنتامنی ہیرا
مِل گیا۔ وہ پھر درِدری کیسے رہ سکتا ہے! ہم آپ کی دیا سے خوش ہیں اور من

باسناؤں سے رہت ہو کر شانت ہو گیا ہے. آپ کی جے ہو"! یہ کہہ کر ہم پھر شیوجی کے چرنوں پر گرے"۔

دیو پوجا پر سوال

"شیوجی کو پرسن پاکر ہم نے پوچھا۔ "آپ کا درشن ہی کلیان رُوپ ہے۔ لیکن اب تک ہمارے دِل میں ایک شنک باقی ہے اور ہماری خواہش ہے کہ آپ اس سنشے کو دُور کر دیں۔ یہ بتایئے کہ دیو پُوجا کیا ہے اور اس سے کیا مطلب ہے کیونکہ عام آدمیوں کا نشچے ہے۔ کہ دیو پُوجا سے دُکھ کی نورتی اور پرم آنند کی پراپتی ہوتی ہے۔" مہا دیوجی نے مسکرا کر جواب دیا۔ "سُنو وسشٹ! دیو نہ وشنو ہے نہ شیو ہے نہ کوئی پنچ بھُوتوں سے بنا ہُوا شریر دھاری ہے۔ یہ من بھی دیو نہیں ہے۔ دیو نام ہے آتما کا۔ آتما ہی انادی اننت اَمر، اجر اور انباشی ہے۔ یہی آتما گیان ہے۔ اور گیان سروپ ہے۔ گیان سُروپ اور گیان دو نہیں ہیں۔ بلکہ گیان اور گیان سرُوپ ایک ہی بات ہے۔ اس گیان یا آتما میں نہ کرم ہے نہ بندھن ہے۔ اور نہ اُپادھی ہے۔ یہی سچّا دیوتا ہے اور اسی کی پوجا کا نام دیو پُوجا ہے۔ مگر مُورکھ اگیانیوں کو کیا کہا جائے۔ وہ تو مورتی مان شے ہی کو سچّا سمجھ کر پُوجتے ہیں۔ ان کے لئے وہی سادھن اچّھا ہے کیونکہ جب آتما کی سمجھ ہی نہیں ہے تو پھر یہ اُس کی پُوجا کیسے کریں گے؛ جس مسافر کو کوسوں سفر کرنا ہے۔ اگر کوئی اُس کو کہدے۔ کہ تیری منزل مقصُود بہُت ہی دُور ہے تو وہ بے دِل اور بد دِل ہو جائے گا۔ عقلمند اُس کو صرف یہ کہدیتے ہیں کہ چلا چل تو جلد پہنچ جائے گا۔ اِسی طرح اگیانی کو پہلے اسی مُورتی میں لگا دِیا جاتا ہے۔ اور وہ اِسی کے سہارے کچھ تجربے حاصل کر کے پرمارتھ کے سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے کوئی فائدہ بھی نہیں ورنہ سچّا دیوتا تو صرف گیان اور آتما ہی ہے۔ وہی نِت ہے۔ باقی سب ناشوان

اور دو دِن کے ہیں۔ کسی مورتی کی پوجا آتما کی پوجا نہیں کہی جاتی۔ آتما سرو ویاپی اور آکاش کی طرح ہر جگہ موجود ہے۔ اس تک من بانی تک کی بھی پہنچ نہیں ہے۔ یہ سَنسار مانیہ ہے۔ جو یہی پورن ایک رس سب میں بیاپت ہو رہا ہے۔ اسی میں جب وِکلپ کی دھاریں پھوٹنے لگتی ہیں۔ تب یہی گیان روپی آتما شُدھ سروپ سے جڑ روپ پرتیت ہونے لگتا ہے۔ اور بھن بھن بھاسنے لگتا ہے۔ یہ اصل میں نام اور رُوپ کی اُپادھی سے پرے ہے مگر وکلپ وستھا میں نام رُوپ والا جان پڑتا ہے اور اگیان کی بھِنّ بھِنّ صُورتوں میں اس کا بھان ہونے لگتا ہے اور دیش کال اور وستو کی کلپنا سے یہی اگیانی جیو پرتیت ہوتا ہوا بدھی من اور اندریوں کے کھیل کھیلنے لگتا ہے۔ اور جنم مرن کا سلسلہ چل نکلتا ہے اور شریر کے سنبندھ کے بھرم کے جال میں پھنس رہتا ہے اور دُکھ بھوگنے لگتا ہے۔ اور جیسے سنکلپ اُٹھتے ہیں۔ اُتنا ہی یہ خیالی طور پر اپنے رُوپ سے جُدا ہو کر سنسار کے بندھن میں جکڑ جاتا ہے۔ سنت یا بھِیہ پد میں سُکھ ہے اور سنکلپ میں دُکھ ہے۔

پرم دیو کی خارجی پُوجا آتم تتو میں ہر قسم کی طاقتوں اور شکتیوں کی سمبھاونا ہے۔ یہ شکتیاں کھیل کا تانا بانا تنتی رہتی ہیں۔ اور بندھن اور مُکتی کا تماشا دکھاتی رہتی ہیں۔ آتما میں صرف گیان ہی گیان ہے اور اسی گیان کے آدھار پر وکلپوں کی بے شمار دھاریں نکل کر اَن گنت شکتیوں کے رُوپ میں پرگٹ ہو جاتی ہیں مثلاً لوچ شکتی (کچیلا پن) دیوم شکتی (آکاش) موہ شکتی (بھرم) کال شکتی (وقت) نیتی شکتی (قانون) گیان شکتی۔ کریا شکتی کرتری شکتی (فاعلیت) اکرتری شکتی (عدم فاعلیت) وغیرہ وغیرہ۔ اگیان شکتی جنم مرن کا سلسلہ شروع کرتی ہے۔ اور نِرودھ شکتی اُس کا خاتمہ کر دیتی ہے بھاونا وں

کا مختلف قسم کے آرادھنوں سے ناش کرنا ہی دیو پوجا ہے۔ شریر کے اہنکار کا تیاگ جو کرموں کے سنسکاروں سے پیدا ہوا ہے۔ پرم آرادھنا کہلاتا ہے۔ جو اِس شریر کے اہنکار کا تیاگ کرتا ہے۔ وُہی گیان پُرش کی سچی پُوجا کرتا ہے اِس گیان پُرش کا سر آکاش کی چوٹی۔ اُس کا پاؤں آکاش کا سب سے نیچا حصّہ اور دِشائیں اُس کے ہاتھ۔ اور لوک لوکانتر اُس کے ہتھیار اور تمام برہمانڈوں کا مجموعہ اُس کے دِل کا ایک گوشہ ہے۔ اِس گیان پُرش کی نہ کبھی انتہا ہوئی اور نہ انتہا ہوتی ہے۔ برہما، وشنو، مہیش، اندر اور دوسرے دیوتا اُس کے شریر کے رونگٹے ہیں۔ اچھیا شکتی اور قدرت کی تمام طاقتیں اِس کے اندر رہ کر جگت کی اُتپتی، استھتی اور ناش کیا کرتی ہیں۔ اِس پُرش کا دھیان ہی پرم پُوجا ہے۔ یہی سچی دیو پوجا ہے۔ اور اسی سے گیان کا ساکشاتکار ہوتا ہے۔ جو اِس پُرش کو پُوجتے ہیں وہ بھی اُس کی طرح اُس میں رہ کر ست کے شریر میں نواس کرتے ہیں۔ اور وہ وُہی ہو جاتے ہیں۔ اور یہ کال اُنکے ست شریر کے ناکوں کا چوکیدار بن کر جگت کا بیوہار بھی کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی ہاتھ باندھے ہوئے فرمانبردار بنا رہتا ہے۔ یہی پرمیشور ہے۔ اور اسی پرمیشور کی پُوجا سچی شیو پُوجا ہے کیونکہ شیو ہی آتم دیو، گیان دیو اور برہم دیو ہیں۔ اس دیوتا کے دھیان کرنے والے بھوگ بھی بھوگتے ہیں۔ اور ستّا سامانیہ کو مرکز بنائے ہوئے اُپادھیوں سے الگ رہتے ہیں۔ یہ ادویت اکھنڈ تیہ۔ اسنگ اور سرود ویاپک دیوتا ہے۔ اور گیانی صرف اسی کی پُوجا کرتے ہیں۔ جب تک کسی میں شُدھ بودھ ہے۔ تب تک سوکشم دیوتا کا دھیان اور آرادھنا کرتے رہنا چاہیئے۔ اور سوتے جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے اور اندریوں کے بیوہار میں بھی ایک لمحہ کے لئے اس کو کبھی نہ بھُلانا چاہیئے۔ آتم تتّو کی آرادھنا ہی دیو پُوجا ہے۔ اگر چھوٹے سے چھوٹا گیانی بھی صرف تیرہ

پل کے لئے اس کا دھیان کرے۔ تو گودان کا پھل لیوے۔ ایک سو ایک مرتبہ آنکھ کے جھپکنے کے وقفوں تک اس کا تصوّر کرنے سے اشومیدھ یگیہ کا پھل اور آتما سے آتما کی پوجا گھڑی بھر کرنے سے راجسو یگیہ کا پھل دوپہر تک کی پوجا سے لاکھ راجسو یگیہ اور ایک دن کی پوجا سے ہمیشہ کی مکتی مل جاتی ہے۔ کیونکہ یہ سب میں سب سے بڑا کرم ہے"۔

پرم دیو کی باطنی پوجا

"شیو جی بولے۔" اے وسشٹ! اب تک میں نے تم کو گیان دیو کی صرف ظاہری اور خارجی پوجا کی ترکیب بتائی ہے۔ اب باطنی اور اندرونی پوجا کی ترکیب سنو۔ پرم شیو پرمیشور کو دلی تصوّر میں قایم رکھتے ہوئے اُسی کا کرم دھرم۔ آمد و رفت۔ سونے جاگنے اُٹھنے بیٹھنے بھوگ بلاس میں دھیان کرے۔ یعنی وہی سب کچھ کر رہا ہے۔ لیکن سب سے اسنگ اور نیارا ہے۔ وہ شیو کا جوتی لنگ ہے۔ اور تتّو گیان کے پاک جل میں سنان کئے ہوئے براجمان ہے۔ اور جدھر خیال جاتا ہے۔ وہاں ہی اس نورانی اکار کا رُوپ نظر آرہا ہے۔ وُہی من سنکلپ اور اہنکار میں ہے۔ مگر وہ من سنکلپ اور اہنکار نہیں ہے۔ وُہی پران اور اپان کے بیچ۔ دونوں بھوؤں کے درمیان۔ گلے کے سوراخوں کے وسط۔ ناک کے سرے اور ہر جگہ میں ٹھہرا ہوا ہے۔ یہ جوتی سُروپ بھیم دیو شریر اور من سے پرے رہتا ہوا اُن سے جُدا نہیں ہے۔ یہی تمام شکتیوں کے ساتھ ہے۔ اور من اُس کے تینوں لوکوں کا دوارپال ہے۔ شبھ سنکلپ اس کے رسوئیا ہے۔ اور ورتی گیان اُس کے شریر کے زیور ہیں۔ اور کرم اور گیان اندریاں اُس کے شریر رُوپی محل کے پھاٹک ہیں۔ اس طرح کے تصوّر سے اُس پرم دیو کا دھیان اپنے اندر اپنے ہی شریر میں کرتے ہوئے اُس کو نج سروپ اور اپنی ذات سمجھتے ہوئے ایک رس ویاپک جاننا چاہئے۔ جو سب میں ہے۔ سب کا ہے اور سب

میں رما ہوا ہے۔"

باطنی پوجا کی مزید صراحت "اس انتری پوجا سے گیان کا پرکاش ہوگا۔ اس میں نہ کچھ محنت کرنی ہے نہ بہت سادھن کرنے کی ضرورت ہے۔ شیو کے گیان سروپ کو سمجھ کر من کی پوجا کی سامگری سے اس پوجا کا کرم کیا جاتا ہے۔ جو ہے وہ گیان ہی ہے۔ کھانا پینا، سیر و سیاحت، بیماری، بیوی بچے، گھر دوار سب کے بندھ اور تعلقات تک کو تم اس پوجا کی سامگری بنا سکتے ہو۔ حاضر میں محبت نہیں، غائب کی تلاش نہیں۔ جو کچھ ہے وہ شیو روپ ہے اور جو کچھ ہوگا وہ شیو روپ ہی ہوگا اور جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ وہ بھی شیو روپ ہی ہے۔ یہ دکھ سکھ یگانہ بیگانہ، دولت، افلاس، رنج اور خوشی سب شیو ہی شیو ہیں۔ یہ گیان کی پوجا ہے جو کرم کیا جاتا ہے۔ وہ آتم دیو کے ارپن اور اہنکار یا پھل کی اچھیا سے رہت ہے۔"

پوجا کی سامگری "یہ گیان بہت ہی میٹھا ہے۔ اور مزہ یہ ہے کہ ایک طرح کا ہے۔ کڑوا کسیلا اور چرپرا ہوتے ہوئے بھی وہ اپنی مٹھاس کو نہیں چھوڑتا۔ جو سکھ ہے وہ تو سکھ ہی ہے۔ مگر یہاں اس پوجا سے دکھ بھی سکھ روپ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دکھ سکھ دونوں ہی برہم روپ ہو کر بھاسنے لگتے ہیں اور ادویت پد کی پراپتی ہوتی ہے۔ سمندر میں تمام ندی نالے بہہ بہہ کر جاتے ہیں۔ اسی طرح بھوگ ولاس وغیرہ کے تمام پدارتھ اسی ایک آتم دیو کی پوجا کی سامگری ہی ہیں۔ دیس، کال، وستو جو کچھ ہیں سب اسی کے لئے ہیں اور اسی کے بھینٹ ہونی چاہئیں۔ یہ شریر مندر ہے۔ اور اس کے اندر رہتا ہوا آتما دیوتا ہے۔ اور بھوگ بلاس پوجا کے سامان ہیں۔ اس طرح پوجا کرنے سے ادویت بھاؤ آپ ہی آپ پیدا ہوگا۔ اور گیان کی پراپتی ہوگی۔"

گورو کی سیوا "شدھ مایا سے اشدھ مایا کا ناش ہوتا ہے۔ نیکی سے بدی کا دفعیہ ہوتا ہے۔ دھوبی صاف پانی سے کپڑوں کی میل دھو دیتا ہے۔ اسی طرح پاکی کے بھاؤ سے ناپاکی جاتی رہتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اُپدیش سکتا سب ہی بھرم ہیں۔ مگر گورو کے مکھ سے جو واکیہ سُنے جاتے ہیں وہ اپنا خاص اثر رکھتے ہیں۔ اور وہ من کے باسنا اور ملینتا کا ناس کراتے ہوئے آتم پد کے ساکشاتکار کرانے میں مددگار ہوتے ہیں۔ گورو کی دیا مہاوچتر وستو ہے۔ اس سے آتما کا انبھو اپنا پرکاش کرنے لگتا ہے۔ کوئی شاستروں کا کتنا ہی وچار کیوں نہ کیا کرے۔ مگر گورو کی مدد کے بغیر جیوں کا تیوں انبھو نہیں ہوتا۔ اسلیئے گورو کی سیوا اور ست سنگ ضروری ہے"۔

ادویت "اے وسشٹ! یہ سنسار مِتھیا ہے اور اُن ہوا ہوتا ہوا بھاستا ہے۔ تم یہ سمجھ لو۔ کہ یہ اور کچھ نہیں ہے۔ صرف گیان کا عکس ہے گیان ہی کے دوسرے نام برہم، واکیہ اور شبد وغیرہ ہیں۔ یہی چیتن دو صورتوں میں اپنے آپ کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس نام روپ کے جگت میں جب جب وہ خاص روپ کے ساتھ تعلّق پیدا کرتا ہے۔ تب تب اُسکے الگ الگ نام ہو جاتے ہیں۔ جب وشے بھوگ سے اس کا سنبدھ ہے تب یہی چت کہلاتا ہے اور جب یہ ابھیمان کیا کرتا ہے۔ تب اہنکار ہوتا ہے۔ سپنے میں سُپنا دیکھنے والا اپنے آپکو جو پرتیت کر لیتا ہے۔ وہی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس آتما یا گیان کا حال ہے۔ دیش کال اور وستو کے سنجوگ سے وہی سروگیہ ایشور۔ اور وہی الپگیہ جیو ہو جاتا ہے۔ جب اگیان سے تعلّق ہے۔ اور اپنے روپ کو بھولا ہے۔ تب بندھن ہے۔ اور جب اپنے روپ میں ستھتی ہے تب مکتی ہے۔ خیال اور یقین کے ماتحت ہو کر وہی نانا روپ میں دکھائی دے رہا ہے۔ وہی آکاس، بھوت، پرکرتی اور مایا ہے؛

شیوجی رخصت "واسنا کا تیاگ ہی مکتی اور ادویت پد کے سمجھنے کی کوشش ہے۔ جو لوگ اہنکار کو درڑھ کر کے اسی کے کھیل کے ہو رہے ہیں۔ وہ مرگ ترشنا کے جل سے اپنی پیاس بجھانا چاہتے ہیں۔ انکو کبھی گیان کا اپدیش نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ اس کے ادھکاری نہیں ہیں۔ اے وسشٹ! ہم نے تمہارے سوالوں کا جواب دے دیا۔ اب رخصت ہو کر جہاں سے آئے وہاں ہی جاتے ہیں۔"

ہم نے پھر وندر پرنام کر کے پھل پھول بھینٹ دھرے وہ تو چلے گئے۔ اس تاریخ سے لے کر آج تک ہم اسی گیان دیو کی پوجا کیا کرتے ہیں۔ اور دکھ سکھ کے بندھن سے آزاد ہو گئے ہیں۔ ہماری نگاہ میں واسنا کی بھی کوئی حقیقت نہیں رہی ہے۔ اور رات ہو یا دن۔ ہم اپنے اندر کبھی کسی قسم کی کمی نہیں محسوس کرتے۔ گیان اور گیاتا یہاں دونوں مل کر ایک ہو رہے ہیں۔ ان کے درمیان بھید نہیں ہے۔ اے رام! تم بھی اس طرح کی پوجا کرتے ہوئے آتم نشٹھی بن جاؤ۔" رام نے خوش ہو کر کہا۔ "جس بات کا جاننا منظور تھا۔ میں اس کو جان گیا۔ اب مجھ کو کبھی بے چینی نہ ہو گی۔ آپ کی کرپا سے میں بھو ساگر کے پار پہنچ گیا۔ اور برہمانند میں مگن ہوں اور برہم سے اپنے آپ کو نیارا نہیں پاتا ہوں۔"

۳۔ بیل کے پھل کی کہانی

خلاصہ۔ "گیان کی پوجا سے آنند کے پھل کی پراپتی ہوتی ہے۔"

تمہید "رام نے کہا۔ "پربھو! آپ کی امرت بانی سننے سے میرا من ترپت نہیں ہوتا۔ اسلیے اس گیان پر اور کچھ روشنی ڈالیے۔" اور وسشٹ نے جواب دیا۔ "جو شے ابھی لذیذ اور خوشگوار ہے۔ وہی تھوڑی دیر کے بعد بد ذائقہ اور ناخوش گوار ہو جاتی ہے۔ اس قسم کا تجربہ ہر ایک شخص کو ہوا ہے۔ سب تک

کسی چیز کی خواہش کی جاتی ہے۔ تب تک وہ بڑا مزہ دینے والی پرتیت ہوتی ہے لیکن اگر خواہش نہ ہو تو پھر وہ حالت نہیں رہتی۔ اس لئے سکھ اور خوشی کا باعث خواہش ہی ہے۔ اور جہاں خواہش کی ہوئی چیز مل گئی اور اس سے آسودگی ہو گئی تو پھر اس کے سکھ، مزہ اور آنند کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح اگر خواہش ہی کی جڑ کٹ جائے تو سب کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا۔ تم خواہش سے الگ رہ کر اپنے من کو نرمل اور شدھ کر کے اسنگ بن جاؤ۔ اور جہاں انتہ کرن سے واسنائیں جاتی رہیں۔ آپ ہی آپ شانتی آ جائے گی۔ اور راستے میں جو روکاوٹیں ہیں سب دور ہو جائیں گی۔"

جو ہے وہ برہمہ ہی ہے "من ایک ہی لحہ میں اپنے جگت کو بناتا اور بگاڑتا ہے۔ من ہی کے اندر جگت کا پھیلاؤ ہوا کرتا ہے۔ اس میں یہ قدرتی خاصیت ہے۔ اس من کو چاہے پران کے سادھنے سے خواہ واسناؤں کے دور کر دینے سے ہلاک کر دو۔ پھیلنے اور سکڑنے کا بھاؤ اودیا ہیں ہے اور اسی پھیلنے اور سکڑنے میں کرم پیدا ہوتے اور مرتے ہیں۔ اس اودیا اگیان کے ناش کرنے کی تدبیر گورو کا ست سنگ اور گیان شاستروں کا وچار ہے۔ جب من کے سنکلپ وکلپ کی پھُرنا بند ہو جاتی ہے۔ تو گیانی اسی کے بند ہونے ہی کو برہمہ پد کی ستتھی کہتے ہیں۔ اور باہری جگت کے نظر آنے اور ناظر و نظارہ کے مل کر ایک ہو رہنے سے جو سکھ ملتا ہے، اُسی کا نام پرمارتھ ہے۔ اس کے پرے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اس اکیلے پنے کی وجہ سے جب من نہ رہا۔ تو پرمانند ہی پرمانند ہے۔ اس آنند میں نہ کمی بیشی ہے نہ پیدائش اور عدم میت ہے۔ گیانیوں میں جو چت ہوتا ہے وہ چت نہیں کہلاتا۔ وہ تتو ہو جاتا ہے۔ کیونکہ چت ہی وہ ہے جو سنسار کے کثرت کے تماشوں کا

شیدائی ہے۔ اسی سے یہ سنسار بنتا ہے۔ رتانا پارس سے مِل کر سونا ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح چت گیان سے مِل کر گیان ہی کا روپ اختیار کر لیتا ہے۔ اور پھر تڑپا پد کا بابئں کرتے ہوئے پرم تتو کے پد میں لین ہو جاتا ہے۔ یہ پرم تتو تڑیا پد سے بھی اونچا ہے۔ برہم ہی میں کثرت اور وحدت کا امکان ہے۔ وہی ایک ہے۔ وہی انیک ہے۔ جو ہے وہ برہم ہی ہے۔ صرف سمجھ سمجھ کا پھیر ہے۔ گیان کے بھید پا جانے سے اس جگت کا بھرم اس طرح کافور ہو جاتا ہے کہ گویا کبھی تھا ہی نہیں۔ اب تم ایک قصہ سنو جس سے ہماری مراد کی وضاحت ہوگی۔"

کہانی "ایک بیل کا پھل اس قدر بڑا ہے۔ کہ کروڑ، مہا کروڑ یوجن کے ماپ سے اس کے رقبہ کی پیمائش نہیں کی جا سکتی۔ چاہے کتنے ہی مہا کلپ گذر جائیں مگر اس کا ناش نہیں ہوتا۔ گو وہ قدیم سے قدیم ہے۔ مگر اس کی چمک دمک شوکل پکش کے بیج کے چندرماں کے تیج سے بھی زیادہ ہے جب کلپ کے خاتمہ پر مہا کے آندھیوں کے جھکولے چلنے لگتے ہیں تو اس کو کوئی صدمہ نہیں پہنچ سکتا۔ اور اسی میں برہمانڈوں کا بیج رہتا ہے۔ اس پھل میں کتنے برہمانڈ کے بیج ہیں۔ اس کا پتہ نہ آج تک کسی کو مِلا نہ آئندہ ملنے کی امید ہے۔ گو وہ کہنے کیلئے پکا ہوا اخیتہ پھل ہو مگر کبھی سڑتا نہیں۔ اس پھل کا اندرونی گودا لامحدود گیان شکتی ہے اور چونکہ یہ ایک طرح کا بہنے والا مادہ ہے۔ اسی میں اسی کے پربھاو سے آکاس۔ کال۔ بھوت۔ حرکت، برہمانڈ، دشائیں سب ہی کچھ بنتے رہتے ہیں۔ رام! اب تم بتاؤ تو سہی۔ اس کہانی سے تم نے کیا سمجھا؟"

رام نے جواب دیا۔ "مہاراج! میں نے اس استعارہ کی کہانی سے یہ سمجھا ہے۔ کہ بیل کا پھل ست پد یا برہم پد ہے۔ اور اس کے اندر برہمانڈوں کی پیدائش اور پھیلاؤ سمٹاؤ کا تماشہ ہوتا رہتا ہے۔ اس کا گودا چت شکتی ہے۔

اور اُسی کے بھاؤ کے سلسلہ میں آکاش، پنچ مہابھوت۔ برہمانڈ، سورج، چاند، ستارے وغیرہ بنے ہوئے ہیں۔ جو کچھ ہے۔ ہوتا ہے۔ یا ہوگا۔ سب کا اُسی کے اندر اسکان ہے۔ اور اُسی میں کثرت اور وحدت ہے اور وہ کثرت اور وحدت دونوں سے پرے بھی ہے۔ میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا۔"

۴۔ شلا (چٹان) کی کہانی

خُلاصہ:۔ "کثرت برہم کا رُوپ ہی ہے"۔

کہانی "رام سنو! ہم تم کو دوسری کہانی سُناتے ہیں۔ ایک بڑے بھاری پتھر کی چمکنے والی شلا ہے۔ بہت ٹھوس، مضبوط، موٹی، ملائم اور کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ وہ کتنی لمبی اور کتنی چوڑی ہے۔ اس چٹان پر ان گنت کنول ایسے کھُدے ہوئے ہیں۔ گویا کہ وہ اُسی میں کھلے ہوئے ہیں۔ ان کے پتے ایک دُوسرے سے گُتھے ہوئے اور آپس میں جکڑے ہوئے ہیں۔ بعض تو نظر آتے ہیں۔ بعض پوشیدہ ہیں۔ کوئی نیچے کی طرف ہیں کوئی اُوپر کی طرف بعض مضبوط ہیں اور بعض اور طرح کے ہیں۔ ان کنولوں کے بیچ میں بہت سے شنکھ اور چکر بھی ہیں"۔ اس قدر سُنکر رام نے کہا۔ "میں نے اپنی تیرتھ یاترا کے زمانہ میں ایسا چٹان سالگرام پربت پر دیکھا ہے اور اُس کی نسبت مشہور ہے کہ وشنو اُس پر آکر ٹھہرے تھے"۔ وسشٹ بولے۔ "میری مُراد اُس شلا سے نہیں ہے جو تم نے دیکھی تھی۔ بلکہ اس شلا سے ہمارا مطلب صرف برہم گیان سے ہے۔ اسی میں سب ہیں۔ اور چونکہ اس ایک میں مختلف قسم کے کنولوں کے نقش و نگار ہیں۔ وہ کثرت کو اپنے اندر رکھتا ہوا ایک اور ذات واحد ہے، یہ ٹھوس ہے۔ اور ٹھوس پر نقش کا کھُدنا مشکل ہے۔ مگر ہم نے بتایا ہے

کہ یہ اُس پر کھُدے ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اِن سب کے نقش ونگار اُس پر ویسے ہی ہیں۔ جیسے آسمان پر خیالی پھُول یا خیالی مخلوقات نظر آتی رہتی ہیں۔ آکاش۔ پاتال۔ زمین۔ جنگل۔ دریا۔ پہاڑ سب اسی چٹان میں ہے۔ اور جو کچھ ہُوا۔ ہوگا یا ہو رہا ہے۔ سب کے نقش اُس میں بنے ہوئے ہیں۔ نقش و نگار چونکہ شلا سے مختلف نہیں ہیں۔ ویسے ہی یہ برہمانڈ اور رچنا بھی برہما سے جُدا نہیں ہیں۔ اِن سب کو ایک کہہ لو۔ مگر اس برہم رُوپی چٹان کی یکتائی میں اِن سے کیا فرق آتا ہے۔ وہ تو جیسا تھا ویسا ہی ہے اور ویسا ہی رہے گا۔ یہ تین لوک اُس میں کنول کے نقش کی طرح نظر آتے ہیں جیسے شنکھ چکر اور کنول تین نقش چٹان پر ہیں ویسے ہی وِدّیہ پاتال اور پرتھوی اس برہمہ میں پرتیت ہوتے ہیں۔ یہ تر گُناتمک ہیں۔ برہمہ گُنوں سے پرے ہے۔ یہ تین لوک تین پد ہیں۔ برہمہ چوتھا پد ہے۔ یہ ہمارا ذہن نشین کرانے کا مقصد ہے۔"

۵۔ ارجن کی کہانی

خلاصہ: "اگر کرم کے پھل کی اچھیا نہ رہے۔ تو لڑائی جھگڑے سے بھی اختلاف نہ پیدا نہ ہوں۔"

تمہید "رام بولے" گورو! جو جاننا تھا میں نے جان لیا۔ جو دیکھنا تھا میں نے دیکھ لیا۔ تاہم گفتگو کے سلسلہ کے قائم رکھنے کیلئے میں پھر بھی آپ سے سوال کرتا ہوں۔ آپ اس پوری اٹشٹک[1] شریر کے متعلق کچھ فرمایئے۔ جو آئینہ کے عکس کی طرح اس سنسار کو بار بار پیدا کرتا ہے" وسشٹ جی بولے "برہمہ کا نہ آد ہے نہ انت ہے۔ اسی میں جگت کا بیج ہے۔ جب اس میں کلپنا نہیں

[1] اندریاں اور من وغیرہ کے مجموعے کو پوری اٹشٹک شریر کہتے ہیں۔

ہوتی۔ تو یہ گیان برہمہ اور ست کہلاتا ہے۔ اور جب یہ کلپنا کرنے لگتا ہے۔ تو اسی کو جیو کہتے ہیں۔ اور تب یہ بیراتیر اپنے کرنے سے اہنکار، منن کرنے سے من، نشچے کرنے سے بدھی، وشیوں کے گیان سے شبد، سپرش وغیرہ وشے بھوگنے کے گیان سے اندریاں اور شریر کے ابھمان سے شریر ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب سوچو یہ آتما ہی ہے۔ جو سب کچھ بنتا ہے۔ من، اہنکار، بدھی اور پانچ شبد، سپرش روپ رس، گندھ، ان آٹھ تتوں کا مجموعہ سوکشم شریر بنتا ہے۔ اور اسی کا دوسرا نام پوری اشٹک ہے۔ آتما میں یہ سوبھاؤ ہے۔ وہ جو مان لیتا ہے وہی ہو جاتا ہے۔ یہاں اس میں جہاں شریر وغیرہ کی کلپنا ہوئی نہ بس وہی بننے لگتا ہے اور بھرم میں پھنس رہتا ہے۔ آتما کا اپنا ساکشی روپ چھوڑ کر شریر کے سمبندھ میں پھنس کر آٹھ تتوں کا شریر دھارن کرنا ہی پوری اشٹک بنتا ہے۔ تم کو چاہئیے کہ جیسے ارجن کرشن کی مدد سے اس کے بھرم کو دور کر کے بخوبی سے بیوہار کرے گا، ویسے ہی تم بھی کام کرو۔"

سوال و جواب "رام نے دریافت کیا۔" یہ ارجن کب پیدا ہوگا اور سری کرشن اس کو کیا اپدیش دیں گے؟" وسشٹ بولے۔ "ہر یگ کے خاتمہ پر یم راج کو جیوں کے مارنے کے پاپ پر پشچاتاپ کرنا پڑتا ہے اور وہ تپ کر کے اس پاپ سے مکتی جاہتا ہے۔ کبھی اس کو آٹھ برس کبھی دس برس اور کبھی بارہ بارہ برس تک تپ کرنا پڑتا ہے۔ کبھی کسی موقعہ پر وہ پانچ سات اور سولہ برس تک یہی عمل و شغل کرتا ہے۔ جب یمراج تپ میں مصروف ہوتا ہے تب چونکہ جیو مارے نہیں جاتے ان کی تعداد بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور پرتھوی انکے بوجھ سے دبنے لگتی ہے۔ تب ایسے نازک وقت میں وشنو خود پرتھوی کا بھار اتارنے کے لئے جنم لیتے ہیں اور جیوں کا سنگھار کرتے ہیں۔ یہ سرشٹی کا نیم ہے۔ اس یگ کے خاتمہ پر یم راج جب ایکانت میں رہ کر تپ کرنے لگے گا۔ تب پرتھوی جیوں کی کثیر تعداد سے گھبرا کر

وشنو بھگوان سے فریاد کرے گی۔ اور بھگوان اُس کو بر دے کر تسلی کریں گے اور کرشن اور ارجن کی شکل میں اوتار لینے کا وعدہ فرماویں گے"۔

کہانی "اے رام! ترتیا یگ میں دھرتراشٹ کے لڑکے دُریودھن وغیرہ بلوان ہوکر ادھرم کی راہ چلیں گے۔ اور ارجن اور اُس کے بھائیوں کے ساتھ وہ لڑنے کے لئے تیار ہونگے۔ ارجن اور دریودھن دونوں ایک ہی نسل سے ہونگے اس وجہ سے عین لڑائی کے وقت ارجن کو اپنے رشتہ داروں کے مارنے سے گریز ہوگا اور اُس کی ہمّت کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ اور تیر و کمان ہاتھ سے پھینک دے گا۔ تب کرشن عین میدان جنگ میں اُس کو دیکشا دے کر گیان سکھائیں گے۔ اور اُس کی غلط سمجھ کو دُور کر کے دھرم کے سچّے راستہ پر لائیں گے۔ اس موقع پر کرشن ارجن کو جو اُپدیش دیں گے وہ تمہارے سوچنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے"۔

سری کرشن جی کا ارجن کو اپدیش "شری کرشن ارجن کو یہ کہیں گے۔ اے ارجن! اساودھان ہوکر تو اپنے آتم روپ کو دیکھ جو نہ کبھی پیدا ہوا اور نہ مرے گا۔ نہ اُس کی ابتدا ہے نہ انتہا ہے۔ اسنگ، ارت بے عیب! تو پڑا کس بھرم میں ہے۔ اس بزدلی اور بیدلی کی حالت کو ترک کر دے جو کام اس وقت کرنے کیلئے تجھ کو سپرد ہوئے ہیں۔ اُن کے پھل کو ایشور کے سپرد کر دے۔ اپنی ذاتی غرض اور مانسک سنکلپ کو چھوڑ کر شانت ہو جا اور تیاگیوں کی طرح اپنے فرض کو انجام دے۔ نہ کوئی یہاں کسی کو مارتا ہے نہ مرتا ہے۔ یہ یوں ہی ایک کھیل ہو رہا ہے۔ سنیاس یوگ کے ابھیاس میں درڑھ ہو جانے سے پھر ایسی کمزور کرنے والی حالت جو تجھ میں پیدا ہو آئی ہے نہ رہے گی۔ گیانی کو پاپ نہیں ہوتا"۔

ارجن کے سوال اور کرشن کے جواب "تب ارجن پوچھیگا" بھگوان! اسنگ، سنیاس، تیاگ، برہم ارپن، گیان، یوگ کیا ہیں؟"

کرشن بھگوان جواب دیں گے۔ "برہم تتو ہے۔ وہ سرودیاپک ہے۔ اُس میں سنکلپ وکلپ
نہیں ہے۔ اور نہ وہ اسار رہتی ہے۔ وہی سب کا آدھار ہے۔ اور وہی گیان ہے جو
پرانی اس گیان کو سمجھ کر وا اسار رہت ہو کر جگت میں بیوہار کرتے ہوئے اس بیوہار کے
پھل کو برہم کے حوالے کرتے ہیں۔ اُسی شغل کا نام برہمارپن ہے۔ کرموں کے پھل
کی اچھیا نہ رکھنا ہی تیاگ اور سنیاس ہے۔ سنکلپ سے اپنے رُوپ کو الگ سمجھنا
اسنگ پنا ہے۔ اور سب کو برہم اور برہم میں جان لینا گیان ہے جن میں اس طرح کا گیان
ہوتا ہے۔ وہ میرے تیرے پنے کے متھیا بھاؤ سے ہمیشہ کیلئے چھوٹ جاتے ہیں۔
اور برہم رُوپ ہو رہتے ہیں۔ تو مجھ کو دیکھ اور میرا تصوّر کر۔ اور پھر اپنے آپ کو
مجھ سے علیحدہ نہ پرتیت کر سکیگا۔ اے ارجن! میرے دو رُوپ ہیں۔ ایک سامانیہ
دوسرا پرم۔ سامانیہ تو معمولی رُوپ ہے۔ جس میں تو مجھ کو شنکھ چکر لئے ہوئے ہاتھ پاؤں
والا دیکھتا ہے اور پرم رُوپ وہ ہے جو انادی اننت اور اَدّویت ہے۔ میں اس رُوپ
سے سب میں ویاپک اور پری پُورن ہوں۔ میرے اس رُوپ کا سمجھنا کٹھن ہے
جب تک یہ سمجھ میں نہ آوے۔ تب تک میرے چترَبھجی رُوپ کا دھیان کر اِس دھیان
سے تجھ کو گیان ہو جائے گا۔ اور جنم مرن کا بندھن توڑ کر تو میرے پرم رُوپ سے مل کر
ایک ہو رہیگا۔ جو گیانی میرے اس رُوپ کو پراپت کر چکے ہیں۔ اُن میں ابھیمان، موہ
اور کام نہیں ہوتا۔ اور وہ سنسار کے دُکھ سکھ کی طرف سے اُداسین رہتے ہیں جو اپنے
کسی سنکلپ کے بغیر پھل کی اچھیا کا تیاگ کر کے کرم کرتے ہیں۔ اُن کے متعلق گیانیوں
کی یہ رائے ہے۔ کہ ان کے کرم وِدگدھ ہو گئے ہیں۔ تو بھی سنسار کے بھاونا کا تیاگ
کر کے کرم کر۔ تاکہ برہم پد کی پراپتی بھی ہو۔ اور مریادا بھی بنی رہے۔ چاہے پرلے
آجائے۔ اور وندھیاچل پربت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں مگر گیانی کبھی دھرم کو نہیں
چھوڑتے۔ تو بھی اسی پرانے راستہ پر چل! جب بھگوان کرشن ارجن کو ایسا اُپدیش

دیں گے۔ تب اُس کے دِل کا رنج جاتا رہے گا۔ اور وہ پھر کرم کرتا ہوا بھی اکرمک دشا میں ستھر رہیگا۔ اور اُن کو یوں کہے گا " اے گُورو! میرے من کی بھرانتی دُکھ سُکھ کے ساتھ جاتی رہی۔ اور جس طرح کنول کی کلی سُورج کے نکلنے سے کھِل جاتی ہے۔ ویسے ہی میرا من بھی آپ کے اُپدیش کو سُن کر باغ باغ ہو گیا"۔

۶۔ شت رُدروں کی کہانی

جیوں تتو

خلاصہ:۔ "گیان کے دھیان اور من سے بھی گیان کا ساکشا تکار ہو جاتا ہے"۔

تمہید} "اب دوسری کہانی سُنو" کسی ملک میں ایک سنیاسی رہتا تھا۔ جو گیانی تھا۔ اور اپنی خواہشوں کے مطابق سمادھی میں چلا جاتا تھا۔ سمادھی کی مشاقی کر لینے سے اُس کا یہ حال ہو گیا تھا۔ کہ جہاں اُس نے کسی شئے یا آدمی کا خیال کیا۔ وہ اُسی رُوپ میں اُس کے سامنے پرگٹ ہو گئی۔ ویدسٹ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہے وہ سنکلپ اور خیال ہی کا پسارا ہے۔ ایک دِن کا ذکر ہے وہ سمادھی سے اُٹھا اور اُس کے دِل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ " میں کھیل کھیل میں سنساری آدمیوں کی طرح بیوہار کروں"۔ اِس خیال کا دِل میں آنا تھا کہ اُسی وقت اُس کے من نے ایک اور آدمی کی شکل اختیار کر لی۔ اور باسنا کے جال میں پھنس کر اُس کا نام جیوٹ رکھ لیا۔ اب یہ جیوٹ خیال ہی خیال میں کسی شہر کی گلی کوچوں کا "چکر" لگاتا ہوا شراب پی کر مست ہو گیا۔ اور بیہوشی کی حالت میں سو گیا۔ سُپنے میں کیا دیکھتا ہے۔ کہ وہ برہمن ہو گیا ہے۔ اور پوتھی پترے کے اُلجھن میں پڑا ہے۔ پھر جب سویا۔ تو سُپنے میں اپنے آپ کو کسان کی شکل میں پایا۔ اور یہی کسان وقت پر راجہ بن گیا تھے یہ راجہ اور کچھ نہیں ہے۔ سنیاسی کا سنکلپ ہی ہے۔ جو پہلے جیوٹ ہو اُٹھا۔ اور اب طرح طرح کی صورتوں میں بنتا بگڑتا جا رہا ہے۔ اب راجہ کا حال سُنیئے وہ جو

ایک دن سویا۔ تو اپنے آپ کو دیوتاؤں کی ستری کے رُوپ میں پایا۔ اور بھوگ
بلاس کا شائق ہُوا۔ سونے میں پھر یہی رانی ہرنی اور ہرنی سے پھر پھُول پھل والی
بیل بن گئی۔ کیونکہ سپن میں جانوروں کو بھی من ہی من میں سنساری پدارتھوں کی
پھُرنا ہوتی رہتی ہے۔"

خیال کی طاقت

"خیال میں خیالی ہستی کا بیج رہتا ہے اور اُس کے نشوونما پانے پر جن جن حالتوں سے اُس خیال کا
ملاپ ہوتا ہے۔ اُسی ملاپ سے نئی نئی صُورتیں بنتی بگڑتی اور ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔
کسی ایک شئے کا تصوّر کرو۔ اور اُس ایک کے تصوّر سے جن جن باتوں کا اُس سے
تعلّق ہے۔ وہ سب اپنا اظہار کرنے لگیں گی۔ خیال کرنا تو علیحدہ بات ہے۔ اگر کوئی شخص
زبان سے "گائے" کا نام لے لے تو اُس نام کے سُننے ہی سے من میں گائے کے رُوپ
عضو اور اُس کے تمام ساز و سامان بننے لگیں گے اور ایک نام ہی کی خیالی رچنا اس قدر
پھیل جائے گی کہ اُس کے سوچنے سے تعجّب ہو گا۔ مگر یہ صحیح واقعہ ہے اور معمولی عقل
کا آدمی بھی اِس کو سمجھ سکتا ہے۔"

کہانی کا سلسلہ

"یہ بیل اور لتا خُوب پھیل گئی۔ اُس میں خوبصورت پھل پھُول پتے آئے اور وہ اتنی بڑھی کہ اُس کے گھنے سایہ میں بیٹھنے
سے سُکھ ملتا تھا۔ اور ایک دیوی اُس میں رہنے لگی۔ تم یُوں سمجھو کہ وہ بیل تو قالب
یا جسم تھی۔ اور یہ دیوی اُس کی جان تھی۔ تمام جنگل میں اُس دیوی کے رُعب و داب کا
سکّہ بیٹھ گیا۔ جب یہ دیوی سونے گئی۔ تو نیند میں سُپنے کے اندر وہ اپنے آپ کو
بھونرے کے رُوپ میں دیکھنے لگی۔ اور بھونرے کی باسنا کے سنسکار سے کسی
تالاب کے کھِلے ہوئے کنولوں کے اِردگرد چکّر لگاتی ہوئی اُس کی بُو سونگھنے اور
اُن کا رس لینے لگی۔ اور ایک دن کسی کنول کی پنکھڑیوں میں بند ہو رہی تالاب

میں راجہ کا ہاتھی پانی پینے آیا۔ وہ کنول کو اُکھیڑ اُکھیڑ کر کھانے لگا۔ اور بھونرا بھی اُس کے مُنہ میں آ گیا۔ اور چونکہ اُس بھونرے کے من میں ہاتھی کے خوف کا خیال تھا۔ وہ مر کر خود خواب میں مست ہاتھی بن گیا۔ اور گہرے گڑھے میں پھنس رہا۔ کسی راجہ کے آدمی نے اُس کو وہاں پھنسا لیا۔ اور راجہ کی سواری کے قابل بنایا۔ راجہ کو میدان جنگ میں جانا تھا۔ وہاں یہ ہاتھی مارا گیا۔ اور چونکہ مرتے وقت اِس کے اِدھر اُدھر بھونرے منڈلاتے تھے۔ اُن کے دیکھنے اور دھیان کرنے سے وہ پھر بھونرا ہو کر جنما۔ اور پھر تالاب میں کنول کے پھولوں کا رس لینے لگا۔ ہونے والی بات ہو کر رہتی ہے اور کرم کے سنسکار عجیب طرح کے کام کرتے رہتے ہیں۔ اس تالاب میں مست ہاتھی آ گئے۔ اور بھونرا اُن کے پاؤں سے پامال ہو کر مر گیا لیکن چونکہ مرتے وقت اس کی نظر تالاب کے ہنسوں پر تھی۔ وہ ہنس کی طرح پیدا ہؤا۔ اور برہما کی سواری کا ہنس ہو گیا۔ اس حالت میں اس ہنس نے رُودر کو برہما کے پاس آتے جاتے دیکھ کر یہ سوچا کہ "میں رُودر ہوں"۔ اور اس تصوّر میں مرنے پر وہ رُودر لوک میں پیدا ہؤا۔ اور رُودر کی گیان درشا میں وچرنے لگا"۔

گذشتہ زندگیوں کے چکر پر وچار

"رُودر کی جُونی میں گیان کا ہونا ایک خصوصیت ہے۔ اِس کو بھی گیان پراپت ہو گیا اور سب سے اسنگ ہو کر ایکانت میں رہنے لگا۔ یہاں اس حالت میں اُس کی توجّہ یکبارگی گذشتہ زندگیوں کے واقعات کی طرف گئی۔ اور جو کچھ اِس پر گذری تھی۔ دم کے دم میں سب کا انکشاف ہو گیا۔ اُس کے اب تک سَو جنم ہو چکے تھے۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگے:" مایا بڑی موہنی ہے۔ اور وہ اس اسرت سنسار کو ست کر کے دکھاتی رہتی ہے۔ میں اس مایا کے جنگل میں کیسے پھرتا رہا۔ کہاں کہاں گیا۔ کیا کیا کیا۔ اور اپنے ہی من کے سنکلپ سے کیسے کیسے چولے بدلے۔ میں پہلے

جیوٹ بنا۔ پھر برہمن۔ پھر راجہ وغیرہ۔ اس طرح میرے سو جنم ہو گئے۔ اب میں رُدر ہوں۔ ذرا چل کر اس سے پہلے کی زندگی کو دیکھنا اور پھر اپنے اصلی رُوپ کو بھی دیکھنا چاہیئے؛

ایک سے سو رُدر بننا یہ سوچ کر وہ رُدر اپنے لوک سے روانہ ہوا۔ اور اُسی سنیاسی کے پاس جا پہنچا۔ جسکے خیال نے یہ سب سانگ رچا رکھے تھے۔ یہ سمادھی میں تھا۔ رُدر نے اس کو جگایا اور وہ جاگ کر اپنے خیال سے یکبارگی چونک پڑا۔ رُدر نے اس سنیاسی کو گیان دیا اور وہ اس گیان کو پاکر جیوٹ اور رُدر رُوپ کے بھرم سے ہمیشہ کیلئے مُکت ہو گیا۔ پھر رُدر نے اُس سنیاسی کو اپنے ساتھ لیا۔ اور وہ چدا کاس میں جیوٹ سے ملے۔ جو ابھی تک سو رہا تھا۔ اور جب اُسکو بھی گیان ہو گیا۔ تو یہ بھی سخت متحیر ہوا۔ یہ تینوں پھر برہمن سے ملے اور جتنے سو پرانی کہ سنیاسی کے سنکلپ سے اس طرح خیالی طور پر بن گئے تھے۔ سب کو اس آخری رُدر نے گیان دے کر اپنے رُوپ کا بنا لیا۔ اور ایک کے سو رُدر ہو گئے۔ پہلے رُدر نے اِن سب کو اپنے اپنے ستھانوں میں رہنے اور اپنا اپنا بیوہار کرنے کی اجازت دی۔ اور وہ اپنے بیوی بچے اور دوسرے تعلقات کے فرائض انجام دینے لگے۔

سوال وجواب "رام نے سوال کیا۔" پربھو! سنیاسی کے سنکلپ سے جیوٹ وغیرہ اصلی وجود کی شکل میں کیسے بن گئے۔ اُنکو تو خیالی ہی ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ وہ خیالی سنکلپ کے پھُرنا سے پیدا ہوئے تھے۔ اس کی ذرا وضاحت کر دیجیئے۔" وششٹ نے جواب دیا۔ "سنو رام! جو کچھ ہے۔ وہ چت ہے۔ چت رُوپ ہے۔ اور چت میں ہے۔ جو کچھ چت سے سوچا جاتا ہے وہی ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح اور سچی بات ہے۔ جو کچھ سُپن میں دیکھا جاتا ہے۔ جو سنکلپ

سنکلپ سے پیدا کیا جاتا ہے۔ وہ سب اپنے اپنے ستھان پر سوچے ہوئے سروپ میں رہتے ہیں۔ جن چیزوں کو تم سنکلپ یا سوپن میں دیکھ چکے ہو۔ اُن کو اس وقت سچ نہیں مانتے۔ اور جب تک یوگ ابھیاس کر کے من کو شُدّھ اور صاف نہ کر لیا جائے گا۔ تب تک اُن کا یقین بھی مشکل سے آئے گا۔ برہمہ میں یوگ اور گیان دوارا استھتی کر لینے سے تب ان کی سمجھ آتی ہے۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ ایشور اور دیوتا اپنے یوگ اور گیان شکتی سے ہر شئے کو اُسی مقام پر چداکاس میں دیکھ لیتے ہیں۔ بار بار ایک ہی چیز کی خواہش کرنے اور اُس کے سوچتے رہنے سے وہ چیز یوں ہی مِل جاتی ہے۔ مگر خواہش اور وچار شرط ہے۔ قوّتِ ارادی پر سب کا انحصار ہے۔ ہاں جو اس اصُول کو نہیں جانتے۔ اور جان کر اُس سے کام نہیں لیتے۔ اُن کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔ جو اپنے سنکلپ سے سنساری پدارتھ چاہتے ہیں۔ اُن کو وہی ملتے ہیں۔ لیکن جن کو گیان اور آتما کی خواہش ہے۔ اُن کو جب ملے گا گیان اور آتما ہی ملے گا۔ اگیانی کو اس اُصول کی خبر نہیں ہے۔ وہ کسی چیز کو تو چاہتا ہے۔ مگر پھر بھرم میں پڑ جاتا ہے۔ اور بیوہ میا سے اس کی ورتی کمزور ہو جاتی ہے۔ اِس لئے وہ کمزور رہتا ہے۔ قوّتِ ارادی کی اچھی طرح تکمیل نہیں ہوتی۔ اور ترقی میں رُکاوٹ ہو جاتی ہے۔ اور اِس طرح وہ ڈانواڈول پھرتا ہُوا جنم مرن کی مصیبتوں میں پھنسا رہتا ہے۔ گیانی ہر قسم کے خیالات کو چھوڑ کر صرف ایک گیان کو دھیان دیتا ہے۔ اور اُس کو پراپت کر لیتا ہے سنسار میں جو کچھ بھی ہے۔ وہ صرف سنکلپ کا کھیل ہے۔ سنکلپ ہی سے آدمی اپنے آپ کو براہمن اور ودیا دھر ماننے لگتا ہے اور مانتے مانتے وہی ہو جاتا ہے۔ ورنہ تم سوچ سکتے ہو۔ اصلیّت میں کون براہمن ہے اور کون کھشتری ہے۔ سِدّھی شکتی چت کے ایکاگر ہونے کے تماشے ہیں۔ اگر سمادھی میں چت

ایکاگر ہے۔ تو وہ جو سوچے گا وہی ہو جائے گا۔ سنیاسی کا سنکلپ کس طرح پھرتا گیا اور جس جس حالت کی خواہش کے ساتھ تعلق تھا۔ آخر وہی ہو کر رہی۔ اور اس سلسلہ میں محض سنکلپ کی وجہ سے جیوٹ اور کتنے پرانی ایک ہی سنیاسی سے نکلے۔ اور رُدر گیان کو پاکر کرتارتھ ہو گئے۔ اے رام! یہ جگت ایسے ہی بنتا بگڑتا رہتا ہے۔ ایک سے انیک اسی طرح بنا کرتے ہیں۔ اس پر ذرا غور کے ساتھ وچار کرو۔

۷۔ بیتال کی کہانی

خلاصہ:۔ "گیان ہو جانے سے یہ جگت برہم ہی کے سروپ کا بھاسنے لگتا ہے"

تمہید۔ من کی بے چینی اور اشانتی کو دبا کر تم سنکلپوں پر غالب آؤ۔ اور سوشپتی کی مون ورتی کو دھارن کرو۔ اور اس طرح پریم پد میں استھر رہو گے۔

سوال و جواب رام نے پوچھا۔ "بھگون! آپ من۔ بانی۔ شریر اور سوشپتی کے مون ورتی کی صراحت کر دیجئے۔ تاکہ میں اُن کو اچھی طرح سمجھ سکوں"۔ اور وسشٹ جی بولے۔ "دُنیا میں دو طرح کے مُنی ہوتے ہیں سادھارن اور اسادھارن۔ سادھارن یا معمولی مُنی کو کاشٹا کہتے ہیں۔ یہ کاٹھ جیسے چُپ رہتے ہیں۔ اور سوا شریر کے دُکھ دینے کے اُن کو اور کسی طرح کے اصلی تپ کی خبر تک نہیں رہتی۔ اور صرف ہٹ سے اندریوں کو بس میں کرنا چاہتے ہیں۔ اسادھارن یعنی پرم مُنی وہ ہوتے ہیں۔ جو جیون مُکت ہیں۔ اور آتما میں استھر ہو کر سنسار کا بیوہار کرتے ہوئے اُس سے اسنگ رہتے ہیں۔ مون اُس ورتی کا نام ہے۔ جس میں مُنیوں کا من قائم ہوتا ہے۔ مون یعنی چُپ

رہنے کا سادھن تو دونوں ہی کا ہے۔ مگر پرم مُنی ان میں سریشٹ ہیں۔ اب ہم تم کو اس مَون ورتی کی تفصیل سنائیں گے۔"

مختلف قسم کے مَون "مَون یعنی خاموشیاں تین قسم کی ہیں۔ واک مَون۔ کرن مَون اور کاشٹ مَون۔ واک کہتے ہیں بانی یا کلام کو کرن کہتے ہیں اندری یا حواس کو۔ یہ جو تین بتائے گئے۔ وہ سادھارن ہیں۔ اُن سے سوشپتی مَون جُدا ہے۔ اس عادت کا مُنی چاہے دھیان کرے یا نہ کرے۔ بیوہار میں مصروف ہو یا نہ ہو۔ ہر حالت میں وہ اپنی ذات اور اپنے رُوپ میں قائم ہو کر اس جگت کو برہمہ روپ مانتا ہے۔ اور جگت کو مِتھیا جان کر اُس سے اسنگ رہتا ہے۔"

سُوشپتی کے دو مَون "سُوشپتی کے مَون دو طرح کے ہیں۔ سانکھیہ مَون اور یوگ مَون جو گیان وچار سے اور آتم وچار سے اس جگت کو برہمہ رُوپ جانتے مانتے اور ورتتے ہیں۔ وہ تو سانکھیہ مَون ہیں۔ اور جو لوگ پرانوں کا سادھن کر کے برہمہ پد میں ستھت ہو رہتے ہیں۔ وہ یوگ مَون کہلاتے ہیں۔ یہ دونوں شانت چت ہوتے ہیں۔ اور ان کے من اور پران واسنا سے الگ ہو کر شانت ہوتے ہیں۔"

گیان وچار کے بغیر یہ من ست پرتیت ہوتا ہے۔ لیکن وچار کرتے ہی یہ ہوا میں اُڑ جاتا ہے۔ سپنے میں ایک شخص خواب دیکھ رہا ہے۔ کہ مَیں مر رہا ہوں۔ کیا اُس کا یہ سپنا سچّا ہے؟ آنکھ کے کُھلتے ہی یہ بھرم جاتا رہتا ہے۔ اسی طرح اس دوند والے جگت کا حال ہے۔ گیان آیا نہیں۔ کہ یہ غائب ہوا نہیں۔ ست پد میں ستھر ہونا۔ پران کا سادھن کرنا اور من کا روکنا۔ یہی تین باتیں مُوکش کے ذریعے ہیں۔ کسی ایک کے سادھن کرنے سے تینوں کی پراپتی ہوتی ہے۔ تینوں دُوسرے کے ساتھ گُتھے اور مِلے جُلے ہیں۔ اگر

من اور پران بس میں آ جائیں۔ تو پھر خیال کی دھاریں کیسے نکلیں گی۔ یہ دونوں پھل پھول ہیں۔ اور واسنا ان کی خوشبو ہے۔ خواہ وہ تل اور تیل کی طرح ہیں۔ پران اور من لازم و ملزوم ہیں۔ ایک کے رہنے سے دوسرا رہتا ہے۔ اور ایک کے مرجانے سے دوسرا بھی مرجاتا ہے۔ اُن دونوں ہی کا مرنا موکش ہے۔ لگاتار ابھیاس کرتے رہنے اور من کو ست پر قائم رکھنے سے یہ حالت نصیب ہوتی ہے۔ ابھیاس ہی کے کرنے سے من میں یکسوئی آتی ہے۔ اور منتشر خیالات خود بخود دُور ہو جاتے ہیں ❊

بیتال کی کہانی "اب تم بیتال کا قصہ سنو۔" ایک بیتال وندھیاچل پربت پر رہتا تھا۔ جب اُس کو بھوک نے بہت ستایا تو وہ دُوسرے مُلک میں کھانے کی تلاش میں گیا۔ وہ بالعموم گیانیوں ہی کے قسم کی غذا کھانے کا عادی تھا۔ اور اُن کی صحبت کی اثر کی وجہ سے وہ سخت سے سخت شدت کی بھوک میں بھی کسی آدمی کو بلا کسی کافی سبب کے مار کر نہیں کھاتا تھا دھرم کے مارگ سے گمراہ ہونا سادھوؤں کا طریق نہیں ہے۔ غذا کی تلاش میں باہر نکل کر وہ گیانی اور اگیانی آدمیوں کی تمیز کرتا ہوا ادھر اُدھر پھرنے لگا۔ اتفاقاً رات کے وقت اُس دیس کا راجہ سیر کر رہا تھا۔ بیتال گرجا۔ "راجہ اب تو میرے پنجہ میں ہے اور میں تجھ کو کھا جاؤں گا"۔ راجہ بولا "اگر تو یُوں ہی زبردستی بلا حق و انصاف کے میرے پاس آئے گا۔ تو تیرا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا"۔ بیتال بولا "میں بغیر کافی وجہ کے کسی کو نہیں مارتا۔ آج تک میں نے کبھی انصاف کا خون نہیں کیا۔ اگر تجھ میں اپنی رعیت کے دُکھ درد دُور کرنے کی قابلیت ہے۔ تو تو میری بھی مدد کر سکے گا۔ مجھے تیری بابت شک و شبہے ہیں۔ تو اُنکو جواب دیکر

رفع کر دے۔ اور میں تیرے جواب سے نتیجہ نکال لوں گا۔ کہ آیا تو ایسے جاننے کے قابل ہے یا نہیں"۔ راجہ نے ہنسکر کہا۔ "تو سوال کرتا جا۔ میں اُن کے جواب تجھ کو سناتا چلوں گا"۔

سوال وجواب (۱) "بیتال نے پوچھا۔ "کس سُورج کی کرنوں میں یہ تمام برہمانڈ چھوٹے چھوٹے ذرّوں کی صُورت میں پروئے ہوئے ہیں"؟ راجہ نے جواب دیا۔ "یہ گیان سُورج ہے۔ جس کے پرکاش سے تمام برہمانڈ پرکاشمان ہو رہے ہیں۔ اور اس کے جسامت، قامت اور ضخامت کے مقابلہ میں یہ سب برہمانڈ چھوٹے چھوٹے حقیر ذرّوں ہی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہ سب اُسی میں گُتھے ہوئے ہیں۔ اور اُسی کی ستّا کو پاکر ستا والے ہو رہے ہیں۔ ورنہ اُن کی اپنی کوئی بھی ہستی یا زندگی نہیں ہے۔ وُہی شُدھ چیت اور سب کچھ ہے"۔

سوال وجواب (۲) "دوسرا سوال یہ تھا۔ "کس ہوا میں یہ سب آکاش ذرّوں کی صُورت اور ریت کے ذرّوں کی حیثیت میں اُڑا کرتے ہیں؟" اس کا جواب یہ دیا گیا۔ "یہ آندھی یا ہوا برہمہ ہی ہے۔ جس میں آکاش کے آکاش کال کے چکر سے پِس پِس کر اُڑتے رہتے ہیں۔ جیسے پھُول میں سے خوشبو کے ذرّے اُڑتے ہیں"۔

سوال وجواب (۳) تیسرا سوال یہ پوچھا گیا۔ "وہ نُور کون سا ہے جو تبدیلی پذیر نہیں ہوتا اور ہمیشہ ایک رس چمکتا رہتا ہے حالانکہ اُس میں، اُس میں سے اور اُسی کے سہارے خواب بر خواب پیدا ہوتے رہتے ہیں"؟ جواب دیا گیا۔ "برہمہ اپنی اصلی ستا کے جلال میں ہمیشہ روشن اور پرکاشمان ہوتا ہے۔ اُس میں، اُس میں سے اور اُسی کے سہارے جگت کے ان گنت خواب اُٹھا کرتے ہیں۔ مگر نہ تو اُس کی شانتی کو دُکھ پہنچاتے

ہیں۔ اور نہ اس کو بگاڑ سکتے ہیں۔ وہ جیسا ہے ویسا ہی بنا رہتا ہے۔"

سوال وجواب (۴) چوتھا سوال یہ تھا "وہ کونسا لطیف پرمانو ہے۔ جس میں برہمانڈ کیلے کے پتوں کی طرح کیلے کے کھمب کے ساتھ لپٹے پڑے رہتے ہیں"؟ اور اس کا بھی جواب راجہ نے یہ دیا "کہ وہ لطیف پرمانو برہمہ ہی ہے۔ برہمہ کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیلے کے پتوں کو الگ الگ کرتے جاؤ۔ اور ایک کے بعد دوسری تہہ نکلتی آئے گی۔ اسی طرح اس برہمہ کے آسرے بے شمار برہمانڈ رہتے ہیں۔ اُن کو اُدھیڑ اُدھیڑ کر دیکھتے چلو۔ اور برہمہ جیوں کا تیوں اپنے رُوپ میں دایم، قایم، اور یہ کا سوال رہیگا۔"

سوال وجواب (۵) "پانچویں دفعہ پُوچھا گیا" وہ پرمانو کون ہے۔ جو اپنے اندر اور اپنے سہارے بے شمار برہمانڈ سُورج چاند ستاروں کو رکھتا ہے۔ اور اُس کے سامنے میرو پربت تک ایک نہایت ہی حقیر ذرّہ ہے۔ مگر یہ پرمانو اپنے پرمانوپن کو نہیں چھوڑتا۔ اور نہ اُس کی ذات میں کوئی فرق آتا ہے"؟ راجہ نے کہا "تو بار بار وہی سوال کرتا ہے۔ سوائے برہمہ کے یہ پرمانو اور کیا ہو سکتا ہے؛ یہ بہت لطیف ہے۔ اور من بانی کے پرے ہے۔ مہامیرو اس کے مقابلہ میں دراصل چھوٹے سے چھوٹے ذرہ کی بھی توحیثیت نہیں رکھتا۔ لطیف ہونے کے سبب چونکہ ہاتھ سے پکڑا نہیں جاتا۔ اس لئے وہ پرمانو کہا گیا۔ ورنہ وہ پہاڑوں سے بھی بڑا پہاڑ ہے۔ وہ غیر محدود ہے۔ کوئی اس کی بڑائی کا پتہ نہیں پا سکتا۔"

سوال وجواب (۶) بیتال نے پھر پوچھا "جس طرح پہاڑوں میں پتھر ہوتے ہیں۔ ویسے ہی وہ کون سا پہاڑ ہے جس کے پتھر

یہ تمام برہمانڈ ہیں ؟" راجہ نے جواب دیا ۔" یہ بپارگیان ہے ۔ یہی سب کی بُنیاد ہے ۔ اور باقی سب اسی کے جوہر سے ہیں ۔ یہ سارے برہمانڈ اُسی جوہر میں پھل کے گُودے کی طرح رہتے ہیں ۔ جیسے پھل کے اندر بیج اور گُودا رہتے ہیں ویسے ہی اس گیان رُوپ برہم میں جس کی ہستی کا امکان ہے ۔ اور جس کی ہستی کا امکان نہیں ہے ۔ وہ سب ہی رہتے ہیں ۔"

قصّہ کا انجام "جب بیتال نے راجہ کے جواب سُن لئے وہ شانت ہو گیا اس کی بھُوک خود بخود جاتی رہی ۔ اور ایکانت ستھان میں جا کر سمادھی نکالی ۔ اور من کے سنکلپ وکلپ سے آزاد ہو گیا ۔"

۸ ۔ بھگیرتھ کی کہانی

خلاصہ :۔ " اسنگ رہنے سے بھی برہم گتی پراپت ہوتی ہے ۔"

تمہید " رام ! تم من کو نرمل کر کے سم درشٹی والے ہو ۔ اور جگت کے پدارتھوں سے اسنگ رہ کر بیوہار کے کام کو بیوہار کی ریتی سے کرو ۔ اُس میں اپنے میرے تیرے ۔ پنے اور ذاتی غرض کو شامل نہ رکھو ۔ اور جب تم نرسنکلپ مُنی بن کر بھگیرتھ کی طرح اپنی ورتیوں کو بس میں کر لو گے ۔ تو پھر نربھر انتی بن کر دُکھ سُکھ کے جھگڑوں سے چھُوٹ جاؤ گے ۔"

بھگیرتھ کی کہانی " رام نے پُوچھا " مہاراج ! راجہ بھگیرتھ کا حال مجھ کو بھی سُنائیے کہ اُن کی ورتی کیسی تھی ۔ وہ کس طرح گنگا کو پرتھوی پر لائے ۔ اور کیسے جگت کے بیوہار کیا کرتے تھے ؟" اور وسشٹ نے جواب دیا ۔ " بھگیرتھ نہایت دھرماتما ۔ پُنیہ آتما ۔ اور لپرم آتما راجہ تھا ۔ ست بادی نیائے کرنے والا ۔ اُدار چت ! گنگا کو پرتھوی پر لا کر اس نے اپنے بزرگوں

کی سدگتی کی۔ اور اُن کو تار دیا۔ اور گو وہ پاتال دیس میں جل کر خاک ہو گئے تھے
مگر اُس نے اُن کو نرک کے دُکھوں سے چھُڑا کر سُورگ کو پہنچا دیا۔ اور اپنی رعایا پر
بہت خُوبی کے ساتھ حکومت کی۔ بچپن کے زمانہ میں اُس کا وِچار جگت کے دُکھوں
کی طرف ہُوا۔ کسی کمسن بچّہ کا ایسی کم عمری میں گیان وِچار کی طرف مائل ہونا سخت
تعجّب کی بات سمجھی جاتی ہے۔ مگر بھگیرتھ خاص طبیعت کا لڑکا تھا۔ وہ ایکانت میں
رہ کر اِس سنسار پر وِچار کرنے لگا۔ اور ایک کا رشتہ دوسرے سے مِلا کر سوچنے لگا۔
کہ "یہاں نئی تو کوئی بات بھی نہیں ہے سب کے سب۔ ایک خاص حالت میں
ظاہر ہو کر پھر بدل کر اور رُوپ میں پرگٹ ہوتی ہیں۔ دِن کے بعد دِن، راتوں کے
بعد راتیں آتی رہتی ہیں۔ وہی دان دکشنا بار بار پھر پھیرا کر ہُوا کرتے ہیں۔ کھانا
پینا بھی روز روز کا شغل ہے۔ بھرم میں پڑ کر پرانی بار بار وہی کام کرتے رہتے
ہیں۔ اور اُن کو شرم نہیں معلوم ہوتی۔ اور نہ وہ ایسے کاموں کے کرنے سے
تھکتے ہی ہیں۔ اور مزہ یہ کہ اِن کرموں سے اُن کی کوئی بھلائی بھی نہیں ہوتی مگر
وہ اِن سے باز نہیں آتے۔ جس کرم کے کرنے سے شُدھ ادویت کی سمجھ آئے۔ وہ
کرم تو لے شک کرنے کے قابل ہے۔ لیکن اور کرم جو دویت بھاؤ کو پیدا کرتے ہیں۔
زہریلے مرض ہیں۔ اگیانی اِنہیں میں پھنسے رہتے ہیں اور گیانی اِن سے چھٹکارا
تلاش کرتے ہیں۔" بھگیرتھ اِس طرح کئی دِنوں تک دِل میں غور کرتا رہا۔ اور جب
کوئی بات ٹھیک ٹھیک سمجھ میں نہیں آئی وہ ڈرا۔ اور گورُو کی تلاش میں نِکلا اور
ترتل رشی کو دیکھ کر اُن کے چرنوں میں گرا۔ اور کہنے لگا "مُنی راج! بُڑھاپا
موت۔ بھرم وغیرہ سب خوف اور دُکھ کے کارن ہیں۔ اُن سے نجات
کی تدبیر بتائیے۔ اور مجھ کو اِن کا رُوپ سمجھائیے۔" ترتل نے جواب
دیا "اگر تجھ کو پرکاش سروپ گیان آتما کی سمجھ آ جائے۔ تو یہ

دُکھ اور درد دم کے دم میں غائب ہوجائے۔ من کے بندھن ڈھیلے پڑجائیں تمام شنکائیں جاتی رہیں۔ اور ساتھ ہی کرم بھی نشٹ ہوجائیں۔ اُس وقت تو خود چِت ماتر (ذاتِ مطلق) ہوجائے گا۔ تو مجھ سے اس پرماتما کی ویاکھیا سُن۔ یہ سروویاپک ایک جو سب میں رم رہا ہے۔ پرِی پورن ہے۔ اِس میں کمی بیشی کا نام تک نہیں ہے۔ یہ ست ہے۔ شُدھ ہے۔ اٹل ہے۔ اچل ہے اور نرگُن ہے۔ یہی تتوں کا تتّو اور جوہروں کا جوہر ہے۔"

بھگیرتھ کا سوال اور رشی کا جواب

بھگیرتھ نے کہا "یہ سب سچ ہے مگر یہ بتایئے کہ جس گیان کی دیوتا بڑائی کرتے ہیں۔ وہ پراپت کیسے ہوتا ہے؟ یہاں تو شریر اور شریری کے سمبندھی پدارتھوں پر درِشٹی ہے۔ اور اسنگ آتما سنسکاری کرموں میں لپت اور سنگ بھاس رہا ہے۔ میں اسی بات کو سمجھنا چاہتا ہوں۔" رِتل بولے "سروپ کو اِشٹ مان کر اُس میں نِشٹھا کرنے ہی سے گیان پراپت ہوجاتا ہے۔ یہ ہردے آکاش میں چِت گیان سے برہمہ روپ ہوتا ہے۔ اور پھر سروآتم بھاو کو پراپت کرکے جیو جنم مرن سے مُکتی پاجاتا ہے۔ گھر بار، بیوی، بال بچوں کے ساتھ رہتے ہوئے اُن سے اسنگ رہنا ہی مُکتی ہے۔ دُکھ سُکھ کی طرف سے چِت کی رُتی کو پھیر کر بے تعلق بنا لینے ہی کا نام موکش ہے۔ سم درِشٹی ہونا۔ سب کو ایک درِشٹی سے دیکھنا۔ شریر کا بیوہار کرتے ہوئے بھی اَدویت پد میں قائم رہنا سمبندھیوں سے مِلتے مِلاتے ہوئے بھی اُداسین رہتی ہے اُن میں میرا تیرا اپنا نہ رکھنا۔ اور انبھو اور وچار سے گیان تتّو کا سمجھنا ہی سب کچھ ہے۔ اِس طریق کی پیروی سے سُکھ اور اِس طریق کے ترک کردینے سے دُکھ ہوتا ہے جس بھاؤ سے جنم مرن، راگ دویش، بھلا بُرا وغیرہ پیدا ہوتا ہے وہ صرف آہنگ بھاؤ

اور بیرا تیرا اپنا ہے۔ اس کو دل سے نکال دو۔ اور تم چیتن کو پرگٹ رُوپ سے انبھو کر سکو گے اور جان لوگے"۔ بھگیرتھ نے پھر پرشن کیا۔ "بھگون! جنم جنمانتر سے آہنگ بھاؤ دڑھ ہوتا چلا آیا ہے۔ اور وہ چٹان کے درخت کی طرح جم کر بیٹھ گیا ہے یہ اَلگ کس طرح کیا جا سکتا ہے؟" اور مُنی نے اُس کو یہ جواب دیا۔ "اگر من کو بھوگوں کے پدارتھ سے ہٹا کر آتما میں بار بار لگانے کا سادھن کیا جائے تو یہ اہنکار کچھ دنوں کے ابھیاس کے بعد جاتا رہے گا۔ خواہش اور واسنا ہی من میں سنکلپ وکلپ پیدا کرتی ہیں۔ اگر ان کی جڑ کاٹ دی جائے۔ تو پھر اہم بھاؤ اور بیرا تیرا اپنا ذرا بھی نہ رہے گا۔ صرف ادویت تتو ہی کا بھاس ہوتا ہے۔ ودیا اس برہم کی بابت ایسا ہی کہتے ہیں۔ جاتی، آشرم وغیرہ کا خیال من سے دُور کرنے اور استری پُتر اور دھن کی چاہ کو مٹانے اور دوست دشمن کو ایک رُوپ جان لینے سے من کا بوجھ اُتر جاتا ہے اور پربرہم کی پراپتی ہوتی ہے"۔

بھگیرتھ کا تپ "رِتُل سے اُپدیش پا کر بھگیرتھ من کے سادھن کے ارادہ سے بہت سے کرم کرتا رہا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد اُس نے اگنی سٹوم یگیہ کیا۔ اور اپنی تمام دھرم سے کمائی ہوئی دولت کو غریب۔ محتاج۔ ادھکاری اور ان ادھکاری براہمنوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اور جو عزیز اقارب رشتہ دار آئے وہ بھی اُس کے فیض سے محروم نہیں گئے۔ تین ہی دن میں اس نے اس فیاضی کے ساتھ دان دیا کہ سوائے تن کی دھوتی کے اور کچھ اس کے پاس نہیں رہا۔ اس کا حال دیکھ کر رعایا رونے لگی۔ مگر راجہ نے اُن کا ذرا بھی خیال نہیں کیا اور اپنا راج اپنے ایک دشمن کو سپرد کر کے خود مُنیوں کی طرح جنگل کا راستہ لیا۔ اور بیخوفی کے ساتھ ایسے شہروں اور پہاڑوں، بن اور جنگلوں میں وچرنے لگا۔ جہاں کوئی اُس کا جاننے والا ایک نہیں تھا۔ اِس طرزِ عمل سے اُس کے من کی تمام باسنائیں جاتی رہیں اور

آتما کا پرکاش ہونے لگا۔ اس دشا میں وہ راجہ پرتھوی کی پریکرما کرتے کرتے ایک
دن اپنی راجدھانی میں داخل ہوا جس کو اُس نے دشمن کے حوالہ کر دیا تھا۔ اور آپ
دروازوں دروازوں بھیکھ مانگنے لگا۔ وزیر۔ امیر۔ دوست۔ رشتہ دار سب کے
گھروں کا چکّر لگایا۔ جنہوں نے راجہ کو پہچان لیا وہ رونے لگے۔ اُسکے دشمن راجہ نے
بھی اُس کی تعظیم کی۔ مگر جب اُس نے وہ راج واپس کرنا چاہا۔ بھگیرتھ نے اُسکی طرف
مطلق التفات نہیں کی۔ اور سب کو نا اُمید کر کے وہ پھر غیر ملکوں کی طرف روانہ
ہوا۔ اب وہ گیانی اور جیون مُکت بن گیا تھا۔ اپنے گُرو کے پاس جا کر ساشٹانگ
پرنام کیا۔ اور عرصہ تک گُرو اور چیلے دونوں دیس دیسانتر میں اسی طرح پھرتے رہے
اُن دونوں کو شریر کا ادھیاس نہیں رہا تھا۔ یہ بھی خیال نہیں تھا کہ آیا یہ مٹی کا
شریر ہے بھی یا نہیں ہے! اُن کی زندگی اب کھیل کی زندگی تھی۔ نہ دُکھ نہ سُکھ کی
فکر۔ نہ بڑائی چھوٹائی کا خیال۔ نہ سِدھی شکتی کی آرزو!

بھگیرتھ کا پھر راجہ ہونا بھگیرتھ کچھ دنوں اسی طرح پھرتا رہا۔ پھر وہ ایک
دُور دراز مُلک میں پہنچا جس کا راجہ مر گیا تھا۔ اور
تاج تخت کا کوئی والی وارث نہیں رہا تھا۔ وزیر امیر اس فکر میں تھے کہ کسکو یہ راج سپرد
کریں۔ آخر اُن کی نظر بھگیرتھ پر پڑی۔ گو وہ فقیرانہ وضع میں تھا۔ مگر صورت شکل سے
شاہی رُعب داب کا اظہار ہوتا تھا۔ وزیروں نے اسکو پکڑ کر تخت پر بٹھایا۔ اور
عصائے شاہی اُس کے ہاتھ میں دیا۔ بھگیرتھ نے مجبور ہو کر پھر دوبارہ سلطنت
کے فرائض قبول کئے۔ اور راج کاج سے اسنگ رہ کر بقول دل بایار و دست بکار
عدل و انصاف سے حکومت بھی کرتا تھا۔ اور اپنے آتم نشٹھا میں درِڑھ بھی رہتا
تھا۔ تھوڑے ہی دنوں پیچھے اُس کے اپنے دیس کے کئی آدمی آ کر کہنے لگے "مہاراج!
جس شخص کو آپ نے اپنا راج دیا تھا۔ وہ بغیر وارث کے مر گیا۔ آپ پھر چلئے اور اپنے

دیس کو آباد کیجئے"۔ اس طرح کا دھن لینا ادھرم نہیں کہلاتا۔ بھگیرتھ اُنکی منت سماجت کر سُن کر اپنے راج میں واپس آیا۔ اور بغیر کسی خواہش اور آرزو کے راج کرنے لگا۔ یہ شخص راج سنگھاسن پر بیٹھا ہُوا بھی تپ کیا کرتا تھا۔ اس کی مہما اسی ایک بات سے سمجھی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کے تارنے کے لئے گنگا کو پرتھوی پر لایا۔ اے رام! اس طرح سنگ میں سنگ رہنے سے بھی برہمہ پد کا ساکشاتکار ہوتا ہے"۔

۹۔ شکھدوج کی کہانی

خلاصہ:۔"گورو اگر چاہے تو مختلف مرحلوں سے گزارتے ہوئے سچے ویراگ کا شوق دلا کر برہمہ گیان کی پراپتی کرا سکتا ہے اور تمام دقتیں بھی دُور ہو سکتی ہیں"۔

تمہید "سنو رام! ایک راجہ گذرا ہے۔ جس کا نام شکھدھوج تھا۔ اس نے من روپی ہستی کو بس میں کر کے نشٹ کر دیا تھا۔ تم بھی اسی طرح آتما کے شانت پد میں ستھتی کرو"۔ رام نے پوچھا "یہ شکھدوج کون تھا؟" اور وسشٹ نے جواب دیا:۔

کہانی "شکھدوج دواپر جُگ میں ساتوں مُنو کے بعد پیدا ہُوا تھا۔ اس کے عدل و انصاف کی کوئی حد نہیں تھی اور اس کے من میں ملین باسنائیں نہیں تھیں۔ من اور اندریہ دونوں اس کے بس میں تھے۔ اور یہ ہمیشہ پراپکار کرتا رہتا تھا۔ اس کی رانی کا نام چوڑالا تھا۔ جو سوراشٹر دیش کی راجکماری تھی۔ مور کی طرح سُندر اور دھرم کرم میں سب سے سرشیٹ! یہ دونوں خوشی سے رہتے تھے اور کبھی بات میں ان کے درمیان اَن بن نہیں ہُوا کرتی تھی۔ جوانی کے دن خوشی کے سپنے کی طرح گزر گئے اور اُدھیڑ پن آگیا۔ عمر روز روز کم ہونے لگی اور اس کے ساتھ سنسار کے بھوگ باسنا کی چاہ بھی کم ہوتی چلی گئی۔ اور وہ اُداسین ہونے

لگے۔ دونوں جب ساتھ بیٹھتے اس طرح سوچا کرتے "جس اوستھا میں جا کر من پھر
نہیں لوٹتا۔ وہ بے شک سکھدائی ہے۔ لیکن سنسار کے بیوہار میں لوک کا آنا کٹھن ہے۔
سچا ادھیاتم گیان ہی دکھوں کے دور کرنے اور جنم مرن کے بندھن سے چھٹکارے
کی ایک ہی تدبیر ہے"۔ دونوں نے اس وچار سے کام لینے کی من میں ٹھان لی۔
اور اپنے اپنے ڈھنگ کے موافق وہ گیانیوں کی سنگت کرنے لگے۔ اور اس
سنگت سے جو تجربہ یا فائدہ ہوا۔ اسی کی طرح ان کی وہ زندگی بھی بنتی
گئی۔ مگر رانی چوڈالا راجہ کے مقابلہ میں زیادہ سمجھ دار اور تیز عقل والی تھی۔ اسکو
اپنے آتم گیان پراپت ہونے لگا۔ اور وہ یوں سوچنے لگی"۔

چوڈالا کا وچار

"آتما کی موجودگی میں یہ "میں" کہاں سے آ جاتا ہے؟ آخر من
کے اس بھرم کا سبب کیا ہے؟ اور ایسا کیوں ہے؟ یہ
کہاں سے اور کس سے پیدا ہوا؟ یہ شریر تو "میں" ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ جڑ اور
اچیت ہے۔ شریر اور اندریوں کو اگر من حرکت نہ دے تو وہ کوئی بھی کام نہیں کر
سکتے۔ یہ اندریاں بھی "میں" نہیں ہو سکتیں۔ پھر کیا یہ من "میں" ہے کیونکہ اسی
کے سنکلپ سے شریر اور اندریوں کا بیوہار ہوا کرتا ہے۔ مگر نہیں۔ یہ من بھی تو جڑ ہے
اگر اس کو بدھی کی حرکت نہ ملے تو یہ خود پتھر کی طرح پڑا رہے۔ پھر کیا یہ "بدھی" "میں"
ہے؟ نہیں۔ بدھی تو اہنکار کے اشارہ پر چلتی ہے۔ پھر تو اسی اہنکار کو "میں"
ہونا چاہئے؟ نہیں۔ یہ اہنکار جیو میں رہتا ہوا جیو ہی کے آسرے ہے اور اسی
کی پریرنا سے پھرتا رہتا ہے۔ اس جیو کا جیوپنا ہردے میں رہتا ہے اور اسی کو
"پرتیگاتما" کہتے ہیں۔ اسلئے یہ جیو بھی "میں" نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔
وچار سے یہ مجھ کو پتہ لگتا ہے۔ کہ جس طاقت کی وجہ سے یہ جیو آتما کی طرح بھاستا
ہے۔ وہ صرف ست گیان ہی ہے۔ یہ گیان کسی سنسار پدارتھ کے میل سے دوشت نہیں

ہوتا ہے کہ اپنے نج پرکاش ہیں پرکاشمان رہتا ہے۔ میرا اپنا بھی جیو آتم ستا اور ست
گیان ہی کے آدھین ہے۔ یہ جیو پنا اور کچھ نہیں ہے۔ یہ پھول کی بو کی طرح ہے
جو آتم گیان میں اڑا کرتا ہے۔ گیان شکتی ہی آتم آگیہ ہو کر سنسار کے پدارتھوں
کی خواہش میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ اور جب پھر وقت پا کر یہ اپنے اصلی گیان روپ
کی طرف لوٹ کر اس میں قائم ہو جاتی ہے تو پھر جیو پنے کا بھرم جاتا رہتا ہے
اور اس کے ساتھ ہی من چت بدھی اہنکار کا کھیل مٹ جاتا ہے۔ ست صرف
گیان ہے۔ اور باقی سب جال نہیں ست ہیں۔ کیونکہ یہ متھیا اور کلپت ہیں۔ آتما ہی
پرم اور پربرہم ہے۔ وہی ہر جگہ ہر وقت اور ہر شے میں رہنے والا گیان سروپ
ہے۔ اور وہی سب کچھ ہے۔ اس طرح روز بروز وچار کرنے سے رانی ست
پد میں ٹھہر گئی اور گیانیوں کی طرح اس کے بیوہارک کام ہونے لگے۔ نہ کسی
کی اچھا ہے نہ کسی سے ان اچھا ہے۔ راگ دویش اور دوند کی تمام باتیں
آپ ہی آپ جاتی رہیں۔ اور وہ آتم انند میں محو رہنے لگی۔"

راجہ رانی کی بات چیت

"راجہ نے اپنی رانی میں جب یہ تعجب دلانے والی تبدیلی دیکھی تو سخت حیران ہو گیا کیونکہ
اس کی پیشانی سے برہم کا تیج چمکتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ راجہ نے پوچھا "سندری
بات کیا ہے۔ اب تو پہلے سے زیادہ خوبصورت نظر آتی ہے کیا پھر از سر نو جوان ہو گئی ہے
امرت پی لیا ہے یا برہم گیان پا لیا ہے؟ اب تو شانت رہتی ہے اور آنند گیان سا کے
رہتا ہے۔ تو بتا من اور شریر کی یہ شانتی تجھ کو کیسے ملی"؟ رانی بولی "سنسار کے
روپ اور اروپ بھاونا کو تیاگ کرکے میں ادوتیہ ایک سے مل رہی ہوں۔ جو نتیہ
ہے۔ اور میرے شریر میں اسی کا تیج پرکاشمان ہو رہا ہے۔ جو سب کا آدھار
ادھشٹان اور سہارا ہے۔ میں اس کو پا گئی اور اسی کے تیج سے تیج وان

ہو رہی ہوں۔ میں اندریوں کے بھوگ نہیں بھوگتی۔ مگر اُن کے دکھوں سے چھوٹ کر اب سکھی ہوں! مجھ سے راگ اور دویش دونوں الگ ہو گئے ہیں۔ بھوگ تو کرتی ہوں۔ مگر اُن سے اسنگ رہتی ہوں۔ اور چونکہ مجھ میں سنتوش اور شانتی آ گئی ہے۔ میرا شریر پہلے سے زیادہ خوبصورت معلوم ہونے لگا ہے۔ گو میری آنکھیں کھلی ہیں۔ لیکن نظر سنساری پدارتھوں پر نہیں ہے۔ وہ آتما ہی پر رہتی ہے"۔

راجہ کا تمسخر

" راجہ رانی چوڈالا کی باتوں کی تہہ کو نہیں پہنچا۔ اور مذاق مذاق میں ہنستا اور تمسخر اُڑاتا ہوا کہنے لگا "سندری! تو ابلا استری ہے۔ یہ باتیں تجھ کو شوبھا نہیں دیتیں۔ اس وقت تو پاگلوں کی طرح باتیں کر رہی ہے۔ تیرا دماغ ٹھکانے نہیں رہا۔ کہاں تو محل کی رانی اور کہاں یہ گیان دھیان کی باتیں! گیانی جب بڑی محنت سے اس سنسار کے بندھن سے چھوٹ جاتے ہیں۔ تب کبھی ایسے کلمے زبان سے نکالتے ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ تجھ کو وہ گتی پراپت ہو گئی ہو۔ جو صرف گیانیوں کو نصیب ہوتی ہے۔ ہاں ایسے لوگ بھی دنیا میں ہیں۔ جن کو آتما کی اوستھا تو نہیں ملی۔ صرف گیانیوں کی باتیں سن کر سنسار کا جھوٹا ویراگ برتتے اور اسی قسم کی گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ بتا تو سہی۔ ان باتوں سے تیرا مطلب کیا ہے! تو صرف کمزور عورت ہے۔ اگیانی ہے۔ اور ذرا ذرا سی باتوں میں ہوش و حواس کھو بیٹھتی اور اپنے آپے سے جاتی رہتی ہے۔ تجھ کو یہ گیان کیسے مل سکتا ہے! راجہ تو اس طرح ہنسی دل لگی کر کے چلا گیا۔ رانی کو اُس کے اگیان پنے پر رحم آیا۔ اور وہ سمجھ گئی کہ راجہ کو نہ ادویت پد کا انبھو ہے اور نہ وہ گیان کی سمجھ رکھتا ہے"۔

رانی کو سدھی کا خیال

" راجہ رانی دونوں پہلے کی طرح محبت سے رہنے لگے

چوڈالا چونکہ گیانی ہوگئی تھی۔ من اور شریر دونو اُس کے قابو میں تھے۔ ایک دن اُس کے دل میں یہ خواہش ہوئی۔ کہ "کسی طرح راجہ کو خواہش دلا کر گیان مارگ میں لانا چاہئے۔ اور یہ اُس وقت ہو سکتا ہے۔ جب کہ مجھ میں آکاش میں چلنے کی طاقت آجائے"۔ یہ سوچ کر وہ آسن جما کر کسی ایکانت جگہ میں بیٹھ گئی"۔

کنڈلنی شکتی "وسشٹ نے یہاں تک کہانی سُنائی تھی۔ رام نے پوچھا "آدمی سدھی پا کر کس طرح آکاش مارگ میں چلنے پھرنے کے قابل ہوتا ہے"؟ وسشٹ بولے۔ "تم کو یہ سوال قصہ کے ختم ہونے پر کرنا تھا۔ خیر! چونکہ تم نے پوچھا ہے ہم کو بھی جواب دینا ضروری ہے۔ یہ ساری سدھیاں پران کے بس میں کر لینے سے آتی ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ ابھیاسی پہلے اپنے دل کو پدارتھوں کی خواہش سے خالی کرے اور سوائے اُس ایک مقصد کے کہ جس کی تکمیل کا ارادہ ہے۔ باقی اور کسی قسم کا خیال نہ رکھے۔ یہ پہلی شرط ہے۔ دوسری شرطیں یہ ہیں۔ کہ غذا لطیف ہو۔ آسن دِرڑھ ہو۔ من اور شریر پوتر اور اروگیہ ہوں۔ یوگ شاستر کے سدھانت سے واقفیت ہو۔ اور سکھانے والا گیانی گورو مِل جائے۔ راگ۔ دویش۔ کرودھ۔ لالچ اور کسی کا انوراگ نہ رہے۔ پہلے پران کو بچارے پھر ابھیاس سے اُن کو بس میں کرے۔ تب وہ سب کو اپنے ماتحت کر سکے گا۔ اور سدھی اور موکش کو بھی حاصل کر سکے گا۔ اِس شریر میں سو ناڑیاں ہیں۔ اُن کے درمیان ایک انتر وشٹنی ناڑی ہے۔ یہ گولا کار ہے اور بین کے تونبے کی طرح کُنڈلی مارے ہوئے بیٹھی رہتی ہے۔ اور پران کی حرکت سے ہلتی رہتی ہے۔ اس کا اندرونی حصّہ ملائم ہوتا ہے اور یہ بڑی طاقت والی ہے۔ اور سنسار میں جتنے جیو برہما سے لیکر کیڑوں تک ہیں سب میں رہتی ہے۔ یہ ناگن کی طرح پھُپکارتی رہتی ہے اور اپنے سر کو اُونچا کئے رہتی ہے۔ من کی حرکت کا باعث بھی یہی ہے۔ اور تمام

ناڑیاں اس کے ساتھ ملی ہوئی رہتی ہیں۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو اسی کی حرکت میں اہنکار چیتا۔ من۔ سنکلپ۔ نشچے آہم بھاو سب ہی کچھ ہوا کرتا ہے۔ اسی کو پُر یاشٹک یا سوکشم شریرتک بولتے ہیں۔ یہی کُنڈلنی بھی کہلاتی ہے۔ اور پران اپان وونو اسی کی اونچے نیچے کی طرف پھرنائیں ہیں۔ چونکہ جیو پنا اسی کی وجہ سے ہے یہی موت اور زندگی کا باعث بھی ہے۔ اگر اس کو روک کر ہردے میں پران اور اپان کی رفتار کو بس میں کرلیا جائے۔ تو بیماری سے نجات ہو جائے گی"۔

شاریرک اور مانسک روگ

رام نے پوچھا" دلی بیماریاں کیسے پیدا ہوتی ہیں۔ اور اُن کا دفعیہ کس طرح ہوتا ہے؟"

وسشٹ جی بولے۔" روگوں سے شریر دُکھی ہوتا ہے وہ گون بیماریاں ہیں۔ اور جن سے من کو دُکھ پہنچتا ہے۔ وہ ملکھیہ ہیں۔ اور یہ واسناؤں کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں۔ دو نو قسم کے مرض اگیان سے پیدا ہوتے ہیں اور گیان سے اُن کا دُور ہونا ممکن ہے۔ اگیانی کے دل میں جب واسنا پیدا ہوتی ہے تو خیالی دھاریں پھیلنے اور بڑھنے لگتی ہیں۔ چونکہ اس کو اندریوں پر قابو نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ دھاریں وقت اور موقع پاکر راگ اور دویش کے موٹے رسّے بن جاتے ہیں۔ اور من اور شریر دونوں کو جکڑ لیتے ہیں۔ تب من کو یہ بھرم ہوتا ہے۔ کہ مجھے فلاں چیز حاصل ہوگئی۔ اور فلاں چیز نہیں حاصل ہوئی۔ تب اُس کو کرم کی سُوجھتی ہے۔ اور یہ کرم اپنے سلسلہ میں طرح طرح کے بھرم اور اگیان پیدا کرتا ہوا آنکھوں پر پٹی باندھ دیتا ہے۔ اور آدمی کو جائز اور ناجائز کا خیال نہیں ہوتا۔ اس سے من زہریلا ہو جاتا ہے۔ اور گندہ ہو کر وہ نقصان دینے والی غذا کھاتا۔ بُری جگہوں میں رہتا۔ اور وقت بےوقت اُٹھتا بیٹھتا۔ اور بُرے آدمیوں کے ساتھ صحبت کرنے کا شایق ہوتا ہے۔ اس صحبت میں آنے سے بُری خواہشیں۔ اور بُرے خیالات مُنہ زور

ہوتے ہیں۔ اور وہ نس ناڑیوں وغیرہ کو حرکت دے دے کر ستار کے تاروں کی طرح اینٹھتے اور سکڑتے رہتے ہیں۔ پرانوں کی رفتار میں بے قاعدگی آجاتی ہے۔ تب جسم میں بیماریاں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ اور سمندر کی لہروں کی طرح کبھی یہ بڑھتی اور کبھی گھٹتی ہیں۔ ان بیماریوں میں اپنے اپنے اثرات رہتے ہیں اور وہ شریر یا من میں قائم ہو کر اپنے اپنے ہمدرد اور ہمجنس اثرات کو کھینچ کھینچ کر جسم میں بھر دیتے ہیں یا یہ دونوں قسم کی بیماریاں اکثر بھوت (عناصر) کے چھوت اور پہلے جنموں کے سمبندھ سے بھی ہوا کرتی ہیں۔ قانون ایک ہے۔ اس کی صورتیں بے شک جدا جدا اور بے شمار ہیں۔"

روگوں کا علاج

"یہ بیماریاں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک تو جسم کو متاثر کرتی ہیں۔ اور جسم کے تعلقات کے سلسلہ میں اپنا کاروبار پھیلاتی ہیں۔ اور جسم کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔ دوسری من کو متاثر کرتی ہیں اور جنم جنمانتر تک چلتی ہیں۔ چونکہ ان دونوں کی ابتدا خیال سے ہوتی ہے۔ اسلئے اگر خیال کی اصلاح کر لی جائے۔ تو یہ آپ ہی آپ نشٹ ہو جائینگی مگر یہاں ایک بات اور ہے جو تمہارے سوچنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ جسمانی روگ تو خیال شدھ کر لینے سے جاتے رہیں گے۔ مگر مانسک روگوں کی جڑ اس وقت تک نہ جائیگی جب تک گیان کی پراپتی نہیں ہوتی۔ منتر، جنتر، دوا، علاج کا اہتمام صرف جسمانی امراض کیلئے ہے۔"

مانسک روگ

رام نے پھر سوال کیا۔ "مانسک روگ کیسے پیدا ہوتے ہیں۔ اور کیسے جاتے رہتے ہیں؟" وسشٹ نے جواب دیا۔ "جس وقت من میں حرکت آتی ہے۔ اس وقت یہ جسم بھی متحرک ہو جاتا ہے۔ اور جب جسم متحرک ہوتا ہے۔ تب پران اپنا سیدھا راستہ چھوڑ کر بہک جاتا ہے اور کبھی

اِدھر اور کبھی اُدھر گمراہ ہوجاتا ہے۔ اس کی گمراہی۔ چنچل پنا اور بے قراری سے اُن ناڑیوں میں بھی بے چینی آجاتی ہے۔ اور وہ اپنے ٹھیک ٹھکانے پر نہیں رہتیں۔ اور ان کے اپنے اپنے ٹھکانے پر نہ رہنے سے غذا تحلیل نہیں ہوتی۔ یہاں دو باتیں ہیں۔ یا تو غذا میں کمی ہوگی یا زیادتی۔ اور دونوں حالتوں سے جسم کو نقصان پہنچیگا۔ اور اُس کے انتظام میں خلل واقع ہوگا۔ اور بیماری نتیجہ ہوگی پس تم سمجھو کہ جسمانی روگ کا کارن بھی من ہی ہے اور جسمانی مرض بھی دلی مرض کی خارجی اور ظاہری صُورت ہے۔ اگر سبب کی جڑ ابتدا ہی میں اُکھیڑ دی جائے تو نہ مانسک روگ ہو۔ اور نہ شاریرک روگ ہو۔ یہ بیماریاں منتروں کے جاپ سے دُور ہوجاتی ہیں اور شُبھ کرم اور نیک آدمیوں کی صحبت سے بھی جاتی رہتی ہیں۔ منتروں کے جاپ، شُبھ کرم، اور ست سنگ سے من شُدھ، نرمل اور پاک صاف ہوجاتا ہے۔ اور جب یہ شُدھ ہوگیا تو مانسک اور شاریرک دونوں روگ دُور ہوجاتے ہیں۔ بُرا سونا جب تپایا جاتا ہے۔ تو اُس کا میل دُور ہوکر وہ کھرا اور خالص بن جاتا ہے۔ اسی طرح یہ من اگر جاپ، ست، سنگ اور شُبھ کرموں کی بھٹّی میں تپایا جائے تو اُسمیں شُدھ ستوگن کا خواص آجائے۔ پران باقاعدہ چلنے لگے۔ نس ناڑی اپنے اپنے ٹھکانے پر رہیں۔ کھانا ٹھیک طور پر ہضم ہو۔ اور تب یہ ہر دو قسم کی بیماریاں دُور ہوجائیں۔ اور جس طرح پُورنماشی کے چندرماں سے امرت کی سنیتا کرنوں کے راستے سے آتی ہے۔ اُسی طرح من میں شانتی، آرام اور سُکھ چین آجائے۔ اسی کا نام صحت اور شفا ہے"۔

کُنڈلنی کی سِدّھی "اب یوگ کے مارگ کی مدد سے اس کُنڈلنی شکتی کے بس میں کرنے کا راز سُنو۔ پریا شکتُ دیوی شریر میں یہ کُنڈلنی اسی طرح رہتی ہے۔ جیسے پھُول میں بُو رہتی ہے۔ اگر آدمی پُورک کرے تو یہ کُنڈلنی پرکاشمان

ہو جائے۔ اور شریر مہا میرو کی طرح اچل اور نشچل ہو جائے۔ تب جو بدھی کہ شریر میں
ویاپک ہے۔ وہ پران کی مدد سے اُوپر کو اُٹھتی ہے۔ اور آدمی آکاس مارگ کو
چلنے والا ہو جاتا ہے۔ یہ کُنڈلنی سانپ کی طرح اُٹھ کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور
چونکہ تمام نس ناڑیاں اُسی کے ساتھ گُتھی ہوئی ہیں۔ وہ بھی اس کی سرح پھول
کر اُوپر کی طرف اُٹھنے کی خواہشمند ہوتی ہیں۔ اور تب شریر اُوپر اُٹھ آتا ہے۔ نیچے
نابھی کے چکر سے لے کر برہم رندھر (دماغ) تک سوشمنا ناڑی گئی ہوئی ہے۔ ریچک
کرنے پر جب ذرا ناڑیوں کی حرکت بند ہو جائے تو آدمی چند لمحوں کیلئے ٹھہر جائے۔
اُس وقت اُس کو آکاش میں چلنے پھرنے والے سدھ پُرش بھی ویسے ہی دکھائی دیتے
جیسے سپنے میں بہت سی صورتیں نظر آتی ہیں۔ اور اگر پران کو بارہ اُنگل کے
فاصلہ میں دیر تک روکے رکھنے کا سادھن کر لیا جائے۔ تو پھر پرانی دوسروں
کے شریر میں بھی داخل ہونے کی سدھی حاصل کر لے گا۔"

ادویت تتو

"رام نے سوال کیا" یہ فرمائیے کہ سدھی کی مدد سے آدمی بہت
ہلکا اور بہت وزنی کیسے ہو جاتا ہے؟ اور وہ جہاں تنگ سے
تنگ جگہ میں داخل ہو رہتا ہے۔ ساتھ ہی بہت سی جگہ کیسے گھیر لے سکتا ہے؟
وسشٹ بولے " سنو رام! تتو تو ایک ہی ہے۔ اور وہ ادویت ہے۔ وہی گیان نرت
مطلق، نرانت آتم گشم ہے۔ وہی اپنی کلپنا سے سب کچھ بنا کرتا ہے۔ وہ نہ جگت
ہے نہ جگت سے کوئی سمبندھ رکھتا ہے۔ ہاں اپنے سنکلپ سے وہ ستھیا جگت
کے روپ میں بھاسنے لگتا ہے اور اپنے ہی سنکلپ سے وہ چھوٹا بڑا اپنی کر جیو
کہلانے لگتا ہے۔ اور یہی جیو بھرم میں پڑ کر شریر کے بندھن میں جکڑ جاتا
ہے۔ اور اُس کو اس طرح ست مان لیتا ہے۔ جیسے بچے بھُرت کو سچ یقین کر
لیتے ہیں۔ جو کچھ ہے وہ صرف وہم۔ یقین۔ نشچے اور خیال کی بات ہے۔ جو شخص

خیال کی مضبوطی کے ساتھ جو کچھ یقین کرے گا وہ یہاں ویسا ہی ہو جائے گا۔ نادان سے نادان آدمی میں اگر قوتِ ارادی پختہ ہے۔ تو وہ چاہے تو زہر کو امرت اور امرت کو زہر کر دکھائے۔ خیال کے گھنے کر لینے سے کسی کلپت اوستھا کو سچّا کر لیتے ہیں اور اُسی کی مدد سے اُس کو جھوٹا کر دکھاتے ہیں۔ نہ کوئی چیز اصل میں سچّی ہے۔ نہ کوئی جھوٹی ہے۔ یہ تمام کرشمہ خیال، سنکلپ اور نشچے کا ہے۔ اور یہ سدّھی شکتیاں بھی اِسی قسم کے کھیل اور شعبدے ہیں"۔

قصّہ کا سلسلہ "چوڈالا رانی نے اس طرح یوگ کی مشاقی سے سدّھی شکتی حاصل کی تا کہ کسی طرح اپنے خاوند کو گیان مارگ پر لائے۔ دونوں عرصہ تک ساتھ ساتھ رہے مگر راجہ کی نظر میں وہ ابلا اور اگیانی ستری ہی نظر آتی رہی اور اُس نے نہ اُس کی قدر کی اور نہ توجّہ کی۔ اگیانی کو کوئی کیسے سمجھائے، اُس میں تو سمجھنے کا مادّہ ہی نہیں ہوتا! شودر یگیہ کے لابھ کو کیا جان سکتے ہیں"۔

رام کا سوال "رام نے سوال کیا" بھگون! جب چوڈالا جیسی سدّھی شکتی والی رانی کی کوشش سکھدیوج کے گیان سکھانے میں نا کامیاب ہوئی۔ تو اوروں کا کیا حال ہوگا۔ اور وہ کیسے راہ پر آسکیں گے؟ آخر اس کے پراپت کرنے کا جتن کیا ہے؟" وسشٹ نے جواب دیا" گورو کے بچن پر اٹل وشواش رکھنا ہی برہمہ اُپدیش کا سچّا ادھکاری بننا ہے۔ اور چیلے کی نرمل اور شدھ بدّھی ہی آتم گیان کی پراپتی کا سچّا سادھن ہے"۔ رام نے پوچھا" جب چیلے کی بدّھی ہی اس آتم گیان کا خالص سادھن ہے۔ تو پھر گورو کے بچن میں درڑھ وشواش رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس سے کس طرح لابھ ہوتا ہے؟" وسشٹ بولے" سنو۔ تم کو ایک قصّہ سناتا ہوں"۔

ایک مثال "وندھیاچل پہاڑ کے کسی کوہستانی سلسلہ میں ایک شکاری رہتا تھا

جو بڑا کنجوس تھا۔ ایک دن کہیں راہ میں اُس کی ایک کوڑی گر پڑی اور کھو گئی۔ شکاری کو بڑا دُکھ ہوا۔ اور وہ دیر تک اُس کی تلاش میں حیران و پریشان رہا۔ کسی دن اُس کو چاند کی طرح چمکتا ہوا چنتامنی ہیرا راہ میں پڑا ہوا دکھائی دیا۔ جس سے وہ سات لوک کی دولت خرید سکتا تھا۔ اس ہیرے کو پا کر وہ بڑا خوش ہو گیا۔ اسی طرح جب وقت آ جاتا ہے۔ گورو کی دیا سے گیان کا ہیرا مل جایا کرتا ہے۔ آدمی جب اپنے دل کو کسی خاص مقصد کی غرض سے یکسو کرتا ہے۔ تو گورو کے اُپدیش سے اُسکو ایسی چیز ہاتھ آ جاتی ہے جس کی قدر و قیمت کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا ہے۔ اور یہ دولت گیان ہے۔ آدمی چاہتا ہے کچھ۔ اور وہ شے بالکل حقیر اور بیصرف ہی ہے۔ مگر چت کے ایکاگر ہونے سے جب گورو کا چرن شرن نصیب ہوتا ہے اور اُن کے اُپدیش کا اثر ہوتا ہے۔ تو اُسی حقیر چیز کی تلاش کے بہانے کتنی بڑی گیان کی دولت اُس کو مل جاتی ہے"۔

راجہ کا بن جانا "راجہ شکھدوج بھرم میں پڑا ہوا آتم گیان کے لئے دُکھی رہنے لگا۔ دھن دولت بھی سر کا بوجھ معلوم ہونے لگا۔ تب اُس نے بہت کچھ دان دکشنا دیئے۔ تیرتھ ورت کئے۔ ہوم یگیہ رچائے۔ مگر من میں شانتی نہیں آئی۔ تب وہ اپنی رانی چوڑالا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا" اب مجھ میں راج اور دھن کا پیار نہیں رہا۔ میں تپسوی ہو کر بن میں رہنے کا خواہشمند ہوں جو بن میں رہتے ہیں۔ اُنکو سُکھ، دُکھ، راگ، دویش، دھن، غریبی اور اُمید ناامیدی کا خوف نہیں رہتا۔ اب میں اس سنسار کے بھرم میں نہیں پھنسنا چاہتا۔ جنگل کی زندگی سلطنت سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ کیونکہ اُس میں جیا اور ترشنا نہیں رہتی۔ برہما اندرا اور دیوتاؤں کو بھی وہ آنند نہیں ملتا۔ جو تیاگی کو نصیب ہے۔ میں اب تم کو چھوڑ جاؤں گا۔ دیکھنا مجھ کو بُرا بھلا نہ کہنا۔ اور نہ مجھ کو روکنا" رانی چوڑالا بولی

"بہار کے موسم میں پھول کھلتے اور خزاں کے دنوں میں پھل آتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے کرم بھی صرف اپنے وقت ہی پر پھل دیتے ہیں۔ جب شریر بڑھاپے سے نکما ہو جائے۔ اور آسا ترشنا نہ رہیں تب بن کا رہنا ٹھیک ہے۔ میری سمجھ میں تمہارا اس وقت بن کو جانا مناسب نہیں معلوم ہوتا"۔ راجہ نے کہا "روک ٹوک نہ کرو۔ ایکانت سیون کے لئے میں ضرور بن کو جاؤں گا۔ تم ابھی جوان ہو۔ تم کو بیشک میرے ساتھ نہ جانا چاہئے۔ میری جگہ تم راج کو سنبھالنا۔ شوہر کی عدم موجودگی میں بیوی ہی گھربار کی حفاظت کرتی ہے"۔ یہ کہہ کر راجہ نے اسنان کیا۔ پھر سندھیا بندن کر کے رات کو سو رہا۔ اور بے خبری کی نیند میں رانی کو چھوڑ کر آدھی رات کے وقت بن کی طرف چلا گیا۔ جو لوگ راہ میں ملے۔ انکے پوچھنے پر یہ بہانہ کیا کہ "میں تن تنہا شہر کا گشت لگانے جاتا ہوں"۔ اس طرح یہ راجدھانی سے باہر نکلا اور دھن دولت کو باہر چھوڑ کر بارہ دن تک متواتر ندی، نالے، پہاڑ طے کرتے ہوئے ایک لق و دق جنگل میں پہنچا۔ جو مندار پربت سے ملا تھا۔ اور بے شمار پھولوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ راجہ کو یہ جگہ پسند آئی اور پہاڑ کے دامن میں پتوں کا جھونپڑا بنا کر اسی میں رہنے اور تپ کرنے لگا۔ اس کا یہ معمول تھا کہ پہلے پہر میں سندھیا وندن کرتا۔ دوسرے میں پھول چن لاتا۔ تیسرے میں دیوتاؤں کی پوجا کرتا۔ اور چوتھے میں پھل وغیرہ کھا لیتا۔ اور رات کو منتروں کا جاپ کیا کرتا۔"

چوڑالا کا راج کرنا

"صبح کے وقت رانی کی آنکھ کھلی۔ راجہ کو غائب پا کر اسے دکھ ہوا۔ تب اس کو اس کی حالت پر رحم آیا۔ اور اس نے سوچ لیا کہ ہو نہ ہو۔ راجہ دھن دولت کا تیاگ کر کے بن کو چلا گیا ہے۔ اور اس کے پتہ لگانے کی فکر ہوئی۔ چونکہ یہ سدھی والی تو تھی ہی۔ محل کی کھڑکی سے نکلی اور آکاس میں چڑھ گئی۔ سدھوں نے اس کو دیکھا۔ اور سب کی زبان

سے نکلا۔ "یہ دوسرا چاند ہے۔ جو آسمان پر طلوع ہوا ہے"۔ راجہ بن میں پیادہ پا جا رہا تھا۔ رانی نے سوچا "معمولی طور پر بات چیت کرنا درست نہیں۔ راجہ کو کچھ دنوں تپ کرنے دو۔ اور جب راگ دویش میں کمی آ جائے۔ تب اس سے ملو"۔ یہ سوچ کر وہ پھر آکاش مارگ سے محل میں چلی آئی۔ اور وزیر اور امیر اور رعیت کے ذہن نشین کر دیا۔ کہ "راجہ کسی کام سے اور جگہ چلا گیا ہے۔ جب تک وہ نہ آئیگا۔ میں خود ہی راج کا کام کروں گی"۔ یہ کہہ کر وہ سنگھاسن پر بیٹھی اور عدل و انصاف سے حکومت کرنے لگی۔ یہ حالت پورے اٹھارہ برس تک رہی۔ اور اس عرصہ میں راجہ بھی بن میں رہتا ہوا تپ کرتا رہا۔"

رانی کُنبھ مُنی بنتی ہی "جب اُس نے عقل و تمیز کی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ اب راجہ سے ملنے کا مناسب وقت آ گیا ہے۔ وہ پھر محل سے نکلی۔ اور آکاس مارگ سے ہوتی ہوئی ہوا کے کندھوں پر سوار مندار پربت پر پہنچی۔ یہاں ایک دُبلا پتلا آدمی نظر آیا۔ رانی نے یوگ بل سے معلوم کر لیا کہ یہ شکھا دھج ہی ہے۔ اُس کے دل کو درد ہوا۔ "آہ! یہ اگیان مہلک دشمن ہے۔ راجہ کس طرح کے دُکھ برداشت کر رہا ہے۔ میں اُس کو ابھی گیان دے سکتی ہوں۔ مگر خوف ہے یہ مجھ کو اپنے پاس سے دُور نہ کر دے۔ بیوی اور لڑکے کی گھر میں کون عزت کرتا ہے! اس لئے بھیس بدل کر اس کے ساتھ بات چیت کرنا چاہئے۔ تاکہ میرے الفاظ اس کے دل میں اثر کر جائیں۔ اور گیان کے ہوتے ہی اگیان اور بھرم کا خاتمہ ہو جائے"۔ یہ سوچ کر رانی نے دھیان شکتی سے اپنی شکل صورت اور طرح کی بنا لی۔ اور آکاس مارگ سے اُتر کر اپنے شوہر کے قریب آ گئی۔ راجہ نے اس کو براہمن تصور کیا۔ تعظیم کے ساتھ اُٹھا اور اپنے پاس بٹھایا۔ رانی بیٹھ گئی۔ راجہ کے نمسکار کا جواب دیا۔ راجہ نے جواب دیا۔ "اے دیو پتر! تیرے درشن سے

آج میرا سویا ہوا بھاگ جاگ اُٹھا - اور مجھ کو اپنے شبھ کرم اور جب تپ کا پھل مل گیا"۔ یہ کہہ کر اُس نے رانی پر پھول برسائے۔ اور دیوتاؤں کی طرح پوجا کی رانی بولی "آج سنسار میں تمہارے جیسا دھرماتما کون ہے! تمہاری جے ہو۔ تم نے سنسار کو تچھ سمجھ کر تیاگ دیا۔ اور مکتی کیلئے ایسی کڑی کڑی تپسیائیں کیں۔ تم نے راج چھوڑا۔ اور جنگل میں رہنا اختیار کیا"۔ راجہ نے کہا "چونکہ تم دیوتا ہو۔ اس لئے ممکن ہے۔ اپنی دیویہ شکتی سے میرا حال جان گئے ہو۔ مجھ کو سخت تعجب ہے۔ تم بتاؤ تو سہی۔ تم کون ہو۔ اور کس کے لڑکے ہو۔ اور یہاں کس غرض سے آئے ہو"۔ رانی بولی "نارد نامی ایک براہمن گنگا کے کنارے تپ کرتا تھا۔ جب وہ سمادھی سے اُٹھا۔ اُس کے کان میں پاؤں کے گھونگھرو کی آواز آئی۔ نارد نے آنکھ کھول کر چاروں طرف دیکھا۔ رمبھا اور تلوتما دو خوبصورت دیو کنیائیں نظر پڑیں۔ نارد کا من خیالی طور پر اُن پر موہت ہو گیا۔ وشے واسنا کی سوجھی۔ اور من میں ویسی ہی ترنگیں اُٹھنے لگیں"۔ رانی نے اتنا ہی کہا تھا کہ راجہ بول اُٹھا۔ "تمہارے امرت بچن کو سن کر میرے من کو بہت ہی تعجب ہوتا ہے۔ خیر اور حال کہہ سنائیے"۔ تب رانی نے پھر بات چیت شروع کی "جب نارد کے من میں کام انگ اُتپن ہوا ہے۔ اور وہ اُس مست ہاتھی کو نہ روک سکے۔ تو ایک گھڑے میں اپنا ویرج گرا دیا۔ اور وہ بیرج روز بروز بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ آخر اُس میں تمام انگ اور اندریاں پیدا ہو گئیں۔ اور میں وہی لڑکا ہوں۔ نارد مجھ کو برہما کے پاس لے گئے میں نے برہما سے گیان حاصل کیا۔ میری ماں سرسوتی اور گایتری میری سوتیلی ماں ہے۔ اور چونکہ میں کُنبھ (گھڑے) سے پیدا ہوا تھا برہما نے میرا نام کُنبھ ہی رکھا۔ اور میں چاروں ویدوں کا ولاس کیا کرتا ہوں"۔ راجہ کو ان باتوں کے سچے ہونے کا پورا پورا یقین تھا۔ اس لئے ایک

ایک لفظ کو بڑے غور سے سُنتا رہا۔ تب رانی نے کہا "میں نے تو اپنا حال سُنا دیا۔ اب آپ بھی کچھ اپنا چرتر سُنائیے"۔ تب راجہ بولا "میں سنسار کے دُکھوں سے ڈر کر مکتی کی نیت سے اس بن میں تپ کرنے آیا۔ میرا نام شکھدوج راجہ ہے۔ میں جنم مرن کے خوف سے ڈرا ہوا ہوں۔ میں بن میں دُکھوں کا ناس کرنے آیا تھا۔ مگر وہ اور بھی بڑھ گئے اور میرے واسطے امرت بھی زہر ہو گیا"۔

گیان کا شوق دلانا

"رانی نے کہا "کچھ فکر نہ کرو۔ جب گورو کی کرپا سے چیلے کو گیان مل جاتا ہے۔ تب اُس کے آنند کی حد نہیں ہوتی۔ یہ تپ کیا ہیں؟ یہ تو صرف وقت کاٹنے کے ذریعے ہیں۔ انکی مدد سے وقت کٹ جاتا ہے۔ جن کو گیان نہیں ملا۔ اُن کا سہارا کرم ہی ہوا کرتا ہے۔ دھرم سے صرف اشُدھ واسنائیں دُور ہوتی ہیں۔ اس لئے کرم وہاں ہی تک مُفید اور ضروری ہیں۔ جہاں تک کہ سُورگ اور مُورگ وغیرہ کے سُکھ کا تعلق ہے۔ جب واسنائیں من سے نکل جاتی ہیں۔ تب کرم کا پھل بھی جاتا رہتا ہے۔ جیسے ایک موسم میں دوسرے موسم کے پھل نہیں ہوتے ویسے ہی جو کچھ ہے وہ واسناؤں ہی کا کھیل ہے۔ اگر کرم میں واسنا نہ رہے۔ تو پھر اس میں کبھی پھل نہیں لگا کرتے۔ اگر رانی یہ سمجھ لے کہ یہ جو کچھ ہے برہمہ ہی برہمہ ہے۔ تو نہ اسکو اگیان ہوگا نہ واسنا ہوگی۔ جب یہ معلوم ہو گیا۔ کہ مارواڑ کی ریتلی زمین میں مرگ ترشنا کے جل کا بھرم ہوتا ہے تب پھر کوئی کیوں اُس کے پیچھے پانی کے بھرم میں دوڑے گا! برہمہ پد کے ساکشاتکار کر لینے ہی سے واسنا کی مُوت ہو جاتی ہے۔ جب واسنا ہے۔ تب ہی اگیان ہے۔ واسنا کا نہ ہونا ہی گیان کہلاتا ہے۔ برہما، وشنو اور مہیش ہمیشہ سے کہتے چلے آئے ہیں۔ کہ گیان بڑا ہی دُرلبھ پدارتھ ہے۔ تم کو اس گیان کی خواہش کیوں نہیں ہے؟ کیوں ناحق اگیان کے بس ہو کر کرم کر رہے

ہو ؟ تم اگیانی کیوں بنے ہو ؟ تم کیوں نہیں وِچارتے ۔ کہ میں کون ہوں ۔ کہاں سے آیا ہوں ؟ اور گوروؤں کے چرنوں میں ڈنڈ پرنام کر کے کیوں اُپدیش نہیں لیتے ۔ کہ تم کو موکش پد مِل جائے ؟ صرف وِچار کرو ۔ اور کچھ نہ کرو ۔ اور تم کو گیان مِل جائیگا اور دُکھوں سے ہمیشہ کیلئے نجات مِل جائے گی ۔"

رانی کا راجہ کو چِتانا — "یہ سُن کر راجہ خوشی کے آنسو بہانے لگا" گوروا تم دھنیہ ہو ۔ تمہاری دیا سے آج یہ باتیں میری سمجھ میں آئی ہیں ۔ میں نے اگیان کے بس ہو کر گیانیوں کی سنگت چھوڑی ۔ اور اِس بن میں آ گیا ۔ آج سنسار کا دُکھ مِٹا ۔ چونکہ تم نے دیا کر کے مجھے رست مارگ بتایا ہے اور مجھ کو گیان کی خبر دی ہے ۔ تم ہی میرے گورو اور ماں باپ ہو ۔ دیا کر کے مجھ کو اپنا چیلا کر لو ۔ اور مجھ کو برہم پد کے ساکشات کار کرنے میں مدد دو ۔" رانی بولی " اگر تم اپنے من کو ایکاگر کر لو ۔ تو میں تم کو سکھا دوں ۔ ابھی تو تمہارا من اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر کی طرف چلایمان رہتا ہے ۔ جب من میں ایکاگرتا نہ ہو اور اُس کی چنچلتا نہ چلی جائے تب تک محض کسی بات کے سُن لینے سے فائدہ نہیں ہوتا ۔ کیا آنکھوں کو اندھیرے میں کبھی کوئی چیز نظر آتی ہے ؟" راجہ نے اقرار کیا ۔ "میں تمہارے اُپدیش کو دل و جان سے قبول کروں گا ۔ اور جو کچھ تم کہو گے ۔ اس کو وید کی رچا سمجھوں گا ۔" تب مُنی بنی ہوئی رانی بولی " راجہ ! پہلی شرط یہ ہے کہ میں جو کچھ کہوں ۔ تم اُسکو بِلا کسی قسم کی روک ٹوک کئے ہوئے سُنتے چلو ۔ اِسی سے تمہاری بہتری ہو گی ۔ اور جب راجہ نے یقین دلایا ۔ کہ " میں اُسی طرح تمہاری بات کو مانوں گا ۔ جیسے چھوٹا اور کمسن لڑکا اپنے باپ کی سُنتا ہے ۔" تب رانی بولی "راجہ میں ایک مثالیہ قصہ بیان کرتی ہوں ۔ یہ تم سُنو ۔ پیچھے اس کا مطلب بھی ظاہر کر دیا جائے گا ۔

مثالیہ قصہ ۲ — "قدیم زمانہ میں کوئی شاستروں کا جاننے والا دولتمند آدمی گزرا

ہے۔ مگر اس کو برہمہ گیان کی خبر نہیں تھی۔ کیونکہ اُس کو یہ وہم ہو گیا تھا کہ جس کے
پاس چنتامنی ہوتا ہے۔ اُس کو بغیر محنت کئے ہر چیز مل جاتی ہے۔ اُس نے بہت
بڑا تپ کیا۔ اور تپ کرنے سے یہ ہیرا اُس کو مل گیا۔ کیونکہ کسی کی محنت رائگاں نہیں
جاتی۔ مگر جونہی کہ اُس کی نظر چاند کی طرح چمکتے ہوئے چنتامنی ہیرے پر پڑی بالعوض
اس کے کہ وہ اُسے ہاتھ میں اُٹھا لیتا۔ دِل میں سوچنے لگا "ممکن ہے کہ یہ چنتامنی
ہیرا نہ ہو اور صرف پتھر کا ٹکڑا ہی ہو۔ یہ اس قدر سہولیت اور آسانی سے کیسے ہاتھ
آتا ہے۔ تلاش میں عمریں گزر جاتی ہیں۔ اور پھر بھی اسکا پتہ نہیں چلتا۔ اِس کے سوا
مجھ جیسے پاپی آدمی کو اس کا ملنا تو اور بھی کٹھن ہے۔ یہ صرف دھرماتماؤں کو ملتا ہے
بغیر اچھے کرموں کے کچھ نہیں ہوتا۔ میں معمولی آدمی ہوں۔ میرا تپ بھی بے حقیقت
ہے۔ اور میرے سادھن کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اس لئے کبھی نہیں اُمید کی جا سکتی
کہ مجھے چنتامنی ہیرے کا درشن نصیب ہو گا۔ اسلئے میں اور بھی اسکی تلاش کرونگا۔
اے راجہ! اُس نادان نے اس طرح وہم میں پڑ کر ملی ہوئی دولت کو مفت میں کھو دیا۔
اور اصلی چنتامنی اُس کی آنکھوں کے سامنے سے دیکھتے دیکھتے غائب ہو گیا۔ اگیانیوں
کا ہمیشہ یہی حال ہوتا ہے۔ جب وہ عرصہ تک بھرم میں پڑا ہوا اس طرح گھوم پھر
رہا تھا۔ چند تمسخر پسند سادھوں کی اُس پر نظر پڑ گئی۔ اور اُس کو دھوکا دینے
کے ارادے سے اُنہوں نے کانچ کا ٹکڑا راہ میں ڈال دیا۔ اور آپ نظر سے
غائب ہو گئے۔ جب اس آدمی نے اس ٹکڑے کو دیکھا۔ جھٹ پٹ اُسکو اُٹھا لیا
اور اُسی کو چنتامنی ہیرا سمجھنے لگا۔ اس ٹکڑے کو پا کر وہ اس قدر مست ہو گیا کہ پہلی
دولت کو بھی حقیر سمجھ کر چھوڑ بیٹھا۔ اُس نے یہ خیال کیا۔ کہ جب چنتامنی ہیرا ہاتھ
آ گیا تو پھر اور کسی شے کی کیا ضرورت ہے؟ جو چاہیں گے وہی جھٹ پٹ مل جائیگا"۔
یہ سوچ کر وہ چوروں کا، عزیزوں کا اور رشتہ داروں کا خوف کر کے کسی ایکانت

جنگل میں آیا اور جب یہاں آ کر اس کو معلوم ہوا۔ کہ یہ تو صرف کانچ کا ٹکڑا ہے۔ تو من میں بہت شرمایا۔ اور مفت میں دکھوں کا نشانہ بنا"۔

مثالیہ قصہ (۳) کُنبھ بنی ہوئی رانی پھر بولی "اب تم دوسرا قصہ سنو۔ جس سے تمہاری سمجھ بوجھ میں ترقی ہو۔ اس جنگل کے درمیان ایک بڑا قوی ہیکل اور مست ہاتھی رہتا تھا۔ کسی مہاوت نے اس کو دیکھ لیا اور حکمتِ عملی سے گرفتار کر کے اس کو پابزنجیر کر دیا۔ اس کے دانت بڑے زبردست تھے۔ جب وہ گرفتار ہوا۔ اس کے دل میں سخت بے چینی کے ساتھ غصہ آیا۔ اور اس نے اپنے دانتوں کی مدد سے دو مہورت میں زنجیر کو توڑ پھوڑ کر پھینک دیا۔ مہاوت نہ صرف اس حالت کو دیکھ کر متحیر ہو گیا بلکہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ ہاتھی نے اس کو دیکھا مگر بے پروائی کے ساتھ بلا نقصان پہنچائے ہوئے چھوڑ دیا۔ اور آپ پھر جنگل میں پھرنے لگا۔ جب مہاوت کی بیہوشی گئی۔ وہ پھر ہاتھی کی تلاش میں نکلا۔ اور اس کو جنگل میں گھاس چرتے اور پتے کھاتے ہوئے دیکھا۔ یہاں اس نے بہت گہرا گڑھا کھودا۔ اور اس کے منہ کو اس طرح گھاس اور پتوں سے ڈھک دیا۔ کہ کسی کو گڑھا ہونے کا نشان و گمان بھی نہ ہو۔ یہ مست ہاتھی آخر گھومتا پھرتا ہوا اسی جگہ آیا۔ اور نادانی اور غفلت کا شکار ہو کر اسی گڑھے میں منہ کے بل گر پڑا۔ مہاوت نے جھٹ پٹ اس کو رسّوں اور زنجیروں سے جکڑ دیا۔ اور وہ از سر نو دکھ اور پریشانی میں پڑا۔ اگر بلی کی طرح طاقتور ہاتھی سمجھ بوجھ کر پہلے ہی۔ سے اپنے دشمن (مہاوت) کو کچل دیئے ہوتا۔ اور اپنے آپ کو سنبھال رکھتا۔ تو کبھی دوبارہ گرفتار نہ ہوتا۔ اسی طرح اے راجہ! جو آئندہ کی برائی بھلائی کی جانچ نہیں کرتے وہ پشیمانی اور پریشانی اٹھاتے ہیں"۔

استعارہ کی صراحت شکھدیج نے پوچھا "اے دیوپتر! چنتامنی اور

ہاتھی کے قصوں کے سُنانے سے تمہارا اصلی مُدعا کیا ہے" ؟ اور رانی نے اس طرح جواب دیا " جو شخص شاستروں کو پڑھ کر آتم گیان سے محروم تھا۔ اور چنتامنی کی تلاش میں پریشان تھا۔ وہ تم ہی ہو۔ پڑھا لکھا سب کچھ مگر گُننے کی نوبت نہیں آئی۔ دُکھ سے بچنے کے لئے تم نے راج کاج، بیوی اور رشتہ داروں کو چھوڑ دیا سچا چنتامنی تو وہاں ہی تھا۔ جو تم کو نصیب ہو گیا تھا۔ مگر تم نے اس کی قدر نہیں کی۔ اور تم بھرم میں پڑ کر کانچ کے ٹکڑے کے لئے اس جنگل میں آ گئے۔ یہ تمہارا جپ تپ اور تیاگ کانچ ہے۔ تم نے اصلیت کا بھید نہیں پایا اور بھرم میں پڑ کر اپنے دُکھ اور مصیبت کو بڑھاتے رہے۔ یہ تمہارا تیاگ سچا نہیں جھوٹا ہے۔ تم اس خیال میں پڑے رہے کہ اس جھوٹے تیاگ کے سلسلہ میں تم کو سچا تیاگ مل جائے گا مگر یہ دھوکا تھا۔ سچا تیاگ تو راج کاج کے زمانہ میں تھا۔ اور وہی چنتامنی تھا۔ یہ تو صرف کانچ ہی کانچ ہے۔ جو سنسار کا بیوہار کرتے ہوئے اس سے الگ رہتے ہیں۔ وہی سچے تیاگی کہلاتے ہیں۔ اور جو غلط خیال کے وہم میں پڑ کر جنگلی اور جھوٹی حالت کے خواستگار ہوتے ہیں وہ اگیانی ہوتے ہیں"

استعارہ کی صراحت

اب ہاتھی کے النکار کو سُنو۔ اس کا بھی تعلق تمہاری ہی ذات سے ہے۔ تم ہی وہ مست ہاتھی ہو۔ ویراگ اور وویک یہی وہ دو دانت ہیں۔ اگیان مہاوت ہے جو تم جیسے ہاتھی کے مستک پر بیٹھتا ہے۔ اور انکش مار مار کر چلنے کے لئے ہولتا رہتا ہے۔ اور کئی طرح پر تم کو دُکھی کرتا رہتا ہے۔ اب تم اس گیان کے مہاوت کی وجہ سے دُکھ میں مبتلا ہو زنجیر اور رسّے جن سے تمہارے ہاتھ پاؤں بندھے ہیں۔ تمہاری خواہشیں ہیں۔ یہ آہنی زنجیر اور موٹے رسّے سے بھی زیادہ مضبوط ہوتی ہیں۔ زنجیر اور رسّے تو کبھی نہ کبھی گھس جاتے ہیں۔ مگر واسنا بڑھتی ہی جاتی ہے۔ پہلے دانتوں سے بندشوں کو

توڑ کر نکل بھاگنا۔ اور بن میں آنا مہتا ہے۔ پہلے ویراگ سے مراد ہے۔ اور چھاوت کا بیہوش ہو کر زمین پر گرنا ویراگ کی مدد سے اگیان کا کسی حد تک دُور کرنا ہے۔ مگر افسوس! وہ صرف جزوی حالت تھی۔ اگر یہ اگیان ہمیشہ کے لئے مر گیا ہوتا تو پھر کیوں اور دُکھ ہوتا؟"

مزید تشریح

"اگر کوئی شخص تپ کی مدد لے کر دولت اور دُنیا کے بھرم سے بچنا چاہتا ہے۔ تو اس سے اگیان کبھی دُور نہ ہوگا۔ بلکہ وہ بھوت کی طرح ہمیشہ گھات میں رہے گا۔ اور جب موقع پاوے گا۔ چاروں شانے چت گرا دیگا۔ لیکن اگر دولت کے بھرم کو یکبارگی مٹایا جائے تو اگیان ویسے ہی بھاگ جاوے گا۔ جیسے درخت کی جڑ کٹ جانے سے اُس کا بھوت بھاگ جاتا ہے۔ لیکن تم نے اگر ویراگ سے اور تیاگ کی تلوار سے اگیان کے سر کو نہیں کچل دیا۔ اور یہی سبب ہے کہ وہ اور بھی مصیبت کا باعث ہوا۔ گڑھے کے کھودنے سے مراد اگیان کی ترقی کے لئے دُکھوں کا سلسلہ پیدا کر لینا ہے۔ سُوکھے پتے اور گھاس یہ تمہارے جپ تپ کے چھوٹے سادھن ہیں۔ جیسے بلی پاتال میں قید ہے۔ ویسے ہی تم بھی تپ کے چھوٹے چکر میں غلطان و پیچاں ہو۔ تم نے کیوں اپنی چوڑالا رانی کی باتیں نہیں سنیں اور سچے تیاگ کا مطلب نہیں سمجھا؟"

سچا تیاگ

راجہ نے کہا "میں نے راج چھوڑا۔ محل چھوڑا۔ دولت چھوڑی رانی تک کو چھوڑ دیا۔ کیا تم ان سب کو بھی سچا تیاگ نہیں کہو گے اس سے زیادہ تم اور کیا چاہتے ہو"؟ فرضی کنبھ نے جواب دیا "ان میں سے کوئی بھی سچا تیاگ نہیں ہے۔ برہمہ پد کی پراپتی صرف سچے تیاگ ہی سے ہوتی ہے" راجہ نے پوچھا "اگر تم ان سب کو سچا تیاگ نہیں کہتے۔ تو اب میرے پاس کیا رہا ہے۔ صرف یہ جنگل ہے اور میں ہوں۔ لو میں ان سب کو بھی چھوڑتا ہوں" رانی

بولی۔" یہ بھی سچا تیاگ نہیں ہے۔ ابھی تک ان کے خیال کے دُکھ سُکھ تمہارے من میں موجود ہیں۔ اور جب وہ بھی چھوٹ جائیں گے۔ تب تم کو پرم آنند کی پراپتی ہوگی۔" راجہ بولا۔" اب میرے پاس کپڑا، رُدراکش کی مالا، مٹی کا پاتر اور لکڑی کا کمنڈل ہی رہ گیا ہے۔ ان کو میں آگ کے سپرد کر دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر راجہ نے اُن کو بھی بھسم کر دیا اور مُنی سے کہنے لگا۔" اب تو مانو گے۔ کہ مجھ میں کوئی بندھن نہیں ہے۔ اور میں سب سے آزاد ہوں۔ میں نے باسناؤں پر فتح حاصل کر لی۔ اب اور کیا چاہئیے؟" رانی نے جواب دیا۔" افسوس! تم نے اب تک کسی شئے کا بھی تیاگ نہیں کیا اس تیاگ کے بھرم کا بھی تیاگ ہوتا۔ تب میں تم کو سچا تیاگی سمجھتا۔" اس پر راجہ سوچنے لگا۔" اب تو میرے پاس کچھ بھی نہیں رہا۔ شاید دیو پتر کا مطلب میرے تیاگ سے ان ہڈی اور ماس والے شریر کے تیاگ کا ہے۔ میں اب اس کو بھی ابھی ٹھکانے لگا دوں گا۔" یہ کہہ کر وہ اُٹھا۔ اور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور قریب تھا کہ نیچے کود پڑتا۔ کہ اتنے میں رانی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔" یہ اور نادانی تم کیا کر رہے ہو؟ اس شریر نے کب تیاگ کے معاملے میں تمہاری مزاحمت کی ہے؟ ایسی موت مرنے سے تمہارا کیا بھلا ہوگا؟ بار بار مرنے سے کہیں مکتی ملی ہے! ہاں اگر تم اُس چیز کا تیاگ کر دو جس کے سبب سے یہ شریر حرکت میں ہے۔ اور جس کی وجہ سے کرم کے پھل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ تب وہ بے شک سچا تیاگ ہوگا۔ یہ سچائی ہے جو میں تمہارے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں۔"

چت کا تیاگ

راجہ نے دریافت کیا۔" پھر آپ وہ ترکیب بتائیے جس سے شریر کی حرکت کا تیاگ کر دیا جائے۔" رانی بولی۔" گیانیوں کا قول ہے کہ سنکلپ اٹھانے والے چت ہی میں جیو پنا اور پران پنا کی مختلف حالتیں موجود ہیں۔ اور یہی بھرم والے سامان سے لگاوٹ کا کارن ہے۔ اور وہ چت نہ جڑ ہے

نہ جیتن ہے بلکہ دونوں سے مختلف ہے۔ اسی سے کرم پیدا ہوتے ہیں۔ اور جیسے ہوا کے بہنے سے درخت کے پتّے ہلتے ہیں۔ ویسے ہی یہ شریر اور اُس کی اندریاں محض چت کے سبب سے حرکت میں رہتے ہیں۔ اگر تم اِس چت کا تیاگ کردو۔ تو برہم کا آنند مل جائے۔ باقی اور تیاگ جھوٹے ہیں۔ اور وُہ دُکھ کے پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس سچے تیاگ کے بعد جب من مر جائے گا۔ گیان پیدا ہوگا گیان کے آتے ہی راگ دویش جاتا رہے گا۔ اور برہم آنند میں مگن ہو کر تم شانت ہو جاؤ گے۔

راجہ نے پُوچھا۔" اِس چت کا کارن کیا ہے؟ اُس کا سوبھاؤ کیا ہے؟ اور اس کو کس طرح مارا جا سکتا ہے؟" رانی نے جواب دیا۔" چت کا سوبھاؤ واسنا ہے چت اور واسنا دونوں ہی ایک رُوپ ہیں۔ اہنکار اور میرے پنے کی عادت ہی چت کے درخت کی بیج ہے۔ اور اسی کے اندر تمام وکار رہتے ہیں۔ اہنکار کے بیج سے جو انکر جمتا ہے۔ وہ اس قدر لطیف ہے کہ دکھائی نہیں دیتا۔ صرف انتر مکھی سادھن سے اُس کی کچھ کچھ خبر ملتی ہے۔ اس انکر کا نام بُدھی ہے۔ من۔ بُدھی۔ چت۔ یہ سب اہنکار ہی کے مختلف نام ہیں۔ اگر تم روزانہ اس چت کی جڑ کاٹتے رہو گے۔ تو ممکن ہے کسی وقت اُس کو بالکل ہی اُکھیڑ کر پھینک دو گے۔ اُس کی واسناؤں کی شاخوں سے کرموں کے کونپل پھیلتے ہیں۔ ان کو گیان کی تلوار سے کاٹ دو۔ تب یہ دل سے نکل جائیں گی۔ من کے مارنے والے بہادر صرف وہ سُورما ہوتے ہیں۔ جو خواہش اور خیال کو روک کر بیوہاری کرم کو کرتے ہیں۔ اور ان میں سے کسی کے ساتھ بھی اُن کا لگاؤ لپیٹ نہیں ہوتا۔ یہاں دو باتیں ہیں ایک تو واسنا کی ڈالیوں کو کاٹنا۔ دُوسرے بیج کو جڑ سے اُکھیڑ کر پھینک دینا۔ پہلے دھرم کے کرم کرتے ہوئے آہستہ آہستہ اہنکار کو چت سے نکالتے چلو۔ پھر یہ واسنا آپ ہی آپ غائب ہوتی جائے گی۔" راجہ نے پُوچھا۔" وہ آگ کہاں ملے گی جس سے میں اہنکار

کے درخت کو جلا دوں؟" رانی بولی۔ "اُس آگ کا نام آتم گیان ہے۔ اور وہ اِن میں اُکے وچار سے پیدا ہوتا ہے۔"

میں کا وچار

راجہ نے کہا۔ "میں نے اس مسئلہ پر اچھی طرح وچار کر لیا ہے۔ "میں" سنسار نہیں ہے۔ کیونکہ سنسار جڑ ہے۔ نہ یہ شریر، اندریاں، مَن، بدھی ہی "میں" ہیں۔ اہنکار بھی "میں" نہیں ہو سکتا۔" رانی نے پوچھا۔ "اگر یہ سب یا اِن میں سے کوئی بھی "میں" نہیں ہے۔ تو پھر تم کس کو "میں" کہو گے؟" راجہ نے کہا۔ "میں ذات مطلق، شدھ، چیتن ہے۔ اُسی سے سب پیدا ہوتے۔ ٹھہرتے اور مرتے ہیں۔ میں نے ہی اس اہنکار کو اپنے ساتھ لگا لیا ہے۔ مگر اب نہیں جانتا کہ کس طرح اس کو دور کروں۔ یہ مجھ سے ہر وقت چمٹا رہتا ہے۔ اور دُکھ دیا کرتا ہے۔" رانی بولی۔ "بغیر کارن کے کوئی کارج نہیں ہو سکتا۔ تم پتہ لگاؤ۔ کہ اہنکار کا کارن کیا ہے پہلے اپنے دل میں غور کرو۔ پھر مجھ سے کہو۔" راجہ بولا۔ "اہنکار کا کارن بُدھی معلوم ہوتی ہے۔ جب وِشے گیان ہوتا ہے تب ہی یہ پھیلتا ہے۔" رانی نے پوچھا۔ "اب تم یہ بتاؤ کہ یہ وِشے گیان کیوں اور کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ تب میں اور آگے بڑھوں۔" راجہ بولا۔ "شدھ گیان میں شریر وغیرہ کی بھاونا ہے۔ یہ جھوٹی ہیں مگر پیدا ہو کر سچی بھاسنے لگتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جس کے آدھار پر اِن کا پرکاشہ ہوتا ہے۔ وہ اسی آتم گیان کی شکتی ہوتا ہے۔ مگر مجھ کو اب تک سنساری پدارتھ شریر وغیرہ کی استتا کا پتہ نہیں لگا۔ یہ وجہ ہے کہ اہنکار کا بھوت میرا پنڈ نہیں چھوڑتا۔" رانی بولی۔ "تم کو شریر وغیرہ کے بھان کا گیان ہوتا ہے۔ اس لئے گیان کی موجودگی پر تو کوئی بھی اعتراض نہیں ہے۔ تم گیان کی ہستی کی سمجھ رکھتے ہو۔ اب شریر کے بھان کا ابھاؤ اس کی نسبت تم خود سوچ سکتے ہو کہ بھاؤ اور ابھاؤ دونوں ہی کسی نہ کسی ادھشٹھان یا آسرے کے سہارے ہوتے ہیں۔" راجہ نے کہا۔

ابھاو کا علم اگر ہو بھی تو کیسے ہو؟ کیونکہ سشٹری موجود ہے۔ اور وہ اپنی تمام اندریوں کے ساتھ کرم کرتا ہوا نظر آتا ہے۔" رانی نے جواب دیا: "جس کاریہ کا کوئی کارن نہ پرتیت ہو۔ تو عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ وہ سوائے بھرم کے اور کچھ نہ ہوگا اور اس کا ادھار وہی ادھشٹان کہا جائے گا۔ جس کے سہارے یہ بھرم ہوا تھا۔ جیسے رسی میں سانپ، ریت میں جل، سیپ میں چاندی اور آکاش میں پھول کا بھرم ہوتا ہے۔ اس لئے یہ جگت اور اس کے تمام سبندھی پدارتھ بھرم ہی بھرم ہیں۔ اور بھرم کے سوا ان کی کوئی ہستی نہیں ہے۔"

اکارن اور اکاریہ برہم راجہ نے کہا: "یہ رچنا مختلف قسم کی ہوا کرتی ہے اس کا پیدا کرنے والا برہما ہی ہے۔ جب برہما کا وجود موجود ہے۔ تب تم کیسے کہہ سکتے ہو۔ کہ اس کا کوئی کارن نہیں ہے؟" رانی بولی۔ "اس رچنا سے پہلے برہمہ خواہ پربرہمہ کے سوا اور کیا تھا۔ یہ ادویت تو اپنے نج پرکاش میں پرکاشوان ہو رہا تھا۔ یہ ادویت ہے۔ اور چونکہ وہ ادویت ہے۔ اس لئے وہ کسی کا بھی کارن نہیں ٹھہر سکتا۔ اور نہ کہا جا سکتا ہے۔" راجہ بولا "تم اسی برہمہ یا پربرہمہ کو کیوں نہیں برہما کا کارن مان لیتے۔ اس میں کیا نقصان ہے؟" رانی بولی۔ "جب کارن نہیں ہے۔ تو اس کو مان کیسے لیا جائے۔ یہی ایک بات ہے جس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینے سے تم اصلیت کو سمجھ جاؤ گے۔ یہ پربرہمہ نہ کسی کا کارن ہے نہ کاریہ ہے۔ یہ شدھ ادویت، ادویتیہ، اجنما، اجر، امر، انناشی، انادی اور اننت ہے۔ اور من بانی کے پرے ہے۔ رچنا سے پہلے یہی تھا یہی ہے اور یہی رہے گا۔ نہ یہ بھوگتا ہے نہ کرتا ہے۔ شدھ بدھ مکت، نہ اس کو کسی سے غرض ہے نہ واسطہ ہے۔ اور جب اس کا یہ روپ ہے۔ تو وہ پھر کسی کا کارن کاریہ کیسے ہونے لگا! تم اس طرح سمجھ لو۔ کہ ایک محیط کل گیان کا سمندر ہے۔ اسی میں

جو کلپنا ہوئی وہی برہما ہے۔ اور برہما کی کلپنا کا نام جگت ہے۔ یہ کلپنا اور اُس گیان
کے سمندر کی لہریں سمندر سے مختلف نہیں ہیں۔ اور اس لئے برہمہ، برہما اور جگت
ان میں سے کوئی بھی مختلف نہیں ہیں۔ تم برہمہ کے اس چنتن کو من میں دھارن
کرو۔ آہستہ آہستہ خود بخود تمہارا انشچے درِڑھ ہوتا جائے گا۔ کہ تم کرتا بھوگتا نہیں ہو۔
اور ایک ادویت شانت برہمہ کے سوا کوئی ہستی نہیں ہے۔ یہ خیال اگیان کو
کمزور کرتا ہوا واسناؤں کو مٹاتا چلے گا۔ اور پھر اُن کے سنسکاروں کو نیست نابود
کر کے شانتی بخشے گا۔ اور اُس شانتی میں تم دیکھو گے کہ جو کچھ ہے وہ برہمہ ہی ہے۔
یہاں تک کہ یہ چت تک خود برہمہ سروپ پرتیت ہونے لگیگا۔ اور پھر جب یہ حالت
بھی جاتی رہے گی۔ تب وہ اکتھ الوگک کہانی ہوگی۔ جو من بانی کے پرے
ہے۔"

راجہ کو گیان ہوگیا

"راجہ نے کہا "تم نے جو کچھ سمجھایا ہے۔ یتھارتھ اور سچا
معلوم ہوتا ہے۔ رچنا سے پہلے چونکہ کوئی رچنے والا
نہیں ہے۔ اس لئے یہ رچنا بھی ان ہوئی ہے۔ اس کی نہ اصلیت ہے نہ ہستی ہے
صرف ایک بھرم ہی بھرم ہے۔ تمہاری دیا سے یہ دھوکے کی ٹٹی اُڑ گئی۔ اور یہ
جگت است بھاسنے لگا۔ میں اب شدھ مکت بُدھ ہوں۔ میں اب سمجھ گیا کہ میرا
ہی روپ آکاش کی طرح اکاش میں بھی سرو دیاپک ہے"۔ اے رگھو! رانی کے اُپدیش
سے راجہ کی حالت بالکل بدل گئی۔ وچار کرتے کرتے اُس کی سمادھی لگ گئی۔ دو
گھنٹہ تک وہ چپ چاپ بے حس و حرکت پڑا رہا۔ پھر آنکھ کھولی۔ تب رانی
نے پوچھا "بتاؤ! اب تمہارا کیا حال ہے؟ کیا تم نے جاننے کے لائق پدارتھ کو
جان لیا؟ اور آیا تمہارا بھرم مٹ گیا کہ نہیں؟" راجہ نے جواب دیا "سنتوں
کا سماگم اور سادھوؤں کا ست سنگ اُسی وقت اپنا پھل دیتا ہے۔ اتنے

دنوں تک میں ناحق یُوں ہی بھرمتا رہا۔ آپ کی تھوڑی دیر کی صُحبت کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ نہ صرف شک وشبہات ہی مِٹ گئے بلکہ سچی شانتی بھی نصیب ہوئی! اے مُنی! یہ بتاؤ کہ پہلے یہ حالت مجھ کو کیوں نہیں پراپت ہوئی تھی؟" رانی بولی۔ "وقت وقت کی بات ہے جب تک دِل میں بھگتی اچیت میں شانتی۔ اور ہوش وحواس کو قرار کی صُورت نہیں نصیب ہوتی۔ تب تک کسی کا اُپدیش دِل میں اثر نہیں کرتا۔ جب تک پاتر اچھا نہیں بنتا تب تک اُس میں کوئی چیز رکھی نہیں جا سکتی۔ ایک اور انیک کی بھاونا ہی سنسار کا کارن ہے یہی اگیان ہے۔ جب یہ نکل جاتی ہے۔ تب گیان آتا ہے۔ اب تم گیانی ہو گئے ہو اور سنسار کے کرم کرتے ہوئے بھی نرلیپ رہو گے"۔ راجہ نے پھر پوچھا۔ "جیون مکت کے کام میں من کس طرح شامل نہیں ہوتا؟ کرموں کا سلسلہ بغیر من کے کیسے اور کیوں جاری رہتا ہے؟" اور رانی نے اس طرح جواب دیا۔ "باسنا ہی کا نام چِت ہے۔ جب گیان ہو جاتا ہے۔ تب باسنا ہی نہیں رہتی۔ اور گیان کو جنم مرن کا ڈر نہیں ہوتا۔ یہ باسنا خواہش ہے۔ اور سُکھ دُکھ اسی کے ساتھی ہیں۔ گیانیوں میں اس خواہش کا امکان نہیں ہوتا۔ اس لئے کرم کرتے ہوئے وہ بھی کرم کی زنجیر سے بندھے نہیں رہتے۔ نہ اُنکو سُورگ کی آس ہے نہ نرک کا بھے ہے۔ پھر دُکھ ہو بھی تو کیسے ہو؟ واسنا بھی من کی حرکت سے ہوتی ہے۔ تم حرکت میں بے حرکت رہ کر اپنے رُوپ میں قیام کر لو اور مضبوط چٹان کی طرح برہمہ پد میں آروڑھ ہو کر رہو۔ حرکت اور بے حرکتی دونوں کو ایک رُوپ کر لو۔ پھر یہ من باسناؤں کے چھڑانے میں اسمرتھ ہو جائے گا"۔ راجہ نے پُوچھا "من کی حرکت اور بے حرکتی دونوں ایک کس طرح ہوں؟ اور یہ اوستھا مجھ کو کیسے پراپت ہو؟"۔ رانی بولی۔ "سمندر کی لہر، بُوند، دھار سب پانی ہی پانی ہیں۔ اسی طرح یہ جگت بھی صرف چِن ماتر ہی ہے۔ من بُدّھی وغیرہ بھی اس سے مختلف نہیں ہیں۔ یہ سنسار اور کچھ نہیں ہے۔ صرف اُسی گیان کے سمندر کا لہرانا

ہے۔ جب کسی کا من اشانت ہے۔ تو وہ اگیانی ہو جاتا ہے۔ اور جب شانت ہے، تب گیان رہتا ہے۔ اگیان میں حرکت اور گیان میں بے حرکتی ہے۔ شاستر ست سنگ اور سادھو سیوا کے پرتاپ سے چت ستھر ہو کر جب انبھو ہونے لگتا ہے، تب یہ بات آپ سمجھ میں آجاتی ہے۔ اب تم چین اور آنند سے رہو۔ میں رخصت ہوتا ہوں۔ کیونکہ میرے باپ نارد جی برہم لوک اور دیو سبھا سے آگئے ہونگے۔ مَیں اُنکی نظر سے دیر تک، غائب رہنا نہیں چاہتا۔ تم کو اب صرف اس بات کا خیال رہنا چاہیئے کہ من میں سنکلپ اور واسنا کی پھُرنا نہ ہونے پاوے۔"

رانی رخصت، راجہ کی سمادھی

"یہ کہکر رانی جو مُنی پتر کے بھیس میں تھی رخصت ہو کر چلی گئی۔ راجہ اُس کے اُپدیش سے کرتیہ کرتیہ ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔ "آہا! کیسا عجیب غریب گیان پراپت ہُوا! یہ پہلے ہی سے مجھ میں تھا۔ مگر مَیں اُس کو نہیں جانتا تھا۔" اور اُس نے سمادھی لگالی۔ اور پہاڑ کی طرح اٹل بن گیا تھا۔ رانی نے کُمبھ رشی کا بھیس چھوڑا محل میں آئی۔ راج کاج کا کام کرنے لگی۔ قریب تین برس تک اُس نے پھر اپنے شوہر کا نام نہیں لیا۔ اس عرصہ کے بعد وہ پھر مُنی کا بھیس بنا کر بن میں پہنچی۔ راجہ بے خبری بے حسی اور محویت کی حالت میں تھا رانی نے آواز دی۔ مگر صدائے برنخاست۔ اتب یہ سوچنے لگی "راجہ کا من ست پد میں ستھر ہو گیا ہے۔ اُس کو باہری جگت کی خبر نہیں ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا یہ بالکل گیان ہی گیان ہے۔ یا اس میں جیون مُکت والوں کی طرح ستوگُن کا رہ بھاؤ بھی کچھ موجود ہے۔ جس میں گیان کا پرکاش ہُوا کرتا ہے۔ اگر یہ باقی ہے تو خیر۔ مَیں کچھ دنوں اس کے ساتھ بیوی کی حیثیت میں رہوں گی۔ اور اگر نہیں ہے تو پھر میں بھی اس شریر کا تیاگ کر کے پھر جنم مرن کے جھگڑے سے چھٹکارا پالُوں گی۔" یہ سوچ کر اُس نے راجہ کے شریر کو چھوا اور من میں کہنے لگی "ابھی

اس میں وہ ستو باقی ہے۔ اور اس سے شریر کا تیاگ نہیں کیا ہے"۔

رام کا سوال اس موقع پر رام چندر جی نے سوال کیا "گورو! رانی نے کس طرح جانا کہ راجہ میں ستو بھاونا باقی ہے؟" وسشٹ نے جواب دیا "اے رام! جیسے بیج میں آئندہ درخت کے پھل پھول حُبابی اور لطیف شکل میں موجود رہتے ہیں۔ ویسے ہی انسان کے دل کے اندر یہ ستو رہتا ہے اور اسی سے اُٹھان ہوا کرتا ہے۔ ہونے کو تو یہ سب میں ہوتا ہے مگر جیون مکتوں میں نہایت سوکشم شکل میں رہا کرتا ہے۔ اور پھر یہ نہ موہ کا کارن ہوتا ہے۔ نہ راگ دویش کا۔ رانی چوڈالا کمبھ منی کے کلپت شریر کو چھوڑ کر اپنے اتی سوکشم شریر کے اس حصہ میں داخل ہوئی۔ جہاں اُس کا اپنا ستو تھا۔ اور اسی سے راجہ کے دل میں داخل ہو کر اس کے ستو کا پتہ پایا۔ جب تک آدمی خود لطیف نہ ہو لے۔ تب تک وہ کسی شخص کے لطیف شریر کے حصہ میں داخل نہیں ہو سکتا"۔

راجہ کا جاگنا "الغرض اُس نے اپنے ستو سے راجہ کے ستو کو چھیڑ دیا اور اس کو انند نومی حرکت دے کر آپ پھر اسی کمبھ رشی کی شکل میں آ بیٹھی۔ اور ہاتھ میں بین لے کر سام وید کے منتر گانے لگی۔ راجہ کی آنکھ کھُلی۔ سامنے کمبھ کو بیٹھا ہوا پایا۔ اُٹھا۔ پرنام کیا۔ پھولوں کی برشا کی۔ اور کہنے لگا "میں دھنیہ ہوں۔ میرا بھاگ دھنیہ ہے۔ کہ آپ کا درشن پھر مجھ کو ملا"۔ رانی بولی "مجھ کو اب تک تم جیسا چیلا نہیں ملا تھا۔ اس لئے تمہاری صحبت میں مجھ کو بڑا لطف آتا ہے"۔ راجہ خوش ہوا۔ "میری قسمت کہ آپ آزاد ہو کر بھی مجھ پر کرپا کرنا چاہتے ہیں۔ مجھ کو تو آپ کے ست سنگ اور اُپدیش نے تار دیا"۔ رانی نے پوچھا "کیا سچ مچ تم کو پرمانندگی پراپتی ہوئی۔ اور سنسار کی انیکتا کا جھگڑا مٹ کر تم ایک میں سنتھر ہو گئے ہو؟ کیا سنکلپ کی دھاروں سے چھوٹ کر تم سم درشی بن گئے اور راگ دویش نہیں

رہا!" راجہ نے جواب دیا۔ "جو ملنا تھا مل گیا۔ جو دیکھنا تھا دیکھ لیا۔ جو سننا تھا سن لیا
اب ملنے دیکھنے اور سننے کی کوئی خواہش نہیں باقی رہی ہے۔"

دونوں کے بن کی زندگی

"پھر راجہ رانی دونوں ساتھ ساتھ بن میں رہنے اور آتم وچار میں مگن رہنے لگے۔ نہ انکو خوشی
تھی نہ رنج تھا۔ جو حالت بھی وہ دکھ سکھ دونوں ہی سے اونچی تھی۔ رانی نے پھر اپنے ستو
سے راجہ کے ہردے میں داخل ہو کر دیکھا۔ وہ تتو گیان سے پوری پورن ہو رہا تھا۔ وہ خوش
ہوئی اور اپنے من میں سنکلپ کیا کہ "راجہ پھر اس کے ساتھ شوہر کی حیثیت میں رہنا
اختیار کرے۔" یہ سوچ کر ایک دن اس نے راجہ سے کہا۔ "سورگ میں اندر کی سبھا
لگنے والی ہے۔ اس میں میری شرکت ضروری ہے۔ آپ بن میں رہئے۔ جلد ہی چند دنوں
کے بعد پھر ملنا ہوگا۔" یہ کہکر رانی نے راجہ کو کھلے ہوئے پھولوں کا گلدستہ دیا اور آپ
آکاش مارگ سے اڑ کر غائب ہو گئی۔ اور آناً فاناً میں محل میں داخل ہو گئی۔ دن بھر تو راج
کا کام کرتی رہی۔ پھر وہی کنبھ منی کی صورت بنا کر شکھدھوج کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔
چہرہ سے اداسی برس رہی تھی۔ منہ بالکل کملایا ہوا تھا۔ راجہ نے پوچھا۔ "بھگون! آپ
کیسے دکھی ہیں۔ گیانیوں کو دکھ نہیں ہوا کرتا۔ وہ دکھ سکھ دونوں سے اونچے ہوتے
ہیں۔ بہتے ہوئے پانی سے کنول کا پتہ کب تر ہوتا ہے۔ سنسار کے بیوہار گیانی
کے من کو کیسے ملین کر سکتے ہیں؟" رانی بولی۔ "سنو راجہ! جو لوگ گیان کا گھمنڈ کر کے
بچوں کی طرح سنسار کے بیوہار کے ڈر سے بھاگتے رہتے ہیں۔ وہ مورکھ ہیں۔ گیانی
تو من اور اندریوں کو اپنے بس میں رکھتے ہیں۔ جو موجودہ کرموں سے بھاگنا اور بچنا
چاہتا ہے۔ وہ اسی بھرم میں نئے نئے کرم کے بندھن بناتا رہے گا۔ جب تک
یہ شریر ہے تب تک کرم سے بھاگنا کیسا! آدمی کرم کرے مگر اندریوں کو روک رکھے
گیانی اور اگیانی دونوں ہی کو سنسار کا بیوہار کرنا پڑتا ہے۔ سرشٹی کا نیم ہی ایسا ہے

کہ جواوستھا جیسی ہے۔ اُس کے ساتھ ویسا برتاؤ کیا جائے۔ گیانی اگیانی دونوں
ہی اس کے ماتحت ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ گیانی نشچل من سے کام کرتے ہیں
اور اگیانی کا من چلایمان رہا کرتا ہے۔ اب میرا حال سنو۔ تُم کو پھولوں کا گلدستہ دے کر
میں نے اپنے باپ کو دیولوک کی سبھا میں دیکھا۔ پھر وہاں آکاش مارگ سے ہوتے
ہوئے سورج منڈل گئی۔ راستے میں دُرباسا رشی سے ملاقات ہوئی۔ اور میری زبان
سے ہنسی ہنسی میں اُن کی نسبت یہ لفظ مُنہ سے نکل گئے "رشی جی! تم تو آج بازاری
عورت کی طرح اپنے عاشق کے انتظار میں گھوم پھر رہے ہو۔" اتنا سُننا تھا کہ رشی کو
غصہ آگیا۔ اور انہوں نے مجھ کو یہ بددُعا دی۔ "تو گستاخ ہے۔ اس واسطے جا۔ تو
رات کو عورت ہو جایا کرے گا۔ اور تیرا نام مدنکا ہوگا۔" اے راجہ! میں اس بددُعا سے
سخت پریشان ہوں۔ جب رات کو میں عورت ہو جاؤں گا۔ تو پھر میرا کیا حال ہوگا
اور کیا سب کے سامنے مجھ کو شرمندہ نہ ہونے پڑے گا؟" راجہ نے کہا "غم نہ کرو۔ جو ہونا
ہوتا ہے وہ تو ضرور ہی ہو کر رہتا ہے۔ ہاں آتما ہمیشہ اسنگ اور نرلیپ رہتا ہے
اگر تم ایسے حادثوں سے دُکھی ہو گئے۔ تو پھر اگیانیوں کا کیا کہنا ہے؟" الغرض وہ دونوں
اسی طرح ایک دُوسرے کو سمجھاتے رہے۔

رات کا وقت "اتنے میں شام ہو گئی۔ دونوں نے سندھیا بندن کیے
اور چراغ جلتے ہی کُمبھ کے بھیس والی رانی بولی "راجہ! میں
تم سے کیا کہوں۔ کہتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے۔ مجھ میں عورت کے تمام علامات
پیدا ہو رہے ہیں۔ اور صورت شکل تبدیل ہوئی جا رہی ہے۔" راجہ بولا "کچھ فکر نہ کرو۔
واقعات اور حالات آتے جاتے رہتے ہیں۔ انکو کس نے روکا ہے؟" رانی نے کہا "افسوس!
ہر رات میرا یہی حال رہیگا۔" رات ہوئی۔ وہ پڑ کر سو رہے۔ رانی نے صبح کے وقت پھر
کُمبھ رشی کا بھیس بنا لیا۔ رات کو عورت اور دن کو رشی پُتر بنا رہنا! یہ روز کا معمول تھا۔ ایک رات

وہ راجہ سے کہنے لگی "مہاراج! عورت بغیر بھوگ بلاس کے نہیں رہ سکتی۔ میں کب تک کنواری رہوں۔ آپ سے بڑھ کر اور کوئی مرد مجھ کو نظر نہیں آتا۔ اس لئے مجھ کو اپنی استری بنایئے۔" راجہ بولا "اس میں نہ میرا نقصان ہے نہ فائدہ ہے۔ جو تم کو منظور ہو وہ کرو۔" رانی نے کہا "آج کی ساعت بہت اچھی ہے۔ آج ہی گندھرب بیاہ کی رسم ادا کیجئے۔" الغرض دونوں وہاں شوہر اور بیوی کی حیثیت میں رہنے اور عیش و عشرت کرنے لگے۔ رات کو رانی راجہ کے ساتھ رہتی۔ دن کو اُس کے سو جانے پر راجدھانی میں آ کر راج کاج کا کام انجام دیتی۔"

رانی کا امتحان لینا

کئی مہینہ گذر گئے۔ رانی نے سوچا کہ کہیں یہ بھوگ بلاس کا غلام تو نہیں ہو گیا ہے۔ یہ سوچ کر وہ بن میں گئی۔ اور اپنے سنکلپ سے دیوتا اندر اور اپسرائیں پیدا کیں۔ یہ سب راجہ کے پاس آئے۔ راجہ نے آدر ستکار کیا۔ اور اُن کے آنے کا سبب دریافت کیا۔ تب اندر نے اُس سے کہا "مہاراج! آپ دھرماتما راجہ ہو۔ دیوتاؤں کی خواہش ہے کہ آپ سورگ لوک کو چلیں اور وہاں کے بھوگ بھوگیں۔ ہمارے آنے کا صرف یہی ایک سبب ہے۔" راجہ بولا۔ مجھ کو سورگ کے حالات سے واقفیت ہے۔ میرے من میں اب کسی قسم کی واسنا نہیں رہی ہے اسلئے سورگ نرک دونوں کی حیثیت ایک طرح کی بن گئی ہے۔ میں اسی بن میں بہت خوش ہوں اور سورگ میں چل کر رہنے سے مجھ کو انکار ہے۔" اندر یہ جواب سن کر اُسی وقت انتردھیان ہو گیا۔ اور چوڈالا کو یقین ہو گیا۔ کہ "اس میں بھوگ ولاس کی خواہش تو نہیں رہی۔ اب دیکھنا ہے کہ آیا راگ دویش بھی ہے یا نہیں۔" اس خیال سے اُس نے پھر ایک رات اپنے سنکلپ سے ایک مرد کو پیدا کیا۔ اور آپ اُس کے ساتھ ہنسی کرنے لگی۔ راجہ نے دیکھا مگر دل کی حالت ایک طرح کی تھی۔ ہنس کر کہنے لگا "اچھا خوب دل کھول کر بھوگ بھوگو۔ میں اور جگہ جاتا ہوں۔" یہ کہکر وہ پہاڑی کے دامن میں پہنچا۔ اور سمادھی لگا کر بیٹھ گیا۔ مدنکا رانی شرم سے گردن نیچے کئے ہوئے گئی۔ جب راجہ کی سمادھی دور ہوئی اُس نے

مدنکا کو شرمندہ پاکر کہا۔ "تو اپنے عیش و عشرت کو چھوڑ کر کیوں آئی۔ اب بھی بہتر ہے صحبت کا لطف نہ جانے پاوے"۔ مدنکا بولی۔ "عورتیں چنچل اور شہوت پرست ہوتی ہیں۔ آپ کو غصہ نہ کرنا چاہیئے۔ میں معافی مانگنے کیلئے آئی ہوں"۔ اس نے کہا۔ "غصہ کو تو مجھ کو بھول کر بھی نہیں آتا۔ ہاں۔ ایک بات ہے۔ تو نے سماج کے نیم کے برخلاف کام کیا ہے۔ اس وجہ سے شوہر اور بیوی کے رشتہ کو اب توڑ دینے کی ضرورت ہے"۔ جب رانی کو معلوم ہو گیا کہ راجہ سم درشی ہو گیا ہے۔ تب اس نے بھی اب زیادہ دیر تک کھیل کے قائم رکھنے کی مصلحت نہیں دیکھی اور چوڈالا کے رنگ روپ میں ظاہر ہو گئی۔ راجہ حیران رہ گیا۔ "سندری! کیا تو میری رانی چوڈالا ہے؟" وہ بولی۔ "ہاں میں وہی ہوں۔ میں نے آپ کے امتحان کیلئے یہ تمام حالتیں اپنے سنکلپ سے پیدا کیں اور آپ کو اپدیش دیا۔ ذرا من میں دھیان لگا کر دیکھئے تو سہی۔ تب یہ حال کھلیگا"۔ راجہ کو یہ سن کر سخت حیرت ہوئی۔ رانی سے خوش ہو کر بولا۔ اور اس کی تعریف کی۔ "یہ عورتیں تو صرف سنسار میں پتی کا ساتھ دیتی ہیں۔ تو نے سنسار ساگر کے تارنے میں میری مدد کی ہے۔ تو دھنیہ ہے میں اس کا بدلا تجھ کو کیا دوں"؟ رانی نے کہا۔ "بات یوں ہے۔ آپ کرم اور اگیان میں پھنسے تھے۔ مجھے یہ حالت پسند نہیں تھی۔ اس لئے دھیان لو جھکر یہ گورکھ دھندا کیا تھا۔ اب آپ گیانی دھیانی ہیں۔ جیون مکت دشا کو پراپت ہو گئے ہیں۔ بہتر ہے چل کر راج کاج کیجئے اور اسی طرح اس مریاد کو قائم رکھتے ہوئے جب وقت آئے تب ودیہہ مکتی کی اوستھا میں داخل ہو کر ہمیشہ کے لئے سنسار کا تیاگ کر دیجئے"۔ راجہ نے منظور کیا۔ رانی نے اپنے سنکلپ سے اسی وقت سات سمندروں کے پانی کے گھڑے پیدا کئے اور از سر نو اس کو تلک دے کر راجدھانی میں لائی۔ وزیر امیر سب نے پیشوائی کی۔ نذر اور نیاز پیش کئے اور شکھدوج بہت دنوں تک راج کا سکھ بھوگتا رہا۔ اور آخر میں گیانیوں کی طرح وقت آنے پر ودیہہ پد کو پراپت ہوا۔ اے رام! تم بھی اسی طرح سنسار کا بیوہار کرتے ہوئے گیان میں دڑھ رہو۔

اور اس جگت کے بھرم سے نیارے ہو جاؤ "۔

۱۰۔ کچ کی کہانی

خلاصہ:۔ چت کا تیاگ ہی اصلی ویراگ ہے۔

تمہید "پہلے قصہ میں ہم نے شکھدوج کی کہانی تم کو سنائی ہے۔ اگر تم اُس کی طرح پختہ کار ہو تو تم کو بھی دُکھ نہ ہوگا۔ جس طرح کچ یعنی برہسپتی کے لڑکے کو گیان ہوا تھا۔ اُس کی کہانی سننے سے بھی تم کو وہی فائدہ ہوگا جو شکھدوج کی کہانی سے ہوا ہے"۔ رام نے کہا "دیا کر کے یہ کہانی بھی مجھ کو سنائیے"۔

کہانی وسشٹ بولے۔ "منی کچ برہسپتی کا لڑکا تھا۔ برہسپتی دیوتاؤں کے گورو اور برہم ودیا کے جاننے والے تھے۔ کچ نے اپنے باپ کے پاس جا کر سوال کیا "پران رُوپی ہاتھی کو سنسار کے کھڈ (گڈھے) سے کس طرح باہر نکالا جاوے"؟ دیو گورو بولے "یہ سنسار کا سمندر بہت گہرا اور اتھاہ ہے۔ اس میں ان گنت گھڑیال مچھلیاں وغیرہ بھری ہوئی ہیں۔ اس کی دُکھدائی ترنگوں کا کیا ٹھکانا ہے! اس سمندر کو صرف تیاگ کی کشتی پر چڑھ کر پار کیا جا سکتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہے"۔ باپ کا اُپدیش سُن کر کچ نے گھر بار سب تیاگ دیا۔ اور آٹھ برس تک جنگل میں رہا۔ اِن کے بعد وہ پھر اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ اور شکایت کرنے لگا۔ کہ "آٹھ برس تک تیاگ کا زبردست اور سخت تپ کیا۔ مگر مانسک دُکھوں سے چھٹکارا نہیں ملا"۔ برہسپتی نے صرف اسی قدر جواب دیا۔ "تیاگ کرو" اور بیٹے سے رخصت ہو گئے۔ برہسپتی کے چلے جانے پر کچ نے کپڑے اور درختوں کی چھال وغیرہ کا بھی تیاگ کر دیا۔ اور بالکل ننگا رہنے لگا۔ گرمی ہو۔ جاڑا ہو یا برسات ہو۔ ہر موسم میں وہ اسی وضع میں رہتا تھا۔ مگر ابھی جس شانتی کی اس کو خواہش تھی۔ وہ نہیں ملی۔ تب دُکھی ہو کر وہ پھر باپ کے

پاس پہنچا۔ اور رو رو کر اپنے من کی حیرانی کے واقعات سُنانے لگا۔ "ہائے میں نے کیا تپ کیا۔ مگر پھر بھی من شانت نہیں ہوا۔" برہسپتی نے پھر وہی بات کہی "گیانیوں کی یہ رائے ہے کہ چت ہی بھرم اور دُکھ کا کارن ہے۔ یہی سب کچھ ہے۔ اسکا تیاگ کر دے۔ اور تو سُکھی ہوگا۔" یہ کہکر برہسپتی پھر آکاش منڈل میں گُپت ہو گئے۔ اور کچ اُن کے اُپدیش کو سوچنے لگا۔ "میں کتنے دنوں سے اس چت کے جاننے کی فکر میں ہوں۔ مگر اب تک اس میں مجھ کو کامیابی نہیں ہوئی۔ اگر یہ شریر چت سے جُدا ہے تب تیاگ کرنے کی فکر لاحاصل ہے۔ کیونکہ جب وہ الگ الگ ہیں تو پھر اُن کو جُدا کیا کرنا ہے۔ وہ تو خود جُدا جُدا ہیں۔ اور ان کا تیاگ ہی ہے۔" مگر اس غور و فکر سے اس کی تسلّی نہیں ہوئی۔ . . . .

. . . .

. . . . ۔ مجبور ہو کر اُس نے پھر برہسپتی کا دھیان کیا۔ وہ آئے اور اُس سے کہنے لگے "سُن۔ گیانی کہتے ہیں کہ اہنکار کے سوا اور کوئی بھی چت نہیں ہے جس میں میرا تیرا اپنا ہے وہی چت ہے۔ اس کا تیاگ کر دے۔" کچ نے پوچھا "اس اہم بھاؤ سے چھوٹنا کٹھن ہے۔ کسی چٹان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا سہل ہے۔ مگر اس کو دُور کرنا آسان نہیں ہے۔" برہسپتی بولے۔ "جن دُکھوں کی تجھ کو اس قدر شکایت ہے۔ اُن کی ہستی ہی نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ اَن ہوئے ہی ہیں۔ اس اہنکار کا تیاگ اسی طرح سہل ہے۔ جیسے کنول کی ڈنڈی کو خفیف حرکت سے توڑا جا سکتا ہے۔ اس میں بہت محنت کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے ایک پرم تتّو ہے۔ جو ادویت اناد‏ی اور اننت ہے۔ وہی گیان اور ست ہے۔ اور وہی لپیلن رہتی سے ویاپک ہے۔ اُسی کے بار بار دھیان کرنے سے من دُکھوں سے آزاد ہو کر مُکت ہو جاتا ہے۔ تب اہنکار آپ ہی آپ

برباد ہو جاتا ہے۔ برہمہ کے دھیان کی اوستھا میں اہنکار کی اُتپتی کیسے ہو گی! کیا کبھی پانی سے گرد یا آگ سے پانی پیدا ہوا ہے! تو اس نشچے اور پرم تتو کا دھیان کر اور 'تو'، 'میں'، 'وہ' کے جھگڑے سے چھوٹ جا۔ تتو گیان میں دو پنا نہیں ہے وہ سویم پرکاش ہے۔ اور اس کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے"۔

کچ کی مکتی "اے رام! برہسپتی نے اپنے بیٹے کو یہ اُپدیش دیا۔ اور اُس کے اچھی طرح ذہن نشین اور ساکشاتکار کر لینے سے وہ بار بار ست پد کا چنتن کرتا رہا اور سنکلپ وکلپ کی اُلجھن سے چھوٹ کر اہنکار رہت ہو گیا۔ اس طرح کا تیاگ تم بھی کر سکتے ہو"۔

۱۱۔ متھیا پرش کی کہانی

خلاصہ:۔ "اہنکار ہی متھیا پرش ہے"

تمہید "جب کثرت کا خیال دل سے دور ہو جاتا ہے اور وحدت کا تصور بند ہے لگ جاتا ہے تب ہی آنند کی پراپتی ہوتی ہے۔ ورنہ آدمی متھیا پرش کی طرح اپنے من کے وکاروں سے دُکھی ہو کر ادھر اُدھر بھٹکتا رہتا ہے اور اس پریشانی سے اُس کو کوئی بھی نفع نہیں پہنچتا"۔ رام نے پوچھا۔ "گو آپ کا امرت رُوپی اُپدیش پی کر آسودہ ہو رہا ہوں۔ مگر یہ فرمائیے کہ یہ متھیا پرش کون سا ہے جس کا آپ نے ابھی اشارہ کیا ہے"؟ وسشٹ بولے:۔

کہانی "یہ ہنسی کی کہانی ہے۔ چداکاس کے کسی کونے میں جہاں سنسار نہیں ہے۔ ایک پرش پیدا ہوا۔ یہ گیان اور مایا کا پُتلا تھا۔ اُس میں بُری اور ناپاک باسنائیں تھیں۔ بُدھی کا ملین۔ من کا میلا بچوں کی سی تمیز! وہ اسی طرح پیدا ہو گیا۔ جیسے ریت (سراب) میں پانی اور آکاش میں پھول دکھائی دیتے

لگتے ہیں۔ وہ شونیہ کا بچا شونیہ کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ اُس کا نام ستھیا پرش تھا۔ اِس کے اپنے بڑھنے تک کی خبر نہیں تھی۔ مگر جب یہ بڑھا۔ اس نے سنکلپ کیا کہ میں آکاش بنا کر اُس میں رہوں اور اُس کی حفاظت کروں۔ اور اُس نے اس طرح کا آکاش بنا بھی لیا۔ اور اُس کی حدبندی کر کے اُسی کے اندر اپنا گھر بھی بنایا اور اُس کے ساتھ پیار کا تعلق پیدا کر کے اُس کے قائم رکھنے اور حفاظت کرنے کی کوششوں میں لگا۔ وہ تو یہ سمجھتا تھا کہ میرا گھر اچھی طرح سے محفوظ ہے مگر کال کی رچنا میں کون ہمیشہ رہا ہے! اُس کا گھر بگڑتا گیا اور آخر اجڑ گیا۔ پھر یہ ستھیا پرش اس آکاش کے گھر کے برباد ہو جانے پر رونے اور ماتم کرنے لگا۔ "اے میرا گھر تو ناش ہو گیا۔ تیرے ساتھ آکاش کا بھی ناش ہو گیا۔ تو آخر کہاں چلا آیا؟" مگر یہ رونا دھونا کب تک رہتا۔ آخر چپ ہو کر جہاں اُس کا گھر تھا اُسی کے نیچے اس نے ایک کنواں کھودا اور اُس میں اپنے آپکو گھیر کر رہنے لگا اور آکاش کے کنواں ہی سے اب اُس کی محبت ہو گئی اور وہ پھر اُس کے بھی سنبھالنے اور حفاظت کرنے کے جتن میں لگا۔ اس میں بھی اُسکو پہلے کی طرح ناکامیابی ہوئی۔ وقت پا کر یہ کنواں بھی خراب ہو گیا۔ اور مٹی وغیرہ سے رفتہ رفتہ پٹ گیا۔ ستھیا پرش کو پھر وہی دُکھ ہوا۔ اور وہ رونے چلانے لگا۔ اِس مرتبہ اُس آکاش کے بچانے کے لئے اُس نے ایک نیا برتن گھڑا۔ اور اُس کی خوب رنگ آمیزی کر کے اور خوبصورت بنا کر خود اُسی گھڑے میں داخل ہوا۔ اور اُسی کی محبت کا دم بھرنے لگا اور برتن میں بند ہو گیا۔ مگر کال کے ہاتھ نے اس برتن کو بھی وقت پر توڑ پھوڑ ڈالا۔ جب اُس کا اپنا تجربہ ہو گیا کہ جس چیز کو میں ہمیشہ قائم رکھنے کے ارادہ سے بناتا ہوں وہ وقت پر بگڑ ہی جاتی ہے تب اُس نے زمین میں ایک حوض کھودا۔ اور اُس گڑھے کے اندر آکاش سے محبت پیدا کر کے اُسی میں رہنے لگا۔ اور یہ سوچا کہ یہاں میں محفوظ ہوں مگر کال رُوپی ہاتھی آیا۔ اور اُس گڑھے کو پاؤں سے کچل کر زمین سے ملا دیا۔ اب

متھیا پُرش کو پھر رنج ہوا۔ مگر چونکہ اُس کو نئے نئے گھر بنانے کی عادت پڑگئی تھی۔ اس وجہ سے اِس مرتبہ چار منزل گاگولا گھر بنایا۔ اور اُس کے آکاش کی حفاظت میں مصروف ہوا۔ مگر کال نے اِس کو بھی مسمار کردیا۔ اور متھیا پُرش کے دُکھ کی کوئی حد نہیں رہی اِس مرتبہ اُس نے آکاش کی رکھشا کیلئے ایک ناج کی کوٹھڑی تیار کی مگر وقت پر یہ بھی خاک میں مل گئی۔ تب وہ دیر تک روتا رہا۔ اور سخت پریشانی اُٹھاتا رہا۔ یہ متھیا پُرش مُورکھ تھا۔ جو اپنی سمجھ کے موافق آکاش کو گھیرتا اور اُس کے ساتھ میرا تیرا اپنا کرتا ہوا اُس کی حفاظت کا خیال کیا کرتا تھا۔ کبھی گھر کبھی کنواں کبھی حوض اور کبھی برتن کے ساتھ اس کا تعلق تھا۔ اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں اِن کے ساتھ رہتا اور مرتا ہوں "۔

سوال و جواب رآم نے پوچھا "اس قصے سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ اور آکاش کے گھیرنے سے کیا مقصود ہے ؟" وسشٹ جی بولے

" یہ متھیا پُرش اور کوئی نہیں ہے۔ یہ میرے تیرے پنے کا خیال ہے۔ اور یہ پرانی کا اپنا اہنکار ہی ہے۔ جو شُونیہ کے سمندر سے خالی بُلبلے کی طرح پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ آکاش وہ وسعت ہے جس میں بیشمار برہمانڈ گتھے۔ پروئے لٹکتے ہیں۔ یہ رچنا سے پہلے ہوتا ہے۔ اِس آکاش میں اہم بھاؤ" کا خیال اسی طرح پیدا ہو جاتا ہے جیسے والو میں سپرش کرنے کی شکتی پرگٹ ہو جاتی ہے۔ اور اس شونیہ اہنکار میں آتم چداکاس (آتما) کی رکشا کا بھاؤ پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ کنوئیں، گھر، حوض وغیرہ کتنے شریر بنا بنا کر انھیں میں آپ قید ہو ہو کر جنمتا مرتا ہے۔ اور دُکھ سُکھ بھوگتا ہے۔ اے رآم! اس متھیا پُرش کی طرح تم گھر کنوئیں اور حوض وغیرہ کے آکاش کے سنبھالنے کی تکلیف نہ اُٹھاؤ۔ صرف آتم تتو کو سمجھو۔ اگیانی ہمیشہ ہی سمجھتے ہیں۔ کہ شریر کے نشٹ ہونے سے آکاش بھی برباد ہو جاتا ہے۔ یہ غلطی ہے گھڑا کو تو برباد ہوتا ہی ہے۔ مگر گھڑے کے ٹوٹنے سے گھڑے کے اندر کا آکاش کیسے

نشٹ ہوگا۔ وہ تو جُوں کا تُوں ہی رہیگا۔ اگیانی سمجھتے ہیں کہ شریر کے ساتھ شریر آکاس
خواہ ہر لیے آکاس بھی چلا جاتا ہے۔ یہ بھرم ماتر ہے۔ آتما شریر کے نشٹ ہونے پر
نشٹ نہیں ہوتا۔ وہ تو چِن ماتر اور ست ہے۔ اور وہ آکاش سے بھی زیادہ لطیف
ہے۔ جب آکاش شریر کی اُپیکشا نسبت اسے نہیں مرتا۔ تو پھر آتما کب مرنے لگا
یہ آتما ہی ہے۔ جو سب میں چمکتا رہتا ہے۔ اہنکار دھوکا ماتر ہے اور اس دھوکے
کے چلے جانے سے پھر جنم مرن کا دُکھ بھی چلا جاتا ہے۔ ذرا اس میں غور کر کے سوچو تو
سہی۔ اس اہنکار کی اصلیت ہی کیا ہے! کیا یہ میرا تیرا اپنا متھیا نہیں ہے؟ یہ متھیا ہے
ست تو صرف آتما، گیان اور برہم ہی ہے۔ اُسی کے سمجھ لینے اور ساکشاتکار کرنے سے
تم کو جیون مُکتی کا آنند ملے گا۔ اور تم اگیان کے پنجوں سے رہائی پا جاؤ گے“۔

۱۲۔ بھرنگی کی کہانی

خلاصہ:۔ کرتاپن کا بھاؤ صرف ”میرے تیرے پنے“ کے خیال سے پیدا ہوتا ہے۔

تمہید:۔ ”یہ سنسار بھرم ماتر ہے۔ اور یہ اس آتم گیان میں اسی طرح بھرتا ہے جیسے
رسّی میں سانپ کا، سیپ میں چاندی کا، اور آکاش میں پھولوں کا بھرم ہوتا ہے
سورج کی کرنیں سورج ہی ہیں۔ سورج سے علیحدہ کب ہیں۔ جو اُن کو سُورج سمجھتے ہیں اُن
کو سورج اور کرنوں کی علیحدگی کا بھرم نہیں ہوتا۔ مگر جو سورج کو اور سورج کی کرنوں کو
الگ الگ مانتے ہیں، اُن ہی کو دو پنے کا بھرم ہوتا ہے۔ یہ سنسار اور کچھ نہیں ہے
دو پنے ہی کا نام سنسار ہے۔ اور یہ متھیا ہے۔ اس متھیا بھرم کا ناش نِروکلپ سمادھی
میں ہوتا ہے۔ اے رام! تم اس ادویت تتو کو خوب سمجھو۔ جس طرح ہوا کے جھونکوں
سے پانی میں لہریں پیدا ہوتی ہیں ویسے ہی برہم میں سنکلپ کی دھاریں اُٹھتی ہیں۔
جُوں ہی سنکلپ اُٹھ کر پھیل جاتا ہے۔ تیوں ہی نام روپ کے کثرت کے جگت

کا بننا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ جگت سوائے سنکلپ کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ نہ یہ ست ہے نہ اُست ہے۔ سپنے کی طرح اس کی بھی حیثیت ہے۔ دیکھنا، سننا، چلنا، چکھنا، کرنا، گو یہ سب الگ الگ بھاستے ہیں مگر غور سے دیکھنے پر یہ ایک گیان ہی تو ہیں۔ ان کو گیان سے کب جدا کیا جا سکتا ہے؟ تمہارے کرم بھی تو گیان ہی ہیں۔ گیانی کی نظر میں من، بدھ، چت بھی سب گیان کے روپ ہیں۔ گیان سے مختلف کوئی بھی چیز نہیں ہے اور جب ایک ہی تتّو ہے۔ تو پھر بندھ اور موکش کس کا! تم صرف اس کو متھیا اہنکار کا روپ سمجھکر اور اُس سے بچ کر کرم کرو اور کرتا، بھوگتا ہوتے ہوئے بھی تم تیاگی بنے رہو گے"۔ رام نے پوچھا "بھگون! آپ نے تین باتیں کہی ہیں۔ کرتا، بھوگتا اور تیاگی جس نظر سے اس وقت آپ نے ان لفظوں کا استعمال کیا ہے۔ اُسی نظر سے انکی تشریح کر دیجئے"۔

کہانی

وسشٹ بولے "ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ بھرنگی مہا میرو پربت کے اُتری حصّہ پر گئے اور شیو بھگوان کی ستتی کرنے کہنے لگے "سنسار کے بھرم میں پڑ کر اگیانی کی طرح میں یوں ہی اپنا وقت برباد کرتا رہا۔ مگر نہ تو من میں شانتی آئی۔ اور نہ اگیان ہی مٹا۔ سنسار ایک دشا میں نہیں رہتا۔ مجھ کو اس کے دیکھنے سے موہ ہوتا ہے کوئی ایسی تدبیر بتایئے کہ میں اس بڑے گلے گھر میں پڑا بھی رہوں اور مجھ کو موہ مایا نہ بیاپے"۔ شیو جی بولے "دل سے وہم کو نکال دو۔ بڑے بھوگتا، بڑے کرتا اور بڑے گیانی بنے رہو"۔ بھرنگی نے سوال کیا "یہ کیا بات ہوئی کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص کرتا بھوگتا بھی ہو۔ اور ساتھ ساتھ تیاگی بھی بنا رہے۔ یہ معمّہ میری سمجھ سے باہر ہے"۔ تب شیو جی نے اُن کو یہ جواب دیا۔ "جن میں کرم کے پھل کی اچھیا نہیں ہے، وہ راگ دویش، دکھ سکھ، دھرم اُدھرم کے معاملات میں اُداسین رہتے ہیں، کرم کر دیا مگر اس کے نتیجہ کا خیال نہ رکھا۔ ایسے کرم کرنے والوں کو کیا دکھ ہوگا اور کیسے دکھ ہوگا! دکھ تو خواہش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب خواہش ہی نہیں ہے تو کامیابی اور ناکامیابی کا

صدمہ کس کو ہونے لگا۔ جو کسی کرم کو "میں پنے" کے ساتھ کرتا ہے۔ وہ اپنے آپکو اُس
کرم سے باندھ دیتا ہے۔ اور اُس کے نتیجہ سے دُکھی یا سُکھی ہوتا ہے لیکن جس
شخص میں "میں پنا" اور "اہم بھاؤ" نہیں ہے۔ وہ تو ساکشی کی طرح پدارتھوں سے اسنگ
رہتا ہے۔ اور اُس کے من کو بے چینی نہیں ہوتی۔ اِس طرح کرم کرنے والے کو بڑا کرتا
کہتے ہیں۔ یہ ایک بات ہوئی۔ اب دُوسری بات سنو۔ جو بھوگ اتفاق سے مِل گیا اُس
کو بھوگ لیا۔ نہ اُس کی کمی کی شکایت کا رنج نہ اُس کے زیادہ ہونے کی خوشی کا غلبہ،
بھوگنا نام ہے کسی پدارتھ کے بِلاس کرنے کا۔ کھانا، پینا، عیش و عشرت، میٹھا کڑوا،
اچھے بُرے کو بِھوگنا بھوگ ہے۔ جو بھوگ کے راز کو جانتے ہیں۔ وہ اِن سب کو یکساں سمجھتے
ہیں۔ میٹھا ہو یا کڑوا۔ اچھا ہو یا بُرا۔ یہ صرف تھوڑی دیر کے معاملات ہیں۔ اِن میں سے
ہمیشہ تو کوئی بھی نہ رہے گا۔ جب جیسا وقت ہے۔ ویسا بھوگ رہتے ہیں۔ نہ بدقسمتی
کا گلہ نہ خوش قسمتی کا غرور۔ ایسے شخص کو بڑا بھوگتا کہتے ہیں۔ اب تیاگی۔ اس کی
نسبت بھی سُن لو۔ جن کی بُدھی بِرمل اور شُدھ ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب پدارتھ
ناشمان ہیں۔ دھرم ہو یا ادھرم۔ نیکی ہو یا بدی، سُکھ ہو یا دُکھ، جنم ہو یا مرن، یہ سب عارضی
حالتیں ہیں۔ اور پھر یہ بھرم ہی بھرم ہیں۔ اِن کے لیے رونا جِھینکنا کیسا۔ یہ تو ہمارے
رُوپ نہیں ہیں۔ ہم ہمیشہ رہتے ہیں۔ یہ ہمیشہ نہیں رہتے۔ ہمارا رُوپ اِن سے
مختلف ہے۔ اور وہ اِن سے اسنگ ہی رہتا ہے۔ پھر جب قدرتی طور پر اِنکی حیثیت
ہی ایسی ہے تو پھر اُن سے کوئی جی کیا لگائے اور کیوں لگائے؟ اِس طرح جان بُوجھ کر
جو پدارتھوں کے رُوپ اور اپنی ذات کو سمجھ کر اُن سے بے تعلق رہتے ہیں۔ وہ بڑے
تیاگی کہلاتے ہیں۔" شیو جی نے بھرنگی کو یہ اُپدیش دیا۔ اور اُن کی آنکھیں کُھل گئیں۔
اور پھر وہ کرم۔ بھوگ اور تیاگ کے بھرم میں نہیں پڑے۔ اے رام! اِسی طرح تم بھی
اپنے رُوپ کو پہچانو۔ ایک اہنکار اور باسنا کو من سے دُور کر دو۔ اور تم بڑے کرتا

بڑے بھوگتا ہوتے ہوئے بڑے تیاگی بھی بنے رہوگے۔ جو کچھ ہے وہ برہم ہی برہم ہے
برہم کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اور وہ تمہارا اپنا رُوپ ہے۔ اُسکو جانو۔ اِس
میں ستھر ہو۔ اُس پد کو ساکشات کرو اور تمہارا کلیان ہوگا"!

۳۔ اکشواکو کی کہانی

خلاصہ: "سب برہم ہی برہم ہے"۔

تمہید: "رام نے پوچھا" "اہنکار کے بھرم کے دُور ہو جانے کی پہچان کیا ہے"؟
وسشٹ بولے "جب اہنکار گل جاتا ہے تو پھر واسنا یا خواہش نہیں رہتی
یہی اُس کی پہچان ہے۔ میل اُڑ جاتا ہے اور صاف شکل نکل آتی ہے۔ کنول جس
طرح کیچڑ اور پانی میں رہتا ہوا دونوں سے جُدا نظر آتا ہے۔ ویسے ہی بغیر اہنکار
والے پرانی سنسار میں رہتے ہوئے بھی سنساری نہیں ہوتے۔ اُن کے چہرہ سے
رُوحانیت کا نُور برستا رہتا ہے۔ ایک طرح کی اُداسینتا اور بے غمی کی خوشی کا ظہور
ہوتا رہتا ہے۔ دُکھ دُور بھاگ جاتا ہے۔ سنتوش اور شانتی آ جاتی ہے۔ بیماری یا
مصیبت میں بھی وہ اوروں کی طرح شور نہیں مچاتا اور وہ ہر حالت میں ایک رس
اور یکساں رہتا ہے۔ دِل کا پاک! اس کی حالت کو دیکھ کر دیوتا بھی رشک کرتے
ہیں۔ سنسار کے بھوگ تچھ پرتیت ہوتے ہیں۔ اور وہ بھو ساگر سے پار ہونے کے
جتن میں لگا رہتا ہے اور سوچتا ہے کہ میں کیا ہوں۔ یہ جگت کیا ہے۔ برہم
کیا ہے۔ اور ان کے ساتھ میرا تعلق کیا ہے؟ اے رام! تمہارے بزرگوں میں ایک
راجہ اکشواکو ہوا ہے۔ اُس میں یہ تمام علامتیں موجود تھیں۔ اُس کا قصہ سُنو"۔

کہانی: اکشواکو۔ سُوریہ بنس کا پہلا راجہ ایک دن اپنے من میں سوچنے لگا۔ "اس
جگت کا کارن کیا ہے! اور اس سنسار میں جنم مرن کا دُکھ کیوں ہے"

مگر کوئی بات اُس کی سمجھ میں نہیں آئی تب اُس نے مَنُو کا دھیان کیا ۔ اور منو برہملوک سے اتر کر پرتھوی پر آئے ۔ اکشواکو نے اُن کو نمسکار کیا ۔ اور مہمانداری کی رسمی باتوں کے ادا کرنے کے بعد اُن سے پوچھا " مہاراج ! اس جگت کا کارن کیا ہے ؟ اس کارن کا روپ کیا ہے ؛ وہ کب تک رہتا ہے ؛ اور اس کارن کا کارن کیا ہے ؛ اور وہ کیسے پیدا ہوا تھا ؛ اور پھر میں اس جگت کے دُکھ کے پھندوں سے کس طرح چھٹکارا پاؤں ! " منو بولے " تو نے عجیب و غریب سوال کئے ہیں جب تک پرانی میں لوبیک نہیں ہوتا ۔ تب تک وہ ایسے پرشن نہیں پوچھتا ۔ ان سے مایا کا ناش ہو جاتا ہے جس جگت کے تعلق میں تو نے سوال کئے ہیں ۔ وہ است ہے ۔ اُس کی ہستی نہیں ہے ۔ اور جیسے سُورج کی کرنوں کی وجہ سے ریت میں پانی کا بھرم ہوتا ہے یا گندھربوں کا طلسمی شہر بن جایا کرتا ہے ۔ ویسے ہی اس کی حیثیت ہے ۔ اصلی ، دائمی اور اکیلی ہستی صرف آتما ہی ہے ۔ جو من ، اندری اور بانی سے پرے ہے اور ست ہے ۔ نظر آنیوالے پدارتھ پانچ تتوں کے بنے ہوئے اس آتما کے شیشہ میں صرف عکس کی طرح دکھائی دے رہے ہیں ۔ برہمہ شکتی کی پھُرنا برہمہ کے سہارے اُٹھی ، انڈا کار بن گئی اور اُسی سے یہ رُوپ والا جگت بن گیا ۔ اس رچنا میں کسی کا رُوپ شیوجی کے گنول جیسا ہے کسی کا دیوتاؤں کی طرح ہے ۔ یہ سب متھیا نام رُوپ اُسی شکتی کی لیلا ماتر ہے ۔ چونکہ یہ ہمیشہ ارت ہے اس لئے بندھ اور موکش بھی است ہی ہیں ۔ ست تو صرف برہمہ ہی ہے ۔ بندھ اور موکش کے بھاؤ کو اپنے دل سے فوراً نکال دے اور برہمہ ستا میں مضبوط چٹان کی طرح درڑھ ہو رہ ۔ اور اگر کہیں تو سنکلپ کے خیالوں میں پھنسا ، تب ہی چن ماتر گیان جیودشا کو پہنچے گا ۔ اور تجھ کو جنم مرن کے جال میں پھنسنا پڑے گا ۔ پانی جس طرح لہروں کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے ۔ ویسے ہی سنکلپ کرنیسے یہ چنہ ماتر بھی جیو بن جاتا ہے ۔ دکھ اور سُکھ صرف من کے کھیل ہیں ۔ آتما سے انکو کوئی میل نہیں ہے ۔ اے ہونہارا

اُس وقت تک نظر نہیں آتا۔ جب تک چاند کے ساتھ نہیں نکلتا۔ اسی طرح آتما بھی اُس وقت تک دکھائی نہیں دیتا۔ جب تک وہ اپنے رنج انبھو کے ساتھ نہ ہو۔ گورو اور شاستروں کی مدد ہی سے اس کے نظارہ کا موقع ہاتھ نہیں آتا۔ راہ سے کتنے مسافر گذرتے رہتے ہیں۔ نہ ایک کو کسی سے نفرت یا غبت نہیں ہوتی۔ اور اگر کوئی کسی سے ہمکلام بھی ہوتا ہے تو میرے تیرے پنے کا رشتہ اس کے ساتھ قائم نہیں کرتا۔ اسی طرح اسی نظر سے اس شریر، اندریہ اور اُن کے رشتے وغیرہ کو بھی دیکھنا چاہئے۔ نہ ان کی بُرائی کرنے کی غرض رہے نہ بھلائی کرنے سے۔ وہ جیسی ہیں ویسی رہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا مطلوب ہے۔ اس طرز عمل سے اب بندھن اگر ہوگا بھی تو نہیں کو ہوگا؛ بندھن تو صرف میرے تیرے۔ پنے میں ہے۔ مکتی چاہنے والا تو اس کی جڑ کاٹنے کی فکر میں رہتا ہے۔ جب اس کا ناس لگ جاتا ہے تب آتما سورج کی طرح اپنے رُوپ میں چمک اُٹھتا ہے۔ تم یہ نہ سمجھو کہ میں جیو ہوں۔ اور سنسار میں پھنسا ہوں۔ بلکہ ایسا تصوّر کرو۔ کہ میں گیان سروپ ہوں اور آکاش کی طرح نرلیپ ہوں آتما ایک ہے اور چاہے وہ کئی صُورتوں میں بھاستا ہے مگر اُس کا ایک پنا کبھی نہیں جاتا۔ زیور رتن مختلف نہیں ہیں۔ اصل میں وہ سونا ہی ہیں۔ نام رُوپ کے الگ ہونے سے اُن کا سونا پن تو کہیں نہیں چلا گیا۔ اسی طرح آتم جگیاسو کو صرف اسی ادویت تتو کی طرف اپنا دھیان جمانا چاہئے۔ کُل اور جُز سب آتما ہی ہے۔ اور اُس کی ستا ہی میں سب کچھ بھاستا ہے۔ یہ آتما اگست مُنی کی طرح ہے کہ تمام سمندر کو ایک چُلّو میں رکھ کر پی لیا۔ مگر پیاسے کے پیاسے بنے رہے۔ اس آتما کو کوئی کسی سے سیر نہیں کر سکتا۔ اور سب کچھ اندر ہی اندر ہے تو اُس آتما کی تلاش کہاں کرتا ہے؛ یہ تو اپنا ہی رُوپ ہے۔ ماں بچّے کو گود میں لئے ہوئے اگر اُس کی تلاش کرے تو لوگ اُسے نادان کہینگے۔ مگر یہاں تو آتما ہوتے

ہوئے آتما کی جستجو کی جا رہی ہے یہ کیسے اندھیر کی بات ہے۔ اجر امر اناشی ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ ہم مر گئے۔ ہم بوڑھے ہو گئے۔ ہم بیمار ہیں۔ سخت تعجب کی بات ہے بوند، لہر، جھاگ سب پانی ہی پانی تو ہیں۔ کیا یہ اُسی ایک تو میں نہیں ہیں۔ اور پانی کی صورتیں نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو پھر اُن کے لئے رونا دھونا کیسا؟ اسی طرح یہ جگت جو نظر آ رہا ہے۔ یہ آتما سے دِل کَش کیسے ہُوا؟ صرف من کو میرے تیرے پن کے سنکلپ سے صاف کر لے۔ اور آپ اس کو پرتیت کرنے لگیگا۔ یہ جگت آتما کا کھیل ہے۔ وہ اپنے رُوپ میں آپ بچّے کی طرح کھیلتا ہے۔ بچہ کھیل بنا کر بگاڑ دیتا ہے۔ اُسی طرح اس آتما میں جگت کے کھیل بن بن کر بگڑتے رہتے ہیں۔ سورج، چاند، ستارے وغیرہ روشنی ہی کے معدن سے نکل کر اُسی میں پیدا ہوتے چمکتے اور سما جاتے ہیں جنگل ہی میں درخت پھل پھول پتے بنتے بگڑتے ہیں۔ اسی طرح یہ سب نظارہ برہمہ میں برہمہ شکتی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ آتم درشٹی سے ان نظاروں میں کوئی دُکھ دائی نہیں ہے۔

مایا برہمہ ایک ہے۔ اُس کو انیک دکھانا مایا ہے۔ اسی مایا کو اوِدیا اور بھرم کہتے ہیں۔ یہ مایا ہی ہے۔ جو اپنے رُوپ کو دیکھنے اور سمجھنے نہیں دیتی۔ یہی کُل میں جزویات دکھا کر کُل سے ہٹاتی اور جزو میں پھنساتی ہے۔ یہی وحدت کی طرف سے آنکھوں کو بند کرا کے کثرت کا نظارہ دکھاتی ہے۔ سوا برہمہ کے اور کون ہے جو اپنی ہستی رکھتا ہے۔ مگر مایا اُس ہستی پر تو پردہ ڈال دیتی ہے اور دوسری ہستیوں کو ہمارے سامنے لاتی رہتی ہے۔ جو اصل میں اپنی ہستی نہیں رکھتیں۔ یہ مایا خود کیا ہے؟ یہ بھی تو ان ہوئی ہے۔ تم اس کے بھاؤنا کی جڑ کو من سے اُکھیڑ کر پھینک دو۔ اور برہمہ آنند میں مگن ہو رہو۔"

گیان کی سات بھومکائیں منو نے کہا۔ اے اشواکو! گیان کی سات بھومکائیں ہیں۔ پہلی بھومیکا شُبھ اِچھیا ہے

جو گیان شاستر کے پڑھنے اور گیانیوں کی سنگت سے پیدا ہوتی ہے۔ اسکو تم یاد رکھنا کرم یوگی کے متعلق یہ بات نہیں کہی جا رہی ہے۔ دوسری بھومیکا آتم وچار ہے تیسری بھومیکا اسنگ بھاونا بے تعلقی ہے۔ چوتھی ستوپتی یعنی تمام واسناؤں کا نشٹ کر دینا ہے۔ پانچویں آنند سروپ ہے اس کو اسم شکتی کہتے ہیں اور پرانی کو بغیر بھرم کا گیان اس اوستھا میں پراپت ہوتا ہے۔ اس میں اُپادھی نہیں ہوتی۔ اور جاگنا سونا جیون مکتوں جیسا ہوتا ہے۔ یہ سپن میں جاگرت اور جاگرت میں سپن کی حالت ہے۔ چھٹی بھومیکا آنند گھن اور گیان گھن کی ہے۔ اس میں وشے گیان نہیں ہوتا۔ اور آدمی اس طرح کا ہو جاتا ہے۔ جیسی حالت سُوشپتی کی ہوتی ہے۔ ساتویں بھومیکا تُریا کہلاتی ہے۔ اس میں پھر کثرت اور جزویات کے خیال کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ اور سُکھ دُکھ سے ہمیشہ کے لئے مکتی ہو جاتی ہے۔ یہ تُریا پد تجربات کا زینہ ہے۔ اور تُریا اور تُریاتیت میں اس قدر بھید نہیں ہے۔ ایک کو تم ایسی حالت کی ابتدا اور دوسری کو انتہا کہہ سکتے ہو۔"

ساتھ بھومکاؤں کی تشریح

"شبھ اچھیا۔ آتم وچار اور اسنگ بھاونا یہ تینوں جاگرت ہیں چوتھی ستوپتی سپن ہے پانچویں اسم شکتی اور چھٹویں آنند گھن۔ یہ دونوں سُوشپتی ہیں۔ کیونکہ ان اوستھاؤں میں داخل ہونے سے جگت کی پھرنا بند ہو جاتی ہے۔ اور آنند پراپت ہوتا ہے ساتویں تُریا سن باتی کے پرے کی حالت ہے جس میں آتم اوستھا کے سوا اور کسی کا بھان نہیں رہتا۔ اور سُکھ دُکھ دونوں یکساں پرتیت ہونے لگتے ہیں۔ اور جنم مرن کا کھٹکا جاتا رہتا ہے۔ یہ جیون مکت کی دشا ہے۔ اس میں بے خوفی آ جاتی ہے۔ محدود اہم بھاؤ دور ہو کر ایک ہی ہستی کے محیط کل ہونے کا نشچے رہتا ہے مگر ہم اس کو نشچے بھی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس کے اظہار کیلئے کوئی لفظ نہیں

ملتا، سورج، چاند، ستارے، دیوتا، ناگ اور منشیہ یہ سب تجھ پر تلیت ہوتے ہیں۔"

واسنا واسنا سے جب پدارتھ بھوگے جاتے ہیں۔ تو پہلے اُن سے سُکھ ملتا ہے۔ مگر اس پدارتھ کے نہ ملنے، اُس کے چھن جانے یا اس کے بھاو ہو جانے سے جو دُکھ ہوتا ہے۔ اُس کا بیان کون کر سکتا ہے؟ یہ واسنا خود ہمیشہ نہیں رہ سکتی۔ اگر پرانی اس کے رُوپ کو سمجھ کر اس کا پہلے ہی سے تیاگ کر دیں تو کیا کہنا ہے! لیکن اگر ایسا نہیں کیا جاتا۔ تو پھر یہ کال اور وقت کے اثر سے پیدا ہو کر سڑ گل کر نشٹ بھی ہونے لگتی ہے۔ اُس وقت اندریوں کا سُکھ تو کیا ملتا ہے دُکھ ہی دُکھ ہونے لگتا ہے۔ دُکھ سُکھ ساتھ پرگٹ ہوتے ہیں اور ساتھ ہی ختم ہوتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ واسنا نہیں لگی ہوئی ہے۔ تو جلے ہوئے بیج کی طرح اُن سے انکُر نہیں پیدا ہوتا۔ اور نہ پرانی کو دُکھی ہونے کی ضرورت رہتی ہے۔ بھاؤ کے تیاگ سے جب گیان ہو جاتا ہے۔ تب یہ سنسار اس طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک معمولی کھیل ہے جو ہوتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ اور جیسے اِس کی ابتدا ہوئی ہے ویسی ہی انتہا بھی ہو جائیگی۔ صرف سنچت اور آگامی کرموں کے پھل کپاس کے ڈوڈے کی طرح پھوٹ کر اُن کی رُوئی ہوا کے جھونکوں سے اِدھر اُدھر اُڑ جائیگی۔ یہ شریر کپاس کا درخت ہی ہے۔ اس کیلئے کیا رونا ہے؟ من کو ایکاگر کر کے گیان کی پراپتی کرو۔ اور ادویت پد میں استھتی کا جتن سوچو!"

جیو جگت "آتما اسی وقت تک جیو ہے۔ جب تک وہ خواہش کے جال میں پھنسا ہے۔ یہ خواہش اگیان سے پیدا ہوتی ہے۔ گیان کے آتے ہی خواہشیں جاتی رہتی ہیں۔ اور پھر جیو پنے کا کہیں پتہ بھی نہیں رہتا۔ آکاش میں بادل آئے۔ ہوا کے جھونکے سے وہ اُڑ اُڑا گئے۔ اب آکاش صاف کا صاف ہے۔ اس جگت کے بھرم میں سوا، اگیانیوں کے اور کوئی بھی نہیں پڑتا۔ گیانی

کو یہ کپ دھوکا دے سکتا ہے؟"

گیان کی پرتیت "گیان کو حاصل کر لو۔ اور پھر یہ سارا برہمانڈ تمہارا اپنا ہی کھلا ہوا روپ پرتیت ہوگا۔ بھرم سے یہ کچھ کا کچھ بھاسنے لگتا ہے۔ یہ برہما، وشنو رُدر۔ سب مل ملا کر اپنے ہی رُوپ تو ہیں۔ ان میں سے ایک بھی تو ہم سے غیر نہیں ہے۔ مگر بغیر گیان کے اس تتو کی سمجھ نہیں آتی۔"

مایا کا بھرم "یہ جگت نہ ست ہے نہ است ہے۔ نہ آتم ہے نہ اناتم ہے۔ یہ صرف مایا ہی مایا ہے۔ الکھ کہا جائے۔ اگیانی اس کو نہیں سمجھ سکتے مگر جب گیان ہو جاتا ہے۔ یہ مایا آپ ہی آپ اُڑ جاتی ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ وُہی مایا اہنکار کے چلے جانے سے موکش ہو جاتی ہے۔ موکش کسی ستھان یا وقت کو نہیں کہتے۔ اور نہ وہ کسی ستھان یا وقت میں ملتا ہے۔ نہ وہ باہر ہے نہ اندر ہے۔ صرف بھاونا کا من سے دُور ہونا ہی موکش ہے۔ اور یہ بھاونا است ہے۔ تم اس جگت کے ساتھ میرے تیرے پنے کا رشتہ قائم کرتے ہو۔ اُس کو ذرا سوچو تو سہی۔ وہ رشتہ جھوٹا ہے یا سچا ہے۔ یا فرضی اور خیالی ہے۔ غور کرو گے تو اُسکو صرف وہمی اور فرضی ہی پاؤ گے۔ پس یہ ست اور است دونوں سے دُکھشن ہُوا یا نہیں! اسی کے تیاگ کا نام موکش ہے۔ اور دل میں سوچو تو یہ خود تیاگا ہُوا معلوم ہوگا۔ مگر بھرم اُس پر قائم نہیں ہونے دیتا۔ اِس لئے کہا گیا ہے کہ شاستر کے مطالعہ، گورو کے ست سنگ اور وِچار سے موکش پد کو حاصل کرو۔ اور جیسے شیر کٹ گھڑے کو توڑ کر باہر نکل آتا ہے۔ ویسے ہی تم بھی اس متھیا جگت کے بندھن سے الگ ہو جاؤ۔"

کرم کا پھل اگیانی کے لئے کرم کا پھل بھی بندھن نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں پہلے ہی اُس کے پھل کی خواہش نہیں ہے۔ وہ کرم کرتا ہے

اور کرم کر کے اُس سے اسنگ رہتا ہے۔ اُس میں آئیندہ کے لئے سنکلپ وکلپ نہیں اُٹھتا۔ جو ہو گیا وہ ہو گیا۔ اور یہاں ہی تک اُس کی حد رہتی ہے۔ آگے نہیں بڑھنے پاتی۔ اُس کے من کا لگاؤ کسی میں نہیں ہے۔ نہ اس میں دھرم ہے نہ ادھرم ہے۔ وہ صاف شفّاف بلّوری شیشہ ہے جس میں اور رنگ کا عکس چاہے پڑ پڑ کر دکھائی دے۔ مگر اُس کا اصلی رنگ جیسا ہے ویسا ہے۔ وہ عام آدمیوں کی طرح پوجا کرتا ہوا بھی دکھائی دے گا۔ اور بیوہار کا بھی خیال رکھے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص اُس کا سر بھی کاٹ لے تو اس کو نہ دُکھ ہو گا۔ نہ سُکھ ہو گا۔ کیونکہ ان کا تعلّق اہنکار سے ہے۔ آتما سے نہیں ہے۔ نہ وہ کسی کو خوف دلاتا ہے۔ نہ اُس سے کوئی دوسرا خوف کرتا ہے۔ اس میں کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار نہیں ہے کیونکہ اُس کے چیت کی استھتی برہم میں ہے۔ اگر وہ کاشی میں مرے تب بھی پرواہ نہیں۔ خواہ چنڈال کے گھر میں پران تیاگے اس کا بھی غم نہیں۔ اس کی نظر میں دونوں یکساں ہیں۔

گیانی کی سیوا "ایسا شخص ہر ایک کی تعظیم و عزت کا مستحق ہے کیونکہ اُس کا اگیان مٹ گیا ہے جن کو مکتی کی خواہش ہو۔ وہ ایسے ہی گیانیوں کے ست سنگ میں رہیں۔ اور اُن کی پوجا اور آدر ستکار کیا کریں۔ ان کی سیوا سے جو پھل ملتا ہے وہ کسی یگیہ، جپ تپ اور سنان ورت سے بھی نہیں ملتا۔ اے رام! سنو! اس طرح اکشواکو کو سمجھا بجھا کر پھر ستیہ لوک کو چلے گئے۔ تم بھی اُس راجہ کی طرح ہمارے اُپدیش کو گرہن کر کے مکت ہو جاؤ۔"

۸۔ منی اور شکاری کی کہانی

خلاصہ:۔ "تریا بھوگ برہمانند بھوگ ہے۔"

تمہید رام نے سوال کیا "ان ست وادی جیون مکتوں میں پھر ادھکتا یا خصوصیت کیا رہی"؟ اور وسشٹ نے جواب دیا "ان میں ادھکتا یہ ہے کہ گیانی آتما میں سِتھر رہتے ہیں۔ اور ادویت پد کے آنند میں مگن رہتے ہیں۔ یہ ادھکتا ہے اور یہی خصوصیت ہے۔ جیون مکت پرشوں میں پرمانند پری پورن رہتا ہے۔ اور اُن کا چت نہ اِدھر بہکتا نہ اُدھر۔ کیا یہ بہت بڑی بات نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے! جس سدھی شکتی وغیرہ کی آدمی اس قدر بڑائی کرتے ہیں۔ اُن میں آخر دھرا کیا ہے! کوئی دوا۔ تپ۔ منتر وغیرہ کے سادھن کر لینے سے آسمان پر اُڑ کر چلا تو کیا۔ اور نہ چلا تو کیا! یہ کام تو پرندے بھی کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی پانی پر قدم جماتا ہوا بغیر ڈوبے ہوئے اُس کنارے پہنچ گیا تو کیا اور نہ پہنچا تو کیا۔ یہ کام تو کشتیوں وغیرہ کے سہارے بھی کیا جاتا ہے۔ آتم گیانی بھول کر بھی ان سدھیوں کی لالچ میں نہیں پڑتے۔ کیونکہ یہ واسنا بھرم اور اگیان کی کھائی ہیں۔ اور جنم مرن کے خندق میں گرا کر مار دینے والی ہیں۔ تعریف تو اُس شخص کی ہے جو اپنے من کو کام کرودھ وغیرہ سے صاف کر لیتا ہے۔ اور واسنا کی جڑ پکڑ کر اکھیڑ دیتا ہے۔ یہ حالت مہابلوان ہے۔ اور اس کی خصوصیت اور بزرگی کے ارد گرد کو بھی کوئی نہیں پہنچتا۔

سنکلپ کا تیاگ اگر کوئی برہمن اپنی بزرگی اور فضیلت کو چھوڑ کر شودر بن جائے تو اُس کو کون اچھا کہے گا۔ اسی طرح جیون مکتوں کو بھی اگر جیوپنے کی ذلیل سدھیوں کا خیال پیدا ہو۔ تو پھر ان میں اور اُن میں فرق کیا رہا؟ جیو اپنے سنکلپوں سے جنم مرن کے دُکھ میں پڑتے ہیں۔ اور گیانی اِن دُکھوں سے مکت ہو جاتے ہیں۔ بندھن کا کارن صرف سنکلپ ہے۔ اس سنکلپ سے تم جتنا ہی بچو اُتنا ہی اچھا ہے۔ سنکلپ کے تیاگ ہی کا نام موکش

ہے ۔ اس کا سادھن ضرور ہی کرنا چاہیئے ۔ پدارتھوں کے گرہن اور بھوگ کے خیال کو سنکلپ کہتے ہیں ۔ اور پرانی جس چیز کا خیال کرتا ہے ۔ اُسی کا رُوپ ہو جاتا ہے پس سوچو تو سہی ۔ یہ کتنی بُری بات ہے کہ چیتن آتم کسی اناتم پدارتھ کا چنتن کرتا ہوا اُسی کا رُوپ بنتا جائے ۔ پہلے من میں پدارتھوں کی سوکشم واسنا آتی ہے ۔ پھر یہی واسنا بار بار من کو اُس طرف راغب کرتی ہوئی اُسی کا رُوپ بنانے لگتی ہے اور کال کے جنم مرن کا پھندا گلے میں پڑ جاتا ہے ۔ تم ان پدارتھوں کے سنکلپ کو من سے نکال دو"۔

لوبیک "جہاں خواہش اور واسنا ہی نہیں ہے ۔ وہاں گرہن اور تیاگ دونوں بے ارتھ ہوتے ہیں ۔ نہ وہاں کوئی کرتا ہے نہ بھوگتا ہے ۔ واسنا کے نہ ہونے سے شانتی حاصل رہتی ہے ۔ اس کے سوا جو ہو یا جو ہونے والا ہے ۔ اُنکی بابت بھی گیانیوں کو خیال نہیں ہوا کرتا ۔ وہ صرف موجودہ اوستھا پر نظر رکھتے ہیں ۔ اور اُسی پر غالب آنے کی کوشش میں رہتے ہیں ۔ اور من کے گلے کو اہنکار ، بھرم اور واسنا کے رسّوں سے بچا لیتے ہیں ۔ تم بھی لوبیک کی مدد سے ایسا ہی کرو ۔ من ہی نے جگت کو پیدا کیا ہے ۔ تم اُسی کی مدد سے من کے جگت کو تلاش کرو ۔ لوہے کو لوہے ہی سے گرم کیا جاتا ہے ۔ اور مٹی کے میل کو مٹی ہی سے دھویا جاتا ہے ۔ زہر کو زہر سے ہلاک کیا جاتا ہے ۔ تم اس جگت کو من سے بچار کر کے اس کے بھاؤ کو اپنے اندر سے نکال دو اور جیو پنے کی حالت سے چھٹکارا پا جاؤ"۔

جیو کے تین رُوپ "جیو کے تین رُوپ ہیں ۔ دو تو بڑے ہیں ۔ اُنکو سوکشم اور ستھول کہتے ہیں ۔ تیسرے کا نام پرم رُوپ ہے ۔ اس رُوپ کو پا کر پہلے دو رُوپ کا تیاگ کرو ۔ ستھول رُوپ تو بھوگ کی واسنا سے ہاتھ پاؤں ، آنکھ ، ناک والا ہو کر بن گیا ۔ اور سوکشم رُوپ مانسک شریر ہے ۔ جو سنکلپ سے بنا ہے ۔ اسی میں سنسار کا بھرم ہوا ہے ۔ تیسرا رُوپ گیان ماتر ہے ۔ جس کا

آنند نہیں ہے۔ یہ کارن ماتر ہے۔ اور جب تک اِس کو کارن کہتے ہیں۔ تب ہی
تک اِس کو تیسرا روپ مان لیے ہیں۔ مگر جہاں اِس کا بھاؤ ہکنا ہو گیا۔ یہی چوتھا پد
کہلاتا ہے۔ اور تب اس کا نام تُریا ہو جاتا ہے۔ اور یہی اِشٹ اور آدرش ہے۔"

تُریا "رام نے پوچھا" یہ تُریا کیا ہے۔ اس کی تشریح کر دیجیے!" اور وسشٹ نے
جواب دیا۔" جاگرت، سوپن، سُوشُپتی تین اوستھائیں ہیں۔ اِن تینوں میں
اہنکار، ستھول، سوکشم اور کارن رُوپ سے رہتا ہے۔ جب آتم وِچار یا یوگ سے
اِن تینوں سے نجات پا کر اہنکار کو نشٹ کر دیا جاتا ہے تب اُسی کو چوتھا پد اور تُریا اوستھا
کہا جاتا ہے۔ پھر اِن میں بھرم نہیں ہوتا۔ کیونکہ نہ یہ جاگرت ہے نہ سپن ہے
نہ سُوشُپتی ہے۔ میرے تیرے پنے کا بھرم اِن ہی تینوں میں رہتا ہے۔ تُریا
میں چونکہ اہنکار کا بھاؤ ہے۔ وہاں بھرم کا بھی ابھاؤ ہو جاتا ہے۔ اور یہاں
سنکلپ بھی نہیں اُٹھتے۔ سچے گیانیوں کے لئے یہ جگت ہی تُریا روپ ہو جاتا
ہے۔ مگر اگیانیوں کیلئے یہی سنسار اور دکھ سُکھ استھان بنا رہتا ہے۔"

کہانی سنو! میں تم کو ایک کہانی سناتا ہوں۔ کسی بڑے جنگل میں کوئی مَون
ورت دھارن کرنے والا تپسوی رہتا تھا۔ ایک لڑاکا شکاری بھی جو تیر
چلانے کے فن میں صاحب کمال تھا۔ اُس کے پاس آیا اور پوچھنے لگا۔
"میرے تیروں سے زخمی ہو کر ایک ہرن اس طرف بھاگ آیا ہے۔ کیا تم اُس کا
پتہ بتا سکتے ہو؟" تپسوی نے جواب دیا۔" اے نیک بخت ہم سم درشٹی تپسوی
ہیں۔ ہم میں اہنکار نہیں ہے۔ اور اہنکار نہ ہونے سے ہم جگت کے کاروبار
کے قابل نہیں ہیں۔ جب من اندریوں کے سنگ ہوتا ہے۔ تبھی اندریہ بیوہار
ہوا کرتا ہے۔ مُدت ہوئی۔ یہ اہنکار ہم سے الگ ہو گیا۔ اب نہ ہم کو جاگرت سپن
کی سمجھ ہے۔ اور نہ سُوشُپتی کی۔ ایک تُریا اوستھا ویاپت رہی ہے اور اس

اوستھا میں انیک کا بھان نہیں ہوتا" بے چارہ شکاری بھلا تپسوی کی باتوں کو کیا
سمجھتا۔ وہ حیران ہو کر وہاں سے کسی اور طرف چلا گیا۔

چار اوستھاؤں کی ایکتا

"تُریا سے بہتر اور کوئی اوستھا نہیں ہوتی۔ جب کثرت کا خیال من سے کالعدم ہو جاتا ہے
تب اسی کو تُریا کہا جاتا ہے۔ جاگرت میں کرم، سوپن میں مانسک پھرنا اور سُوشپتی
میں اودیا پردھان رہتے ہیں۔ ان تینوں کو تم خاص قسم کی چیتنا کی اوستھا سمجھو۔
گیانی ایسا ہی کہتے ہیں۔ ذرا من کو نیچے ستھان سے ہٹا دو۔ پھر یہ کثرت خود
وحدت بن جائیگی۔ اور یہ تینوں چیتنتائیں بھی گیان روپ پرتیت ہونے لگینگی
اسی کو تُریا کہتے ہیں۔ اسی کا تم سادھن کرو۔"

۵۔ نرواں پرکرن کا لب لباب

خلاصہ:۔ اس میں پہلی تمام کہانیوں کا سار ملے گا۔

تمہید

"آتم گیان کے شاستروں کی رائے میں یہ جگت سپنے کی طرح ہے۔ نہ
اس میں کہیں اودیا ہے نہ مایا ہے۔ جو کچھ ہے وہ برہم ہی برہم ہے
اور اس میں سوائے شانتی کے دکھ کا نام اور نشان تک نہیں ہے۔ رست منانتر والے
اسی برہم کو اس کی اننت شکتیوں کے انومان سے مختلف ناموں سے یاد کرتے
ہیں۔ کوئی اس کو شونیہ کہتا ہے کوئی پرمیشور۔ کوئی مہا وگیان! اے رام! تم ان
جھگڑوں سے آزاد ہو کر خاموش بن جاؤ۔ اور صرف آتم گیان میں درڑھ ہو رہو
یہی سچی مکتی ہے۔ اور اس میں دکھ دینے والے من، چت، بدھی اور اہنکار کی
سمبھاونا نہیں ہے۔ موان ورتی دھارن کر لو۔ اور اندر مکھ ہو کر جاگرت میں
سوشپتی کی اوستھا حاصل کر کے باہری کام برابر کرتے رہو۔ مگر من ان سے اسنگ رہے

چت کے پھیلاؤ میں دُکھ اور سمٹاؤ میں سُکھ ہے۔ اس کو سمیٹ کر ناس کر دو۔ اور گیان کے سوبھاؤ والے بن جاؤ۔ یہاں تک کہ چاہے بھوگ بلاس کے پدارتھ ان گنت تمہارے آگے پیچھے بکھرے رہیں۔ اور تم اُن کو بھوگتے بھی رہو۔ مگر وہ تمہارے من میں چھوب پیدا کر سکیں۔ جب تک اپنے آپ کو پُورے طور پر مکت نہ کر لو۔ تب تک اپنی کوشش سے دُکھ سے بچنے کا جتن کرتے رہو۔ رفتہ رفتہ اس سنسار کو جیت لوگے"۔

نورت اور پرورت جیو رام نے پوچھا "گیان کی ساتوں بھومکاؤں کے سادھن کی ترکیب کیا ہے؟ اور ایک ایک بھومکا کی خصوصیت کیا ہے؟" وسشٹ نے جواب دیا "جیو دو قسم کے ہیں۔ ایک پرورتی کے شائق اور دوسرے نورتی کے خواہشمند۔ پرورتی والوں کو جگت کے بھوگ بلاس کی چاٹ رہتی ہے اور وہ جنمتے مرتے ہوئے آخر میں لو بیگ وان ہوتے ہیں۔ اور کھارے سمندر کے کچھوے کی طرح جب سمٹے سمٹائے ہوئے اُسی میں پڑے ہوئے جب لو بیگ وان ہو جاتے ہیں۔ تب کہتے ہیں۔ ہم ناحق بھرم میں پڑ کر کرم کے جھمیلوں میں اُلجھے ہوئے اپنا وقت برباد کرتے رہے۔ لیکن جو نورت یعنی نجات کے خواہشمند جیو ہیں۔ وہ برہم وچار کر کے سنسار کو پہلے ہی سے تیاگ دیتے ہیں۔ اور ست پد کی پراپتی کر لیتے ہیں"۔

شُبھ اچھیا کی پہلی بھومکا "نورت جیو صرف آتم آنند کے شائق ہوتے ہیں۔ اور بھو ساگر کے پار کرنے کی نیّت سے وہ شُبھ کرم کرتے ہوئے سنساریوں کے اشُبھ کرموں سے بچتے ہیں۔ نہ کسی کا بھانڈا پھوڑتے ہیں نہ کسی کے من کو دُکھاتے ہیں۔ پاپ سے ڈرتے اور بھوگ بلاس سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔ بات چیت میں بھی سچی اور میٹھی بات بولتے ہیں اور شاستر وچار کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ جس کسی میں ایسی عادتیں دیکھو سمجھ لو۔

وہ شبھ اچھیا کی پہلی بھومکا میں آگیا ہے"۔

شبھ وچار کی دوسری بھومیکا "دوسری بھومیکا شبھ وچار کی ہے۔ جب پرانی شبھ کرم کرے اور وید اور شاستروں کا سُواد ھیایہ کرے۔ دھیان اور دھارنا کرنے والے سادھوؤں کی سنگت میں رہے اور آہستہ آہستہ سوچ وچار کے ساتھ سنسار اور سنساریوں کی محبّت کو کم کرنے لگے۔ اور شاستروں کی باتیں اُسکو سمجھ میں آنے لگیں۔ تو اُس کو دوسری بھومیکا میں سمجھنا چاہیئے"۔

آتم شکتی کی تیسری بھومیکا "اس شکتی کی بھومیکا میں آکر پرانی سنسار سے اسنگ ہو جاتا ہے۔ انبھو کے بڑھ جانے سے وہ گیان شاستر کا سار سمجھ لیتا ہے۔ اور سنسار کو حقیر سمجھ کر تیاگ۔ ویراگ کی بڑائی کرتا ہے۔ اس قسم کے آدمی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو گیان کے ساتھ تعلّق میں بے تعلّقی اور بے تعلّقی میں تعلّق کا مطلب سمجھ لیتے ہیں اور اپنے کو کرتا بھوگتا نہیں جانتے۔ بلکہ سب کچھ ایشور کے نیم کے ماتحت سمجھتے ہیں۔ اور اسی کی موج پر مدار رکھا کرتے ہیں۔ یہ اعلےٰ درجہ کے لوگ ہیں۔ دوسرے وہ کہ جو جاننے کو تو ظاہری طور پر سب جانتے ہیں۔ مگر پہلے سنسکاروں سے ڈر کر ظاہری بے تعلّقی کے سادھن میں بھی لگے رہتے ہیں۔ ان دونوں کو آخر میں سنتوش اور شانتی پراپت ہوتی ہے۔ اے رام! پہلی بھومیکا جڑ ہے۔ یہ سادھو سنگ سے ملتی ہے۔ اور باقی یہ دونوں اُسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ تیسری بھومیکا سے سنکلپ وکلپ چھوٹ جاتے ہیں"۔

سوال و جواب "رام نے پوچھا۔ بھگون! جو لوگ نیچ جاتی میں پیدا ہوئے نیچ کرم کرتے۔ اودیکی اور کرم کانڈی ہیں۔ اور گیان

کی تہ کو نہیں پہنچتے۔ اُن کی مکتی کیسے ہوگی؟ اس کے سوا جنہوں نے صرف پہلی بھومیکا
کو حاصل کیا۔ اور اُن کی موت آگئی۔ تو پھر اُن کا کیا انجام ہوگا؟" وسشٹ نے
جواب دیا۔ "نیچ اگیانیوں کو ابھی کتنے جنم دھارن کرنے پڑینگے اور یہ جنموں کا
سلسلہ اُس وقت تک برابر یوں ہی جاری رہیگا۔ جب تک پہلی بھومیکا نہ پراپت
ہوگی۔ اور پھر خود بخود کام بننا شروع ہو جائیگا۔ اسکے سوا دھرم مارگ پر چلنے اور
سادھو سنگ کرنے سے اُداسینتا آجاتی ہے اور جہاں اُداسینتا آنے لگی گیان
کی ابتدا ہو جاتی ہے اور بتدریج جنم مرن کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہ تمہارے پہلے
سوال کا جواب ہے۔ اب دوسرا جواب سنو جس نے پہلی یا دوسری یا تیسری بھومیکا
حاصل کر لی اور مر گیا۔ اس کی نسبت یوں سمجھو کہ جس نے اس قدر پراپتی کر لی ہے
اُس کو دیوتا، دیوواہنوں پر چڑھا کر لے جائیں گے اور دیولوک میں جگہ دیں گے
جہاں وہ کچھ دنوں وہاں کے قدرتی نظاروں کو دیکھ کر آنند بھوگتا رہیگا اور جب
دونوں طرح کے کرموں کے سنسکار و گدھ ہو جائیں گے۔ وہ گیانی کی حیثیت میں
پھر پرتھوی منڈل میں ایسے کُل میں جنم لیگا۔ جو شُدھ اور پوتر ہے۔ اور گیان کے
سادھن میں اُس کا مددگار ہوگا۔"

تینوں بھومیکاؤں کی مجموعی حیثیت "چونکہ ان تینوں بھومیکاؤں میں ابھی تک سنسار کی تمیز
کرانے والی ورتی باقی رہتی ہے۔ اس وجہ سے گیان کو جاگرت ہی کہتے ہیں۔ اور جن
لوگوں میں یہ تینوں پھُرنے لگتی ہیں۔ خواہ حدِ تکمیل کو پہنچ جاتی ہیں۔ انکو دیکھکر اگیانیوں
کو بھی نجات کا شوق ہوتا ہے۔ یہی سنسار کے آچاریہ گورو کہلاتے ہیں اور سب ان
کی شاگردی کا دم بھرتے ہیں۔ یہ اُچار بچار کے پُرش اچھے کام کرتے اور بُرے کاموں سے
بچتے ہیں اور کوئی کام نیم کے برخلاف نہیں کرتے اور نہ کبھی یہ شاستروں کی مریادا

کو چھوڑتے ہیں۔ پہلی اوستھا میں آچاریہ کے لکشن پیدا ہوتے۔ دوسری میں وہ پھُولتے اور تیسری اوستھا میں پھلتے ہیں۔ اسی قسم کا گیانی مرنے پر سورگ کو جائے گا۔ اور شبھ کرموں کا پھل بھوگ کر یوگی کی حیثیت میں پرتھوی پر پیدا ہوگا اور پھر اپنا باقی کام پورا کرے گا"

چوتھی بھومیکا ستو مان ہے "چوتھی اوستھا میں پرانی سنسار کے بیوہار کو اس طرح دیکھے گا جیسے کوئی سپن دیکھتا ہے۔ اگر پہلی تین جاگرت تھیں تو یہ سوپن ہے۔ اس میں آکر من کے سنکلپ اس طرح غائب ہوتے ہیں جیسے شرد رُت کے بادل ہوا کے جھونکوں سے اُڑ جاتے ہیں۔ اس میں صرف ست بھاؤ کی بھاونا ہی رہ جاتی ہے"

پانچویں بھومیکا ستا بھاؤ ہے "پانچویں بھومکا کو سوشپتی کہتے ہیں جس میں دوپنے کا بھاؤ بالکل جاتا رہتا ہے اور تین گُن کا بھی پتہ نہیں رہتا۔ یہ گیان کی اچھی اوستھا ہے جس میں دویت پنا اور دوند نہیں ہے درتی نشچل رہتی ہے۔ اور وہ اپنے ہی میں اپنے اندر قائم رہتی ہے"

چھٹی اور ساتویں بھومیکا "چھٹی بھومیکا ترِیا ہے۔ یہ عجیب حالت ہے۔ نہ اس کو ست کہہ سکتے ہیں۔ نہ است کہہ سکتے ہیں۔ مغائرت اور دوئی تو جاتی ہی رہتی ہے۔ وہ وحدت اور ادویت کا روپ بن جاتا ہے۔ یہ کیولیہ پد بھی کہلاتا ہے اور اہنکار کا نام و نشان تک نہیں رہتا۔ نروان پد کی خواہش نہ رکھتے ہوئے بھی وہ نروانی ہو جاتا ہے۔ یہ جیون مکت کی دشا ہے۔ اس کے بعد ساتویں بھومیکا آتی ہے اور اس اوستھا کو پراپت ہو کر وہ ودیہہ مکت ہو جاتا ہے۔ اور شریر کا تیاگ کر دیتا ہے۔ یہ پرم آنند ہے اور اس کے بیان کرنے کی طاقت من اور بانی کو نہیں ہے"۔

ناموں کا اختلاف اس و دیہہ مُکتی کو انیک مت متانتر والے مختلف نام دیتے ہیں۔ کوئی اس کو پرم شیو گتی کہتے ہیں۔ کسی کے خیال میں وہ شونیہ پد ہے۔ کوئی اُس کو وِگیان، کوئی آرتھ اور کوئی کال کی اوستھا مانتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ پرکرتی لئے ہے۔ الغرض یہ سب کلپنا ماتر باتیں ہیں۔ حقیقت یوں ہے کہ لفظوں سے اس کا اظہار نہیں کیا جا سکتا۔"

خواہش ہتھنی ہے "سنو رام! ایک مست ہتھنی ہے جو شکل و صورت کی خوفناک ہے۔ اور جس کے دانت شنکھ کی طرح سفید ہیں۔ یہ سونڈ سے پانی اُچھالتی ہوئی چلتی ہے۔ جب تک یہ نہیں ماری جاتی تب تک اس سنسار کے سنگرام میں کسی کو بھی فتح نہیں مل سکتی۔" رام نے پوچھا۔ "مہاراج! یہ کونسی ہتھنی ہے اور اس کے ساتھ کہاں اور کیسے لڑائی کی جاتی ہے۔ اور کس طرح فتح حاصل ہوتی ہے؟" وسشٹ نے جواب دیا۔ "یہ سونڈ سے گندا پانی اُچھالنے والی ہتھنی واسنا ہے۔ جو من کے جنگل میں رہتی ہوئی چین میں پرکرتی ہوئی کھیل کھیلتی رہتی ہے۔ کرودھ اور لوبھ کی بھری ہوئی اندریاں اس کے بچے ہیں۔ شبھ اشبھ کرم اس کے دانت ہیں۔ یہ زبان سے میٹھا شور کرتی ہے۔ اور سنساری پدارتھوں کے استھل میں لڑائی کی خواہشمند رہتی ہے۔ لاکھوں جیووں کو رات دن مغلوب کرتی ہوئی مار گراتی ہے۔ اس باسنا نے چنچلے من کے انتہ کرن کو اپنے رہنے کی جگہ بنا لیا ہے۔ گیانی اس ہتھنی کو اپنی بہادری سے جیت لیتے ہیں اور جب اس پر فتح مل جاتی ہے تو اسی فتح کو موکش کہتے ہیں۔"

سنسار کا اصلی رُوپ "سنسار اور کچھ نہیں ہے میر اپنا کرنا اور اہنکار کے تعلقات کو مضبوط کرنا ہی سنسار ہے۔ یہ گورو گیان ہی کی مدد سے جاتا ہے اور جب گورو کی پوری دکھشا ہو جاتی ہے تو پھر آسم وِیدان

ہو جاتا ہے۔ یعنی سنسار کی ویدنا نہیں ستاتی۔ اِس اسم ویدنا سے خواہشوں کو مارو۔ بار بار پرتیاہار کرو۔ من واسناؤں میں نہ جانے پاوے۔ اور اگر وہ جاتا ہے تو اُسکو کوشش کر کے روک لاؤ۔ میرے تیرے پنے کے وہم سے بچالو۔ جب من سنکلپ سے رہت ہو جائے گا تو یہ شیو کا رُوپ ہی ہو جائیگا۔ ہمارا آشیرباد ہے کہ اے رام! آتم گیان کو پراپت کر کے ادویت پد کو حاصل کر لو۔ اور اُسی میں ستھر ہو رہو۔"

وسشٹ کا درباریوں سے خطاب "رام کو اسقدر اُپدیش دیکر وسشٹ جی راج سبھا کیطرف مخاطب ہوئے اور کہنے لگے "ہم ہاتھ اُٹھا کر یہ بات سب کو کہتے ہیں کہ صرف سنکلپ کے مٹنے ہی کا نام ست پد ہے۔ آدمی ایکانت میں رہکر اس سنکلپ کی پھُرنا کے روکنے کا جتن کرے۔ جہاں تک گیا۔ پھر شانتی ہی شانتی ہے اور جہاں یہ حالت جس کو نصیب ہوئی تو پھر اُسکے سامنے کسی تاجدار بادشاہ تک کی بھی کوئی حیثیت نہ رہے گی۔ صرف توہن رت دھارن کرنیوالے ہی اس پرم پد کو ساکشاتکار کرتے ہیں۔ جس طرح کسی شہر کی طرف جاتا ہوا مسافر اپنے خیال میں مست ہو کر قدم اُٹھائے اور بغیر تھکاوٹ محسوس کئے ہوئے چلا جا رہا ہے اور بغیر کسی محنت کے منزلِ مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ اُسی طرح آتم گیانی تمام کرم کرتا ہوا بھی اُن کرموں کا اہنکار نہ رکھتا ہوا آسانی سے سنسار ساگر کو پار کر جاتا ہے۔ اور اس کو کوئی بھی دُکھ نہیں ہوتا۔ ہم نے بہت کچھ کہا۔ اب دو لفظوں میں اپنے اس لمبے اپکھیان کو ختم کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ "سنکلپ ہی سنسار ہے اور سنکلپ کا مٹنا ہی موکش ہے"۔ درباریوں کو یہ سُنا کر وسشٹ پھر رام کی طرف مخاطب ہوئے "ہم آشیرباد دیتے ہیں کہ تمکو گیان پراپت ہو اور تم شانتی کیساتھ سُکھ دُکھ کا خیال کئے بغیر اپنا کام بھی کرو۔ اور کرم کا تیاگ کرتے ہوئے ادویت پد میں دڑھتا کیساتھ قائم بھی رہو!"

والمیکی کا بھردواج سے خطاب والمیکی بولے "اے بھردواج! لو میں نے تم کو وسشٹ اور رام کا سموا د سنا دیا اور جس طرح گورو کے اُپدیش کے آئینے سے رامچندر

جی کو شانتی ہو گئی تھی۔ اُسی طرح تم کو بھی آتم گیان نصیب ہوگا اور تمہارا کلیان ہوگا"

دھنّیہ واد

سورٹھا

دھنّیہ دھنّیہ گورو دیو کرپا سندھ پورن دھنی
ہت سے کروں نت، سیو میٹ جگت کی باسنا

دوہے

جاہی اتی کہیں سکل مت نیتی نیتی کہے وید
گورو کی دیا اپار سے پورن ملا سو بھید

گیان سمندر اتھاہ اتی سوجھے وار نہ پار
سُر نر منی سب بونا جمی اُٹھے لہر اپار

بھید بھاؤ سب مِٹ گیا ورسا اچل ابھید
نہیں جگت نہیں کرم کہیں نہیں وکار نہیں کھید

سادھو سنگ ستگورو دیا سمجھ پڑا نج روپ
جب لگ سو پایا نہیں تب لگ رہے بھو کوپ

آس گئی منشا گئی گیا جگت کا دوند
رادھا سوامی گورو کی مہر چھوٹا بھو بھرم پھند

دوہا

پرم تتو گورو آپ ہے آپ ہی گیان لو بیک
کہیں گپت کہیں پرگٹ ہوئے پرکھاوے ہا ایک

یوگ وسشٹ سماپت

وگیان پرشنوترا ین

منگلا چرن

(۱) منگل مے گورو چرن | تاپ ترے ہر لینے والے
بھو دُکھ سکل مٹائے | شانت پد دینے والے
(۲) بھو ساگر اتی الم | پنتھ نہیں سُوجھے کوئی
شبد جہاز چڑھائے | پار گورو کینا سوئی
(۳) بُوڑت رہے منجدھار | مِلا کوئی ناہیں سہائی
آئے گورو داتار | بانہہ گہہ ٹھور اگائی
(۴) نام روپ کا بھید ہے | بھرم بھید مٹایا
پد ابھید درسائے | بھید کا پھند بھگانا
(۵) رادھا سوامی پد کمل | من مدھپ لبھانا
من بانی کے پرے | مِلا دُھر پد نروانا

دوہا

گورو سم داتا کوئی نہیں | گورو ہیں دین دیال
گورو کے چرن سروج گہی | رشی مُنی جنے نہال
مُکتی پدارتھ تب ملیں | جب گورو ہوئیں سہائے
بن گورو بھگتی پھند جم | کبھی نہ کاٹا جائے

وگیان پرشنوترāین

تمہید:- عام ہندوؤں میں پرمارتھ کے متعلق جو سوال کئے جاتے ہیں وہ زیادہ تر ویدانت ہی کے نقطۂ نگاہ کے موافق ہوتے ہیں۔ ویدانت ہندوؤں کے تمام مت متانتروں میں محیط کُل ہو رہا ہے اور اس لئے یہاں بھی اکثر اُسی کے اُصُول کا خیال رکھکر سوالوں کا جواب دیا جاتا ہے۔ بیچ بیچ میں یوگ وغیرہ کے مسائل بھی زیر بحث آئے ہیں۔ اور ضروریات اور فروعات کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے لیکن جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ نہایت ہی اختصار، حد درجہ کا عام فہم اور سہل عبارت میں ہے تاکہ لکھنے والے کی مراد اچھی طرح ذہن نشین ہو سکے۔ اور پڑھنے والے کسی قدر بلند نظر اور بلند خیال بن جائیں علمی اصطلاحات کے استعمال سے حتے الامکان بہت پرہیز کیا گیا ہے تاکہ کوئی شخص اس کو پڑھکر کہیں اور بھی اُلجھن میں نہ پڑے۔ بلکہ اُس نے جو سوال کئے ہیں۔ اُس کا جواب اگر زیادہ حد تک نہیں تو کسی قدر تو اُس کی سمجھ میں آ جائے۔ وہو ہٰذا ❖

(شبو)

(۱) ویدانت کے مسائل ویدانت کی درشٹی سے

(سوالات از لالہ سرجن لال پانڈے۔ لالہ نتھو رام۔ ممتا نول رائے و دیگر صاحبان)

(۱) کیسے اور کیا ہو؟

سوال ۱۔ یہ درشٹی کیسے ہوتی ہے؟

جواب۔ کسی بات کے سمجھنے کیلئے انسان کو کسی اور جگہ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اُسکے جسم میں جو پنڈانڈ کہلاتا ہے اُسی میں تمام سوالوں کا جواب موجود ہے۔ ہاں ذرا

توجّہ کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ برہمانڈ جس طرح برہمہ کا انڈا بنا ہوا سب کچھ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اُسی طرح یہ شریر بھی پنڈ کا انڈا بنا ہوا چھوٹے پیمانہ کے موافق سب کچھ اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو وہاں ہے وہی یہاں ہے۔ عالم صغیر اور عالم کبیر ہر بات میں مشابہ ہیں۔ جو برہمانڈ میں ہے وہی پنڈ میں بھی ہے۔ جس طرح تم سوشپتی کی گہری نیند میں جاکر اُس سے بتدریج اُٹھتے اور جاگرت یعنی بیداری کے کاروبار کرنے لگتے ہو۔ ویسے ہی یہ جگت بھی مہاپرلے کے پیٹ سے پیدا ہو کر پرپنچ کا تماشہ دکھانے لگتا ہے۔ اِس مہاپرلے کو تم اگر چاہو تو اپنے سمجھنے بُوجھنے کیلئے مہاسوشپتی کہہ سکتے ہو۔ سرشٹی اسی طرح پر ہوا کرتی ہے۔"

سوال۔ اس پر اور کچھ روشنی ڈالئیے؛

جواب۔ جو اصول قطرہ قطرہ اور ذرّہ ذرّہ میں کام کرتا ہوا نظر آرہا ہے۔ وہی کُل میں محیط ہے۔ اِس کے سمجھنے کیلئے قدرت کے کسی مرکز، نقطہ، مقام یا جسم پر ٹھہر کر غور کرنا شروع کرو۔ اور تم سمجھ جاؤ گے۔ مثلاً تم سانس لیتے ہو۔ اس تمہارے سانس لینے میں تین حالتیں ہر وقت موجود رہتی ہیں۔ (۱) سانس کا اندر کی طرف کھچنا (۲) سانس کا اندر میں رُکنا اور (۳) سانس کا باہر جانا۔ اب اور چار حالتوں کو یُوں سمجھو۔ سانس باہر جاتی ہے۔ یہ سرشٹی کا تماشہ ہے۔ سرشٹی اور کچھ نہیں ہے۔ صرف سانس کا باہر جانا ہے۔ باہر جاکر جتنی دیر تک سانس باہر رہی وہ سرشٹی کی استھتی ہے۔ دو حالتیں ہوگئیں۔ اب سانس لوٹ کر اندر کی طرف آئی۔ یہی پرلے ہے۔ اور سانس کا اندر کچھ دیر کیلئے ٹھہراؤ وہ حالت ہے جس میں سرشٹی نہیں ہوتی۔ صرف اسی ایک سانس ہی کے آنے جانے اور ٹھہرنے پر سوچو تو سرشٹی کا معمہ کسی قدر تمہارے ذہن نشین ہو جائے جیسے تم سانس لیتے ہو ویسے ہی تمام حیوان، نباتات اور معدنیات، پرتھوی، جل، وایو، آکاس، اگنی وغیرہ بھی سانس لیتے ہیں۔ ان سب کے سانس لینے میں جگت کی سرشٹی کی مثال کا نظارہ موجود ہے۔ کوئی مخلوق خواہ وہ کسی قسم کی ہو حرکاتِ تنفّس سے خالی نہیں ہے۔ یہاں تک اُمید ہے

تُم سمجھ گئے ہوگے۔ جس طرح جیو، جنتو، چراچر جگت سانس لیتے ہیں۔ ویسے ہی وہ کال پُرش بھی سانس لیتا رہتا ہے۔ جس کو تُم برہمہ کہتے ہو۔ اُس کا سانس کو باہر پھینکنا سرشٹی اور اندر کی طرف کھینچ لینا پرلے ہے۔ اسی کے سانس کو وید کہا جاتا ہے۔ وید برہمہ کے سانس ہی تو ہیں ؛

سوال ۳۔ آپ فرماتے ہیں، سرشٹی برہمہ کے باہر سانس لینے کا نام ہے۔ پھر یہ برہما، وشنو اور مہیش کی کیا حیثیت رہ گئی ؟

جواب۔ جب سانس باہر کی طرف نکلی تو وہی چار وید لئے ہوئے برہما کہلائی، اور جب وہ باہر ذرا ٹھہر گئی تو اسی سانس کے ٹھہراؤ کا نام شنکھ، چکر، گدا، پدم دھارن کئے ہوئے وشنو ہو گیا۔ اور جب وُہی سانس اندر کی طرف لَوٹی تو ڈمرو، چندر، ترسول اور زہر لئے ہوئے شیو کہلائی۔ برہما اُتپتی کرتے ہیں۔ یہ باہر آنے والی سانس کا نام ہے وشنو ستھتی یا سنبھال کرتے ہیں۔ یہ ذرا رُکنے والی سانس ہے۔ شیو سنگھار کرتے ہیں۔ یہ لوٹنے والی سانس ہے۔ جو ہے وہ سانس ہی ہے۔ اس سرشٹی کی حیثیت ایک سانس سے زیادہ نہیں ہے۔ جس طرح تمہاری سانس کا تعلق تمہاری ذات سے ہے۔ ویسے ہی ان برہما، وشنو اور شیو کی نسبت کال پُرش کا برہمہ سے ہے ؛

سوال ۴۔ یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے۔ سانس کا آنا جانا تو کبھی موقوف نہیں ہوتا۔ کیا برہمہ کے ہر سانس کے ساتھ وہی برہما، وشنو، مہیش آتے جاتے رہتے ہیں یا اَور اَور ؟

جواب۔ تُم یہ بتاؤ کہ تمہارے سانس لینے میں وہی سانس بار بار آیا جایا کرتی ہے یا اَور اَور۔ تب ہم جواب دے سکینگے۔ تُم چونکہ خود اس کا معقول اور قابلِ اطمینان جواب نہ دے سکو گے۔ اسلئے ہم سے بھی کیا اُمید رکھ سکتے ہو۔ یُوں سمجھو کہ وہ مختلف بھی ہیں اور ایک بھی ہیں۔ ایک تو وہ کہے نہیں جا سکتے۔ کیونکہ سانسوں کی اس سلسلہ میں

مختلف النّوعی کی صُورتیں موجود ہیں۔ اور مختلف وہ اِس لئے نہیں ہیں کیونکہ اُن میں عامیت کی رُوح موجود ہے۔ بہر حال تم کو یوں سمجھنا چاہئے کہ برہمہ میں لمحہ لمحہ بے شمار اور کروڑوں برہما وشنو، مہیش بن بن کر بگڑتے رہتے ہیں۔ ایک دو ہوں تو کوئی اُن کا ذکر بھی کرے۔

سوال ۵۔ جب سانس کا آنا جانا ایک ہی ذریعہ اور راستہ سے ہے تو پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ لمحہ لمحہ بے شمار برہما، وشنو اور مہیش بنتے بگڑتے رہتے ہیں؟

جواب۔ تم نے اب تک سانس لینے کا مطلب اُس نقطہ نگاہ کے موافق نہیں سمجھا جس کے موافق ہم سمجھانا چاہتے ہیں۔ یہ تو ہم نے کبھی نہیں کہا کہ سانس لینے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ تم اور جگہ نہ جاؤ۔ صرف اپنے ہی جسم کے حصّوں پر غور کرو۔ تمہارے جسم کا کونسا حصّہ ہے جو سانس نہیں لیتا۔ چوٹی سے لیکر ایڑی تک تمہارے جسم میں ان گنت مسام ہیں۔ بے شمار سُوراخیں ہیں۔ اِن سب سے حرکات تنفّس کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا ہے۔ اور یہ تم پر کیا موقوف ہے جگت کی ہر چیز کا یہی حال ہے۔ اسی طرح وہ تمام و کمال، محیطِ کُل، پربرہمہ کچھ ایک ہی طرح پر تو سانس نہیں لیتا۔ وہ کروڑوں سروالا، پدموں منہ والا، نیلوں ناکوں والا ہے۔ اُس کے سانس لینے کا اندازہ کون کر سکتا ہے اور اس لئے اُس میں اُس کے اندر اور اُس سے جتنے بے شمار برہما، وشنو اور شیو بنتے بگڑتے رہتے ہیں۔ اُن کی فہرست بنانے یا اُن کی تعداد بتانے کی کم از کم ہم میں تو لیاقت نہیں ہے۔ اگر اور کسی میں ہو تو ہم نہیں جانتے۔

سوال ۶۔ رام رام! عقل چکر کھا گئی۔ اِس پربرہمہ اور اُس کے برہمانڈ کی وسعت کا اندازہ لگانا عقل کے احاطہ امکان سے غیر ممکن ہے۔ لیکن آپ یہ کہئے کہ آپکے اس سانس لینے کی مشابہت سے میں کیا سمجھوں؟

جواب۔ تم یہ سمجھو کہ یہ جگت اور اُس کا کاروبار برہمہ کے صرف سانس لینے کا نام ہے۔ اور یہ تمام پر پیچ اور مختلف و متعدد قسم کے نظارے جو تم کو نظر آ رہے ہیں

وہ اُس کی سانس میں اور اُسی کی سانس کے آدھار پر ہیں۔ اور اُس کی سانس سے جُدا نہیں ہیں۔ اور چونکہ یہ سانس لینے کی خصوصیت برہمہ میں موجود ہے۔ اِس لئے اِس جگت کے تمام چر۔ اچر پرانیوں کی زندگی کا وہی خاصہ بنا ہُوا ہے اور اُسی سے تُم کو اُن کی زندگی کا ثبوت ملتا ہے ؛

۲۔ کیوں

سوال ۷۔ یہ سرشٹی کیوں ہوتی ہے ؟ خواہ یُوں کہیئے۔ کہ یہ برہمہ کیوں سانس لیتا ہے ؟

جواب۔ اِس پہلے کیوں کا جواب کیا دیا جائے۔ اگر کوئی خود تم سے سوال کرے کہ تم کیوں سانس لیتے ہو۔ تو تم خود کیا جواب دوگے۔ سانس لینا زندگی کی علامت ہے۔ جن میں زندگی ہے وہ تو ہر حالت میں سانس لینگے۔ اُن کو کوئی روک کیسے سکتا ہے زندگی کو تو اپنا ظہور کرنا ہی ہے اور وہ کر کے رہے گی۔ اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ وہ کیوں ایسا کرتی ہے تو اُس کا جواب کوئی کیا دے اور کیسے دے سکتا ہے یا دے سکیگا ؟

سوال ۸۔ ہمارا مطلب اِس لفظ 'کیوں' سے صرف یہ ہے کہ اُس کا اِس سانس لینے سے کیا مقصد ہے کیونکہ بغیر مقصد یا غرض کے یہاں کوئی کام ہوتا ہُوا دکھائی نہیں پڑتا۔"

جواب۔ مقصد یا غرض کی اصطلاحات کا استعمال ایسے موقع پر غلطی اور غلط فہمی پیدا کرے گا۔ کیونکہ غرض اور مقصد میں نقص، کمی یا احتیاج کا عیب ہُوا کرتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ برہمہ کی سرشٹی کرنے سے کوئی غرض یا مطلب ہے تو پھر وہ برہمہ ناقص اور محدود ٹھیرے گا۔ مکمل کبھی نہیں کہا جائے گا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ کسی غرض یا مقصد کے بغیر یہ کام کرتا ہے۔ تو وہ دیوانہ اور باولا کہا جائے گا کیونکہ بغیر مقصد کے کسی کام کا کرنا دیوانگی اور جنون کا نشان ہے۔ ہم نے تم کو معقول جواب دیدیا ہے اور وہ یہ ہے "برہمہ ہے۔ برہمہ میں ہے پنا ہے اور یہ سرشٹی اُسکے ہے پنے کی

دلیل ہے"۔ تو یہ جواب تمہارے اطمینان کا باعث ہوگا۔ برہمہ کیا ہے؟ گیان کا ایک غیر محدود اور مکمل سمندر ہے۔ لہراتا رہنا سمندر کی شان اور اُس کا خاصہ ہے۔ اگر وہ نہ لہرائیگا۔ تو پھر سمندر کیسے کہلائے گا۔ برہمہ کہتے ہیں "پھیلے ہوئے" "محیطِ کل" اور "مکمل" کو۔ اگر اس میں اور اُس سے یہ سرشٹی نہ ہو تو پھر اُس کے کمال، اُس کی بزرگی اور اُس کے شانِ کبریائی کا اظہار کیسے ہوگا اور کیسے ہوسکیگا؟ یہ تمہارے "کیوں" کا مختصر جواب ہے۔ اگر تم پھر بھی یہ کہو۔ اس شانِ کبریائی کے اظہار کی کیا ضرورت ہے؟ تو یہ سوال محض طفلانہ حرکت ہوگا ہستی اپنا اظہار کئے ہوئے بغیر نہیں رہے گی۔ یہ اُس کا خاصہ ہے کوئی کسی کے خاصّہ کو دُور کیسے کرسکتا ہے؟

(۳) مایا

سوال ۹۔ ٹھاکر شیر سنگھ صاحب شملہ) مایا کیا ہے؟

جواب۔ برہمہ کے پرہمپنے کا نام مایا ہے اسکے سوا مایا اور کچھ نہیں ہے

سوال ۱۰۔ ویدانتی اس مایا کی کئی طرح سے تعریف کرتے ہیں۔ پہلی تعریف اُس کی یہ بتائی جاتی ہے کہ مایا کی کوئی بھی اصلیت نہیں ہے۔ دوسری تعریف یہ ہے کہ وہ بطور خود کوئی ہستی نہیں رکھتی مگر بھاستی ہے۔ تیسری تعریف یہ ہے کہ وہ ست (ہستی) اور است (غیر ہستی) دونوں سے ولکشن (جُدا) اور انروچنی (ناقابلِ بیان) ہے۔ چوتھی تعریف یہ ہے کہ یہ مایا بھرم اور مِتھیا ہے۔ پانچویں تعریف یہ ہے کہ مایا جھاڑ کھدائی اور بھرم جال میں پھنسانے والی ہے۔ اور آپ برہمہ کے برہمپنے کا نام مایا بتلاتے ہیں۔ آپ کے بیان میں اور عام ویدانتیوں کے خیال میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ ہم کس کو صحیح مانیں اور کس کو غلط؟

جواب۔ غلط ہم دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ تم نے چونکہ ان لفظوں پر غور نہیں کیا۔ اس لئے مایا کی اصلیت تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔ تم اور کہیں نہ بھٹکو

صرف ہمارے لفظوں کو غور سے سُنو اور اُمید ہے تمہارا بھرم جاتا رہیگا۔ ہم برہمہ کے برہمہ پنے کا نام مایا رکھتے ہیں۔ یہ 'نام' یا 'نام رکھنا' حقیقت میں اصلیت سے خالی ہے۔ فرض کرو تمہارا نام سرجو پرشاد ہے۔ اگر یہ سرجو پرشاد سمجھیا۔ کلپت فرضی اور مانی ہوئی شے نہیں ہے تو پھر کیا ہے! ایک شخص نے تم کو 'سرجو پرشاد' مان لیا پس محض مان لینے، کلپنا کرنے اور فرض کر لینے سے تم زندگی بھر کے لیئے سرجو پرشاد ہی ہو گئے۔ جو شروع سے لے کر آخر تک صرف مانی ہی ہوئی چیز ہے اور کوئی بھی اصلیت نہیں رکھتی۔ ممکن تھا کہ کوئی تم کو 'رام پرشاد' مان لیتا۔ پھر تم رام پرشاد ہی بن گئے ہوتے۔ اسی طرح کسی شے کا نام رکھنا ہی مایا ہے۔ اور مایا کچھ نہیں ہے۔

اس قدر غور سے سمجھ لینے پر اب تم ویدانتیوں کے مروجہ اور مستعملہ الفاظ پر سوچ بچار سے کام لو۔ (۱) وہ کہتے ہیں "مایا کی کوئی اصلیت ہے" تم سوچو۔ تمہارے اپنے ہی نام کی اصلیت کیا ہے۔ (۲) ویدانتیوں کا خیال ہے "مایا بطور خود اپنی کوئی ہستی نہیں رکھتی" تم سوچو۔ تمہارے اپنے نام کی بھی کوئی ہستی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب تم خود 'نفی' میں دو گے۔ کیونکہ نام تمہارے سہارے رہتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں گویا اُس کی تو اپنی کوئی ہستی نہیں ہے۔ تمہاری ہستی کو لے کر اُسی کی مدد سے وہ ست اور ست بھاستا ہوا نظر آ رہا ہے۔ (۳) ویدانتی کا عقیدہ ہے۔ کہ "مایا ست (ہستی) اور است (غیر ہستی) سے ولکشن (جُدا) اور انروچنی (ناقابل بیان) ہے"۔ اب غور کرو۔ تمہارا اپنا نام بھی ایسا ہے یا نہیں ہے۔ نہ وہ ہے اور نہ نہیں ہے۔ بلکہ دونوں سے جُدا معلوم ہوتا ہے۔ نہ کوئی شخص اُس کو ست کہہ سکتا ہے نہ است کہہ سکتا ہے۔ اگر ست کہتے ہو تو پھر اُس کو دکھا دو۔ اور اگر است کہتے ہو تو پھر سرجو پرشاد نام کی تحقیر اور تذلیل سے تم کو غصہ کیوں آتا ہے؟ اس لیئے یہ نام نہ ہے اور نہ نہیں ہے۔ بلکہ دونوں سے جُدا ہے اور ناقابل بیان

ہے۔ کوئی شخص اُس کو بیان نہیں کر سکتا۔ (۴) ویدانتیوں کا مقولہ ہے کہ "مایا بھرم ہے اور مِتھیا ہے۔ تم خود ہی سوچو کہ تمہارا نام کیا ہے؛ بھرم اور مِتھیا ہے یا نہیں یہ تو نہ پہلے تھا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اور غور سے دیکھو تو اب بھی گدھے کے سینگ یا بانجھ کے لڑکے ہی کی طرح اس کی ہستی ہے۔ ہے نہیں مگر بھاستا ہے۔ اور تم سرجو پرشاد کا نام لینے سے فوراً چوکنا ہو جاتے ہو۔ پانچویں ویدانتی یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ "مایا دکھائی ہے اور بھرم جال میں پھنسائی ہے"۔ سوچو، خود تمہارے اوپر تمہارے اِس کلپت اور مِتھیا نام کا کیا اثر پڑا ہوا ہے؛ اوّل تو تم ایک معمولی لفظ "سرجو پرشاد" کے ساتھ بُری طرح پھنس رہے ہو۔ کوئی شخص اگر تم کو مخاطب نہ کرکے کسی اور فرضی سرجو پرشاد کو بُرا بھلا کہے تو تم بلا سمجھے بُوجھے اُس سے لڑنے کو تیار ہو گے۔ اور ہزاروں قسم کی مصیبت محض اس خیالی رشتہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا سلسلہ اس قدر دیکھتے دیکھتے لمبا چوڑا ہو جاتا ہے کہ اُس سے نجات پانا مشکل ہوتا ہے نام ننگ، ناموس، عزت، بعیزتی وغیرہ سینکڑوں بلائیں گھیر لیتی ہیں۔ یہ مایا ہے۔ اِسی کو مایا کہتے ہیں۔ اس کے سوا مایا اور کوئی شئے نہیں ہے۔

سوال ۱۱۔ آپ نے صرف نام کے فرضی تعلّقات کو مایا مان رکھا ہے۔ لوگ اُس کی ہزاروں قسمیں بتاتے اور بناتے ہیں؟

جواب۔ یہ تو صرف ایک مثال ہی تھی۔ اُس کی مدد سے تم اس مایا کے ہزاروں کیا ان گنت نام اور روپ پر وچار کر سکتے ہو۔ جگت میں جتنے تعلّقات ہیں وہ سب نام اور رُوپ کے ہیں اور یہ نام اور رُوپ مایا ہی ہے۔ جب اس کا نام رُوپ اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے تو پھر بھرم نہیں ہوتا۔"

۴ پرکرتی

سوال ۱۲۔ لیکن گو مایا فرضی اور کلپت ہو۔ مگر برہم شکتی اور پرکرتی تو فرضی

اصطلاحات نہیں ہو سکتے۔ ان کی تو ہستی آپ کچھ مانیں گے؟ یا یہ بھی مایا کی طرح کلپت اور متھیا ہی ہیں؟

جواب۔ نام کا اُلجھن۔ شبد کا اُلجھن اور بانی کا اُلجھن بڑا ہوتا ہے تم لفظوں پر کیا کہتے اور اڑتے ہو۔ برہمہ شکتی۔ پرکرتی وغیرہ یہ تمام مایا ہی کے نام ہیں۔ اور مایا ہی ہیں۔ اور اس لئے یہ بھی متھیا اور کلپت ہی ہیں۔ اگر تم ذرا دل کو تحقیق کر کے غور کے ساتھ ہماری باتوں کو ایک ہی مرتبہ سمجھ لو۔ تو پھر اس قسم کے بھرم کا من میں پتہ ہی نہ رہے۔ مایا۔ برہمہ شکتی یا پرکرتی۔ یہ سب ہماری اپنی نظر سے ہیں۔ ورنہ ان میں سے کسی کی بھی ہستی نہیں ہے۔ ہم جب متھیا اگیان یا بھرم میں پڑ کر کسی چیز سے چیز پنا قائم کر کے چیز کو چیز پنا سے الگ مان لیتے ہیں تب ہی اس قسم کے دھوکے ہوتے ہیں۔ برہمہ بطور خود مکمل اور پورن ہے۔ مگر جیو درشٹی سے جب برہمہ میں برہمہ پنا کمال اور پورن پنا مان لیا گیا۔ تو یہی مان لینا ہی مایا، پرکرتی اور برہمہ شکتی ٹھہری۔ برہمہ شکتی برہمہ سے کبھی جدا کر کے دکھائی نہیں جا سکتی۔ اور نہ کبھی وہ تینوں کال میں کبھی اُس سے جدا ہے۔ مگر ہم اور تم ہیں کہ شئے واحد کو دو کر کے مان رہے ہیں۔ اسی دو کا ماننا بھرم ہے۔ اور اسی کا نام اگیان رکھا گیا ہے اور جس وقت یہ مایا، برہمہ۔ یا برہمہ اور برہمہ شکتی کا فرضی دو پنا جاتا رہتا ہے۔ اُسی اوستھا کا نام گیان ہے۔ پرکرتی سنسکرت کے دو لفظ پر (پہلے) اور کرتی (کرنی) سے نکلا ہے۔ اس کا مطلب ہوا "رچنا کی طرف پہلا قدم"۔ اسی طرح شکتی سنسکرت لفظ شک، (قابل ہونے) سے نکلا ہے۔ یعنی شکتی قابلیت کی مترادف ہے۔ قابلیت اور فاعلیت قابل یا فاعل سے کبھی جدا نہیں ہیں لیکن اگر کوئی شخص کسی قابل یا فاعل کو چھوڑ کر صرف اُس کی قابلیت اور فاعلیت کی تعریف کرے۔ تو کہا جائے گا کہ اس نے قابلیت اور فاعلیت کی اصلیت کی خبر نہیں پائی۔ بالکل اسی طرح جو لوگ برہمہ کے تصور سے

علیحدہ ہو کر مایا، قدرت یا شکتی کو اُس سے علیحدہ یا دو الگ الگ چیز مان لیتے ہیں تو وہ دھوکے اور بھرم میں پڑ جاتے ہیں۔ اور پرپنچ کے مہا جال میں پھنس کر جنم مرن کا دکھ بھوگتے ہیں۔ یقین ہے۔ اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ مایا، شکتی اور پرکرتی ایک ہی شے کا نام ہے۔ یوں انسان کو اختیار ہے کہ وہ ایک واحد شے کی اپنی تفرقہ پسند نظر سے چاہے جس قدر تقسیم اور تفریق کرتا جائے۔

سوال ۱۳۱۔ ایک ہی واحد شے کی تقسیم اور تفریق مختلف اور متعدد طریقوں میں غیر ممکن ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا؟

جواب۔ نہیں ہو سکتا۔ تو نہ سہی۔ جانے دو۔ جھگڑا بہت جلد ختم ہو گیا۔ اب بات چیت کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

سوال ۱۴۱۔ یہ میری غرض نہیں ہے۔ میں تو صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ چیز جب ایک ہے تو اُس میں دوپنا کا وصف قائم کرنا مشکل ہے اسی پر کچھ روشنی ڈالیئے؟

جواب۔ تم ایک ہو۔ ایک سے زیادہ تمہاری حیثیت نہیں ہے مگر فارسی جاننے کی وجہ سے تم فارسی داں۔ انگریزی پڑھنے کے سبب سے انگریزی داں۔ دوکان کرنے کی وجہ سے دوکاندار۔ راجہ کے راج میں بسنے کے سبب سے پرجا۔ الغرض اسی طرح اگر نسبتی تعلقات بڑھاتے چلے جاؤ تو تم اپنے ہی آپ کو اسی موجودہ جسمانی حیثیت کی نظر سے کروڑوں کیا ان گنت روپ میں دکھائی دینے لگو گے۔ اس لیئے یہ کبھی نہ کہو کہ ایک میں دوپنے کا وصف نہیں قائم ہو سکتا۔ جہاں ایک ہو گا۔ وہاں انیک تو ضرور ہی لپٹے گا۔ کیونکہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ بالکل اسی طرح برہمہ میں مایا کا بھرم ہوتا ہے۔ وہ تو جو ہے وہ ہے۔ مگر مایا وِک ورشٹی سے وہی برہمہ، ایشور، جیو، جنتو، دیت، دیوتا، پنچ بھوت وغیرہ سب کچھ بھاسنے لگتا ہے۔ اور پرانی بھرم کے گورکھ دھندے میں پڑ کر اگیانی بن جاتے ہیں۔ اور دکھ

اُٹھاتے ہیں۔

سوال ۱۵۔ یہ تو صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ایک ہی جب ایک پہلو کا قیاس کیا جائے گا تو اس میں کئی پہلو کے خود بخود قائم ہو جانے کا احتمال ہوگا۔ آپ کی اس تقریر سے پھر کیا میں سمجھ لوں۔ کہ پرکرتی بالکل ہی نہیں ہے۔ اور یہ رچنا بھی کالعدم ہے۔ جو کچھ ہے وہ صرف برہم ہی برہم ہے؟

جواب۔ یہاں تک تو تمہارا خیال صحیح ہے کہ جو کچھ ہے وہ برہم ہی برہم ہے باقی رہا دوسرا خیال کہ پرکرتی اور رچنا کالعدم ہیں۔ تمہاری یہ گفتگو بھرم سے خالی نہیں ہے۔ اگر تم یہ کہتے کہ یہ پرکرتی اور رچنا بھی برہم ہی ہے تو نہ تم کو بھرم ہوتا اور نہ ہم کو جواب دینے میں تامل ہوتا۔ کیونکہ تم بھرم کو دل میں جگہ دے کر سوال اُٹھاتے ہو۔ اور چونکہ بھرانتی کی جڑ تمہارے من میں ہے تم ٹھیک ٹھیک نہ برہم نشچے ہوتے ہو اور نہ برہم اور پرکرتی کی اصلیت جوں کی توں تمہاری سمجھ میں آتی ہے۔

سوال ۱۶۔ یہ سچ ہے کہ دل میں بھرم رکھ کر بات کی جا رہی ہے۔ پھر آپ ہی بتائیے کس طرح سمجھنے کی کوشش کی جائے؟

جواب۔ دل کی ورتیوں کو ایکاگر کرنے کا جتن سیکھو جب وہ یکسو ہونے لگیگا۔ اُس وقت اس قسم کے جواب آسانی سے ذہن نشین ہو سکیں گے۔ اس وقت تم یوں سمجھو کہ سونا ایک ہے۔ اُس ایک سونے سے ہزاروں لاکھوں اور بے شمار زیور اور برتن بنے ہیں۔ زیور اور برتن چاہے کتنے ہی ہوں مگر ہیں تو سب سونا۔ اور سونے کی نظر سے وہ ایک ہیں۔ ایک ہوں گے اور ایک تھے۔ کثرت اگر ہے تو برتن اور زیور کے نام اور روپ میں ہے۔ سونے کا ایک پنا برہم ہے اور زیور اور برتنوں کا انیک پنا پرکرتی اور پرکرتی پنا ہے۔ ایک پنا اور برہم پنا تو نتیہ ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ پہلی حالت اس لئے ست ہے دوسری حالت یعنی زیور پنا

اور پرتن پنا انتیہ اور اَست ہے۔ اور اس وجہ سے متھیا ہے۔ صرف اسی بات کو تمہارے ذہن نشین کرنا اور کرانا ہے۔ اگر اس کو سمجھ لو تو کثرت اور وحدت کی اصلیت ابھی کچھ نہ کچھ سمجھ میں آ جائے *

(۵) جگت کا بھرم

سوال ۱۷۔ ویدانتی کہتے ہیں کہ جگت نہیں ہے۔ اُس کا صرف بھرم ہوتا ہے۔ آپ یہ بتائیے کہ اس 'نہیں' کے کہنے سے کیا مُراد ہے اور یہ بھرم کس وجہ سے ہوتا ہے؟

جواب۔ تم نے دو سوال کئے ہیں۔ اوّلاً جگت کا 'نہیں پنا' اور دوسرے بھرم کا ہونا۔ اب اِن کے جواب سُنو۔ ویدانتی جگت کو نہ ہاں کہتے ہیں نہ نہیں کہتے ہیں۔ بلکہ دونوں سے ولکشن کہتے ہیں۔ اس لئے 'نہیں' کے متعلق تمہارا سوال غلط ہے وہ اِس کو متھیا ضرور کہتے ہیں۔ اگر متھیا کو تم نہیں کہہ رہے ہو تو اُس کی نسبت یوں سمجھو کہ متھیا اصل میں نام ہے 'اَست' اور 'اَنرت' کا۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو اپنی خاص ہستی نہ رکھتا ہو۔ بلکہ جس کی ہستی دوسرے سے لی گئی ہو اور اُسی کے آدھار پر ہو۔ 'متھ' کے معنی سنسکرت میں جوڑنے، مِلانے اور نقصان پہنچانے کے ہیں۔ یہ جگت ہے نہیں مگر کسی سے جوڑا یا ملایا گیا ہے۔ خواہ اُس میں مان لیا گیا ہے۔ یہ متھیا شبد کا ارتھ ہے۔ اور تم کو اس سمجھ کو لے کر تب سوال کرنا چاہئے۔ یہ ظاہری جگت ویسا ہی ہے جیسے سپنے کا نظارہ تمہارے سہارے ہوتا ہے۔ یہ ہم نہیں کہتے کہ سپنا نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ سپنا متھیا ہے اور اُس کی اپنی کوئی ہستی نہیں ہے اور اس لئے اُس کے خیال سے دکھی ہونا یا اُس پر توجہ اور خیال دینا فضول ہے بلکہ اُس کی طرف متوجہ ہونے کے عوض اپنے ہی سروپ کی طرف دھیان دینا چاہئے۔ جیسے تم اصلی چیز ہو اور ساتھ ہی ہلکی روشنی یا سامانیہ روشنی میں تم کو اپنا سایہ نظر آیا کرتا ہے۔ ویدانتی کہتے ہیں کہ یہ سایہ متھیا ہے۔ سایہ کو "نہیں" وہ نہیں کہتے۔

بھتیا ہی کہتے ہیں۔ جیسے بہ بچپن اور سایہ ہیں۔ ویسا ہی یہ جگت ہے۔ یہ اُن کے کہنے کا مطلب ہے۔ یہ تمہارے پہلے سوال کا جواب تھا۔ اب تم کہتے ہو کہ اس جگت کا بھرم کس کو ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جگت کا بھرم تم کو ہوا۔ ہم کو ہوا۔ خواہ جیو کو ہوا۔ جن میں جیو پنا ہے۔ اُن ہی کو یہ بھرم ہوتا ہے۔ اوروں کو نہیں ہوا اور نہ ہوتا ہے÷

سوال ۱۸۔ جیو کیا برہمہ نہیں ہے؟ ویدانتی جیو کو برہمہ کہتے ہیں۔ اس نظر سے اگر جیو کو بھرم ہوا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ برہمہ کو بھرم ہوا۔ اور برہمہ ناقص دوش والا اور با عیب بن گیا؛

جواب۔ تم نے بہت بڑی چھلانگ ماری۔ جیو اور برہمہ کی ایکتا کو تو لے دوڑے مگر اُس کی درشٹی کی طرف دھیان نہیں دیا جس درشٹی سے جیو اور برہمہ کی ایکتا کا نظارہ دکھایا جاتا ہے کسی کو کہا جائے۔ بغیر سنسکار اور ادھکار کے دو ایک معمولی ویدانت کے گرنتھ دیکھ لئے اور یا تو برہمہ گیانی ہو گئے یا لگے ویدانت کے چکر کے پہیوں میں اپنی ٹانگ اڑانے اور اُس کے سدّھانت کا کھنڈن کرنے! ویدانت حقیقت میں ادویت واد ہے۔ ادویت پکش میں جیو پنا کیسا؛ مگر یہ بھی تو سوچ لینا چاہئے کہ ویدانت کی غرض کیا ہے؛ جنگل نام ہے تمام قسم کے درختوں کے مجموعہ اور اُن کی مجموعی وحدت اور جمعیت کا لیکن کیا تم کسی آم یا جامن کے درخت کو جنگل کی مجموعی حیثیت سے الگ کر کے جنگل کہہ سکتے ہو؛ کبھی نہیں۔ درخت درخت ہے۔ اور جنگل جنگل ہی ہے۔ ہاں درخت کی ہستی جنگل کی ہستی کے تابع ہے اور وہ اُس سے جدا نہیں ہے اسی طرح جیو اور برہمہ کی حیثیت ہے۔ مجموعی کُلّی اور احدیت کا نام برہمہ ہے۔ علیحدگی، جزوی اور مغایرت کا نام جیو ہے۔ جس طرح خواب کا نظارہ خواب بین ہی کے سہارے ہُوا کرتا ہے۔ اُسی طرح جیو پنا ہونے کو تو برہمہ کے سہارے ہی ہے۔ اُس سے مختلف

نہیں ہے لیکن چونکہ معمولی آدمی تتو کے سمجھے ہوئے بغیر برہم اور جیو کو ایک سمجھ بیٹھتے ہیں وہ سخت غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ جیو اور برہم کے ایک ہونے میں تو شک نہیں ہے۔ کیونکہ خواب کے نظارے کبھی خواب بین کی ذات سے جدا نہیں ہیں۔ مگر جب نظر خواب پر ہے اور کوئی شخص اس خواب سے گہرا سمبندھ رکھتا ہوا اس کا ابھمانی ہے تو وہ اپنی اصلی ذات سے خیالی طور پر بہت دور جا پڑا ہے۔ اور اس کو سمجھانے پر بھی روپ سمجھ میں نہ آئے گا۔ تاوقتیکہ رفتہ رفتہ خواب کا بھرم دور نہ ہو جائے۔ یا آنکہ وہ جاگرت اوستھا میں نہ آ جائے۔ اس لئے یہ جگت کا بھرم برہم کو نہیں ہوتا۔ بلکہ جیو کو ہوتا ہے۔ اور یہ تم کو پہلے اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔

سوال ۱۹۔ یہ جزو اور کل کی مثال آپ نے خوب دی ہے۔ جو جز میں ہے۔ وہ کل میں ہوتا ہے اور جو کل میں ہے وہ جز میں ہوتا ہے۔ یہ مسلّمہ بات ہے۔ اگر جیو کو بھرم ہوا تو برہم کو کیوں بھرم نہ ہوگا! دونوں آخر ہیں تو ایک ہی ذات؛

جواب۔ ظاہرا سننے میں تو یہ دلیل کانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور عقل بھی اس کو صحیح تسلیم کرتی ہے۔ سمندر کا کھارا پن اس کی ایک ایک بوند میں اور ایک ایک بوند کا کھارا پن سمندر میں رہتا ہے۔ لیکن یہاں یہ بات نہیں ہے۔ یہاں صرف بھرم کا سوال ہے۔ پہلے تم کو یہ سوچنا چاہیئے تھا کہ یہ بھرم کیا چیز ہے! بھرم سنسکرت میں کہتے ہیں ارد گرد گھومنے کو۔ یہ ارد گرد گھومنا دھوکا ہے۔ جز تو کسی نہ کسی کے گرد گھوم سکتا ہے۔ اپنا یا دوسرے کا خیال کر سکتا ہے مگر کل کس کے گرد چکر لگائے گا۔ اور کس کا خیال کرے گا! کل میں دویت پنا اور سنگ پنا نہیں ہے مگر جز میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں۔ کل ادویت اور ذات واحد اور ذات مطلق ہے اس کا شریک کون ہے۔ اور اس کا ساتھی کون ہو سکتا ہے! سمندر کی بوند یا لہروں کی حرکت میں تم کو ہر جگہ دوپنا نظر آئے گا۔ لیکن سمندر میں دوپنے کا نام و نشان نہیں ہے۔

اس لئے یہ اعتراض تمہارا غلط ہے *

سوال ۲۰۔ یہ صحیح ہے اور صحیح معلوم ہوتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا سچ مچ یہ جگت اور جگت کا بھرم برہمہ میں نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے۔ تو پھر اس کا امکان کیسے ہو سکتا ہے! کیونکہ اُس حالت میں برہمہ کے سوا بھی کسی اور کی ہستی ثابت ہو جائیگی اور اُس کے ادّویت پد کے بھاؤ کو دھکا لگے گا *

جواب۔ ہاں۔ اب تم ٹھکانے آئے ہو۔ جگت اور جگت کا بھرم برہمہ میں ہے یہ صحیح ہے۔ اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا مگر ہاں جگت اور جگت کا بھرم برہمہ کو نہیں ہے۔ یہ کئی معنی میں کہا جا سکتا ہے اور وہ بھی نسبتی ہی پہلو ہو گا۔ برہمہ کو بھرم اس وجہ سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایک ہے دو نہیں ہے جب دو ہوتے ہیں تب ہی ایک کو دوسرے کا بھرم ہو سکتا ہے۔ اور برہمہ میں بھرم ہے کیونکہ بھرم اُس کے آدھار پر ہے۔ اور جیوں کو ہوا کرتا ہے۔ برہمہ کہتے ہیں ست کو۔ ست نام ہے ہستی کا۔ اس ست اور ہستی کی اصطلاح میں ہر قسم کی ہستیوں کا امکان ہو سکتا ہے خواہ وہ کسی قسم کی کیوں نہ ہوں۔ اِس لئے جیو اور جیوں کا بھرم برہمہ کی ہستی کے سہارے ہے اور اُسی کے آسرے رہتا ہے *

سوال ۲۱۔ تب آخر یہ بھرم کیسے ہُوا تو سہی؟ چاہے وہ فرضی اور کلپت ہی کیوں نہ ہو۔ مگر برہمہ کا وردھ تو ہو گیا۔ اور اُس کا ادّویت پنا جاتا رہا؟

جواب۔ یہ تمہارا کہنا ہی کہنا ہے۔ اب تک بھی تم نے اصلیت کو نہیں سمجھا۔ جس طرح سورج کے کرن میں جل کا بھرم ہوتا ہے۔ اور یہ بھرم روپی جل کرن سے جُدا نہیں۔ اور کرن سورج سے جُدا نہیں ہے۔ اِسی طرح درشٹی کے گہرے ہونے اور سار گرہن کرنے والی بن جانے سے پھر یہ بھرم بھی برہمہ سے مختلف اور جُدا نہیں پرتیت ہوتا۔ سپنا سپنے کے وقت بھی سپنا دیکھنے والے سے مختلف نہیں ہوتا گو اُس وقت

وہ بھرم کی وجہ سے مختلف بھاستا ہوا ترتیت ہوتا ہے۔ اسی طرح برہمہ اور جگت کا حال ہے۔ کہنے کے لیئے اُن کو بھِن بھِن کہہ لو۔ مگر حقیقت میں وہ جُدا نہیں ہیں۔

۶۔ ایک اور انیک

سوال ۲۲۔ اگر برہم سچ مچ ایک ہے۔ تو پھر وہ انیک سے کیسے ہو جاتا ہے۔ خواہ انیک روپ سے کس طرح بھاسنے لگتا ہے؟

جواب۔ برہمہ نام ہے ست کا۔ ست ہستی کو کہتے ہیں۔ جتنی ہستی یا ہستیوں کے مدارت کہ تمہاری سمجھ میں آئیں یا آتی ہیں۔ وہ سب ایک ست ہیں ہیں۔ ست جملہ ہستیوں خواہ 'ہے' پنے کی مجموعی حیثیت کا نام ہے۔ اسی طرح برہم نام ہے چیت کا۔ چیت چیتن کو کہتے ہیں۔ جتنے علمی اعقلی مدارج کی تقسیم و تفرلق کا دل میں خیال آتا یا آسکتا ہے۔ اُن تمام چیتنوں کی مجموعی حیثیت کو چیت کہتے ہیں۔ اسی طرح برہمہ نام ہے آنند کا۔ آنند خوشی سرور لذت یا سُکھ کو کہتے ہیں۔ جس قدر مزے خوشی اور لطف کی باتوں کا تم اندازہ لگا سکتے ہو۔ اُن سب کی مجموعی حیثیت کو آنند کہتے ہیں۔ ہم نے برہمہ کے تین نام تم کو بتا دیئے۔ اِن تینوں کے ایک ایک نام پر اگر غور کرو تو اُن کے اندر ایک اور انیک دونوں طرح کے خیالوں کا سامان دکھائی دیگا۔ اِسی طرح تم اور ناموں پر بھی وچار کر سکتے ہو۔ کثرت اور وحدت یہ دونوں ذاتِ حقیقی کی شانیں ہیں۔ جہاں کثرت کا خیال ہوگا۔ وہاں ہی وحدت کے خیال کا امکان ہے اور علیٰ ہذا القیاس۔ اور یہی سبب ہے کہ جب نگاہ کثرت کی طرف سے وحدت کی طرف جا کر ذاتِ مطلق کی جانب رجوع ہوتی ہے تو وحدت اور کثرت دونوں کا پتہ نہیں رہتا۔ ہاں صرف ذات ہی ذات رہ جاتی ہے۔ اِس لئے تم یوں سمجھو کہ ایک اور انیک دونوں لازم ملزوم ہیں اور باہمی نسبتی تعلقات رکھتے ہیں۔ جب ایک ہوگا تو پھر دو کیوں نہ ہوگا۔ دو اگر نہ ہوں تو ایک کی تمیز کیسے آئیگی۔ اسی طرح تمام نسبتی مدارج کی کیفیت ہے۔

سوال ۲۳۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک اور انیک ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اصل سوال یوں ہے کہ جب برہمہ کے سوا اور کسی کی ہستی نہیں ہے تو پھر یہ اور ہستیاں کیوں اور کیسے پیدا ہو جاتی ہیں؟

جواب۔ لفظ ہستی بطور خود جامع ہے اور مختلف المراد ہے۔ جب تم کسی ایک ہستی کو مان لیتے ہو تو اور ہستیوں کے ماننے کا امکان خود اس کے اندر رہیگا۔ اُن سے چھٹکارا کب ہے۔ جب برہمہ مانا گیا۔ تو برہمہ کی سرشٹی بھی لازمی ہے۔ نہ مانو تو کہیں کچھ نہیں۔ جو کچھ ہے وہ ماننا ہی تو ہے۔ یہ ایک اور انیک اصل میں تمہاری اپنی درشٹی کے آدھار پر ہیں۔

سوال ۲۴۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کس طرح ہو جاتا ہے؟

جواب۔ اس کا جواب ایک مرتبہ دیا جا چکا ہے۔ اب پھر اسی کا اعادہ کرتے ہیں۔ یہ رچنا یا ایک اور انیک کے اظہار کا مشاہدہ بالکل اسی طرح ہوتا ہے جیسے خواب کے مناظر خواب بیں کے سہارے یا اس کی نگاہ کے آسرے ہوتے ہیں۔ جب تک خواب دیکھنے کی نگاہ نہیں ہے۔ تب تک سوشپتی یا عالم استغراق ہے۔ اور جہاں نگاہ آگئی۔ پھر خواب کے تانے خود بخود بکھرنے لگتے ہیں۔

سوال ۲۵۔ جب نگاہ نہیں رہتی تو وہ کہاں سے آجاتی ہے؟

جواب۔ تم بہت جلد بھول گئے۔ ابھی ہم نے تم کو بتایا ہے کہ برہمہ ست ہے اور ست میں ہر بات کا امکان ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے ہوگا یا ہوا تھا سب اسی میں اور اسی کے آسرے رہتے ہیں۔

سوال ۲۶۔ اس ایک بات کو ذرا مثال سے واضح کر دیجئے۔ تاکہ میرے ذہن نشین ہو جائے؟

جواب۔ یوں سمجھو۔ ایک عظیم الشان گیان کا سمندر ہے جس میں فردیت اور

شخصیت نہیں ہے۔ اور چونکہ نہ کوئی اُس کا ثانی ہے۔ اور نہ اُس جیسا ہے۔ اِس لئے اُس کو نہ ایک کہا جا سکتا ہے نہ دو کہا جا سکتا ہے۔ وہ لہراتا رہتا ہے۔ اور اُس کی لہروں کے سلسلہ میں جھاگ، بوُند وغیرہ کا امکان ہے۔ جب جیوں کی نظر اِن کثرت کے سامان پر پڑی۔ وہ بُدھی سے اُن کا حساب لگانے لگ جاتے ہیں۔ اور پھر یہ جگت بھاسنے لگتا ہے۔ حقیقت میں اسی اٹپٹی حساب کتاب کا نام جگت ہے۔ اور یہ صرف جیوں کے اہنکار کے سہارے ہے۔ اگر اہنکار کی طرف سے بے توجہی ہو تو پھر اُس گیان سمندر کے سوا اور کیا ہوگا۔ یا اور کیا ہے؟

سوال ۲۷۔ یہ اہنکار کہاں سے آجاتا ہے؟

جواب۔ اس کا اظہار عالمِ امکان سے ہوتا ہے۔ جب برہم کو ست مانا گیا اور وہ ست ٹھہرا۔ تو پھر اُس کے سہارے ہر شے کا ظاہر ہونا ممکنات سے ہے۔ یہ تم کو بتادیا گیا ہے۔

سوال ۲۸۔ اگر برہم ست ہے اور عالمِ امکان ہے تو پھر اہنکار پر کیا مخصوص ہے۔ اور بھی جتنے مظاہر اُس سے ظاہر ہوں گے وہ سب کے سب ست ہی ٹھہریں گے اور یہ اہنکار بھی برہم ہی ہوگا؟

جواب۔ پھر اس میں شک ہی کیا ہے۔ جس وقت نظر برہم پد کی طرف چلی جاتی ہے۔ تب سوائے ست پد کے اور کچھ بھی نہیں بھاستا۔ اُس وقت اُس کو ست بھی نہیں کہتے۔ جو ہے۔ وہ ہے۔ وہ تمام نسبتی تعلقات سے پرے ہے۔

سوال ۲۹۔ مگر ویدانتی جگت کو است کہتے ہیں۔ اب یہ ست کیسے ہو گیا؟

جواب۔ نہ کوئی شے اصل میں ست ہے اور نہ است ہے۔ جو ہے وہ ہے ست است کا کہنا صرف نسبتی نقطۂ نگاہ سے ہے جیسے جاگرت کی نظر سے سپن

است کہا جاتا ہے۔ مگر اصل میں جیسا سپن ہے ویسا ہی جاگرت ہے۔ دونوں کی ہستی
نسبتی ہے۔ بالکل اسی طرح تمہارے سمجھانے بجھانے کی غرض سے ست است،
ایک اور انیک۔ اور برہمہ اور مایا کے نسبتی تعلقات قائم کرکے بات چیت کے بیوہار
کا سلسلہ چلایا گیا ہے۔ ورنہ اصل میں ذات مطلق اور واجب الوجود کے سوا اور
کیا ہے اور کیا ہو سکتا ہے۔

(۲) یوگابھیاس

سوال ۳۰۳۔ (لالہ شیوچند صاحب اجمیر) من کس طرح قابو میں کیا جاوے؟
جواب۔ پہلے من کے روپ کے جاننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ من اُس کو
کہتے ہیں جس میں منن یعنی سوچنے کی شکتی ہو۔ جب اسقدر بات سمجھ آگئی۔ تو سوچنا چاہیئے
کہ اب کسی قدر من کا روپ جان لیا گیا۔ اس منن سوچنے یا خیال کی پھرنا کے روک
دینے سے یہ من قابو میں آجائے گا۔ گھوڑا سوبھاؤ کا چنچل ہوتا ہے۔ آگے پیچھے دولتیاں
پھینکا کرتا ہے۔ اگاڑی پچھاڑی لگا دو۔ اب وہ حرکت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح من کی
پھُرنا کو آہستہ آہستہ روکنے کی کوشش کرو۔ یہ ٹھہر جائے گا۔ یہ کام جلدی کا
نہیں ہے۔ ابھیاس اور مشاقی چاہتا ہے۔ اس کے پیچھے پڑ جائیے۔ اور کبھی
نہ کبھی یہ ہاتھ آ ہی جائے گا۔

سوال ۳۱۱۔ (بابو چاند بہادر صاحب ماتھر جہلم و لالہ سندرداس صاحب چمبہ) (۱)
من کے ستھر کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے۔ (۲) سہل ترکیب کیا ہے۔ کہ من
ابھیاس میں لگے؟
جواب۔ تین باتیں ہیں۔ جن کی وجہ سے اس من میں زیادہ حرکت پیدا ہوتی ہے

(۱) دیکھنا (۲) سُننا (۳) بولنا۔ اگر ان کو قابو میں کر سکو۔ تو من کے چھوب کو بھی قابو میں کر لو گے۔ لیکن سنسار کا بیوہار کرتے ہوئے ان کا روکنا غیر ممکن ہے۔ اس لئے جہاں تم اٹھارہ خواہ بیس بائیس گھنٹے ہر روز دُنیا کا کام کرتے ہو۔ کم از کم روزانہ دو گھنٹے اسی قسم کے ابھیاس کو دل دو۔ جہاں باہری جگت کے کام تمہاری توجہ کے زیادہ مستحق ہیں۔ دو گھنٹے اندرونی جگت کے کام کے لئے حوالہ کرو۔ اور باہر مُکھی ورتی کو اندر مُکھی کرنے کا سادھن کرو۔ "چشم بند و گوش بند و لب بہ بند ۔ گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند"۔ آنکھ، کان اور لب کا روکنا تین خاموشیاں یا تین طرح کے بند کہلاتے ہیں۔ کسی عامل سے اندرونی ابھیاس سیکھ کر آنکھوں کی پتلیوں کے اُلٹانے کا جتن جان لو۔ اور اندر میں توجہ کا مرکز بنا کر وہاں بزرگوں کی زبان سے مالک کا نام لو۔ یہ لب کا روکنا ہے۔ اندر روحانی مشاہدہ دیکھو۔ یہ خارجی عالم سے آنکھوں کو بند کرنا اور اندر کی طرف کھولنا ہے اور اندر میں تم کو روحانی آوازیں سنائی دیں گی۔ جو انحد بانی کہلاتی ہیں۔ اُن کو سُنو۔ یہ کانوں کا باہر سے بند کرنا اور اندر کی طرف کھولنا ہے۔ ان کا ایک ساتھ ابھیاس کرو۔ تاکہ من کی پھُرنا باہر کی طرف نہ جانے پائے اور آہستہ آہستہ من خود مستقر ہوتا جائے گا۔ اگر اس میں کچھ دقت محسوس ہو۔ تو کسی واقفکار اور باخبر آدمی کی کچھ دنوں صحبت اختیار کرو اور اُس کے بچنوں کو سُن کر شروَن، منن اور ندھیاسن کا عمل جاری رکھو۔ پھر یہ ابھیاس بننے لگے گا۔ ست سنگ ظاہری اور باطنی من کے روکنے کے لئے ضروری ہیں ؛

سوال ۴۲۔ (منشی رتن لال صاحب چاند پور) سُرت شبد یوگ کلپدرم کے مطالعے سے ابھیاس کی ترکیب سمجھ میں نہیں آئی۔ اُس کی وضاحت ضروری ہے ؛

جواب۔ کتابیں صرف ردگار ہوتی ہیں۔ یہ علم یا اُستاد کا کام نہیں دے سکتیں۔ اس لئے کسی عالم کی کچھ دنوں صحبت اختیار کیجئے ؛

سوال ۳۳۔ روشن پورہ دہلی) اشٹانگ پرانا یام اور سُرت شبد یوگ سے کیا ایک ہی طرح کے فائدے حاصل ہوتے ہیں؟"

جواب۔ ہاں۔ یوگ دراصل ایک طرح کا تو نہیں ہے۔ یوگ کی ہزاروں اور لاکھوں قسمیں ہو سکتی ہیں۔ یوگ سنسکرت لفظ 'یُگ' سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ملنے کے ہیں۔ کسی شئے سے اس قسم کا باطنی تعلق پیدا کر لینا کہ وہ شے دل کی کشش یا توجہ کا مرکز بن جائے۔ اور دل عمل تصوّر کی وجہ سے اسی کا روپ ہو جائے۔ ملنا کہلاتا ہے۔ اس طرح ملنے سے چت کی پرتیوں کا بالکل نِرودھ ہو جائے گا۔ اور چت کی ورتیوں کے ستھر ہونے ہی کا نام یوگ ہے۔ من کے ٹھہرانے کی بہت سی ترکیبیں ہیں۔ ان میں سے کئی ہٹھ یوگ اور کئی راج یوگ ہیں۔ راج یوگ میں پرانا یام مکھیہ ہے۔ مگر اس کے سکھانے والے نہیں ملتے۔ اور کتابوں سے ابھیاس کی بدھی ہاتھ نہیں آتی۔ اور وہ راج یوگ کہلاتا ہوا بھی کٹھن ہے۔ کسی زمانہ میں اس کا سادھن اس وقت کی ضرورتوں کے موافق تھا۔ اب مشکل ہے۔ اس زمانہ کا سب سے آسان اور مفید تر راج یوگ شبد ابھیاس ہے۔ اسی کو صوفی سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ اس میں نہ بیماری کا ڈر، نہ دل کے خراب ہونے کا خطرہ۔ نہ عقل کے زائل ہونے کا خدشہ ہے۔ اور بات بھی بہت ہی سہل ہے۔ صرف اندر میں شبد سنتے ہوئے اسی کو دل دینا ہے۔ یہ تم باہری جگت میں بھی کرتے ہو۔ سارنگی اور ستار کی دھن سن کر دل کیسا لگ جاتا ہے۔ اندر کی آواز ان سے بھی زیادہ سُریلی ہے۔ وہ اور بھی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اور اندرونی رس یا لذت ملنے سے دل ایکاگر ہونے لگتا ہے۔ اور انتر میں رس بھی ملتا ہے۔ یہ ہر شخص ذرا سوچنے سے بھی سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے سُرت شبد یوگ سے بہتر یوگ اس زمانہ میں کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھو یہ نیا طریقہ ہے۔ یہ پرانے زمانہ سے چلا آیا ہے۔ اُپنشدوں

میں اس کا بیان آتا ہے۔ اور مہرشی پتنجلی کے یوگ سوتر تک سے پتہ چلتا ہے۔ اگر ابھیاس کرنا ہو تو یہ طریقہ ہے۔

اب رہا اشٹانگ یعنی پرانایام یوگ کے آٹھ مرحلے۔ وہ اِس میں بھی موجود ہیں۔ پرانایام کے آٹھ مرحلے۔ یم۔ نیم۔ آسن۔ پرانایام۔ پرتیاہار۔ دھارنا۔ دھیان سمادھی ہیں۔ ان کی تشریح سُنو۔ دل سے غلط اور راست خیال کو نکال دینا یم ہے۔ دل میں صحیح اور درست کے خیال کا ابھرنا نیم ہے۔ یہ دونوں ابتدائی منزلیں ہیں۔ جب تک کسی طریق کی نسبت مُبہم اور غیر صحیح خیالات کو دل سے دُور کر اصلیت کے سمجھنے جاننے اور اختیار کرنے کی کوشش نہ کی جائے گی تب تک آئندہ مرحلے کیسے طے ہونگے تیسرا مرحلہ آسن دونوں میں عام ہیں۔ یہاں پرانایام کا سادھن سانس روک کر ریچک پورک اور کمبھک کی شکل میں کیا جاتا ہے۔ وہاں شبد یوگ میں بلا سانس روکے ہوئے شبد کا شرون کیا جاتا ہے۔ اُسی کے سلسلہ میں تینوں باتیں خود بخود آجاتی ہیں۔ یہ شبد پران کی جان ہے۔ پرتیاہار کہتے ہیں من کو بار بار مجبور کر کے مرکز پر قائم کرنا۔ تاکہ اُس میں دھارنا یعنی دھارن کرنے کی شکتی آجائے۔ دھارنا اُس کو کہتے ہیں۔ جب من اندرونی مرکز پر کچھ دیر کے لئے جمنے لگے اور جس شے کا تصور اندر میں کیا جا رہا ہے۔ وہ نظر آنے لگے۔ اس کا من کے ایکاگر ہونے پر دیکھنا اور اُس سے مل کر کسی حد تک ایک ہو رہنا دھیان ہے۔ اور اسی دھیان کے گھنے پن کا نام سمادھی ہے۔ اس مشابہت سے بہ آسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ چاہے جس قسم کا یوگ ہو اس میں یہ آٹھ مرحلے ضروری رہیں گے۔

یہاں ایک بات بتا دینی ہے۔ مگر اُس کا تعلق صرف ابھیاسیوں ہی سے ہے۔ دوسرے لوگ اس کو کم سمجھ سکیں گے۔ اور وہ یہ ہے کہ دھارنا۔ دھیان

اور سمادھی میں زیادہ تر درشٹی سادھن ہی سے ہو سکتے ہیں۔ اور سُرت شبد یوگ میں وہ بھی ایک انگ ہے۔ پس جس کا جی چاہے۔ وہ اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کے بعد ابھیاس میں لگ جائے۔ اور اُس کا تجربہ کر دیکھے۔ یوگ صرف علمی مضمون نہیں ہے۔ یہ زیادہ تر عملی شغل ہے۔ اس میں ذاتی تجربہ کرنے ہی کی ضرورت نہیں۔

سوال ۳۴۔ (از مسٹر ہنمنت ریڈی وکیل حیدر آباد) پران وایو کس قسم کے ابھیاس سے کھشمنا میں پہنچتا ہے اور اُس سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

جواب۔ پرانایام کرنے سے پران وایو کھشمنا میں داخل ہوتا ہے۔ اُس ابھیاس سے کُنڈلنی جاگتی ہے۔ اور دلی طاقت جو حالتِ مجہولیت میں پڑی رہتی ہے اُبھر کھڑی ہوتی ہے اور ابھیاسی یا تو سدھی شکتی والا ہو جاتا ہے یا اگر اِدھر نہ متوجہ ہُوا تو وہ گیانی ہو جاتا ہے اور مُکت پد کا بھاگی بنتا ہے۔

سوال ۳۵۔ (از مسافر شام نراین صاحب بھٹنگ) انسان دُنیا میں رہ کر کس طرح سچائی کا دلدادہ رہ سکتا ہے؟

جواب۔ سوال مُبہم ہے۔ اگر اِس کی شکل یوں ہوتی۔ کہ "باوجود دُنیاوی جھگڑوں بکھیڑوں کے بھی انسان کیسے سچائی کی طرف مائل ہو"؟ تو زیادہ موزوں ہوتا۔ اور ہم اسی نقطہ نگاہ سے جواب دیتے ہیں۔ دُنیا میں ہزار تردّدات ہوں۔ مگر تمام انسان پھر بھی سچائی کے دلدادہ ہیں۔ ہاں اُن کو سچائی کی سمجھ نہیں ہے۔ یا کم ہے۔ اس لئے اُلجھن میں پڑے ہیں۔ سچائی تو خود انسان کی ذات ہے وہ اُس سے ایک دم کے لئے بھی جُدا نہیں ہو سکتا۔ سچائی کیا ہے؟ ست چت آنند کا نام سچائی ہے۔ ست کہتے ہیں ہستی اور زندگی کو۔ چت کہتے ہیں عقل اور علم کو۔ آنند کہتے ہیں سُکھ اور خوشی کو۔ اور یہ تینوں انسان کی ذات اور اُس کے

رُوپ ہی ہیں - سوچئے تو سہی - کون شخص ہے جو زندگی، گیان اور خوشی کا خواہشمند نہیں ہے ؛ ایسا آدمی دُنیا میں ایک بھی تو نہ ہوگا - اور اس لئے ہر شخص اِسی تین رُوپ والی سچائی کا متلاشی اور خواستگار ہے - اور دُنیاوی تردّدات میں بھی اُن کا خیال نہیں چھوڑتا - بلکہ دُنیاوی تردّدات خود اس ہی کے حاصل کرنے کے سادھن ہیں - ذرا اس کو سمجھ لینا ہے اور بس - انسان خود سچائی ہے اس لئے سچائی کا خواستگار ہے - جیسے مچھلی پانی کا رُوپ بنی ہوئی پانی ہی کی خواہاں رہتی ہے ؛

سوال ۳۶ - (از پنڈت دیبی دیال صاحب مُرادنگر) میرا اُدھار اسی جنم میں ہوگا - یا کئی جنم لیں گے ؛

جواب - "ایک جنم گُرو بھگتی کر جنم دوسرے نام - جنم تیسرے مُکتی پد چوتھے میں نج دھام" ایک میں چار اور چاروں کا ایک میں ہونا بھی ممکن ہے - ذرا پرمارتھ کے شوق کو بڑھانا اور دل کا ادھر لگانا مطلوب ہے ؛

سوال ۳۷ - (لالہ گوپال داس صاحب فتحگڈھ) باوجود عمل کے کسی مقام کا اب تک ساکشاتکار نہیں ہُوا - کیا کسر ہے ؛

جواب - چیت ایکاگر نہیں ہوتا - اور من بے فائدہ سنکلپ اُٹھاتا رہتا ہے - ایسی حالت میں مقامات کا ساکشاتکار ہونا مشکل ہے - من کو قابو میں کرو - تب یہ حالت نصیب ہوگی ؛

سوال ۳۸ - (لالہ جسونت رائے صاحب ہاپوڑ) موجودہ زندگی کس طرح شانتی سے بسر ہو اور موہ میانہ بیاپے ؛

جواب - من کے سادھ لینے سے یہ بات ممکن ہے - آل اولاد اور دُنیا کی محبت کم کرتے چلو - جو کچھ ہوتا ہے - اُس کو مالک کی موج سمجھو اور راضی برضا رہو

صبح شام بندگی کرتے رہو۔ اس طرح کے روزانہ ابھیاس سے من میں خود بخود یہ وصف آنے لگیں گے ؛

سوال ۳۹ ۔ (لالہ ملاوا رام صاحب پشاور) ابھیاس کے وقت کبھی کبھی شبد کے ساتھ سُرت بہت اُونچے چڑھ جاتی ہے۔ اور آنند آتا ہے۔ مگر جلد ہی اُتر آتی ہے اور وہ حالت پھر نہیں رہتی۔ اس کا کیا باعث ہے ؟

جواب ۔ جب شبد سُنتے وقت سُرت اُوپر چڑھے تو دل سے اس خواہش کو نکال دو۔ کہ ہم چیتنا کے ساتھ اندرونی نظارہ دیکھیں۔ اس خواہش کے دِل میں آتے ہی دھار نیچے اُتر آئے گی۔ بلکہ جو رُوحانی حالت نظر آوے۔ اُسی میں دِرڑھ اور ستھر ہونے کا جتن کرو۔ تب ایسا نہ ہوگا ؛

سوال ۴۰ ۔ (اَنرلائے صاحب کشوری لال صاحب جموں) جیو کو کب معلوم ہونے لگتا ہے کہ من کے پردے پھٹنے شروع ہو گئے ہیں ؟

جواب ۔ جس وقت شبد کا رس آنے لگے۔ من رُوحانی نظاروں کو اپنے اندر دیکھ کر ٹھہرنے لگے۔ اُس وقت سمجھ لیجئے کہ ابھیاس کا کچھ نتیجہ ہونے لگا ہے اور من کے پردوں کا پھٹنا شروع ہو گیا ہے ؛

سوال ۴۱ ۔ (لالہ چیتن دت صاحب بی۔اے لاہور) کیا یہ شعر بلا مبالغہ صحیح ہے ۔ ہمنشینی ساعتے با اولیا ، بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا ؛

جواب ۔ ہاں صحیح ہے۔ عبادت جو کی جاتی ہے۔ خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ اصلی روحانیت سے خالی رہتی ہے اور اُس میں پھر بھی انانیت اور غرور کے پیدا ہونے کا خوف رہیگا۔ لیکن اگر کسی سچے صاحبِ دل کی صحبت میسر آجائے تو دِل اور آنکھ دونوں اُس کو اپنی توجہ کا مرکز بنا لیں گے۔ اور باطنی طور پر اُس کا لطیف اثر دِل میں سرایت کر جائے گا۔ اور وہ بہ آسانی ایسی لطیف حالت کا

وارث اور حقدار ہوتا جائے گا۔ جو عبادت سے بہ مشکل اُمید کی جاسکتی ہے جس طرح آگ سے گرمی اور پانی سے نمی خارج ہوتی رہتی ہے۔ ویسے ہی صاحبدل کے جسم سے پاک دھاریں نکلتی اور پاس بیٹھنے والوں کے اندر سماتی رہتی ہیں۔ اور اگر اس پُرس کے بچن توجہ کے ساتھ سُنے جائیں۔ اور اُن کو دِل میں داخل ہونے کا موقع دیا جائے۔ تو پھر کیا کہنا ہے! خربزہ کو دیکھ کر خربزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اسی طرح مرد کامل کی صحبت اپنا اثر پیدا کئے رہتی ہے سے صحبتِ مرداں ترا مرداں کُند + نار خنداں باغ را خنداں کُند +

سوال ۴۲ہ۔ (از لالہ نوندہ رائے صاحب جہانگیر پور) آنکھوں کی پتلیوں کو دھیان کے وقت کیسے اُلٹایا جاسکتا ہے؟

جواب۔ جیسے سکتے یا بیہوشی میں آنکھیں اوپر کی طرف اُلٹ جاتی ہیں۔ یا مرتے وقت چندر این لگتا ہے۔ ویسے ہی یہ درشٹی سادھن کیا جاتا ہے کسی ابھیاسی کو پتلی اُلٹتے ہوئے دیکھ لیجئے۔ سمجھ میں آجائے گا +

سوال ۴۳ہ۔ (از پنڈت پربھو لال صاحب بھار گو سرمورا) ابھیاس کے وقت بہت سی صُورتیں جو نظر آتی ہیں۔ اُن کا کیا سبب ہے؟

جواب۔ مُبہم سوال کا جواب دینا سخت مشکل ہوتا ہے۔ اس سوال کے دو پہلو ہیں۔ اوّل تو ابھیاسی کو دھیان کرتے وقت بہت سی صُورتیں نظر آئیں۔ اور دھیان میں وگھن ڈال دیتی ہیں۔ یہ اُس کے من، بچن، کرم کی سنسکاری صُورتیں ہیں۔ اور جب تک کرم کا وگدہ نہ ہوگا۔ یہ دُکھدائی بنی رہیں گی۔ دوسرے جو رُوحانی مناظر یا روحانی صُورتیں ابھیاسی کو دکھائی دیتی ہیں۔ وہ اُس رُوحانی طبقہ یا روحانی مقام سے مخصوص ہیں۔ اور اُن کو تو نظر آنا ہی ہے +

سوال ۴۴ہ۔ (از لالہ رام لال صاحب ورما کھجوریا) کیا ایک جسم میں کئی آتمائیں

رہ سکتی ہیں؟

جواب۔ بے شک آپ اپنے ہی جسم کو دیکھئے۔ اُس کے اندر آپ بھی رہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی بیشمار جیو جنتو کیڑوں کی صُورتوں میں موجود ہیں۔ یہ سب بھی تو آتما ہی ہیں۔ لیکن آپ کا سوال یہ نہیں ہے۔ آپ یہ جاننا چاہتے ہیں۔ کہ آیا انسان کی طرح کی مختلف آتمائیں کسی ایک شریر میں رہتی یا رہ سکتی ہیں یا نہیں؟ اور ہم اِس کا جواب بھی اثبات میں دیتے ہیں مگر یہ حالت کمتر ہوتی ہے۔ کیونکہ جو آتما بلی اور طاقت کے لحاظ سے بلوان ہوتی ہے وہی زیادہ تر اپنا ظہور کرتی ہے۔ اوروں کو یہ موقع مشکل سے ہاتھ آتا ہے۔ ابھی تک لوگوں کو آتما کی سچی سمجھ نہیں آئی۔ اِس لئے ایسے سوال زیادہ تر پیش کئے جاتے ہیں۔ کیچوے کو دیکھئے۔ اُس کے جسم کے جتنے ٹکڑے آپ کر دیں۔ اُتنے ہی کیچوے بنتے جائیں گے اور کھائی کر بڑھتے رہیں گے۔ کیا اِس سے ایک جسم میں کئی آتماؤں کے رہنے کا قیاس نہیں کیا جا سکتا ہم کو یاد ہے۔ وگیانی کے کسی نمبر میں اِس مضمون کے متعلق لبیط آرٹیکل آیا ہے۔ اُس کو بغور ملاحظہ کیجئے۔

سوال ۵۴۔ راز لالہ کرپا رام صاحب خانکے) آپ ایشور کے نام اور رُوپ کو متھیا کہتے ہیں۔ لیکن بھگتوں کو صرف نام اور رُوپ ہی کی ضرورت ہے ان کے بغیر مُکتی کیسے ہو گی؟

جواب۔ اگر ضرورت ہے تو پھر منع کس نے کیا ہے؟ نام اور رُوپ کے جگت میں رہ کر بغیر نام رُوپ کی مدد کے واقعی کام نہیں ہو سکتا۔ نام اور رُوپ کو متھیا صرف پرمارتھ اور ذاتِ حقیقی کی نظر سے کہا جاتا ہے۔ ابھی وہ منزل دُور ہے۔ جب آ جائے گی۔ تب نام اور رُوپ حقیقت میں متھیا ہی پرتیت ہونے لگیں گے اور نام رُوپ کے متھیا پرتیت ہو جانے کا ہی نام مُکتی ہے سو جو کوئی اتنے اونچے چڑھے رنگ رُوپ

دیکھا سے ڈرے ؟ (ست پُرش رادھا سوامی) سے جاپ مُرے اجپا مرے انحد بھی مر جائے۔ سُرت سمانی شبد میں تاہی کال نہیں کھائے۔ (پرم سنت کبیر صاحب)

سوال ۴۶۔ (از جناب شیو راجہ صاحب حیدرآباد) پرکایا پرویش کس طرح حاصل ہوگا۔ اس کا سادھن بصراحت ہونا چاہیئے ؟

جواب۔ ہم نے یہ عمل سیکھا اور نہ اُس کو جانتے ہیں۔ اس لئے جواب دینے سے مجبوری ہے۔ اور اگر جانتے بھی ہوتے۔ تب بھی شاید جواب نہ دیتے +

سوال ۴۷۔ (از پنڈت ہری چند صاحب بالی بلوچستان) جب میں سمرن کو بیٹھتا ہوں۔ کرم مجسم ہو کر سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اِن سے کب چھٹکارا ہوگا ؟

جواب۔ دل کو کسی جُوگ کے کام میں لگائے رہیئے۔ ابھیاس خود کرموں کے سنسکاروں کو وگدھ کر دے گا۔ اُس وقت آپ کو اِن سے نجات ہو جائے گی +

سوال ۴۸۔ (از کنور بھوپ سنگھ اور کنور بہار سنگھ صاحبان بھوبم) کیا پراربدھ صحیح ہے۔ اور آئندہ نشکام کرم کرنے سے بھی پراربدھ بنے گی ؟

جواب۔ پراربدھ صحیح ہے۔ اس کو ضرور ہی بھوگنا پڑے گا۔ نشکام کرم میں چونکہ پھل کی اچھیا نہیں ہوتی۔ اس لئے آئندہ اِن سے پراربدھ کرم نہ بنیں گے +

۳۔ سنت مت یا رادھا سوامی مت کے متعلق سوال و جواب

سوال ۴۹۔ (از ماسٹر شام جی رائے صاحب بی اے دہلی) سنت مت کن باتوں میں ویدانت یا بُدھ دھرم سے افضل ہے ؟

جواب۔ کسی مت یا مذہب کا دوسرے کیساتھ مقابلہ کرنا اچھا نہیں ہے اسی طرح کسی دوسرے رنگوں کے متعلق بڑائی یا چھوٹائی کے کلمے استعمال کرنا مناسب نہیں

آپ یوں سمجھئے کہ جس شخص کا جو اشٹ ہے۔ وہ اُس اشٹ کو نظرتاً سب سے بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ وہی اس کی معراج ہوتا ہے۔ مگر ساتھ ہی وہ کسی اور کے اشٹ کی توہین نہیں کرتا۔ ہر سعادتمند فرزند کی نگاہ میں اُس کی ماں بہتر اور افضل ہے۔ سنت مت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ وہ سب سے زیادہ سہل سب سے زیادہ عملی اور سب سے زیادہ مریادا کو قائم رکھکر کام کرانے والا طریق ہے۔ ویدانت کی اصلی سمجھ نہ رکھنے والے ویدانتی خواہ مخواہ بلا ضرورت برہم بننے کے دعویدار ہوکر مریادا کو نشٹ کر دیتے ہیں اور واچک گیانی ہو جاتے ہیں۔ بُدھ دھرم بھی عملی طریق ضرور ہے مگر بہت کٹھن مارگ ہے۔ ایسا تیاگ اور ویراگ اس زمانہ میں پرانیوں سے نہیں ہوتا۔ سنت مت گھر میں رہ کر پرمارتھ کی کمائی کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ ظاہری تیاگ یا ظاہری تپ کے بندھن میں نہیں ڈالتا۔ آپ اس طرح خیال کیجیئے کہ لنکا کو جٹایو کا بھائی سنپاتی اُڑکر جا سکتا تھا۔ اور ہنومان جی چھلانگ مار کر سمندر کو پار کر کے پہنچ گئے۔ یہ دونوں ہنگ مارگ اور کپی مارگ کہلاتے ہیں۔ مگر یہ سنپاتی اور ہنومان ہی تک محدود ہیں۔ عام آدمی ایسا نہیں کر سکتے۔ مگر جب رام نے سمندر پر پُل باندھ دیا۔ تو پھر سب جیو جنتو آسانی سے سمندر کو پار کر گئے۔ اس کو پپیلکا مارگ کہتے ہیں۔ اور یہ عوام کے لئے ہے۔ سنت مت بھی اس نظر سے عام آدمیوں کا طریق کہا جا سکتا ہے۔ اور جس کا فیض بلا کسی تمیز اور نیچ کے سب کے لئے یکساں ہے۔ ہندو، مسلمان یہودی، عیسائی، پارسی، بودھ وغیرہ اپنا آبائی طریق ترک کئے ہوئے بغیر اس کی روحانی تعلیم سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اور اُٹھا رہے ہیں۔ یہ دُنیا کا روحانی طریق ہے۔

سوال ۵۰۔ (از لالہ برج لال صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل نریرہ) (۱) سنت ستگورو ایک وقت میں ایک ہی ہو سکتا ہے یا زیادہ؟ (۲) کیا سنت ایک سے

زیادہ ہوسکتے ہیں ؛ (۳) سنت ست گورو اور سنت میں کیا فرق ہے ؛

جواب ۔ بالعوض ایک کے یہاں تین سوال کئے گئے۔ پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ گورو یا سنت ست گورو جب ہوگا ایک ہی ہوگا ۔ اور ہر شخص کے لئے ایک ہی ست گورو کا سہارا لینا ضروری ہے "ہیکے دان ویکے ہین ویکے گورے ۔ یکے خوان ویکے چین ویکے جوئے"۔ (۲) دوسرے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ سنت پدوی اور گتی کا نام ہے ۔ ایک ہی وقت میں کئی آدمی ایک پدوی کو پا سکتے ہیں ۔اور کئی سنت ہوسکتے ہیں ۔ اُن کے درمیان امتیازی حالتیں ہونگی ۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی سنت ہو ۔ (۳) تیسرے سوال کا جواب یہ ہے ۔ سنت ست گورو اُس کو کہتے ہیں جو رُوحانی تعلیم دیتا ہو اور دوسرے سنت ممکن ہے کہ سنت گتی کو پراپت ہو کر ستگورو ہوں ؛

سوال ۵۱ ۔ (سردار ٹیک سنگھ صاحب ٹھیکیدار سنام) شبد چونکہ بہت لطیف ہے اس سے ستھول رچنا کس طرح ہوتی ہے ؛

جواب ۔ بھاپ بہت لطیف ہے ۔ اُس سے پانی ، کہر ، بادل ، شبنم ، برف پالا سب ہی ستھول شکلوں کے بن جاتے ہیں ۔ اِسی طرح لطیف شبد سے کثیف دُنیا پیدا ہو جاتی ہے ۔ یہ جتنے تتو ہوا ، آگ ، جل اور پرتھوی ہیں ۔ یہ آکاش سے بنے اور آکاش ہی کی ستھول شکلیں ہیں ۔ شبد آکاش کا گُن ، آکاش کی جان اور آکاش کا جوہر ہے ۔ اُسی سے یہ سب تتو یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے ہیں ؛

سوال ۵۲ ۔ (از ڈاکٹر بلونت سنگھ صاحب اسسٹنٹ سرجن کشمیر) ست پُرش کو کیا پڑی تھی کہ اُس نے رچنا کی اور کال پُرش کو پیدا کیا ؛

جواب ۔ ہر شئے میں ظاہر ہونے کا گُن سوبھاوک ہے ۔ یہ رچنا اسلئے اُس کے ظہور کا تماشہ ہے اور بس ؛

سوال ۵۳۔ (از لالہ رام بھارت صاحب کھڑہٹ) کس طرح دل جمعی سے کاروبار کرتے ہوئے مالک کی یاد دل میں بنی رہے؟

جواب۔ ابھیاس اور ویراگ سے رفتہ رفتہ یہ حالت آجاتی ہے اور تب آدمی "دل بایار اور دست بکار" کا مصداق بن جاتا ہے +

سوال ۵۴۔ (از پنڈت گنگا بشن صاحب ہوشیارپور) "کلجگ میں سوامی دیا بچاری + پرگٹ کرکے شبد پکاری"۔ کیا مصلحت تھی کہ پہلے شبد نہیں پرگٹ کیا گیا؟

جواب۔ شبد تو تھا۔ صرف اب پرگٹ کرکے پکارا گیا۔ پہلے اس کی تعلیم گپت ریتی سے چلی آرہی تھی۔ اب اعلان کے ساتھ اُس کی اشاعت کی گئی +

سوال ۵۵۔ (از پنڈت ہنسراج صاحب ہوشیارپور) رادھاسوامی نام کو اور ناموں پر کیوں فوقیت ہے؟

جواب۔ اور نام سُنے سنائے اوروں کے بتائے یا کتابوں کے ہیں۔ یہ نام گورو نے بخشا ہے۔ یہ اسمیں فوقیت ہے۔ "گفتۂ او گفتۂ اللہ بود"۔ رادھاسوامی مت پیرپرستی کا طریق ہے۔ اس لئے پیر کا بتایا ہوا نام عقیدہ کے موافق سب پر افضل ہے +

سوال ۵۶۔ (لالہ پھیرو رام صاحب ہوشیارپور) کیا کوئی شخص صاحب حال ایسا ہے جو موت اور حیات کو زندگی میں برابر کردے؟

جواب۔ ہم نہیں جانتے +

سوال ۵۷۔ (از لالہ نانک چند صاحب کانگڑہ) جیو ستگورو مہاراج کے چرنوں میں کیسے آتا ہے؟

جواب۔ اپنے شبھ سنکلپ کی پھُرنا۔ سنتوں کے سماگم اور مالک کی دیا سے +

۴ - ایشوَر

سوال ۵۸ - (از لالہ کانشی رام صاحب سانبلہ) پرماتما کی ہستی کی زبردست دلیل کیا ہے۔ جو معمولی آدمیوں کی بھی سمجھ میں آجائے؟

جواب - قدرت کے کاروبار میں تین باتیں ہیں۔ اول ارادہ، دوسری کاریگری تیسری سمجھ بُوجھ۔ کسی چیز کو بھی دیکھو۔ ان سے کوئی خالی نہ ملے گی۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس دُنیا کا بنانے والا ضرور کوئی ہے۔ یہ خود ہی نہیں بن گئی ہے ہاتھی کی سُونڈ، اُونٹ کی گردن وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنانے والے نے پہلے ہی سے سوچ لیا تھا۔ کہ اگر ہاتھی کی گردن چھوٹی اور موٹی بنائی جاوے۔ تو غذا حاصل کرنے کے لئے اُس کو سُونڈ عطا کی جاوے۔ اسی طرح اُونٹ کی لمبی ٹانگوں کی وجہ سے اُس کی لمبی گردن سمجھ بوجھ کر بنائی گئی۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ الغرض آپ اگر کسی چیز کو بھی لے لو۔ تو یہ تین باتیں تُم کو ہر جگہ نظر آئیں گی۔ اور ان سے قادرِ مطلق اور علیم فہیم پرماتما کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے۔

۵ - سرشٹی

سوال ۵۹ - (از منشی سُورج پرشاد صاحب حیدرآباد و ٹھاکر لُوچن سنگھ صاحب صوبیدار بنوں) دُنیا کی اُتپتی کس کارن سے ہوئی ہے؟

جواب - یہ سوال واضح نہیں ہے۔ اس کی دو صُورتیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی صُورت تو یہ ہوگی کہ دُنیا کے پیدا ہونے کا باعث اور سبب کیا ہے؟ یعنی کس علّت یا کارن سے یہ پیدا ہوئی۔ دُوسری صُورت یہ ہوگی کہ اس کے پیدا ہونے

کی غرض کیا ہے؛ پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ دُنیا کا اصلی کارن برہمہ ہے۔ جس طرح مکڑی اپنے اندر سے جالا نکال کر تنتی رہتی ہے۔ ویسے ہی یہ جگت برہمہ سے پیدا ہوتا رہتا ہے۔ برہمہ یا ایشور ہی اس کا کارن ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ برہمہ یا ایشور سے جگت کا پیدا ہو ہو کر مٹتے رہنا سوبھاوک ہے۔ یہ یُوں ہی ہوتا رہتا ہے اور ایشور کسی ذاتی غرض سے جگت کو نہیں رچتا۔

سوال ۶۰۔ (از بی۔ ایل۔ جین صاحب امروہہ) روح کب سے اور کیوں کسی نہ کسی جسم سے اپنا تعلق پیدا کرتی اور توڑتی رہتی ہے۔ یہ سلسلہ کب تک رہیگا۔ اور کب جا کر ختم ہوگا؟

جواب۔ یہ سلسلہ اناوی ہے۔ اور اس لئے اس کی ابتدا کا نہ تو کوئی وقت قایم کیا جا سکتا اور نہ بتایا جا سکتا ہے۔ اب رہا جسم کے تعلق کے چھوٹنے کا مضمون یہ اُس وقت ہوگا۔ جب رُوح اپنا اور جسم کا رُوپ سمجھ کر اپنی اصلی ذات کی طرف متوجہ ہوگی۔ اور اسی کا نام مُکتی ہے۔

سوال ۶۱۔ (از لالہ نانک چند صاحب بھیرہ) دُنیا کی ابتدا کیسے ہوئی؟

جواب۔ دُنیا کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے۔ یہ سلسلہ ہمیشہ سے ایسا ہی چلا آتا ہے۔ اور ایسا ہی جاری رہے گا۔ جیسے اس کی ابتدا نہیں ہے۔ ویسے ہی اس کی انتہا بھی نہیں ہے۔

۶۔ اوتار

سوال ۶۲۔ (از لالہ فقیر چند صاحب لائلپور) جب برہمہ پرسرام جی کے قالب انسانی میں ظہور پذیر ہوئے۔ تو اُسی وقت رام چندر جی کے قالب میں کیسے آئے۔ ایک ہی وقت میں دو اوتار کیسے؟

جواب ۔ اوتار تین طرح کے ہوتے ہیں۔ پورے ۔ ادھورے اور اوستھا اوستھا اوتار میں وشنو کی چھایا مار کسی خاص شخصیت میں رہتی ہے ۔ اور جب وہ چھایا یا اثر جاتا رہتا ہے ۔ تو پھر وہ شخصیت اوتار نہیں کہلاتی حیثیت پرس رام جی کی تھی ۔ جب متھلا دیس میں انہوں نے سری رامچندر جی کو اپنا دھنش دے دیا ۔ تو وہ وشنو کا اثر جو پرس رام جی میں تھا ۔ رام چندر جی کی طرف رجوع کر گیا ۔ اور وہ پھر اوتار نہیں رہے ۔ کرشن جی پورے اوتار تھے ۔ اُن کے بھائی بلرام جی ادھورے اوتار تھے ۔ یہی حال ارجن کا بھی تھا ۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی اوتار ہو ۔ ایک ایک وقت میں کئی کئی اوتار بھی ہوتے ہیں ۔ اور انکا شمار کون کر سکتا ہے ۔ پرانوں میں صرف خاص خاص اوتاروں کا بیان آیا ہے ۔

سوال ۴۳ ۔ راز لالہ کندن لال صاحب بھمبری (جب ایشور راون کو یوں ہی مار سکتا تھا ۔ تو پھر شری رامچندر جی کی صورت میں آ کر مارنے کی کیا ضرورت تھی ؟

جواب ۔ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص کسی طرح پر مرتا ہے ۔ کوئی کسی طرح پر ۔ کسی کی موت ہیضہ کی وجہ سے آئی ۔ کسی کی چیچک کے سبب سے ۔ پس اگر کوئی شخص یہ سوال کرے ۔ کہ موت فلاں شخص کو یوں ہی مار سکتی تھی ہیضہ اور طاعون خواہ چیچک کی صورت اختیار کرنے کی اس کو کیا ضرورت تھی ۔ تو اس کے سوال کا کوئی کیا جواب دے گا ۔ دنیا میں ہر شخص کی زندگی کے حالات اور واقعات جداگانہ ہوتے ہیں ۔ اور اس لئے اُن کی موت اور زندگیاں بھی مختلف قسم کی ہوتی ہیں ۔ راون کے اس طرح پر مارے جانے کا سبب رامائن میں بیان کیا گیا ہے ۔ اس کو بغور پڑھ لیجئے ۔ اور یہ سوال خود بخود حل ہو جائیگا ۔ راون کی خود خواہش تھی کہ وہ وشنو کے ہاتھ سے مارا جائے اور چونکہ اُس کا یہ خیال بہت مضبوط ہو گیا تھا ۔ اس لئے وشنو کو رام کی صورت میں آ کر

اُس کو مارنا پڑا۔ جو شخص ایشور سے جو مراد جس شکل میں مانگتا ہے۔ ایشور اُسی شکل میں
اُس کی مُراد کو پُوری کرتا ہے ؞

سوال ۶۴۔ (از ڈاکٹر ٹیک چند صاحب کانپور) جب شری رام چندر جی نے سب
پر مہربانی کی تو سکھین وید پر کیوں نہیں ظاہر کی؟

جواب۔ یہ کون کہتا ہے کہ وہ سکھین وید سے ناراض تھے۔ اگر مہربان نہ
ہوتے تو اُس کو بُلا کر لکشمن جی کا اُس کے ہاتھوں علاج کیوں کراتے!

سوال ۶۵۔ (از لالہ دیوی دیال صاحب کانگڑہ) راون پہلے جنم میں دھارمک راجہ
تھا۔ ایک کپٹی فقیر کے دھوکے میں آ کر دوسرے جنم میں راون بنا۔ اُس بیچارہ کا کیا قصور تھا؟

جواب۔ راون پہلے جنم میں وشنو بھگوان کا دوارپال تھا۔ اُس نے رشی کے
ساتھ بدسلوکی کی جس نے راکشس ہونے کی بددعا دی تھی۔ پس اُس کا پاپ وہاں سے
چلتا ہے۔ بیچ میں وہ دھرماتما راجہ ہو کر دھرم کے سکھ کا پھل بھوگتا رہا۔ اور جب
پُنیہ پھل دے کر گُپت ہو گئے۔ پاپ پھل دینے پر آئے۔ تب ویسا سنجوگ ہو گیا اور
وہ راکشس کی شکل میں پیدا ہوا۔ اس میں ایشور کے کام پر کیا حرف آتا ہے؟

سوال ۶۶۔ (از لالہ شیو ناتھ صاحب کشمیر) میترے جی جگت کے اُدھار کے
لئے کب آویں گے؟ اور ہم اُن کو کس طرح پہچانیں گے؟ یہ بھاگوت کی
پیشینگوئی ہے؟

جواب۔ بھگوان سِدھارتھ بُدھ نے دُوسرے بُدھ میترے جی کے آنے
کی پیشینگوئی پانچ ہزار برس بعد کی تھی۔ اُن میں سے کئی ہزار برس گزر گئے ہیں
اور کئی ہزار برس باقی رہے ہیں۔ میترے جی پریم کے ظہور ہونگے۔ وہ اپنے
آچار اور دیا بھاؤ سے پہچانے جائیں گے؞

سوال ۶۷۔ (از ڈاکٹر امر چند صاحب برہما) وشنو کی ست کی دھار اور برہمہ کی

وشیش دھارہیں ہیں۔ جو اس مایا دیش میں رام اور کرشن کی صورت میں آئی۔ کیا بھید ہے:-

جواب۔ برہم ہی کی صورتیں برہما، وشنو اور مہیش ہیں۔ اور تین الگ الگ قدرتی فرائض انجام دینے کی وجہ سے تین ناموں سے نامزد کئے گئے ہیں۔ اس لئے اگر رام یا کرشن کو کوئی وشنو کا اوتار یا برہم کا اوتار کہتا ہے تو اس میں بھید نہیں ہوتا۔ کیونکہ اصلیت وشنو کی برہم ہی ہے۔

سوال ۶۸۔ (از لالہ رام چند صاحب دھاری وال) کیا وہ برہم بغیر اوتار لئے ہوئے کام نہیں کر سکتا؟

جواب۔ جو کچھ ہے وہ برہم ہی کا ظہور ہے۔ برہم کے علاوہ اور کیا ہے؟ اوتار کچھ ایک دوطرح کے تو نہیں ہیں۔ "نانا بھانتی رام اوتارا۔ رامائن شت کوٹی اپارا۔" ہاں جب وشیش شکتی کے ساتھ وہ دھار آتی ہے۔ تو اسی کو اوتار کہتے ہیں۔ اور خاص خاص موقعوں پر خاص طور پر اس وشیش دھار کو آنا ہوتا ہے اور بغیر اس کے اُترے ہوئے حقیقت میں کام نہیں ہو سکتا۔ دور کیوں جائیے اپنے من کے کاروبار کو اپنے جسم میں دیکھئے۔ یوں تو ہر اندریوں کے مقام پر من ہی اُترا ہوا کام کر رہا ہے۔ مگر ضرورت کے وقت اس کی خاص دھار کو کسی خاص اندری کے ستھان پر آنا پڑتا ہے۔ پنڈ اور برہمنڈ میں ایک ہی اصول کام کرتا ہے۔

(۷) سناتن دھرم

سوال ۶۹۔ (از بابو مہادیو پرشاد صاحب وکیل مرزا پور) سناتن دھرم کیا ہے اور اس کا آدرش کیا ہے؟

جواب۔ سناتن قدیم کو کہتے ہیں۔ دھرم نام ہے دھارن کرنے کے اصُول کا۔ جس طریق میں پرورتی اور نورتی دونوں قسم کی تعلیم مکمّل اور مفصّل پیرایہ میں ہو۔ اور جس میں وید، برن اور آشرم وغیرہ کے لوپک کا دھیان مدِّ نظر رکھا جائے اور جو پرورتی میں بھی نورتی کے سادھن کو بتاتا ہُوا برہمہ اور ادوّیت پد کو اپنا معراج بنائے۔ اُسی کو سناتن دھرم کہتے ہیں ؛

سوال ۷۰ (از ڈاکٹر ٹھاکر رام صاحب شرما) سناتن دھرمی ہندو کے لئے شاریرک مانسک اور آتمک اُنتی کی درشٹی سے کن کن اُصول کی پابندی لازمی ہے؟

جواب۔ دھرتی (دھیرج) کشما (معاف کرنا) دم (من پر قابو رکھنا) استیہ (حق وحلال کی کمائی) شوچ (پاکیزگی)۔ اندریہ نگرہ (اندریوں کا قابو میں رکھنا)۔ دھی (عقل) وِدّیا (علم) ستیہ (سچائی)۔ اکرودھ (غصّہ نہ کرنا) ان دس اُصول کی پابندی کرنے سے سناتن دھرمی ہندو کی شاریرک مانسک اور آتمک اُنتی ہو سکتی ہے ؛

سوال ۷۱ (از لالہ سُورج بخش صاحب انسپکٹر الور) ویدک یگیہ وغیرہ سے قدیم زمانہ میں کیا مطلب تھا؟ اور آیا اس زمانہ میں بھی وہ قابلِ عمل درآمد ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب۔ یگیہ سنسکرت لفظ 'یج' (پُوجا کرنے) سے نکلا ہے۔ یہ حقیقت میں اُس رسمی عبادت کا نام ہے۔ جس میں قربانی کی جاتی تھی۔ یگیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔ اور قربانی دونوں ہی میں کرنی پڑتی ہے۔ ظاہری یگیہ اور ہون وہ جو اکثر اب بھی پنڈت وغیرہ تقریب وغیرہ کے موقعوں پر کرتے رہتے ہیں۔ اور اُن میں آہوتی کی قربانیاں دی جاتی ہیں۔ باطنی یگیہ۔ دلی تپ یا یوگا بھیاس کے عمل و شغل سے مُراد ہے۔ جس میں خیال کی آہوتی دے دے کر دل کو روشن کیا جاتا ہے۔ ظاہری یگیہ سے ظاہری مُراد بر آتی ہے۔ آب و ہوا پاک صاف ہو جاتی ہے۔

اور پانی وغیرہ برسایا جا سکتا ہے۔ باطنی یگیہ سے وہی باطنی اور دلی مفاد کا امکان ہے۔ جس کا جی چاہے وہ اُن کو کرے۔ مگر ضرورت ہے کہ اُن کی اصلی ترکیب سے پہلے واقفیت پیدا کر لی جائے۔

سوال ۲۷۔ (از ٹھاکر نرائن سنگھ صاحب ورالہ و لالہ دولت رام صاحب اودھم پور) مرتک شریر کا شرادھ ترپن پنڈ دان کس طرح جائز اور درست ہے۔ اور آیا وہ مُردوں کو پہنچتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ ساری بات وشواش اور عقیدہ کی ہے۔ جن کو ایسا وشواس ہے۔ اُن کا سنسکار ویسا ہی ہونا چاہیئے۔ ورنہ اُن کی رُوح کو تکلیف ہوگی۔ اور مُردوں کے عقیدوں کے موافق اُن کو سب باتوں کا نفع ضرور پہنچتا ہے۔ خیال میں بہت بڑی طاقت ہے۔

جنم مرن موکش وغیرہ

سوال ۴۳۔ (از منشی شیو نرائن صاحب سکسینہ) مرنے کے بعد جیو کہاں جاتا ہے؟

جواب۔ اگر جیو میں بدی ہے تو وہ نرک میں اور اگر نیکی ہے تو سورگ میں جاتا ہے۔ اور اگر نیکی بدی سے آزاد ہو کر آتم گیتی کو پا گیا ہے تو برہم پد میں جاتا ہے۔

سوال ۴۴۔ (از منشی شیو نرائن صاحب سکسینہ) اگر دوسرا جنم ہوتا ہے تو پہلے جنم کی باتیں یاد کیوں نہیں رہتیں؟

جواب۔ کیونکہ ایک قسم کے سنکلپوں کا سلسلہ دوسروں کو دبا دیتا ہے ضائع تو وہ بھی نہیں جاتا۔ دبا رہتا ہے۔ یوگیوں کی نسبت خیال ہے کہ وہ اپنے اندر غور

کرنے سے جنم جنمانتر کا حال جان سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر آدمی کا انتہ کرن شدھ ہے تو وہ اپنی موجودہ حالت پر غور کرنے سے پہلے جنموں کا پتہ پا سکتا ہے ÷

سوال ۷۵۔ (از لالہ جگت نراین صاحب بیجا) موکش میعادی ہوتی ہے یا ہمیشہ کی؟

جواب۔ اگر وہ میعادی ہے تو پھر موکش نہ کہو۔ ایسی موکش تو ہم سب کو نیند کی حالت میں روزانہ ملا کرتی ہے۔ موکش کے معنی حقیقت میں اہنکار اور باسنا کے چھوٹنے کے ہیں۔ جب اہنکار اور باسنا من سے جاتے رہے تو پھر پھنساؤ کیسے رہے گا۔ اور اسی پھنساؤ کی حالت کا ہمیشہ کیلئے دور ہو جانا مکتی کہلاتا ہے ÷

سوال ۷۶۔ (از مسٹر پی۔ آر صاحب ورما تلام) مکت آتما شریر تیاگ کرنے کے بعد کہاں نواس کرتا ہے؟

جواب۔ دیش کال اور وستو یہی تو بندھن کے سامان ہیں۔ "کہاں" کا لفظ دیش کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے۔ جب مکتی ہو گئی تو پھر دیش کا کال اور وستو کی کلپت اوستھا کا ناش ہو جاتا ہے۔ اندریں کہاں کیسے اور کب کا سوال مٹ جاتا ہے۔ مکت آتما نربندھ اور نراستھانی ہوتا ہے۔ اس نراستھانی اوستھا کو کوئی ست لوک، کوئی نروان پد، کوئی کیولیہ کہتا ہے ÷

۹۔ متفرقات

سوال ۷۷۔ (سائل صاحب نام لکھنا بھول گئے) کیا کوئی ذات کی کنہہ تک پہنچ سکتا ہے اور اس کے وسائل کیا ہیں؟

جواب۔ ذات کا بھید پانا مشکل ہے۔ من اور بانی کی وہاں تک رسائی نہیں

ہے۔ اور چونکہ یہی ذات ہمارا رُوپ اور ہماری اصلیت ہے۔ اپنے رُوپ کا دیکھنا اور جاننا بھی آسان نہیں ہے۔ آنکھ سب کو دیکھتی ہے مگر اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی۔ آنکھ اور رُوپ کے دیکھنے کے لئے جس طرح آئینہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور اُسی کے عکس کے دیکھنے سے اپنے رُوپ کا گیان ہوتا ہے۔ اُسی طرح یہ جگت بھی رُوپ کا عکس ہی ہے۔ اِس پر وچار کرتے رہنے اور گرنتھ ابھیاس کے بڑھنے سے ذات کے کُنہہ تک کسی قدر رسائی ممکن ہے۔ اور یہی اُس کے وسائل ہیں۔ صاحبدلوں کی صحبت گیان کے وچار اور یوگ کے ابھیاس وغیرہ کا کرنا ہی اس کے ساکشاتکار کے ذریعے ہیں ؛

سوال ۸۰ (از لالہ چنولی مل صاحب پُونا)۔ (۱) میں کون ہوں اور کیا ہوں؟ (۲) اور مجھ میں ایشور انوراگ کیوں نہیں پیدا ہوتا؟ (۳) اور کس سبب سے سنسار اور موت کا ڈر لگا رہتا ہے۔ (۴) خُدا سے ملنے کی سہل ترکیب کیا ہے؟

جواب۔ ایک کے عوض میں چار سوال کئے گئے۔ خیر۔ جواب سُنئے۔ (۱) آپ سچدانند ہو۔ اور ست چت آنند کی مُورتی ہو۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ زندگی علم اور سرُور کے رُوپ بنے ہوئے انہیں کے اُدھیڑ بُن میں ہمیشہ رہتے ہو اور کبھی بھُول کر بھی موت، اگیان اور دُکھ کی چاہ نہیں اُٹھاتے۔ (۲) آپ میں ایشور کا انوراگ تو ہے مگر بھرم کی وجہ سے اُس کی سمجھ نہیں ہے۔ ایشور سچدانند ہے۔ آپ کو اسی کی خواہش ہے۔ خواہش ہی کا نام انوراگ ہے۔ بھرم کے سبب سے اس کی وضاحت نہیں ہوئی۔ (۳) دُنیا اور موت کا خوف بھی صرف بھرم کی وجہ سے ہے۔ دوسرا کوئی سبب نہیں ہے۔ غلط اور باطل خیال سے دل کو خواہ مخواہ بھرا رکھنا نادانی ہے (۴) کسی صاحبدل کی محبت، سُرت شبد یوگ کا ابھیاس، وچار اور ویراگ یہی خدارسی کے یقینی وسیلے ہیں ؛

سوال ۷۹۔ (از لالہ نندکشور صاحب کلاوٹی) وہ درخت کون ہے۔ جس کی جڑ نہیں۔ اور جس میں پھل پھول نظر آتے ہیں۔

جواب۔ وہ درخت برہم ہے۔ اس کی اور کوئی جڑ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سب کی جڑ اور آدھار ہے۔ اور یہ جگت روپی پھل پھول اس میں بھاستے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

سوال ۸۰۔ (از ٹھاکر نراین سنگھ صاحب حیدرآباد) یہ مسلمہ ہے کہ انسانی انانیت مرکب ہے۔ اس لئے کسی اوستھا میں جو انبھو ہوگا۔ وہ مایا کے باہر نہیں ہوگا۔ اگر ہو سکتا ہے تو کس طرح؟

جواب۔ انسانی انانیت مرکب ضرور ہے مفرد نہیں ہے لیکن یہ مرکب اور مفرد بنا خیالی اور وہمی ہے۔ اور مغایرت کے بھرم سے پیدا ہوا ہے۔ انانیت خود جزو پسندی کی شان ہے اور یہ علیحدگی فرضی اور خیالی ہے۔ غلط خیال کا دفعیہ اس کے ضد خیال سے کیا جاسکتا ہے۔ وہی تو یہ بھی ہوگا۔ اور وہم کی دوا بھی وہم کے سوا دوسری نہیں ہے۔ اس لئے اس انانیت کے مغایرت کے خیال کو گل۔ وحدت اور اتصال کے خیال سے دور اور دفعہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ کوشش اور کوشش کے نتیجے بھی مایا ہی کے طبقہ میں ہونگے۔ کیونکہ مایا اور کوئی چیز نہیں ہے صرف دوپنے کا نام مایا ہے۔ جب وہم اس طرح دور ہو جائے گا۔ تو جو حالت پیدا ہوگی وہ مایاوی نہ ہوگی۔ کیونکہ دوئی اب وہاں نہیں رہی۔ اس کے سوا جس کو مایا کہا جاتا ہے۔ وہ بھی برہم یعنی ذات مطلق سے باہر نہیں ہے۔ برہم بنا ہی مایا ہے برہم کو برہم پنے سے جدا سمجھنا ہی مایا ہے۔ اور یہ بھول ہے اسلئے جب نگاہ عمل شغل یا وچار کرتے ہوئے اوپر کی طرف چلی جاتی ہے تب آپ ہی آپ پرکاش ہو جاتا ہے۔ جواب بھی موجود ہے۔ یہ جواب آپ کو ویدانت کی نظر سے دیا گیا ہے۔

سوال ۸۱۔ (از لالہ لکشمی نرائن صاحب پلیڈر کانگڑہ) حقیقت اور اصلیت کے بارہ میں یہ کہنا کہ "وہ جو ہے سو ہے" تحقیقات کو ادھورا چھوڑنا ہے ؟

جواب۔ اس سوال کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تحقیقات کرنا موقوف کر دیا جائے۔ تحقیقات جس قدر جی چاہے برابر کی جائے۔ اور جب تحقیقات کے تمام مرحلے طے ہو جائیں گے۔ تب اُس وقت یہ انبھو ہوگا۔ کہ "وہ جو ہے سو ہے"۔ اس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نہ ایک ہے نہ دو ہے۔ نہ سرخ ہے نہ سفید ہے نہ یہ ہے نہ وہ ہے۔ بلکہ ایک ہستی محض ہے۔ جس کا اظہار لفظوں سے یا خیال سے نہیں کیا جا سکتا ؟

سوال ۸۲۔ (از لالہ ٹھاکر داس صاحب ڈیرہ جارہ) واہ گورو پد کا ارتھ کیا ہے؟ نانک صاحب کا اس سے کیا مطلب تھا؟ اور شاستر کے موافق کیا ہے؛

جواب۔ "واہ گورو پد" کا مطلب گورو کی تعریف ہے۔ اور نانک صاحب کی غرض یہ تھی کہ جب زبان سے نکلے یہی شبد نکلے۔ تا کہ گورو کی ذات کا ہر وقت سمرن ہوتا رہے۔ اور انسان بھگتی بھاؤ کا بھاجن آسانی سے ہوتا جائے۔ شاستر بھی اسی طرح سمرن کی بدھی پر زور دیتا ہے۔ سانس سانس پر رام کہو برتھا جنم مت کھوئے کا جانے اس سانس کا آون ہوئے نہ ہوئے۔ شاستروں میں واہ گورو کا شبد اس صورت میں نہیں ہے"۔

سوال ۸۳۔ (از منشی بارہ لال صاحب رُوڑکی) ویدوں کو سناتن دھرمی اور آریہ سماجی اور سنت مت والے سبھی مانتے ہیں۔ پھر کیا سبب ہے کہ سناتنی اور آریہ سماجیوں میں اس قدر اختلافات ہیں؟

جواب۔ سُورج کو دیکھتے تو سب ہی ہیں مگر نظر کے قصور اور کمی بیشی کی وجہ سے وہ سُورج سب کو مختلف رُوپ میں نظر آتا ہے۔ دیش۔ کال۔ وستو۔ گُن،

کرم، سوبھاؤ اور سماج کی دشا کی وجہ سے یہ اختلاف ہوتے ہیں اور ہمیشہ ہی
رہیں گے۔ دُنیا خود اختلافات کی جگہ ہے۔ اس کے اختلافات کا مٹانا انسانی طاقت
سے محال ہے۔ جب دو آدمی کسی ایک معاملہ کی نسبت مختلف رائے نہیں رکھتے
تو مت متانتر یا وید اور ایشور اور گورو کے بارہ میں کیوں اختلاف رائے کا امکان
نہ ہوگا۔ اسنسار میں دیکھئے کسی ایک پھل کو برتتے تو سب ہیں مگر سب کے ذائقہ
اور پسند میں اختلاف ہوتا ہے۔ کسی کو کوئی چیز زیادہ پیاری اور میٹھی معلوم ہوتی
ہے۔ کسی کو اور طرح پرتیت ہوتی ہے۔ اسی طرح سناتنی اور آریوں کے درمیان
ویدوں کی نسبت اختلافات ہیں۔ رشی ویدوں کو ہمیشہ سے کام دھینو یا چنتامنی
کہتے آئے ہیں۔ ہر خیال کے لوگ اپنے اپنے سنکلپ کے مضمون اُن سے نکال لیتے
ہیں اور جس کا جیسا نقطۂ نگاہ ہے اُس کو وہ ویسا ہی بھاستے ہیں۔

سوال ۸۴۔ (از لالہ کرم چند صاحب لائلپور) "دل را بدل رہے است" کا مسئلہ
کہاں تک سچ ہے؟

جواب۔ جہاں تک آپ اس کو سچ سمجھتے ہیں، وہاں تک وہ سچ ہے اور
جہاں تک آپ اُس کو غلط مانتے ہیں۔ وہاں تک وہ غلط ہے۔ ساری بات اپنے سچے
یقین اور خیال کی پختگی پر موقوف ہے۔ اگر آپ کسی کو چاہتے ہیں اور وہ آپ کو
نہیں چاہتا تو اس سے یہ نتیجہ نکال لیجئے کہ آپ کے دل میں چور ہے۔ اور
جس طرح آپ کو چاہ کرنی چاہئے تھی۔ اُس میں کمی ہے اور اس کمی کا عکس دوسرے
کے دل میں کھٹکتا ہے۔ اور کھٹکا پیدا کرتا ہے۔ اس سے وہ مخاطب نہیں ہوتا
مگر یہ بات اس قدر لطیف ہے کہ ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا۔ صرف اپنے دل کے
خیالات پر غور کرنے سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

سوال ۸۵۔ (از لالہ چیتن داس صاحب سیوی) "مگ سودھو۔ یدھ...